تلاش

ایم۔اے راحت

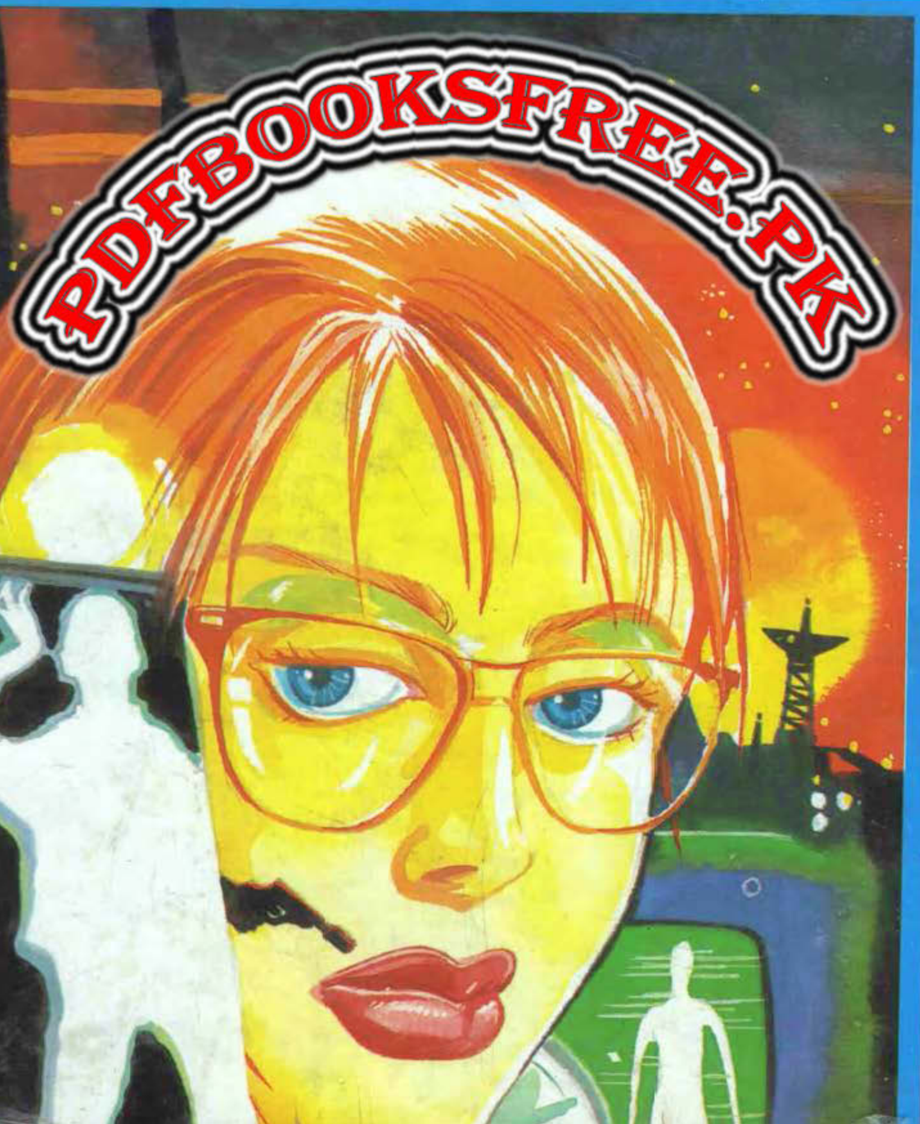

PDFBOOKSFREE.PK

تلاش 2

ایم اے راحت

MAQBOOL ACADEMY

مقبول اکیڈمی سرکلر روڈ چوک اردو بازار لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوسرے دن میں نک سک سے درست ہوا۔ خوبصورت لباس پہنا۔ جیری ہاش کے یہ الفاظ مجھے یاد تھے کہ "معاملہ ایک لڑکی کا ہے اور اگر ممکن ہو سکے تو مجھے اسے اپنے جال میں پھانسنا چاہیے۔"

حالانکہ یہ ایک مشکل کام تھا لیکن پھر بھی کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ میں نے تمام تیاریاں کر لیں، اپنے وہ کاغذات بھی ساتھ رکھے جو اس وقت میرے لیے ضروری تھے اور اسکے بعد ذہن میں وہ پتا دہرایا جو جیری ہاش نے مجھے بتایا تھا۔ ٹیکسی مجھے جاپان کے شہر ٹوکیو کے ایک خوبصورت علاقے میں لے گئی جہاں سبزہ زار جھکے ہوئے تھے، حسین مکانات خال خال بنے ہوئے تھے لیکن اس قدر گھنے درختوں کے درمیان کہ رہنے والے کو زندگی کا لطف آ جاتا ہوگا۔ جس مکان کا مجھے نمبر دیا گیا تھا وہ نواحی علاقے میں تھا۔ اس کے اطراف میں انتہائی گھنا باغ تھا جس پر جنگل کا گمان ہوتا تھا اور یہ باغ اس خوبصورت مکان کا احاطہ کیے ہوا تھا۔ باہر ایک بڑا سا گیٹ لگا ہوا تھا۔ اس کے بعد اندر کا علاقہ تھا۔ بڑے گیٹ پر ایک ملازم موجود تھا۔ جو شاید جاپانی نژاد نہیں تھا۔ بلکہ جاپان کے اطراف کا باشندہ مثلاً کورین یا پھر شاید نیپالی، اس کے خدوخال اسی کا اظہار کرتے تھے۔ حالانکہ ان اطراف میں عموماً صورتیں یکساں ہی ہوتی تھیں لیکن اس شخص کا انداز یہ بتاتا تھا کہ یہ خالص جاپانی نہیں ہے۔ اس نے اپنی چھوٹی چھوٹی کیچڑ زدہ آنکھوں سے مجھے دیکھا تو میں نے کہا۔

"میں اندر جانا چاہتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”کیوں؟“ اس نے مشکوک نگاہوں سے مجھے دیکھ کر کہا۔

”جاؤ اطلاع دو میں آیا ہوں۔“ میں نے کرخت لہجے میں کہا اور وہ عجیب سے انداز میں میری صورت دیکھنے لگا پھر شاید اس کی سمجھ میں ہی نہیں آیا کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے غصیلے انداز میں اسے شانوں سے پکڑ کر ایک طرف کیا اور اندر داخل ہو گیا۔ میں نے اپنی رفتار خود بخود کافی تیز رکھی تھی اور وہ چوکیدار قسم کا آدمی مسلسل میرا تعاقب کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ میں عمارت کے دروازے پر پہنچ گیا اور پھر میں نے دروازے پر کھڑے ہو کر اس سے کہا۔

”میں پوچھتا ہوں آخر تم کیوں میرے پیچھے پیچھے لگے چلے آ رہے ہو۔ اصولی طور پر تو تمہیں اندر جا کر میری آمد کے بارے میں اطلاع دینی چاہیے۔“

وہ شاید انگریزی زبان بہتر طور پر نہیں سمجھ سکتا تھا اسی لیے نروس نظر آ رہا تھا لیکن میری یہ کوشش کارگر ہوئی اچانک ہی دروازہ کھلا تھا اور پھر دروازے کے دوسری جانب سے جو شکل برآمد ہوئی تھی اسے دیکھ کر میں بھی ایک لمحے کے لیے چکرا کر رہ گیا میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس دروازے سے باہر آنے والی لڑکی میری ہم سفر یاشا ہو گی۔ وہ یاشا ہی تھی جس نے جہاز میں میرے ساتھ سفر کیا تھا کچھ لمحوں کے لیے میرا ذہن بری طرح الجھ کر رہ گیا یہ لڑکی یہاں، کیا یہی مسٹر ایراسا کی بیٹی ہے۔ یاشا نے بھی مجھے دیکھ کر حیرت سے پلکیں جھپکائی تھیں اس وقت وہ ایک خوبصورت لباس میں ملبوس پہلے سے بھی زیادہ حسین نظر آ رہی تھی۔ خاص طور سے اس کے چہرے پر حیرت کے نقوش کچھ اس قدر جاذب نگاہ لگ رہے تھے کہ میں اسے دیکھتا رہ گیا، تب ہی اس کی مسرور سی چیخ ابھری؟

”تم۔ مسٹر لائن ہارٹ، کیا واقعی یہ تم ہو؟“ اس نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا اور میں خود حیرت سے اسے دیکھنے لگا اس وقت میرے چہرے پر کوئی مصنوعی تاثر نہیں تھا بلکہ وہ قدرتی حیرت تھی جو میری آنکھوں میں ابھر آئی تھی۔

”یاشا۔“ میں نے خود بھی متحیرانہ انداز میں کہا اور یاشا اس چوکیدار سے جاپانی زبان میں کچھ کہنے لگی جواب بھی احمقوں کی طرح پلکیں جھپکائے ہم دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ چوکیدار تیز قدموں سے چلتا ہوا واپس اپنی جگہ پر پہنچ گیا تھا۔ یاشا نے کہا۔

”آؤ۔ مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ میں نے تمہیں اپنا پتا نہیں بتایا تھا۔ آؤ پلیز کم ان

اندر آ جاؤ۔“ اس نے راستہ چھوڑتے ہوئے کہا اور میں مسکراتا ہوا اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا نہ جانے کیوں ایک ہلکی سی خوشی کا احساس بھی ہو رہا تھا اور شاید دل میں تھوڑے سے تردد کا احساس بھی بیدار ہو گیا تھا کیونکہ بہر طور وہ لڑکی مجھے پسند آئی تھی لیکن وہ یہاں ہو گی اور اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو ایراسا کی بیٹی ہو گی، یہ بات میں نے نہیں سوچی تھی، بہرحال وہ مجھے ایک خوبصورت سے ڈرائنگ روم میں لے گئی جو جاپانی طرز پر سجا ہوا تھا اور خاصی نفاست کا آئینہ دار تھا۔

”بیٹھو۔“ اس نے کہا اور میں بیٹھ گیا وہ تحیر زدہ انداز میں میرے سامنے بیٹھ گئی۔

”مجھے یہ بتاؤ کہ آخر تم یہاں کیسے پہنچے؟“ جواب میں میں نے اپنی جیب سے چھوٹی سی نوٹ بک نکال کر اس کے سامنے کر دی جس پر میں نے تازہ تازہ کام کیا تھا اور ٹوکیو کے بہت سے پتے لکھے ہوئے تھے۔ میں نے اس پر لکھے ہوئے ایک پتے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اسے دیکھو۔“ وہ میرے نشان کیے ہوئے پتے کو دیکھنے لگی اور پھر بے اختیار ہنس پڑی۔

”یہ تو کوئی اور ہی جگہ ہے، نیونو کا سونا اور تم نیونو کا سونا کے بجائے یہاں اس جگہ چلے آئے، یہ اولڈ نو کا سونا ہے اور دونوں جگہ پر مکانات کے ایک ہی نمبر ہیں لیکن نیونو کا سونا یہاں سے کوئی بیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔“ میں نے ایک قہقہہ لگایا اور بولا۔

”راستے میں، میں نے تم سے کہا تھا نا کہ یہاں میری کچھ ایسی دوست ہیں جن سے میری قلمی دوستی تھی، یعنی ہم ایک دوسرے کو خط لکھا کرتے تھے یوشی ایلا بھی ایسی ہی ایک دوست ہے۔ میری لیکن اب مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ یہاں کوئی نیونو کا سونا بھی ہے، ٹیکسی ڈرائیور نے مجھے میرے بتائے ہوئے پتے پر یہاں پہنچا دیا اور تقدیر کہ وہ مجھے تمہارے پاس لے آئی۔“

”چلو ٹھیک ہے میں تمہاری قلمی دوست نا سہی لیکن تھوڑی سی دوست تو ہوں۔“

”میں معذرت خواہ ہوں کہ تمہیں پریشان ہونا پڑا۔“

”ارے۔ بھلا میں کیا پریشان ہوئی بلکہ شاید تمہیں یقین نہ آئے کہ تمہاری آمد سے مجھے ایک انوکھی خوشی کا احساس ہوا ہے۔“

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اصولی طور پر تو مجھے تم سے معذرت طلب کر کے واپس چلے جانا چاہیے۔"

"یہ کون سا اصول ہے۔" اس نے کہا اور ہنس پڑی۔

"کیوں کہ حقیقت ہے مجھے بتاؤ کسی کا آ جانا کسی کے لیے اتنا نقصان دہ تو نہیں ہوتا یہ دوسری بات ہے کہ میں ذہنی طور پر بہت مضطرب ہوں۔"

"کیوں۔ خیریت؟ تم اطمینان سے بیٹھو میں تمہارے لیے کچھ تیار کراتی ہوں۔"

"پلیز یہ تکلف نہ کرو۔"

"پلیز یہ تکلف تم نہ کرو۔" اس نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ جب وہ باہر نکل گئی تو میں حیرانی سے اس دلچسپ اتفاق پر غور کرنے لگا لیکن یہ اتفاق میرے لیے کارآمد بھی تھا میں یہ سوچنے لگا کہ اب مجھے کس طرح اس پری کو شیشے میں اتارنا چاہیے ویسے سچی بات یہ ہے کہ دوران سفر میرے دل میں اس کے لیے کوئی تصور نہیں پیدا ہوا تھا لیکن اب تو ضرورت آ پڑی تھی، وہ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئی اور میرے سامنے بیٹھ گئی۔

"میں ایک خوشگوار کیفیت محسوس کر رہی ہوں۔ تم کون سے ہوٹل میں ٹھہرے ہو؟" جواب میں اطمینان سے میں نے اسے اپنے ہوٹل کا پتا بتا دیا۔

"تمہارا سامان وہیں ہوگا؟"

"ہاں۔ کیوں؟"

"تم میرے پاس آ جاؤ۔"

"کیا مطلب؟"

"یہ جگہ ہوٹل سے اچھی نہیں ہے؟"

"یقیناً ہے۔"

"تو پھر تم یہاں شفٹ ہو جاؤ۔"

"اوہ۔ نہیں ڈیئر یاشا اب اس قدر بھی مناسب نہیں ہے۔"

"نہیں پلیز۔ واقعی میں سنجیدہ ہوں، حالانکہ یہ ایک عجیب قدم ہوگا، اصل میں، میں ایک حادثے کا شکار ہو گئی ہوں۔"

"تم نے ابھی تھوڑی دیر پہلے بھی ایسا ہی کوئی تذکرہ کیا تھا لیکن مجھے اس حادثے کے

بارے میں نہیں بتایا۔"

"تھوڑے دن پہلے ہی کی بات ہے، میں یہاں سے جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ لاسپس گئی تھی۔ اصل میں میرے اپنے مشاغل ذرا مختلف رہتے ہیں اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میری ماں فوت ہو چکی ہے اور میرے فادر بہت زیادہ مصروف انسان ہیں، وہ یہاں ایک خاص سرکاری عہدے پر کام کرتے ہیں اور عموماً میں یہاں تنہا ہی ہوتی ہوں، وہ کئی کئی دن تک گھر سے غائب رہتے ہیں ان کی ذمے داریاں ہی ایسی ہیں لیکن اب جو میں نے ان کے بارے میں سنا ہے وہ میرے لیے خاصہ پریشان کن ہے۔"

"کیوں۔ خیریت؟"

"مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میرے والد کو اغواء کر لیا گیا ہے۔"

"اغواء" میں نے حیرت سے چونک کر کہا۔

"ہاں اور یقین کرو میں اس اطلاع کے ملنے کے بعد سے جس قدر پریشان ہوں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی۔"

"تم نے کہا تھا کہ تم، میرا مطلب ہے تمہارے فادر ایک سرکاری عہدے دار ہیں۔ تو کیا تم نے اس بارے میں معلومات حاصل نہیں کی تھی کہ ان کے اغواء کی وجوہات کیا ہیں اور وہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جو ان کے اغواء کا باعث بنے ہیں۔"

"سب سے معلوم کیا ہے مجھے جواب دیا گیا ہے کہ مسٹر ایراسا کی کے سلسلے میں تمام تر کارروائیاں ہو رہی ہیں جو کی جا سکتی ہیں لیکن افسوس ابھی تک ان کارروائیوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔"

"اب بار بار مجھے افسوس کر کے بھی شرمندگی ہو رہی ہے کہ ایسے لمحات میں تمہیں پریشان کیا۔"

"اگر کوئی اچھا ساتھی، اچھا دوست ایسے لمحات میں مل جائے تو کیا انسان پریشان ہوتا ہے، میں تو سمجھتی ہوں کہ اسے سہارا مل جاتا ہے۔"

"ڈیئر یاشا تم بہت اچھی دوست ہو، میری اور میں سوچ رہا ہوں کہ یہ اتفاق مجھے تمہارے پاس دوبارہ لے آیا ہے اور مجھے اس اتفاق پر شکر گزار ہونا چاہیے لیکن بہر حال۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"خیر اس کا فیصلہ بعد میں کر لیں گے۔" اس نے کہا تھوڑی دیر کے بعد ایک اور جاپانی لڑکی عجیب سی چال چلتی ہوئی اندر آئی اور اس نے ایک ٹرے ہمارے سامنے رکھی، خاص جاپانی قسم کا انداز تھا ٹرے میں قہوے کے برتن تھے اور ننھی ننھی سی پیالیاں جن میں اس نے قہوہ انڈیل کر میرے سامنے پیش کیا پھر ہنس کر بولی۔

"یہ جاپانی ثقافت ہے تمہیں اس پر حیرت نہیں ہونی چاہیے۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن میں خود بھی ذہنی طور پر الجھ گیا ہوں آخر تمہارے والد کے اغواء کے کیا معنی ہو سکتے ہیں ویسے وہ کون سے سرکاری محکمے میں کام کرتے تھے؟" وہ چند لمحات سوچ میں ڈوبی رہی پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"ایک اہم سائنس ریسرچ لیبارٹری میں سیکورٹی آفیسر تھے۔ وہ اور ان کے نام کے ساتھ کچھ ایسی باتیں وابستہ کی گئی ہیں جنہوں نے مجھے سخت پریشان کر دیا ہے۔"

"کیا تم مجھے اس بارے میں کچھ بتانا پسند کرو گی؟"

"معافی چاہتی ہوں، مجھ سے اس بارے میں کچھ نہ پوچھو، پہلی بات تو یہ کہ میں نے کبھی اس بات پر دلچسپی ہی نہیں لی کہ میرے والد کیا کرتے ہیں، دوسری بات یہ کہ میں کسی بھی سرکاری راز کو اپنی زبان سے ادا نہیں کرنا چاہتی۔"

"بہر حال۔ مس یاشا میں آپ کے لیے متفکر ہوں اور دعا ہی کر سکتا ہوں کہ آپ اس مصیبت سے نکل جائیں، ہاں اگر آپ میرے لیے کوئی خدمت سمجھتی ہیں تو میں اسے سرانجام دینے کے لیے تیار ہوں۔"

"نہیں۔ بس تم یہاں آ جاؤ۔"

"مس یاشا آپ کی یہ پیشکش میرے لیے بہت قیمتی ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ آپ کے خلوص پر مبنی ہے لیکن وقت اور حالات اس کے لیے قطعی ناسازگار ہیں۔"

"مطلب؟"

"آپ کی اجازت سے میں آپ سے ملتا تو رہوں گا لیکن اس حد تک۔"

"اور۔ تم بہت زیادہ تکلف کرتے ہو۔"

"آپ سمجھتی نہیں میرا یہاں موجود ہونا سرکاری حکام کے لیے خاصی الجھنوں کا باعث

بن جائے گا کیونکہ ایسے عالم میں وہ کسی اجنبی پر کسی بھی طرح کا شک کر سکتے ہیں آپ سمجھتی ہیں میں تو پردیسی ہوں اگر مجھ پر کسی قسم کا کوئی شک ہو گیا تو میرے لیے مصیبت بن جائے گا۔" یہ بات شاید اس کی سمجھ میں آ رہی تھی اس نے چند لمحات سوچنے کے بعد پر خیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔"

"اس کے باوجود میں آپ کی خبر گیری کرتا رہوں گا مس یاشا۔"

"او کے۔ او کے۔ میں تمہارا انتظار کیا کروں گی، مجھے اپنے ہوٹل کا ٹیلی فون نمبر بھی لکھواؤ۔"

اس نے کہا اور میں نے اپنا ٹیلی فون نمبر بھی اسے دے دیا پھر خاصی دیر تک اس کے پاس قیام کر کے میں وہاں سے اٹھا تو وہ گیٹ تک مجھے چھوڑنے آئی تھی میں نے اس کے اندر ایک ایسی کیفیت پائی تھی جو کسی اپنے کو اپنے سے جدا ہوتے ہوئے ہو جاتی ہے حالانکہ میرا مقصد کچھ اور ہی تھا ابھی میں اسے خدا حافظ کہہ کر گھر سے باہر نکل رہا تھا کہ دفعتاً ایک سیاہ رنگ کی بڑی سی ویگن گیٹ سے کچھ فاصلے پر آ کر رکی اور صرف ایک لمحہ میری نگاہ اس کی جانب اٹھی دوسرے لمحے چیخ کر میں نے یاشا کو دھکا دیا اور وہ نیچے گر پڑی اس کے ساتھ ہی میں بھی جھک گیا تھا اگر میں نہ جھکا ہوتا تو یقیناً ویگن کی کھڑکی سے چلائی جانے والی خود کار رائفل کی گولی میرے جبڑے سے داخل ہو کر دوسرے جبڑے سے باہر نکل جاتی۔ فائرنگ ایک دم شروع ہو گئی تھی اور اس طرح شروع ہوئی تھی کہ میں ایک لمحے کے لیے ششدر رہ گیا لیکن اس جگہ کے چوکیدار نے اپنی وفاداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی رائفل سیدھی کی اور پھر اس کے حلق سے ایک دلدوز چیخ نکلی، گولی نے اس کے سینے میں سوراخ کر دیا تھا پھر تو ایسی اندھا دھند گولیوں کی بارش ہوئی کہ میں سنبھل بھی نہیں پایا یاشا کو میں نے بمشکل تمام ایک جانب دھکیلا اور اس کے بعد سامنے نظر دوڑائی تو بہت سے افراد ویگن سے نیچے اتر رہے تھے اور ان کی تعداد کافی تھی۔ میں بری طرح بدحواس ہو گیا تھا اس وقت صورت حال ایسی تھی کہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن اس کے باوجود میں چھپکلی کی طرح زمین پر چلتا ہوا تھوڑا سا آگے بڑھ گیا۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ اب وہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ بہر حال صورت حال اس وقت بے حد خوفناک ہو گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی، میں ان کی گولیوں سے تو محفوظ ہو گیا تھا لیکن پاشا کے بارے میں مجھے شبہ ہو رہا تھا کہ کہیں اسے گولی نہ لگ گئی ہو پھر وہ افراد جو مسلح تھے اور اپنے چہرے پر ماسک چڑھائے ہوئے تھے، بھرا مار کر اندر داخل ہوئے اور انہوں نے پاشا کو پکڑ لیا ان کی نگاہیں میری تلاش میں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں۔ میں اب محسوس کر رہا تھا کہ زبردست سازش کا شکار ہو گیا ہوں، ظاہر ہے ان لوگوں کا مجھے دیکھ لینا مشکل نہیں ہوگا لیکن ایسی نازک صورت حال میں اچانک ہی مدد ہوئی دوسری کسی جگہ سے بھی گولیاں چلائی گئی تھیں اور ویگن کے شیشے ٹوٹنے کی آوازیں سنائی دی تھیں ان گولیوں کی آوازوں پر پاشا کو پکڑنے والوں نے چونک کر ادھر دیکھا اور پھر جلدی جلدی پوزیشن لے کر دوسری جانب گولیاں برسانے لگے اس کوشش میں ان کی توجہ میری جانب سے ہٹ گئی تھی۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا اور مجھے ایک ایسا درخت نظر آ گیا جس کا تنا کافی چوڑا تھا اس درخت کی آڑ میں پھرتی سے پہنچ کر میں کھڑا ہو گیا۔ درخت کے ذریعے اس چھوٹی دیوار کو عبور کر کے دوسری جانب نکلا جا سکتا تھا جو احاطے کی دیوار تھی ایک لمحے کے اندر میں نے ایسا ہی کیا وہ لوگ دوسری طرف سے چلائی جانے والی گولیوں کی جانب متوجہ ہو گئے تھے ورنہ یقینی طور پر وہ مجھے بھی شکار بنا لیتے۔ دوسری طرف کودنے کے بعد میں نے پھرتی سے ایسی جگہوں کی تلاش کی جہاں سے میں پوزیشن لے سکوں اور تھوڑے فاصلے پر مجھے ایسا ایک اور درخت نظر آ گیا کیونکہ ان اطراف میں جنگل پھیلا ہوا تھا اس لیے یہ درخت میرا سہارا بن رہے تھے۔ میں نے محسوس کیا کہ دوسری جانب سے چلائی جانے والی گولیاں زیادہ فاصلے سے نہیں چلائی جا رہی ہیں، نہ جانے کون لوگ تھے لیکن اس طرف بھی دیکھ رہا تھا کیونکہ چند افراد پاشا کو گھسیٹتے ہوئے لے جا رہے تھے۔ ایک لمحے کے لیے میں نے کچھ سوچا اور پھر دوسرے لمحے میں نے ویگن کی جانب دوڑ لگا دی، پاشا کو ہر قیمت پر بچانے کا خواہشمند تھا میں لیکن جیسے ہی میں ویگن کے پاس پہنچا اچانک ہی ویگن کا دوسری جانب کا دروازہ کھلا اور اس قوت سے کھلا کہ اس کے دھکے سے میں بری طرح دو جا گرا، جان بوجھ کر یہ کوشش کی گئی تھی اس کے ساتھ ہی کسی نے مجھ پر چھلانگ لگائی تھی اور مجھے خاصی چوٹ آئی تھی۔ چھلانگ لگانے والا کافی طاقتور آدمی تھا لیکن بہر حال اپنی چوٹوں کو نظر انداز کر کے میں نے اس کی ٹانگوں میں سوئپ لگائی اور پھرتی سے پلٹ کر اسے گرانے کی کوشش کی، وہ میری اس کوشش کا شکار ہو گیا تھا لیکن شاید وہ بھی بہت

زیادہ طاقتور آدمی تھا اور لڑائی بھڑائی کا ماہر بھی کیونکہ دوسرے لمحے اس نے پلٹ کر میری کنپٹی پر بھرپور گھونسا مارا تھا ایک لمحے کے لیے میرا سر چکرا گیا۔ گھونسا مارنے والا واقعی ایک انتہائی توانا آدمی تھا اگر وہ جاپانی تھا تو جاپانیوں میں ایسے لوگ پہلوانوں کی شکل میں ہی مل سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ سوموکا کوئی ماہر پہلوان ہو لیکن اس نے جس طرح مجھے دبوچا تھا اس سے مجھے یہ احساس ہوتا تھا کہ اب میں اس کی گرفت میں آ جاؤں گا البتہ آسانی سے ہار نہ ماننے کی کوشش کرتے ہوئے میں نے پوری قوت سے اس کے پیٹ میں گھونسے مارے اور پھر ایک انتہائی خوفناک داؤ آزمایا میرا یہ داؤ کارگر نہیں رہا تھا لیکن اس کے باوجود وہ شخص اسے برداشت کر گیا بلا کا پھرتیلا اور طاقتور آدمی تھا اس نے مجھے گریبان سے پکڑ کر اٹھایا اور اتنی زور سے دھکا دیا کہ میں نے تین چار قلابازیاں کھائی تھیں مجھے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ مدمقابل انتہائی طاقتور آدمی ہے اور جسمانی طور پر شاید میں اس سے مقابلہ نہیں کر سکوں گا۔ وہ مجھے پھینکنے کے بعد پھر اپنی جگہ سے اٹھا اور میری جانب بڑھنے لگا لیکن جو چوٹیں میرے جسم، کنپٹی اور جسم کے دوسرے حصوں میں لگی تھیں وہ مجھے بری طرح چکرانے کا باعث بن گئی تھیں اور میں اپنے آپ کو سنبھالنے میں دقت محسوس کر رہا تھا۔ گولیاں برابر چل رہی تھیں اور میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ ان لوگوں کا باقاعدہ مقابلہ ہو رہا ہے پتا نہیں پاشا کو کیا ہوا میں سمجھ نہیں پا رہا تھا لیکن پھر اچانک ہی ویگن اسٹارٹ ہوئی اور یوں محسوس ہوا جیسے وہ لوگ بھرا مار کر اس کی جانب دوڑ پڑے ہوں یعنی وہ جو پیچھے رہ گئے، میرے اندر اتنی ہمت نہیں تھی کہ میں فوراً اٹھ کر کھڑا ہو جاتا اور کھڑا ہونا میرے لیے نقصان دہ ہی ہو سکتا تھا کیونکہ اب بھی گولیاں چل رہی تھیں۔ ویگن نے ایک زبردست ٹرن لیا اور اس کے بعد آگے بڑھنے لگی پھر میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور ابھی میں کھڑا ہی ہوا تھا کہ دفعتاً ہی سفید رنگ کی ایک کار میرے برابر آ گئی اور کسی نے مجھ سے کہا۔

”ہری اپ۔ ہری اپ مسٹر لائن ہارٹ ہری اپ۔“ دروازہ کھلا ہوا تھا مجھے میرے نام سے پکارا گیا تھا شاید وہ لوگ تھے جو ان سے مقابلہ کر رہے تھے بہر حال سوچنے کا وقت نہیں تھا میں پھرتی سے اس دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ پچھلی سیٹ پر کوئی نہیں تھا۔ دو افراد اگلی سیٹ پر موجود تھے ان میں سے ایک نے تیزی سے کار آگے بڑھا دی دوسرے نے اپنے ہاتھ میں ریوالور لے لیا اور ویگن پر فائر کرنے لگا۔ ویگن کی رفتار بے پناہ تیز تھی آگے چل کر سڑک بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

صاف شفاف تھی، باغ کے علاقے کو عبور کر کے سڑک پر آتی ہوئی ویگن کے ڈرائیور کا دماغ الٹ گیا اور اس نے رفتار انتہائی تیز کر دی جبکہ سفید کار اس کے مقابلے میں چھوٹی اور ہلکی تھی پھر بھی سفید کار کا ڈرائیور آگے بڑھ رہا تھا۔ میں تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ کون لوگ ہیں، جنہوں نے اس وقت مجھے میرے نام سے مخاطب کر کے اس ویگن کا تعاقب شروع کیا لیکن تعاقب جاری رہا تھا۔ وقفے وقفے سے سفید کار والے اگلی ویگن پر گولیاں بھی برسا رہے تھے ادھر سے بھی جوابی کارروائی ہو سکتی تھی لیکن نہ جانے کس خیال کے تحت انہوں نے جوابی کارروائی نہیں کی تھی پھر مجھے اپنے آپ کو سنبھالنا پڑا کئی بار آنکھیں بھینچ کر گردن جھٹکنے کے بعد میں نے خود کو سنبھالا اور ان دونوں کو دیکھنے کی کوشش کی ان میں سے ایک نے کہا۔

"آپ ہمارے بارے میں کسی تردد کا شکار نہ ہوں۔ شاید مسٹر جیری ہاش نے آپ کو ہمارے بارے میں بتایا ہو اگر نہیں بتایا تو ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں ہمارا تعلق گولڈن ہارس سے ہے اور ہم اس عمارت کی نگرانی کر رہے تھے۔"

تب مجھے یاد آیا کہ جیری ہاش نے ان لوگوں کا مجھ سے تذکرہ کیا تھا۔

"میں نے سنا ہے کہ سرکاری آدمی بھی اس عمارت کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"ہاں۔ ہم نے انہیں وہاں دیکھا ہے۔"

"اس وقت تو ان کی طرف سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔"

"یہ بات واقعی حیران کن ہے نہ جانے کیوں وہ لوگ خاموش تماشائی بنے رہے۔"

اس گفتگو کے بعد خاموشی چھا گئی۔ کار ڈرائیو کرنے والا غیر معمولی طور پر اچھا ڈرائیور تھا۔ آگے جانے والی ویگن تو اپنی بقا کا سفر کر رہی تھی اور اس کی رفتار طوفانی تھی لیکن یہ چھوٹی سی کار بھی تیز رفتاری کا ریکارڈ قائم کر رہی تھی۔ البتہ کچھ دور چل کر کار کی رفتار سست ہونے لگی۔ میرے کچھ پوچھنے سے قبل ڈرائیور نے کہا۔

"آہ۔ مجھے خدشہ ہے کہ اب وہ ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جائیں گے۔"

"کیوں؟"

"آگے دس خطرناک موڑ ہیں اور وہاں اس رفتار کو قائم رکھنا ناممکن ہے۔"

"لیکن ویگن؟"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" ڈرائیور نے گہری سانس لے کر کہا اور رفتار مزید سست کر دی۔ میں بھی تشویش کا شکار ہو گیا تھا۔ ویگن کو نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یاشا اس میں موجود تھی۔ ویسے سوچنے والی بات تھی۔ ایرا سا کی پر اس بات کا شبہ تھا کہ اسے اغواء نہیں کیا گیا بلکہ اس نے مائیکرو سلوشن خود حاصل کیا اور بلیک فش سے جا ملا۔ اس کی بیٹی چونکہ اس وقت ٹوکیو میں موجود نہیں تھی اس لیے اسے نظر انداز کر دیا گیا اور اب جب ان لوگوں نے دیکھا کہ سرکاری حکام اس کی طرف متوجہ ہیں تو اس کے اغواء کا بھی ڈراما کر ڈالا گیا یا پھر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ سرے سے ڈراما ہی نہ ہو۔

سوچ کا سلسلہ پھر ٹوٹ گیا۔ اچانک ڈرائیور کے منہ سے نکلا۔ "وہی ہوا جس کا خدشہ تھا۔"

"کیا؟" میں نے چونک کر پوچھا۔

"وہ غائب ہو گئی۔"

"اوہ۔" میں نے سامنے دیکھا۔ یہ سڑک شفاف اور سیدھی تھی اور دور دور تک ایسی کوئی رکاوٹ نہیں تھی جو اتنی بڑی ویگن کو نگاہوں سے چھپا لے لیکن ویگن کا اب نام و نشان نہیں تھا اور سڑک سیدھی اور صاف نظر آ رہی تھی۔ میں حیرت سے پلکیں جھپکنے لگا، سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ویگن کو زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔ ڈرائیور جھونک میں کافی دور تک آگے نکلتا چلا گیا تب میں نے اس سے کہا۔

"سنو۔ گاڑی روکو۔"

میرے ان الفاظ پر ڈرائیور نے بریکوں پر دباؤ ڈالا اور کچھ لمحوں کے بعد کار روک دی۔

"ریورس کرو۔" میں نے اسے حکم دیا اور اس نے میری ہدایات پر عمل کیا۔ کافی دور تک وہ ریورس میں آیا اور پھر میرے اشارے پر اس نے کار واپس پلٹ دی یہ اندازہ مجھے ہو گیا تھا کہ ویگن آگے نہیں گئی بلکہ درمیان ہی میں اس نے کوئی ایسا راستہ اختیار کیا ہے جو تیز رفتاری کی بناء پر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

میں نے ڈرائیور کو حکم دیا کہ کار کی رفتار سست رکھے اور وہ سست رفتاری سے آگے بڑھتا رہا دوسرا آدمی بھی شاید میرا مقصد سمجھ گیا تھا چنانچہ وہ بھی گردن اٹھائے باہر دیکھ رہا تھا پھر اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے زور سے کہا۔

"اوہ، وہ، اس طرف۔" اس کے الفاظ پر اچانک ہی ڈرائیور نے ایک بار پھر کار کی رفتار سست کر دی۔ میں نے بھی اس ذیلی سڑک کو دیکھا اور مجھے یہ یقین ہو گیا کہ ویگن اسی ذیلی سڑک پر اتر گئی ہے۔

"ٹھیک ہے اس سڑک پر اترو۔" میں نے کہا اور ڈرائیور نے میری ہدایت پر آگے پیچھے دیکھنے کے بعد کار کو ذیلی سڑک پر اتار دیا۔ ہم کچھ آگے چلے تو ڈھلوان راستہ آ گیا اور اس ڈھلوان راستے کے اختتام پر اس پکی سڑک کا سلسلہ ختم ہو گیا اور اب ایک پگڈنڈی جیسی سڑک نظر آنے لگی، جو کچی اور ناہموار تھی، آگے چل کر یہ سڑک پگڈنڈی ہی کی شکل میں کئی حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی پھر مزید کچھ آگے جا کر ہمیں ایسی عمارتوں کا سلسلہ نظر آیا جو زیر تعمیر تھیں۔

"یہ کون سی جگہ ہے تم بتا سکتے ہو؟"

"جی ہاں یہ ایک نئی آبادی ہے، جو کوئی کنسٹرکشن کمپنی تعمیر کر رہی ہے۔"

میں نے نگاہ دوڑائی تو کنسٹرکشن کا سامان، لوہا سریا، لکڑی کے تختے وغیرہ کا انبار نظر آیا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"اور اس جگہ باآسانی کسی ویگن کو چھپایا جا سکتا ہے ہمیں اپنی کار یہیں چھوڑ دینی چاہیے تاکہ کسی مشکل وقت میں ہم فرار کا راستہ نہ کھو بیٹھیں۔"

"میں اسے ریورس کر کے اس طرف اتارے دیتا ہوں تاکہ یہ عام لوگوں کی نگاہوں سے بھی محفوظ رہے۔" ڈرائیور نے کہا میں اور میرا دوسرا ساتھی نیچے اتر آئے تھے۔ تب میں نے ڈرائیور سے کہا۔

"بلکہ بہتر یہ ہے کہ تم اسی جگہ کار کے نزدیک موجود رہو اور الرٹ رہو۔ تمہارے پاس اسلحہ تو موجود ہے؟"

"ہاں۔" اس نے اپنے قریب رکھی ہوئی اسٹین گن سیدھی کرتے ہوئے کہا۔

"اگر کوئی فالتو پستول اور اس کا ایمونیشن ہے تو مجھے بھی دے دو۔"

میرے طلب کرنے پر یہ چیزیں مجھے فراہم کر دی گئیں۔ میں اپنے دوسرے ساتھی کو

لے کر نیچے اتر آیا اور اس کے بعد ہم دونوں آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے۔ ہماری کوشش یہ تھی کہ انسانی نگاہوں سے محفوظ رہیں۔ اس کے لئے ہمیں جگہ جگہ مٹی کے ڈھیر، ریت اور بجری کے انبار اور سیمنٹ کے بورے مدد دے رہے تھے۔ میں اور میرا ساتھی اس وقت لکڑیوں کے انبار کے عقب سے آگے بڑھ رہے تھے کہ اچانک ہی کھیل شروع ہو گیا۔ وہ لوگ باقاعدہ مورچے بنائے ہوئے تھے۔ گولیاں ہمارے اس قدر پاس سے گزریں کہ بس تقدیر ہی کہی جا سکتی تھی کہ ہم بچ گئے۔ میں نے اپنے ساتھی کو دھکا دیا اور پھرتی سے زمین پر لیٹ گیا۔ گولیاں مسلسل ہمارے آس پاس لگ رہی تھیں اور قسمت بھی ساتھ دے رہی تھی ورنہ زندگی کا کھیل ختم ہونے میں کوئی دقت باقی نہیں رہی تھی۔ میں نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ادھر۔ اس طرف؟"

"یہ سیمنٹ کی بوریوں کا ایک ڈھیر تھا اگر ہمیں اس کی آڑ مل جاتی تو عارضی طور پر ہم ان لوگوں کی گولیوں سے محفوظ رہ سکتے تھے، جو ہم پر کسی ایسی جگہ سے گولیاں برسا رہے تھے جہاں سے ہم انہیں صاف نظر آ رہے تھے۔ مجھے خدشہ تھا کہ میرا ساتھی کہیں ان گولیوں کا شکار نہ ہو جائے۔ بہر حال ہم دونوں برق رفتاری سے خطرہ مول لیتے ہوئے اس جانب چل پڑے اور جیسے ہی ہمیں یہ موقع نظر آیا کہ ہم بھی فائر کر سکیں تو ہم نے اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔ میرے ساتھی کے پاس چونکہ اسٹین گن تھی اس لیے وہ دھڑا دھڑ گولیاں برسا رہا تھا اس سے ایک لمحے کے لیے فائدہ ہوا کہ دوسری جانب سے ہونے والی فائرنگ رک گئی اور چند لمحات کے لیے خاموشی چھا گئی۔ میں بھی اپنا ریوالور ہاتھ میں لیے کسی ایسے شخص کا انتظار کر رہا تھا جو سامنے آئے اور میری زد میں آ جائے۔ بلاوجہ گولیاں ضائع کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا جیسا کہ میرا ساتھی کر رہا تھا لیکن چونکہ وہ اسٹین گن سے گولیاں برسا رہا تھا اور اس سے ہمیں یہ فائدہ ہوا تھا کہ چند لمحات کے لیے ہمیں پناہ مل گئی تھی۔ ایک لمحے میں میں نے ایک فیصلہ کیا اور اپنے ساتھی سے کہا۔

"تم اپنی جگہ پوشیدہ رہ کر اپنے کام جاری رکھو لیکن ذرا احتیاط سے۔ کیا تمہارے پاس ایمونیشن کا فالتو ذخیرہ موجود ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''نہیں۔'' اس نے آہستہ سے کہا۔

''تو پھر گولیوں کے استعمال میں ذرا سی احتیاط برتو۔''

''لیکن آپ؟''

''سوال کرنے کا وقت نہیں ہے۔'' میں نے کہا اور اس موقع سے فائدہ اٹھا کر دوڑتا ہوا اس جگہ سے آگے نکل گیا۔ دو حصوں میں تقسیم ہو کر ہم زیادہ مناسب طریقے سے اپنا کام کر سکتے تھے۔ اچانک مجھے دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور میں نے سر گھما کر اپنے عقب میں دیکھا تو مجھے بہت سے افراد نظر آئے۔

وہ چاروں طرف سے جھکے جھکے پوزیشن لیے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ یہ صورت حال درحقیقت بے حد خوفناک تھی اگر انہوں نے یہاں قریب ہی کوئی مورچہ بنا لیا تو پھر زندگی بچانا کم از کم میرے بس کی بات نہیں تھی۔

میں نے لیٹے ہی لیٹے ایک اور لڑھکنی کھائی اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد مجھے ایک گاڑی کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ اس آواز پر میں نے پلٹ کر دیکھا اور ایک لمحے کے لیے میری آنکھوں میں تاریکی چھا گئی۔

نیلے رنگ کی ایک شیورلیٹ تھی جسے ایک آدمی اسٹارٹ کر کے میری جانب لا رہا تھا۔ مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ مجھے با آسانی دیکھ لیا گیا ہے اس وقت میں اپنی ہر کوشش میں ناکام ہو گیا ہوں۔''

شیورلیٹ نے ایک لمبی چھلانگ لگائی۔ شیورلیٹ جیسی گاڑی اگر اس انداز میں آگے بڑھے اور نشانہ زمین پر پڑا ہوا کوئی انسان ہو، تو پھر یہ یقین کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی کہ آخری لمحہ آ گیا ہے۔

شیورلیٹ ایک لمحے کے لیے رکی اور پھر اس نے میرا صحیح نشانہ لے کر میری طرف رخ کیا۔ میں نے اپنی جانب سے کوشش کرتے ہوئے اس پر دو فائر کیے لیکن اتنی دیر میں وہ میرے اوپر پہنچ گئی تھی اور پھر وہ میرے اوپر سے گزر گئی۔ میں نے اپنے آپ پر موت کا سایہ محسوس کیا تھا لیکن زندگی اب خود جدوجہد کر رہی تھی۔ میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ میری جدوجہد اب کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

شیورلیٹ تھوڑی سی آگے بڑھی ان لوگوں کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ میں بچ گیا ہوں چنانچہ اس بار انہوں نے لہراتے ہوئے مجھ پر گاڑی چڑھائی، تاکہ جس طرح بھی بن پڑے میں اس کے ٹائروں کی زد میں آ جاؤں اور وہ میرا قیمہ بنا دیں لیکن اس دوران میں نے برق رفتاری سے سوچتے ہوئے ایک فیصلہ کر لیا تھا۔ اب جو کچھ بھی ہے مقدر کی بات ہے میں اپنا کام کر ڈالوں گا۔

میں نے انتہائی محنت کر کے ایک بار پھر اپنے آپ کو شیورلیٹ کے نیچے محفوظ کر لیا اور وہ چشم زدن میں مجھ پر سے گزر گئی لیکن میں بھی اپنا کام کر چکا تھا۔ یہ انتہائی خطرناک قدم تھا۔ گولی پلٹ کر مجھے بھی چاٹ سکتی تھی چونکہ فیصلے کی بات تھی لیکن اب جب جدوجہد کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا تو پھر زندگی کو زندگی کے حوالے کر دینا زیادہ مناسب تھا۔ بجائے اس کے کہ موت سے بچنے کی کوشش کروں۔ زندگی ہے تو خود اپنا دفاع کرے گی۔

میں نے شیورلیٹ کے اپنے اوپر سے گزرتے ہوئے اس کی ٹنکی پر فائر کیا تھا۔ شیورلیٹ خاصی پیچھے چلی گئی اور اس کے بعد فوراً ہی میں نے اپنی جگہ سے سیمنٹ کی ان بوریوں کی جانب چھلانگ لگا دی۔ میری کوشش کارگر ہوئی تھی۔

پٹرول ٹینک میں سوراخ ہوا اور اس کے بعد فوراً ہی ایک خوفناک دھماکہ پھر دوسرا خوفناک دھماکہ، شیورلیٹ کے ٹکڑے فضا میں اڑ اڑ کر ادھر ادھر گرنے لگے۔ میں نے اپنی جگہ سے پھر چھلانگ لگائی اور اس کے بعد دوڑتا ہوا ایک طرف نکل گیا۔ لکڑیوں کا ایک عظیم الشان ڈھیر پڑا ہوا تھا میں نے اس کی جانب رخ کیا تھا۔ جبکہ شیورلیٹ کا پٹرول جگہ جگہ بکھر گیا تھا اور آگ پکڑ چکا تھا۔ وہاں چونکہ لکڑیوں کے خاصے انبار تھے۔ اس لیے پیٹرول نے اپنا کام بخوبی سرانجام دیا تھا اور جو بھی جلنے والی چیز تھی، وہ آہستہ آہستہ آگ پکڑتی جا رہی تھی۔ میں ایک لمحے کے لیے رکا۔ اب اپنے ساتھی کا میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ اس کی کیا کیفیت ہوئی ہے اور وہ کہاں ہے۔ اس وقت صرف اپنی زندگی کا معاملہ تھا اور میں موت اور زندگی کا کھیل کھیل رہا تھا۔

پھر میں نے مٹی کے اس ڈھیر کی جانب چھلانگ لگائی جو مجھے ایک طرف نظر آ رہا تھا۔ خاصی اونچی چھلانگ لگائی تھی اور میں اس ڈھیر کے دوسری جانب پہنچنا چاہتا تھا لیکن اس وقت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں حیران رہ گیا جب زمین پر گرنے کی بجائے میں نے اپنے آپ کو کسی کے بازوؤں میں محسوس کیا۔ یہ ایک عجیب وغریب بات تھی۔ میں سمجھ ہی نہیں پایا تھا کہ لجلجے گوشت کا وہ شکنجہ کیا چیز ہے۔

گردن گھما کر دیکھا تو ایک انسانی چہرہ نظر آیا۔ کوئی جاپانی ہی تھا لیکن اس کا چہرہ فٹ بال کے برابر تھا بلکہ شاید اس سے بھی بڑا۔ اسی طرح پھولا پھولا۔ گول گول اور بدن وہ تو گوشت کی چٹان تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی سوموکا ماہر پہلوان ہو۔ جس نے مجھے دبوچ لیا ہو اور یہی نہیں اس کے بعد اس نے مجھے اپنے ہاتھوں سے اچھال کر اپنے پیچھے گرا دیا تھا اور اس کے فوراً ہی بعد میرے سینے پر ایک ٹھوکر لگائی تھی۔ یہ ٹھوکر تھی کہ بس کیا کہا جائے۔ محسوس ہوا کہ ساری پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ میں اپنی جگہ سے اچھل کر لکڑیوں کے ڈھیر پر جا پڑا تھا اور میری آنکھوں کے ساتھ چنگاریاں سی اڑ رہی تھیں اس وقت مقابلہ ایک انسان سے نہیں بلکہ ایک دیو سے تھا اور میں نے ایک لمحے میں محسوس کر لیا تھا کہ میں اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ یہی نہیں بلکہ اس طرح کرنے سے پستول بھی میرے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

دیوقامت آدمی ایک عجیب الخلقت شے کی مانند دونوں ہاتھ پھیلائے میری جانب بڑھنا چاہ رہا تھا میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ کہ اب کس طرح سے اپنی جان بچاؤں پھر تھوڑی ہی کوشش کی تو مجھے اپنا ریوالور نظر آگیا جو میرے ہاتھ سے اچھل کر ایک طرف جا گرا تھا۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ میں ریوالور کی طرف چھلانگ لگاؤں اور بہر حال میں اس میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے ریوالور اٹھایا اور سانپ کی طرح پلٹ کر دیوقامت پر فائر جھونک دیا لیکن توبہ ہے صاحب اتنے جثے اور جسامت کے بعد اتنی پھرتی ناقابل یقین تھی۔ اس نے پھرتی سے اپنے آپ کو بچایا اور اس کے بعد لوہے کے پائپوں کے ڈھیر کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔ بہر حال میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اپنی جگہ تبدیل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

جگہ جگہ شعلے ابھر رہے تھے اور دھواں پھیلتا جا رہا تھا۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اب کیا ہوسکتا ہے۔ غرض یہ کہ میں دوڑنے لگا اور پھرتی نے مجھے اسی جگہ پہنچا دیا جہاں ہماری کار کھڑی ہوئی تھی اور لطف کی بات یہ تھی کہ میرا دوسرا ساتھی یہاں کی صورت حال سے بچ کر کار

کے قریب پہنچ گیا تھا لیکن ان وفادار لوگوں نے فرار کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ شاید وہ یہ جاننے کے لیے ابھی تک یہاں رکے ہوئے تھے کہ میرا کیا بنا۔ مجھے دیکھ کر ان دونوں کے چہروں پر خوشی کے آثار پھیل گئے اور ان میں سے ایک نے کہا۔

''مسٹر لائن ہارٹ اب بالکل موقع نہیں ہے کہ ہم یہاں رک کر مزید کسی کارروائی کے بارے میں سوچیں یا کسی ایسے واقعے کا انتظار کریں یہاں سے فرار زیادہ مناسب ہے اس آگ نے ان لوگوں کو متوجہ کر لیا ہے ورنہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہاں کافی افراد ہیں اگر وہ سب ہماری تلاش میں نکل کھڑے ہوئے تو آپ یقین کریں اس کے بعد زندگی بچانا مشکل ہو جائے گا۔''

''ٹھیک ہے چلو۔'' میں نے کہا اور وہ دونوں کار میں گھس گئے، میں بھی عقبی سیٹ پر پہنچ گیا تھا اور اس کے بعد ایک بار پھر ماہر ڈرائیور نے اپنی مہارت کا اظہار کیا۔ ہمارا خیال درست ہی نکلا ہماری کار کو دیکھ لیا گیا۔ عقب سے کئی گولیاں چلیں اور کار کی باڈی سے ٹکرائیں۔ ہم لوگ سنبھل گئے تھے اور بری طرح سڑک کی جانب بھاگ رہے تھے یہاں تک کہ پکی سڑک آگئی۔ حالانکہ ڈھلان سے بلندی کی جانب جانا تھا لیکن یہ بھی ڈرائیور کی مہارت تھی کہ اس نے آن کی آن میں کار کو سڑک پر چڑھا لیا اور اس کے بعد جو رفتار پکڑی ہے تو بس آنکھیں ہی بند کر لینے کو دل چاہتا تھا۔ کافی دور چلنے کے بعد میں نے اس سے کہا۔

''میرا خیال ہے ایسے حالات میں وہ لوگ ہمارا تعاقب نہیں کریں گے اس لیے کار کی رفتار کم کر لو۔'' ڈرائیور نے کار کی رفتار سست کر دی تھی۔

اس جدوجہد میں حلیہ بھی کافی خراب ہو گیا تھا لیکن کام بہر حال کام ہوتا ہے۔ چنانچہ جب میں نے ڈرائیونگ کرنے والے سے کہا کہ وہ ایراساکی کے گھر چلے تو وہ حیران رہ گیا۔

''وہاں۔'' اس نے تعجب سے کہا۔

''ہاں۔ کیوں؟''

''نہیں سر۔ ٹھیک ہے۔'' اس نے جواب دیا اور کار کو معقول رفتار سے چلاتا ہوا اس طرف چل پڑا جہاں سے اس خطرناک کارروائی کا آغاز ہوا تھا۔

پھر دور سے ہی ہمیں وہ منظر نظر آگیا جس نے میرے دل میں پیدا ہونے والی نئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

امنگ پر پانی ڈال دیا۔ ایراساکی کا مکان دھواں اگل رہا تھا۔ بہت سے لوگ مکان سے فاصلے پر کھڑے ہوئے تھے اور فائر بریگیڈ کے عملے کے لوگ آگ بجھانے کی کارروائی میں مصروف تھے۔

کار روک کر ہم اس کارروائی کا جائزہ لینے لگے پھر ڈرائیور نے تمسخرانہ انداز میں پوچھا۔ ''اب؟''

''مجھے میرے ہوٹل چھوڑ دو۔''

''اوکے۔''

میرا کمرہ محفوظ تھا اور کسی کو ابھی تک مجھ پر شبہ نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ اپنے کمرے کا طائرانہ نگاہ سے جائزہ لے کر میں نے نیا لباس نکالا اور واش روم کی طرف چل پڑا۔ غسل کرتے ہوئے میں نے سوچا کہ یہ جدوجہد کافی خطرناک اور دلچسپ ہے۔ پہلا ہی مرحلہ سنسنی خیز ثابت ہوا تھا۔

رات کو تقریباً گیارہ بجے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور میں نے اسے آن کر دیا۔

''آپ کا دوست جیری ہاش۔''

''ہیلو مسٹر ہاش۔''

''ہیلو۔ ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔''

''میری بھی یہی خواہش ہے۔''

''آپ کو چند سیڑھیاں چڑھنی پڑیں گی۔''

''کیا مطلب؟''

''آپ کی اوپری منزل۔ کمرہ نمبر 936 میں موجود ہوں۔''

''یہیں سے کال کر رہے ہیں؟''

''ہاں۔''

''میں آ رہا ہوں۔''

''احتیاط سے۔ پلیز۔ ویسے اندازہ لگا لیا گیا ہے کہ آپ کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہے۔''

''اوکے!'' ٹرانسمیٹر بند کر کے میں نے اسے محفوظ کیا۔ جائزہ لیا اور سیڑھیوں کی طرف

چل پڑا۔ کمروں کے زیادہ تر مکین اس وقت ہوٹل کی تفریحات میں دلچسپی لے رہے تھے۔ راہداری سنسان پڑی تھی۔ میں سیڑھیاں عبور کر کے اوپر پہنچ گیا پھر 936 کے سامنے سے گزر کر آگے بڑھا پھر واپس آ کر کمرے کا دروازہ آہستہ سے نوک کیا۔

''آ جائیے۔'' اندر سے آواز سنائی دی اور میں اندر داخل ہو گیا۔ کمرہ روشن تھا اور جیری ہاش ایک صوفے پر بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ مجھ سے ہاتھ ملایا پھر بیٹھنے کا اشارہ کر کے خود بھی بیٹھ گیا۔

''یہ دلچسپ طریقہ اختیار کیا آپ نے۔''

''ہاں۔ یہ بہتر رہا۔ اس طرح آپ کا کمرہ مشکوک نہیں ہو سکے گا۔ ویسے مجھے آپ کی آج کی کارکردگی کی رپورٹ مل گئی ہے۔ اس میں یہ حیرت انگیز رپورٹ بھی شامل ہے کہ آپ نے نہایت مختصر وقت میں یاشاساکی سے اچھی خاصی دوستی گانٹھ لی تھی۔''

''یہ مختصر وقت کی بات نہیں تھی۔''

''کیا مطلب؟''

''جاپان تک سفر کے دوران وہ میری ہم سفر تھی۔''

''اوہ۔ ہاں۔ ہمیں یہ بات معلوم نہیں تھی کہ ایراساکی کے اغواء کے وقت وہ یہاں موجود نہیں تھی۔''

''حالانکہ۔''

''بالکل درست ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے تھا۔'' اس نے میری بات اچک لی۔

''اور اسے اغواء کر لیا گیا۔''

''اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟''

''دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایراساکی کی درخواست پر بھی ایسا کیا جا سکتا ہے لڑکی کے تحفظ کے خیال سے۔''

''یہی امکان قوی ہے۔''

''اس کے گھر کو بھی آگ لگا دی گئی۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"صرف آگ نہیں۔ اسے بم دھماکے سے تباہ کیا گیا ہے کچھ لاشیں بھی برآمد ہوئی ہیں۔ خیر۔ یہ تو الگ بات رہی حکومت جاپان نے گولڈن ہارس سے ایک درخواست کی ہے جس پر میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا؟"

"وہ چاہتے ہیں کہ ہم ان سے مل کر کام کریں اور ان کے سیکرٹ ایجنٹوں کے ساتھ مل کر اس سائنس کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔ اس طرح کیا گولڈن ہارس کے لوگ حکومت جاپان کی نگاہ میں نہیں آجائیں گے۔"

"سو فیصد۔ میں نے ہیڈ کوارٹر سے بات کی تھی۔"

"کیا جواب ملا؟"

"تمام صورت حال علم میں لانے کے بعد فیصلہ آپ پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ مسٹر ہارٹ۔"

"یعنی؟"

"ہم لوگ تو معطل ہو گئے ہیں اور اب صرف آپ پر انحصار کیا جا رہا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کا کہنا ہے کہ اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کے لیے آپ کو ان کے سامنے کر دیا جائے۔"

"یعنی سیکرٹ ایجنٹس کی اس ٹیم کے سامنے جو اس کانفرنس کے تحفظ کے لیے کام کر رہی ہے۔"

"ہاں لیکن میک اپ میں۔"

"کیا ضروری ہے؟"

"آپ ہیڈ کوارٹر سے معلوم کر سکتے ہیں۔"

"نہیں۔ ہیڈ کوارٹر کے کسی فیصلے پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر یہ مناسب سمجھا جا رہا ہے تو ٹھیک ہے۔"

"یہ فیصلہ نہیں ہے۔ فیصلہ آپ کریں گے۔"

"کوئی خاص حرج بھی نہیں ہے لیکن آپ کو ایک کام کرنا ہوگا۔"

"بتائیے کیا؟"

"گولڈن ہارس کے غدار کا نام آپ نے میکولس بتایا تھا۔"

"ہاں۔"

"مجھے میکولس کی تصویر درکار ہے تاکہ میں اس سے ہوشیار رہوں۔"

جیری ہاش کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔ "آپ کے بارے میں مجھے بریف کرتے ہوئے بتایا گیا تھا کہ آپ بے حد ذہین اور معاملہ فہم انسان ہیں اور اب اس کے ثبوت مل رہے ہیں واقعی آپ برق رفتاری سے سوچتے ہیں۔ غالباً آپ اس شخص کو جاپانی جاسوسوں کی ٹیم میں تلاش کرنا چاہتے ہیں۔"

"شاید۔" میں نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"تصویر میں لایا ہوں۔" اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک تصویر نکالی اور میرے سامنے کر دی۔ "نسلی طور پر آئرش ہے، قد چھ فٹ ایک انچ، پرنس مارکوف کے سگار پیتا ہے اور کثرت سے پیتا ہی، پھرتیلا اور جنگجو ہے۔"

میں نے تصویر اپنے پاس رکھ لی۔ "اور کوئی خاص بات میرے دوست؟"

"میرے خیال میں کافی ہے۔"

"یہ کمرہ بھی اب آپ کی تحویل میں ہے۔ اس کی چابی یہ ہے کسی اہم ضرورت پر آپ اسے استعمال کر سکتے ہیں۔"

کچھ دیر کے بعد جیری ہاش چلا گیا تھا اور میں بھی سونے کے لیے لیٹ گیا تھا۔

دوسرے دن مجھے پروگرام کے مطابق جاسوسوں کی اس میٹنگ میں شرکت کرنا تھی اور اس کے لیے مجھے مکمل منصوبہ دے دیا گیا تھا۔ میک اپ کرنے کے لیے جیری ہاش نے مجھے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کر کے اطلاع دی کہ دو افراد اسی کمرے میں آ رہے ہیں جس میں میری اس سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں وہاں پہنچ جاؤں۔ وقت بھی دے دیا گیا تھا۔ چنانچہ مطلوبہ وقت پر میں اس کمرے میں پہنچ گیا۔ چھوٹے قد کے دو جاپانی ماہرین میرے منتظر تھے۔ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں جھک کر مجھے تعظیم دی اور اس کے بعد اپنا بھان متی کا پٹارا کھول لیا۔ نہ جانے کیوں مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ اس بکس میں جو کچھ ہے میں اس سے بخوبی واقف ہوں۔ بس ذہن پر ایک لہر سی آ کر گزر گئی تھی اور میں اس کے بارے میں صحیح تجزیہ نہیں کر پایا تھا۔ وہ ڈف

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے چہرے کی مرمت کرتے رہے۔ ان کے پاس جدید ترین ساز و سامان موجود تھا۔ ایسا سلوشن جو چہرے کی جلد سے مطابقت کرتا تھا اور ٹرانس پیرنٹ ہونے کی وجہ سے یہ پتا بھی نہ چل سکے کہ چہرے پر کوئی چیز لگی ہے لیکن اس کے بعد وہ چہرے پر جم جائے اور آخر کار وہی ماسک تیار ہو جائے جو بنائی جا رہی ہے۔ بہت سادگی سے میرے نقوش تبدیل کر دیے گئے اور کچھ دیر کے بعد جب میں نے آئینہ دیکھا تو تعریفی انداز میں گردن ہلا کر ان کے فن کی تعریف کی، وہ پھر اسی انداز میں جھکے اور اس کے بعد انہوں نے اپنا سامان سمیٹ کر مجھ سے کہا کہ وہ اپنا کام کر چکے ہیں اور پھر وہ چلے گئے تو میں بھی کمرے سے واپس نکل کر اپنے کمرے میں پہنچ گیا۔ جیری ہاش نے مجھے تمام پروگرام بتا دیا تھا۔ ایک ٹیکسی جس کا نمبر مجھے نوٹ کرا دیا گیا تھا مجھے ہوٹل سے لے کر وہاں جائے گی جہاں جاسوسوں کی میٹنگ ہو رہی تھی اور اس کے لیے وقت کا تعین کرایا گیا تھا۔ چنانچہ مقررہ وقت پر تیار ہو کر میں نیچے اتر آیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ٹیکسی وہاں پہنچ گئی، میں نے ایک چھوٹا سا کارڈ ڈرائیور کے سامنے کیا اور اس نے پرادب لہجے میں کہا۔

"تشریف رکھیے جناب۔"

اس کارڈ پر وہ سنہری تکون بنا ہوا تھا جو کراؤن گروپ کا نشان تھا۔ بہر حال ٹیکسی سفر کرتی رہی۔ چکنی اور شفاف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بلڈنگ کے سامنے پہنچی اور ڈرائیور نے مجھ سے کہا۔

"پانچویں منزل کے کمرہ نمبر تھرٹی نائن میں چلے جایئے گا جناب۔" میں ٹیکسی سے اتر کر سیدھا بلڈنگ میں داخل ہو گیا۔ لفٹ نے مجھے پانچویں منزل پر پہنچایا اور عظیم الشان عمارت کی انتہائی خوبصورت خاموش اور پرسکون راہداری میں چلتا ہوا میں کمرہ نمبر تھرٹی نائن کے سامنے رکا اور اس کے بعد انگلی سے ہلکی سی دستک دی۔ دروازہ فوراً ہی کھلا۔ میں نے ایک لمحے سامنے دیکھا۔ اندر موجود دونوں افراد نے مجھے اندر آنے کا اشارہ کیا اور میں اندر داخل ہو گیا۔ یہ اندازہ نہیں تھا کہ یہ اتنا بڑا کمرہ ہو گا، کمرہ کیا پورا ہال تھا۔ درمیان میں میز بچھی ہوئی تھی اور گول میز کے گرد پڑی ہوئی پندرہ کرسیوں پر لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ دو تین کرسیاں خالی بھی تھیں۔ وہ سب کے سب جفادری قسم کے، خوفناک صورت نظر آ رہے تھے۔ بالکل بھیڑیوں

جیسی کیفیت کے مالک لیکن میرے لیے وہ سب خوش اخلاقی سے کھڑے ہوئے تھے اور پھر ان میں سے ایک نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا تھا۔

"ہمیں آپ کے بارے میں مکمل تفصیلات فراہم ہو گئی ہیں اس لیے ہم یہ نہیں پوچھیں گے کہ آپ کون ہیں اور کس لیے آپ کی آمد یہاں ہوئی۔ براہ کرم تشریف رکھیے۔"

ایک کرسی گھسیٹی گئی اور میں نے وہ کرسی سنبھال لی، تب اسی شخص نے کہا۔

بس دروازہ بند کر دو اور مستعد رہو۔" پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"جس قسم کے ہم لوگ ہیں ان میں ایک دوسرے" سے تعارف ضروری نہیں ہوتا لیکن ہمیں بہر حال یہ بتایا گیا ہے کہ آپ کو مسٹر لائن ہارٹ کہا جا سکتا ہے اگر آپ خصوصاً کسی کو مخاطب کر کے کوئی تعارف حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میرا نام دوشوآ ہے۔"

"جی۔" میں نے سرد لہجے میں کہا۔

"اور حیرت کی بات یہ ہے کہ گولڈن ہارس کے کراؤن گروپ کا ایک ممبر ایسے نرم اور دلکش خدوخال کا مالک ہو گا۔ بہر حال سوری کوئی غیر متعلق بات میں نے آپ سے کی۔ تو مسٹر ہارٹ اصولی طور پر اب ہمیں اپنی میٹنگ کا آغاز کر دینا چاہیے۔"

"جی۔"

"اب مزید تفصیل میں جانا بے سود ہے، اصل میں ہم لوگ اب تک کی جو کارروائیاں کر سکے ہیں اور جو کچھ معلومات ہم نے حاصل کی ہیں ان کا لب لباب یہ ہے کہ بلیک فش نامی گروپ نے جاپان میں اپنا ایکشن شروع کر رکھا ہے اور وہ سائنس دانوں کی اس میٹنگ کو ناکام کرانا چاہتی ہے جو یہاں ہو رہی ہے۔ میٹنگ کی ناکامی ہی اس کا مقصود نہیں ہے بلکہ اس کا موقف یہ ہے کہ یہ جو سائنسدان ہیں، یہ وہ ہیں جو دنیا کی بقاء کے خلاف کام کر رہے ہیں اور ان میں سے ہر شخص اپنے طور پر بہترین مہلک ہتھیار تیار کرنے کا ماہر ہے وہ ہیروشیما اور ناگاساکی تباہی کے نام پر ان سائنس دانوں کی موت کے خواہاں ہیں۔ ہم جیسا کہ آپ کے علم میں لایا جا چکا ہے اور جیسا کہ ہمیں اس کے بارے میں اطلاع دے دی گئی ہے اپنی طور پر اس میٹنگ میں اپنا ایک عظیم الشان فارمولا سائنس دانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ جیسا کہ دوسرے ملکوں کے سائنس داں اپنی اپنی کاوشوں کا اظہار کریں گے لیکن بدقسمتی ہے ہمارا وہ فارمولا چرا لیا گیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے اور اس کے بیشتر نقصانات ہمیں بھگتنے پڑ سکتے ہیں، چنانچہ حکومت جاپان اس بات کی خواہش مند ہے کہ نہ صرف اس میٹنگ کو کامیاب بنایا جائے بلکہ اس سے پہلے اس فارمولے کا حصول یقینی بنایا جائے جسے ہمارے ہاں کی زبان میں مائیکرو سلوشن کا نام دیا گیا ہے۔ اب میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے اور جو معلومات کا تبادلہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہو چکا ہے اس میں یہ بات یقینی شکل اختیار کر گئی ہے کہ ایراسا کی جو اس عظیم الشان لیبارٹری میں سیکورٹی آفیسر کی حیثیت سے کام کرتا تھا اس فارمولے کو لے جانے کا باعث بنا ہے اور بعد کی معلومات سے یہ پتا چلا ہے کہ ایراسا کی خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اس تنظیم کی بنیاد ڈالی اور اب یہ خوفناک اطلاع بھی ملی ہے ہمیں کہ ایراسا کی درحقیقت ہمارے اس ڈیپارٹمنٹ میں اسی مقصد کے تحت شامل کرایا گیا تھا اور اس کے لیے بڑے بڑے لوگ زد میں آتے ہیں لیکن چونکہ کانفرنس کا انعقاد قریب ہے اور ہم ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہتے جس سے ہمارے ملک کی بدنامی ہو اس لیے ہم نے ان لوگوں کو پس پشت ڈال رکھا ہے اور ان دو مقاصد کے لیے کام کر رہے ہیں۔ مسٹر لائن ہارٹ، اصل میں ظاہر ہے کہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں جو مقامی طور پر ہی اپنا کام سر انجام دیتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اس بات کا بھی شبہ ہے کہ ہماری شناخت بلیک فش میں ہو گئی ہے اور اس کے چند ایسے ثبوت ملے ہیں جس سے یہ بات پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے، اس لیے ہم اگر منظر عام پر آ کر باقاعدگی سے یہ کام کرتے ہیں تو وہ نہ صرف ہماری حکومت کے لیے بلکہ ہمارے لیے بھی نقصان دہ ہوگا اور آپ جانتے ہیں اسی لیے گولڈن ہارس جیسی تنظیم کا سہارا لیا گیا ہے۔ مسٹر لائن ہارٹ یہ وہ تمام تفصیلات ہیں اب اس کے بعد میں آپ کو چند اہم اور موٹی موٹی باتیں بتانا پسند کرتا ہوں۔ ہمارے پاس اس قسم کے انتظامات ہیں کہ آپ کو شاید ان پر حیرانی ہو یا پھر نہ ہو، یہ بات تو بعد ہی میں کہی جا سکتی ہے، مثلاً زیر سمندر سفر کرنے والے ایسے بیر بوٹ جن میں چار چار اور پانچ پانچ افراد کی گنجائش ہے، وہ سمندر کی گہرائیوں میں آبدوز کی مانند سفر کر سکتے ہیں' اور ان میں وہ تمام سہولتیں حاصل ہیں جو آبدوز میں ہوا کرتی ہیں۔ یہ بیر بوٹ بہت سی جگہ گن بوٹس اور خطرناک جنگی کشتیوں کا کام بھی دے سکتے ہیں کیونکہ ان میں ایسے آلات نصب ہیں جن سے کسی بھی جگہ تباہی نازل کی جا سکتی ہے اور ضرورت پڑنے پر بڑے بڑے سمندری جہاز

ان سے غرق کیے جا سکتے ہیں۔ ان بیر بوٹس کا تذکرہ میں نے آپ سے خصوصی طور پر اس لیے کیا کہ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے۔ بلیک فش کا ہیڈ کوارٹر جزیرہ یومائی میں ہے۔ جزیرہ یومائی یہاں سے خاصے فاصلے پر ہے اور یہ بات اب پایہ تکمیل کو پہنچ گئی ہے کہ بلیک فش نے اپنا ہیڈ کوارٹر انہیں بنایا ہے اگر ہم نہایت آسان پیمانے پر یومائی میں اپنے کام کا آغاز کریں، ہم سے میری مراد آپ سے ہے، تو یقینی طور پر اہم ترین انکشافات ہو سکتے ہیں کیونکہ اگر ہمارا اندازہ غلط نہیں ہے تو ایراسا کی آپ کو یومائی میں ہی ملے گا آپ کے ذہن میں یقینی طور پر یہ سوال پیدا ہوگا کہ اتنے وثوق سے یہ بات کیوں کہی جا رہی ہے تو یہ سمجھ لیجیے کہ یہ ہماری تازہ ترین اطلاع ہے۔"

"میں سمجھتا ہوں کہ جس انداز میں آپ لوگ کام کر رہے ہیں اس کے تحت بلاشبہ آپ کا یہ تمام اندازہ غلط نہیں ہوگا۔"

"اس سلسلے میں اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہو تو وہ آپ کر سکتے ہیں۔"

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جب ایک جگہ کا تعین کر دیا گیا ہے تو پھر اس سے دور رہنا ذرا غیر مناسب بات ہے۔"

"بالکل ٹھیک اور سفر میں آپ کا ساتھی میں ہی رہوں گا۔" جوشوآ نے کہا۔ میں نے مسکرا کر جوشوآ کی طرف گردن خم کی اور کہا۔

"میں آپ کو اپنے ساتھی کی حیثیت سے خوش آمدید کہتا ہوں۔"

"ملٹری میں میرا ایک اہم عہدہ ہے لیکن مجھے ہدایت ہے کہ اس کے بارے میں کبھی کوئی بات اپنی زبان پر نہ لاؤں تاہم اس وقت آپ کو مجھ پر فوقیت حاصل ہے اور ایک طرح سے آپ مجھے اپنا اسسٹنٹ سمجھ سکتے ہیں۔"

"تو آپ یہ بتائیے مسٹر جوشوآ کہ مجھے فوری طور پر کیا کرنا ہے۔"

"اگر کوئی خاص اعتراض نہ ہو آپ کو تو اب اس وقت سے آپ میری میزبانی قبول کیجیے اور میرے مہمان بن جائیے تاکہ ہم مشترکہ منصوبے کے تحت یومائی کا سفر شروع کر سکیں۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"بس یہ میٹنگ اتنے ہی وقفے کے لیے تھی۔ دوستو اگر آپ لوگوں کو اس سلسلے میں کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اعتراض ہوتو آپ براہ کرم اپنے اس اعتراض کا اظہار کر سکتے ہیں۔" اس نے دوسرے لوگوں کی جانب متوجہ ہوکر کہا۔ تب ان میں سے ایک کھڑا ہوکر بولا۔

"نہیں مسٹر جوشوآ، اصل میں ہم اس انوکھی اور پراسرار شخصیت کو دیکھنا چاہتے تھے جو گفتگو آپ دونوں کے درمیان ہوئی ہے ہم اس سے اتفاق کا اظہار کرتے ہیں۔"

"تو پھر ڈس مس۔" اس نے کہا اور اس کے بعد تمام افراد کھڑے ہوگئے، جوشوآ نے رہائش کے لیے اسی عمارت کے ایک گوشے میں ایک خوبصورت سا بیڈ روم پیش کیا عجیب و غریب عمارت تھی اسے رہائشی بھی نہیں کہا جا سکتا تھا کاروباری بھی نہیں تھی بعد میں پتا چلا کہ یہاں سرکاری دفاتر بکھرے ہوئے ہیں اور یہ پورا فلور سیکریٹ سروس کے لیے مخصوص ہے اور یہاں اس قسم کے انتظامات کیے گئے ہیں کہ سیکریٹ سروس کے ممبران کو کسی قسم کی کوئی ایمرجنسی میں دقت نہ اٹھانی پڑے، آخرکار تمام مراحل طے ہوگئے جوشوآ سے میری گفتگو خاصی تسلی بخش رہی اور اس کے بعد ہم لوگ روانہ ہوگئے یعنی میں اور جوشوآ اس مشن اور اس خطرناک مہم کی جانب جاتے ہوئے میرے ذہن میں تمام وہی خیالات تھے جو ایسے لمحات میں ہو سکتے تھے لیکن بہرحال غیر مطمئن نہیں تھا جیری ہاش سے ملاقات کر کے تفصیل بتانا ضروری نہیں تھا ویسے بھی ٹرانسمیٹر اپنے ساتھ نہیں لایا تھا کیونکہ کسی بھی طور وہ مناسب نہیں تھا لیکن یہ فیصلہ تو میں خود بھی کر سکتا تھا کہ اب مجھے اپنے طور پر کیا کرنا چاہیے۔ جیری ہاش کا کام ایک طرح سے ختم ہو گیا تھا، بہرحال جوشوآ کو ان اطراف کے سمندر کا گہرا تجربہ تھا اور یہ بیئر بوٹ درحقیقت چھوٹے قسم کی شاندار آبدوزیں تھیں جن میں سے ایک آبدوز میں بیٹھ کر میں نے اپنے آپ کو ایک عجیب سی کیفیت کا شکار محسوس کیا تھا۔ آبدوز میں میرے ساتھ صرف جوشوآ تھا اور تمام امور وہی سرانجام دے رہا تھا اس نے کہا۔

"میں اس بیئر بوٹ میں تمہیں لے کر ایک چھوٹے سے جزیرے "ساکی" میں جاؤں گا۔ ساکی کے ساحل کے قریب سے تمہیں اپنے طور پر تمام کام کرنا ہوگا اور وہی تمہارا اصل کام ہے مائی ڈیئر ہارٹ تمہیں ایک مچھیرے کے روپ میں وہاں جانا ہوگا ویسے بہت سے مچھیرے مچھلیاں پکڑتے ہوئے راستہ بھٹک کر اس جزیرے تک جا نکلتے ہیں اور وہاں پہنچنا کوئی ایسی اہم بات نہیں ہے جس کے لیے تمہیں تشویش ہو، یعنی یومائی تک جانے کی کوئی پابندی نہیں ہے بس

وہاں تک پہنچنا شرط ہے تو ایسے بیئر بوٹس تمہیں اطراف میں ہر جگہ مل جائیں گے بس تمہیں خصوصی طور پر وہاں رہ کر اپنا کام سرانجام دینا ہے باقی معلومات کی تفصیلات تمہیں بتا دی گئی ہیں۔"

میں نے مطمئن انداز میں گردن ہلائی اب اس مشن پر جاتے ہوئے میرے ذہن میں اور کوئی ایسی بات نہیں تھی جو مجھے تشویش میں مبتلا کرے، چنانچہ مطلوبہ جزیرے تک پہنچنے کے بعد میں نے اپنا حلیہ تبدیل کیا، مچھیروں جیسا لباس پہنا اور مجھے ربڑ کی کشتی اور مچھلیاں پکڑنے کا خصوصی جال فراہم کر دیا گیا پھر میں بیئر بوٹ سے باہر نکل آیا اس کشتی میں سوار ہو کر میں نے ایک دلچسپ کیفیت محسوس کی تھی، بہرحال مجھے اب کوئی بھی کسی اور حیثیت سے شناخت نہیں کر سکتا تھا، ربڑ کی یہ کشتی جزیرہ یوپائی کی جانب روانہ ہوئی جس کی مکمل بریفنگ مجھے کر دی گئی تھی۔ میں سمندر پر کھلے آسمان کے نیچے سفر کرتا رہا اور آخرکار جزیرہ یومائی تک پہنچ گیا اس وقت شام کے دھندلکے فضاؤں میں اترنے لگے تھے، راستے میں مجھے کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہیں آئی تھی بہرحال درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس میں نے کشتی ساحل سے لگائی اور اس کے بعد اسے کھینچ کر ایک درخت کے ساتھ چھوڑ دیا اب میں یومائی پر کھڑا ہوا تھا۔ آخرکار میں نے ایک راستے کا تعین کیا اور اس کے بعد آگے کی جانب سفر کا آغاز کر دیا۔ کافی تیز رفتاری سے فاصلہ طے کرنے کے بعد دور سے مجھے قدیم کھنڈرات کا ایک طویل سلسلہ نظر آیا ان میں زیادہ تر کھنڈرات بدھ مندروں ہی کے تھے جو زمانہ قدیم میں زیر استعمال رہتے ہوں گے یا پھر ممکن ہے اب انہیں استعمال کیا جاتا رہا ہو لیکن وہ مندر جو ان مندروں سے کافی فاصلے پر نظر آ رہا تھا مجھے یوں لگا جیسا اسے باقاعدہ استعمال کیا جاتا ہو۔ غالباً اس کی مرمت وغیرہ بھی کی گئی تھی اور پھر میں نے اس کے بڑے دروازے پر چند سائے حرکت کرتے دیکھے۔ اب تاریکی آہستہ آہستہ حجم بڑھاتی جا رہی تھی اس لیے مجھے ان سائیوں کے خدوخال کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہو سکا، ممکن ہے وہ بدھ بھکشو ہوں لیکن بدھ بھکشو اس قسم کے امور سے ذرا دور رہتے ہیں جبکہ میں نے فضا میں ایک شعلہ ابھرتا ہوا دیکھا اور اس کے بعد سگریٹ کا ننھا سا سلگتا ہوا نظر آیا اس کا مطلب تھا کہ وہ بدھ بھکشو نہیں بلکہ کوئی عام جاپانی ہے۔

بہرحال اس بات کا مجھے اعتراف کرنا پڑا تھا کہ اگر یومائی میں بلیک فش والوں نے اپنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہیڈ کوارٹر بنایا ہے تو وہ مخصوص ترین جگہ میں ہوگا کیونکہ ظاہر ہے انہوں نے یہاں اپنی حفاظت کے لیے معقول انتظامات کیے ہوں گے اور پھر بدھوں کے یہ پراسرار مندر اپنی جگہ ایک الگ نوعیت کے حامل تھے اگر کوئی مجرم پناہ لینے کے بارے میں سوچے تو میرا خیال ہے اس سے زیادہ شاندار جگہ اور کوئی نہیں ہوسکتی تھی میں نے اپنے آپ کو ایک درخت کی آڑ میں محفوظ کیا۔ درختوں کی یہاں بہتات تھی اور اچھے خاصے چوڑے تنوں والے درخت تھے جن کے عقب میں بھی پناہ لی جاسکتی تھی اور اگر کوئی مجبوری پیش آ جائے تو ان کی بلندیوں پر بھی رات گزارنے کا سامان کیا جاسکتا تھا۔ یہاں سے میں مندر کے دروازے کی جانب دیکھتا رہا اور پھر اس کے بعد جب وہ سائے نظر نہیں آئے تو میں آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے آگے بڑھا لیکن مشکل یہی تھی کہ میں نے درختوں کے تنوں ہی کا سہارا لیا تھا تا کہ دور سے مجھے کوئی دیکھ نہ سکے۔

ماحول بے حد پراسرار اور سنسنی خیز تھا اب تقریباً تاریکی پھیل گئی تھی۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ جو شخص یہاں سگریٹ پی رہا تھا وہ مندر ہی میں داخل ہو گیا ہوگا۔ میں اس مندر میں جاؤں یا نہ جاؤں، ابھی تو مجھے یہ اندازہ بھی نہیں تھا کہ یومائی میں آبادی بھی ہے یا نہیں یا اگر ان لوگوں کے خیال کے مطابق یہ صرف بلیک فش کا ہیڈ کوارٹر ہے تو یہاں جو لوگ موجود ہیں انہوں نے یہاں رہنے کے لیے کیا جواز تلاش کیا ہے۔ ویسے ایک بات اور بھی تھی۔ شام ہو جانے کی وجہ سے میں یومائی کا صحیح طور پر جائزہ بھی نہیں لے سکتا تھا اور یہ بات میں ان لوگوں سے پوچھنا بھول گیا تھا کہ اس جزیرے میں باقاعدہ آبادی ہے یا پھر یہ غیر آباد پڑا ہوا ہے۔ ویسے اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ جزیرہ کافی بڑا ہے لیکن پھر مجھے دوبارہ رکنا پڑا چند افراد تاریکی میں اسی سمت آ رہے تھے مندر کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ وہ اطمینان سے اندر داخل ہو گئے پھر مزید لوگ آتے رہے اور میں ان کا جائزہ لیتا رہا، نہ جانے کیوں مجھے یہ احساس ہوا کہ مندر میں داخلے کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے اور میں بھی اگر چاہوں تو وہاں جاسکتا ہوں چنانچہ اس بار میں نے اپنی سمت اس طرح تبدیل کی کہ اگر کچھ افراد مجھے آتے ہوئے نظر آئیں تو میں خود بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں۔ لباس مکمل طور پر کارآمد تھا اور مجھے اس میں کوئی دقت نہیں پیش آتی کہ میں ان لوگوں میں شامل ہو جاتا یہاں بھی میں نے ایک درخت ہی کا سہارا لیا تھا پھر مجھے تقریباً آٹھ نو منٹ انتظار کرنا پڑا کچھ عورتیں، مرد اور چند بچے آتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ میں انہیں دیکھتا رہا اور

جیسے ہی وہ میرے قریب سے گزرے میں انتہائی احتیاط کے ساتھ ان میں شامل ہو گیا اور انہی کے انداز میں چلتا ہوا مندر کے بڑے گیٹ سے اندر داخل ہو گیا۔ مندر واقعی قدیم تھا لیکن اس کی مرمت کر کے اسے بالکل بہتر حالت میں بنا لیا گیا تھا، انتہائی چوڑائی میں پھیلی ہوئی کوئی بیس سیڑھیاں عبور کرنے کے بعد ہم ایک پلیٹ فارم پر پہنچے، میرے ساتھ چلنے والوں نے ایک نگاہ اٹھا کر مجھے دیکھا بھی نہیں تھا۔ پلیٹ فارم کے سامنے در بنے ہوئے تھے اور ان دروں سے وہ لوگ اندر گزر رہے تھے، در کے دوسری جانب چند افراد نظر آ رہے تھے جو جگہ جگہ بیٹھے ہوئے عبادت میں مصروف تھے۔ یہاں مدھم مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی پیلی اور مدقوق سی پراسرار روشنی جس میں یہ لوگ گردنیں جھکائے یوگا کے انداز میں آسن جمائے بیٹھے ہوئے عبادت کر رہے تھے، میرے ساتھ آنے والے بھی اسی طرح پالتیاں مار کر بیٹھ گئے اور اس وقت یہی ضروری تھا کہ میں بھی اسی انداز میں بیٹھ جاؤں چنانچہ میں بھی ایک گوشے میں پالتی مار کر بیٹھ گیا، وسیع و عریض دالان کے انتہائی سرے پر مہاتما بت کا ایک عظیم الشان مجسمہ نصب تھا اور اس کے پہلو میں ایک چھوٹا سا چبوترہ بنا ہوا تھا جس میں نجوردان سلگ رہے تھے ہلکے ہلکے دھوئیں کے ساتھ فضا میں ایک عجیب سی خوشبو پھیلی ہوئی تھی، ماحول اس قدر پراسرار تھا کہ دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ بہرحال میں خاموشی سے بیٹھا یہاں کا جائزہ لیتا رہا، سارا پروگرام منصوبے کے مطابق تھا میرے پاس ایک ایسا ذریعہ تھا جس سے میں جہاں اور جب چاہتا ان لوگوں سے رابطہ قائم کر سکتا تھا اور میرے لیے مستعد بیر بوٹس میری ہدایت پر اپنی کارروائی کر سکتی تھیں، اصل میں مسئلہ وہی تھا کہ وہ لوگ اس تمام کارروائی کے ساتھ ساتھ ہی مائیکرو لوشن بھی حاصل کرنا چاہتے تھے تا کہ کانفرنس میں اپنے ملک کی صحیح انداز میں نمائندگی کر سکیں، ایک عجیب صورتحال تھی جس پر غور کرتا تو نہ جانے کیوں مجھے یہ احساس ہوتا کہ بلیک فش جو کوئی بھی ہے بہرحال اس کے نظریات برے نہیں ہیں لیکن اب اسے کیا کہا جائے کہ دنیا کا انداز فکر بدل چکا ہے اور بات وہ نہیں رہی ہے جو رہنی چاہیے، یعنی یہ کہ دنیا بہرحال اپنی تباہی کے خواب دیکھ رہی ہے اور نہ جانے کس نظریے کے تحت اس تباہی کو اپنے لیے مخصوص کر لیا گیا ہے اور کچھ بھی ہو جائے وہ لوگ اپنے نظریے سے ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہیں، میں جائزہ لیتا رہا پھر میں نے ایک دروازے سے ایک شخص کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا اسے شخص کہنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عجیب ہی تھا، اتنا چوڑا اور موٹا انسان میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا وہ اوپری بدن سے برہنہ تھا، نچلے جسم پر ایک مخصوص لباس پہنچے ہوا تھا لمبے لمبے بال کمر پر دور تک پھیلے ہوئے تھے، عمر بھی زیادہ نہیں معلوم ہوتی تھی کیونکہ بال بالکل کالے تھے لیکن گوشت کا جیسے پہاڑ آ رہا ہو۔ تھل تھل کرتا بدن چال بھی کچھ عجیب ہی سی تھی لیکن اس کے سینے پر کالے رنگ کی ایک مچھلی کا نشان بنا ہوا تھا گویا بلیک فش میں وہ کوئی نمایاں حیثیت کا حامل تھا اور اس کا اندازہ اس سے بھی ہوگیا کہ لوگوں نے بڑے احترام سے اٹھ کر اس کا استقبال کیا تھا اس نے کسی کی استقبالیہ نگاہوں پر غور بھی نہیں کیا اور خاموشی سے اس چبوترے کی جانب بڑھ گیا جو مہا تما بدھ کے قدموں میں تھا اور اس کے بعد وہ اس چبوترے پر بیٹھ گیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ دنیا کا سب سے موٹا انسان تھا میں اس کی پیمائش کا صحیح اندازہ بھی لگا کر نہیں بتا سکتا جس چبوترے پر وہ بیٹھا تھا وہ اس کے نیچے بالکل چھپ گیا تھا لیکن اس کی چال ڈھال سے یہ اندازہ بالکل نہیں ہو رہا تھا کہ یہ بے پناہ وزن اس پر اثر انداز ہے، خاصے پھرتیلے انداز میں سیڑھیاں عبور کر کے چبوترے پر پہنچا تھا اور پھر اس طرح بیٹھ گیا تھا، وہ لوگ جو اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہوئے تھے آہستہ آہستہ اپنی جگہ بیٹھنے لگے، میں بھی وہیں بیٹھ گیا، آنے والا موٹا آدمی چند لمحات گردن جھکائے بیٹھا رہا پھر اس نے گردن اٹھا کر وہاں موجود تمام افراد کو دیکھا اور اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اس کی نگاہیں تمام افراد پر سے گزرتی ہوئی مجھ پر آ ٹکی ہیں، ایک لمحے کے لیے میرے پورے بدن میں کپکپی سی دوڑ گئی تھی حالانکہ اچھے خاصے افراد یہاں جمع ہو چکے تھے لیکن اس کا مجھ پر نگاہیں جمانا اس وقت میرے لیے انتہائی سنسنی خیز کیفیت کا حامل تھا وہ مجھے دیکھتا رہا، مجھے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل کر مجھ تک پہنچ رہی ہوں یا پھر ممکن ہے یہ صرف میرا وہم ہو لیکن بہرحال کچھ نہ ہو رہا تھا پھر اچانک اس نے ہنسنا شروع کر دیا۔ ایک بھیانک آواز اس کے منہ سے نکلی اور اس کے دانت نمایاں ہوگئے، لوگوں نے گردنیں اٹھا اٹھا کر اس کی جانب دیکھا اور پھر اس کے چہرے کا تعاقب کرتے ہوئے میری جانب۔ اس کے بعد وہاں کون تھا جو میری طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ میرا پورا بدن پسینہ اگل رہا تھا اور وہ ہنس رہے تھے۔ سب نے ہنسنا شروع کر دیا تھا پورے ہال میں دبی دبی ہنسی کی آوازیں ابھر رہی تھیں اور چبوترے پر بیٹھا آدمی ہنستے ہوئے مجھے دیکھ رہا تھا ایک دہشت ناک فضا چاروں طرف پیدا

ہوگئی تھی اور میں یوں محسوس کر رہا تھا جیسے یہ میری زندگی کا سب سے عجیب دن ہو، حالانکہ میں اپنے آپ کو بہت تیس مار خان سمجھتا تھا لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت میری تمام قوتیں جواب دے گئی تھیں اور میں اپنے آپ کو سخت خوفزدہ پا رہا تھا۔

کچھ دیر یہ سلسلہ جاری رہا پھر یکلخت تبدیلی ہوئی اور ہنسنے والے خاموش ہوگئے پھر جاپانی زبان میں ورس شروع ہوگیا۔ ان میں سے ایک شخص نے یہ تقریر شروع کی تھی۔ وہ گردن جھکائے تقریر سنتے رہے اور میرا ذہن فیصلے کرتا رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ وہ پراسرار اور معنی خیز ہنسی اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔

نہ جانے کتنی دیر یہ سلسلہ جاری رہا پھر وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ میں نے بھی خود یہی عمل کیا تھا لیکن تھوڑی سی تبدیلی رونما ہوئی۔ مندر کے داخلی دروازے پر بہت سے لوگ کھڑے ہوگئے۔ صرف ایک دروازے سے عبادت گزاروں کی نکاسی ہو رہی تھی۔ قطار بن گئی تھی۔ میں بھی قطار میں جا کھڑا ہوا اور لوگ جوق در جوق نکلنے لگے یہاں تک کہ میری باری آئی لیکن وہی ہوا جس کا میں نے اندازہ لگایا تھا۔ جونہی میں نے قدم آگے بڑھائے۔ دروازے پر جمے دو قوی ہیکل محافظوں نے میرے ہاتھ پکڑ لیے۔

”تم نہیں۔“ ان میں سے ایک نے انگریزی میں کہا۔

”کیوں؟“ میں نے آہستہ سے کہا لیکن اسی وقت پستول کی نال میری پسلی میں چبھنے لگی پھر مجھے ایک طرف گھسیٹ لیا گیا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ دوسرے لوگوں نے اس واقعے پر کسی حیرانی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ وہ خاموشی سے باہر نکلتے رہے۔

پھر آخری آدمی بھی باہر نکل گیا۔ تو مجھے پکڑنے والے آگے بڑھے پستول کی نال سے ہی دھکیل کر ہال کے وسط میں لے آیا گیا تھا۔ ہال میں اس مندر کے منتظم یا پھر وہ گوشت اور ہڈیوں کا پہاڑ رہ گیا تھا۔ وہ اب بھی اسی طرح مہا تما بدھ کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے اس کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ وہ مجھے گھور رہا تھا۔

”ہیلو۔“ اس نے نرم لہجے میں کہا۔

”ہیلو سر۔“

”تم مجھے یوکو ہاما کہہ سکتے ہو۔“

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ سب کیا ہے مسٹر یوکوہاما؟"

"تم کون ہو؟"

"ماہی گیر ہوں۔ مچھلیاں پکڑتا ہوا اس طرف نکل آیا تھا شام ہوگئی تو سوچا کہ یہیں رک جاؤں اور عبادت کرلوں۔"

"جاپانی ہو؟"

"نہیں لیکن بدھ مت کا پیروکار ہوں۔"

"پہلے بھی یہاں آ چکے ہو؟"

"کئی بار۔ میں نے یہاں عبادت کی ہے۔"

"ایسا نہیں ہے۔ افسوس ایسا نہیں ہے۔" یوکوہاما نے کہا پھر ایک ہاتھ اٹھایا اور دروازے سے ایک شخص اندر داخل ہوا۔ یہ جدید لباس میں ملبوس تھا۔ میں نے اسے پہچان لیا۔ یہ میکولس تھا۔ گولڈن ہارس کا غدار۔ وہ میرے قریب آیا۔ مجھے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"نہیں۔ یہ اجنبی ہے۔"

"مقامی انتظامیہ سے ہو؟"

"میں صرف ایک ماہی گیر ہوں اور میری کشتی......" لیکن اس نے ہاتھ اٹھا کر مجھے خاموش کر دیا۔

"آنکھیں کائنات کا سچ ہوتی ہیں۔ انسان جب جھوٹ بولنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کی آنکھوں کی پتلیاں تھوڑی سی سکڑ جاتی ہیں کیونکہ انہیں اس جھوٹ سے اتفاق نہیں ہوتا۔ اس لیے جب بھی جھوٹ بولو۔ آنکھیں نیچے جھکا لو۔ یہ ایک بہتر مشورہ ہے۔"

میری آنکھیں بے اختیار جھک گئیں۔ تب مجھے اس کی ہنسی سنائی دی۔ "آنکھوں نے اس گناہ کا اطراف کرلیا ہے۔" وہ بولا۔

پھر کچھ دیر خاموشی طاری رہی پھر اس نے کہا۔ "ہماری تنظیم بلیک فش کہلاتی ہے۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ نیکیوں پر مشتمل ہے۔ یہ کائنات ایک دوسرے سے محبت کے اصولوں پر تخلیق کی گئی تھی انسان کو پیار و محبت کا درس دیا گیا تھا لیکن اس انسان نے ایک دوسرے کی ہلاکت کے سامان شروع کر دیے اور اس ہلاکت خیزی میں سبقت لے جانے کے انعامات

تقسیم کیے گئے۔ کیوں بتا سکتے ہو؟ کیا تم پسند کرو گے کہ تمہارے معصوم اور بے گناہ اہل خاندان بے دردی سے ہلاک کر دیے جائیں۔ ہم اس بربریت کا شکار ہوئے ہیں۔ ہمارے دو شہر فنا کر دیئے گئے۔ جو یہاں آباد تھے ان کا نام و نشان مٹ گیا ہے۔ قرب و جوار بنجر ہو گئے ہیں۔ ہم زمین کی کوکھ اجاڑنے والوں کو روئے زمین سے مٹا دینا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا جرم ہے۔ ہم نے عہد کیا ہے نوجوان کہ ہم ساری دنیا میں سائنس کے نام پر موت بانٹنے والوں کو روئے زمین سے ہٹا دیں گے۔ یہی ہم کر رہے ہیں اور اب کیا تم اپنے بارے میں سچ بتانا پسند کرو گے؟" "میں نے یہ سب سنا۔ اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن اپنے بارے میں تمہیں میں نے سچ بتایا ہے۔" "آہ۔ ایسی بات نہیں ہے، ایسی بات نہیں ہے۔ تم جو کوئی بھی ہو۔ تم نے ایک بہت بڑی غلطی کی ہے اگر تم یہ غلطی نہ کرتے تو شاید اتنی جلدی مجھے تم پر شبہ نہ ہوتا۔"

میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ دل چاہ رہا تھا کہ اس سے اپنی غلطی کے بارے میں پوچھوں لیکن ظاہر ہے نہیں پوچھ سکتا تھا۔ اس نے جواب دیا۔

"سمندر میں ماہی گیری کرنے والے غریب مچھیرے چہرے پر میک اپ نہیں کرتے، نہ ان کے لباس میں مہلک ہتھیار چھپے ہوتے ہیں۔ جبکہ تمہارے ان نقوش کے نیچے ایک اور چہرہ چھپا ہوا ہے اور اس بوسیدہ لباس میں آتشیں ہتھیار پوشیدہ ہیں۔ میری روح سب کچھ دیکھ رہی ہے۔" اب اس کے بعد کیا کرتا۔ نہ فولاد کا بنا ہوا تھا، نہ آہنی اعصاب کا مالک تھا۔ نروس ہوگیا۔ کوئی بھی چالاکی صرف موت کا سبب بن سکتی تھی۔ اس کا بخوبی اندازہ ہوگیا تھا۔

"مجھے بھی جلدی نہیں ہے۔ چلو اس کا میک اپ صاف کر دو۔ ممکن ہے میکولس اسے اس کے اصل چہرے میں پہچان لے۔" اور یہ کام بھی ان کے لیے مشکل نہیں ہوا۔ وہ ہر چیز سے لیس تھا۔ چنانچہ چند لمحوں میں میری چاند جیسی صورت نکل آئی لیکن میکولس نے نفی میں گردن ہلا دی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ اس سے ہتھیار لے لو اور اسے بند کر دو۔ ہم اسے سوچنے کا وقت دیتے ہیں۔" اس کے بعد اس نے بھیانک نظروں سے مجھے گھورا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

فوری طور پر میرے تمام منصوبے فیل ہو گئے تھے۔ جن کا مجھے پورا احساس تھا۔ اب کوئی کوشش صرف حماقت ہوتی۔ یو مائی تک رسائی اور پھر...... بلیک فش کے اس مرکز تک پہنچ جانا اس قدر اہم بات نہیں تھی۔ اصل کام اس کے بعد تھا لیکن...... اس میں مجھے اپنی ناکامی کا اعتراف تھا۔

یوکوہاما کی ہدایت پر عمل ہوا۔ انہوں نے جس طرح میری تلاشی لی تھی اس سے مجھے ان کی مستعدی اور ذہانت کا احساس ہوا تھا۔ بدن کے ایک ایک حصے کو ٹٹول لیا گیا تھا اس کے باوجود ایک مشین لائی گئی جو ایکسرے مشین سے ملتی جلتی تھی۔ مجھے ایک جگہ کھڑا کر کے پہلے وہ مشین میری پشت کی طرف لے جائی گئی پھر سامنے لائی گئی۔ میں نے اپنی آنکھوں سے اپنا اندرونی نظام اسکرین پر دیکھا۔ دل میں اعتراف بھی کیا کہ ان کا طریقہ کار زبردست ہے انہوں نے اندر سے بھی میری تلاشی لے ڈالی تھی۔

جس کمرے میں مجھے لایا گیا وہ سنگی دیواروں سے بنا ہوا تھا۔ ننگی دیواریں، ننگا فرش۔ کچھ بھی نہیں تھا یہاں لیکن مجھے لانے والوں میں سے ایک شخص نے کہا۔

''یہ عارضی جگہ ہے کچھ دیر کے بعد تمہیں یہاں سے منتقل کر دیا جائے گا۔ ہمیں تمہارے لیے انتظام کرنا ہے۔ البتہ تم سے ایک درخواست ہے۔''

''کیا؟'' میں نے پوچھا۔

''ہمیں خوشی ہوگی کہ ہمیں تم پر کوئی سختی نہ کرنی پڑے اس کے لیے ہمیں تمہارا تعاون

درکار ہے۔''

''یعنی کہ میں کوئی غلط حرکت نہ کروں۔'' میں نے مسکرا کر کہا۔

''بہتر یہی ہے۔ یہاں آنے کے بعد تم ہماری ذمے داری بن گئے ہو۔ کاش یہ ذمے داری تم ہمیں خوش اسلوبی سے پوری کرنے کا موقع دو۔''

''میں تو اب تمہاری نظروں میں ایک مجرم ہوں۔''

''ہاں بیشک تم بلیک فش کے مفادات کے خلاف کام کر رہے ہو۔ اس لیے ہمارے دشمن ہو لیکن جب تک یوکوہاما تمہارے لیے کوئی فیصلہ نہ کر دے تم ایک طرح سے مہمان ہی ہو اور ہم مہمان کے ساتھ بہتر سلوک چاہتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔ اطمینان رکھو۔''

ان کے جانے کے بعد میں سنگی فرش پر بیٹھ گیا۔ خیالات کی چرخی چل پڑی۔ یوکوہاما کے افکار کے بارے میں لگا۔ ذہن ان سے متفق تھا لیکن عمل مختلف تھا۔ میرا اپنا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس بات کی تصدیق ہو گئی تھی کہ میکولس ان کے خاص آدمیوں کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔

کوئی چھ گھنٹے یہاں گزارنے پڑے۔ اس کے بعد خطرناک ہتھیاروں کی چھاؤں میں مجھے وہاں سے نکال کر ایک تہ خانے میں لے جایا گیا۔ یہ باقاعدہ قید خانہ تھا۔ زمین کی گہرائیوں میں بنے ہوئے اس وسیع سنگی ہال میں لوہے کے جنگلوں سے کئی پورشن بنائے گئے تھے اور ایک پورشن میں صرف ایک قیدی نظر آ رہا تھا۔

لیکن اسے دیکھ کر میں دنگ رہ گیا۔ میرا ذہن عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا۔ یہ ایک ناقابل یقین بات تھی لیکن تھی۔ میرے علاوہ دوسری قیدی یاشا سا کی تھی جو خود بھی مجھے دیکھ کر دنگ رہ گئی لیکن اس نے بھی خود کو قابو میں رکھا تھا۔

وہ لوگ مجھے دوسرے پورشن میں داخل کر کے وہاں سے نکل گئے۔ یہاں بستر وغیرہ بھی تھے اور ملحقہ باتھ روم بھی۔ گویا یہ تمام ضروریات سے آراستہ قید خانہ تھا۔

ان کے باہر نکلتے ہی یاشا میری طرف دوڑی اور سلاخوں کے پاس آ کھڑی ہوئی۔ کچھ دیر قبل اگر میں اس کے سامنے آتا تو وہ مجھے نہیں پہچان سکتی تھی کیونکہ میں میک اپ میں تھا لیکن

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب وہ مجھے باآسانی پہچان سکتی تھی اور ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ کچھ لمحے حیران نگاہوں سے میری صورت دیکھتی رہی اور پھر آہستہ سے بولی۔

"تو تم بھی میری وجہ سے اس عذاب میں گرفتار ہو گئے؟"

اس کے یہ الفاظ سن کر فوراً ہی میرے ذہن میں ایک نیا تصور بیدار ہو گیا اور میں نے گہری سانس لے کر کہا۔

"شاید۔"

"نہیں مجھے یقین ہے کہ تم بھی۔ اوہ میرے خدا، پتا نہیں میرے فادر نے یہ سب کیا چکر چلا ڈالا ہے ہم لوگ تو بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ یاشا سا کی۔"

"بس تم سے معافی مانگنے کے علاوہ اور کیا کر سکتی ہوں۔"

"لیکن مجھے یہ امید نہیں تھی کہ تم یہاں مل جاؤ گی۔"

"مجھے اغوا کرنے کے بعد بے ہوش کر دیا گیا اور پھر اس قید خانے میں میری آنکھ کھلی ہے۔"

"کیا کہتے ہیں یہ تم سے؟"

"کچھ بھی نہیں۔ بہت شریف زادے بنے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ مجھے تحفظ کے خیال سے یہاں رکھا گیا ہے۔ مجھے یہاں کوئی تکلیف نہیں پہنچائی جائے گی۔ بس اسی قسم کی باتیں۔"

"وجہ نہیں بتائی؟"

"نہیں بتائی کم بختوں نے۔"

"تعجب ہے۔ یہ بھی پتا نہیں چل سکا ہے ابھی تک کہ مسٹر اراساکی کہاں ہیں؟"

"دعوے سے کہتی ہوں کہ وہ بھی انہی لوگوں کے قبضے میں ہیں۔ ڈیڈی جرائم پیشہ آدمی نہیں ہیں اور نہ ہی وہ کسی بری شخصیت کے حامل ہیں۔ یہ سب انہی لوگوں کا چکر چلایا ہوا ہے۔ آہ کاش ہمیں یہاں سے رہائی مل جائے تمہارے لیے تو میں بہت ہی افسردہ ہو گئی ہوں مسٹر لائن ہارٹ، تم تو بغرض سیاحت آئے تھے اپنی ان دوستوں سے ملنے، جن سے تمہاری قلمی دوستی تھی لیکن یہاں تمہارے ساتھ جو واقعات پیش آئے ہیں ان کا محرک میں ہوں کاش تم اس

طرح میرے پاس نہ آ جاتے۔"

وہ بہت افسردہ نظر آ رہی تھی اور میں، میں محسوس کر رہا تھا کہ اس کے انداز میں کوئی چالاکی نہیں ہے۔ میں نے کہا۔

"بہر حال یاشا انسان کسی کے بس میں نہیں ہوتے۔ اب جو کچھ ہوا ہے اسے فیس کریں گے ہم لوگ ویسے یہاں تمہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف تو نہیں دی گئی؟"

"بالکل نہیں۔ وقت پر چائے، کافی، کھانا اور پھر یہ بستر بھی خاصا ٹھیک ہے واش روم بھی بہت عمدہ ہے، جدید پیمانے پر بنایا گیا ہے یہ سب کچھ۔"

"جگہ کون سی ہے تم جانتی ہو؟"

"بالکل نہیں۔ میں نے تمہیں بتایا نا کہ بے ہوشی کے عالم میں یہاں لائی گئی ہوں البتہ کیا تم مجھے اس کے بارے میں بتا سکتے ہو؟"

"ہاں۔"

"تو بتاؤ میں سننا چاہتی ہوں۔"

"یہ جزیرہ یوما ئی ہے۔"

"یو.....ما......ئی" یاشا پراسرار انداز میں بولی اور پھر خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگی۔

"جانتی ہو کچھ اس جزیرے کے بارے میں؟"

"نہیں۔" اس نے جواب دیا۔

بہر حال ہم لوگ کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ میں جانتا تھا کہ کچھ وقت کے بعد مجھ پر عذاب نازل کیا جائے گا اور واقعات اس قسم کا رخ اختیار کر جائیں گے کہ شاید صورت حال کو سنبھالنا میرے لیے بھی ممکن ثابت نہ ہو سکے لیکن میں فکرمند نہیں تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کام تو میں خوش اسلوبی ہی سے کر رہا تھا اور ایک موثر منصوبے کے تحت لیکن کامیابی اور ناکامی کا دارومدار حالات پر ہوتا ہے اور حالات نے اس وقت میرا ساتھ نہیں دیا تھا۔ چنانچہ وہ سب کچھ نہیں ہو سکا تھا۔ اب اگر یہاں میں ناکام ہو جاؤں تو پھر صورت حال بالکل مختلف ہو جاتی ہے۔ کامیابی یا ناکامی تو چلتی ہی رہتی ہے۔ بہر حال اس کے بعد ہم لوگ آرام کرنے لیٹ گئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باتیں کرتے کرتے تھک گئے تھے اور کوئی ایسی خاص بات نہیں ہوئی تھی جس سے مجھے کوئی خاص معلومات حاصل ہوتیں۔ انتظار ہی کیا جا سکتا تھا پھر انتظار کی یہ مدت ختم ہوگئی اور یہاں ایک بار پھر مسلح افراد نے مجھے قید خانے سے باہر نکالا اور یہاں سے لے چلے۔ یہ اندازہ انہیں ہوگیا تھا کہ میں بے ضرر آدمی ہوں اور کوئی ایسا عمل نہیں کر سکتا جس سے ان لوگوں کو کوئی نقصان پہنچ سکے۔

ایک بار پھر مجھے ایک بڑے کمرے میں لے جایا گیا جہاں وہی دیو قامت شخص موجود تھا۔ اس وقت وہ بالکل مختلف انداز میں نظر آ رہا تھا۔ بڑی خوفناک نگاہیں تھیں اس کی۔ اس نے کہا۔

''نوجوان پتا نہیں تم میرے مقصد سے متفق ہو یا نہیں لیکن تمہیں یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ ہم لوگ ایک ایسے مشن پر کام کر رہے ہیں جس سے ہمارا جذباتی تعلق ہے اور ہم اس کے لیے اپنی زندگیاں، اپنا مال دولت سب کچھ وقف کر چکے ہیں۔ ان حالات میں یوں سمجھ لو کہ زندگی دے دینا اور زندگی لے لینا ہمارے لیے کوئی مشکل عمل نہیں ہے، ہم تو تم سے ایک شریفانہ گفتگو کرنا چاہتے ہیں اگر تم اسے قبول کر لو تو؟''

''ہاں بولو۔'' میں نے کہا۔

''تمہارے بارے میں ابھی تک کوئی علم نہیں ہو سکا کہ کون ہو، کیا چاہتے ہو، یہاں کیوں آئے تھے، کوئی ایسی بات ہمارے علم میں نہیں آ سکی، کہیں سے تمہارے بارے میں کوئی تصدیق نہیں حاصل ہو رہی، کیا اس کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ تم خود اپنے بارے میں بتا دو؟''

''دیکھو مسٹر یوکو ہاما، میں ایک پڑھا لکھا آدمی ہوں، دنیا کے مختلف گوشے دیکھے ہیں میں نے اور حقیقت یہی ہے کہ اس مختصر سی زندگی میں مجھے لاتعداد تجربات حاصل ہوئے ہیں اور ان تجربات سے جو نتیجہ میں نے اخذ کیا ہے وہ یہی ہے کہ کبھی کبھی حالات اس طرح مخالف شکل اختیار کرتے ہیں کہ انسان کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں ہوتا۔''

''ان الفاظ کی وضاحت کرو۔''

''میں جو کچھ کہوں گا تم اس پر یقین نہیں کرو گے اور اس طرح مجھے اپنے الفاظ ضائع

کرنے کا افسوس ہی ہوگا۔''

''نہیں الفاظ کا تجزیہ بھی تو کیا جا سکتا ہے۔''

''کیا جا سکتا ہے لیکن یقین نہیں آئے گا تمہیں۔'' میں نے کہا۔

''ہم یقین کرنے کی کوشش کریں گے۔''

''تو سنو۔ میں نہیں جانتا کہ یہ سب کچھ کیا ہے ایک چھوٹا سا جرم کر ڈالا تھا زندگی میں اور اس جرم نے دربدر کر دیا۔ جبکہ یہ جانا بوجھا جرم بھی نہیں تھا۔''

''مطلب؟''

''بس ایک سیاح ہوں اور ملک ملک گھومنے کا شائق وسائل نہ ہونے کی وجہ سے تھوڑا سا الٹا سیدھا کام بھی کر لیا کرتا ہوں ایک شخص کی جیب سے صرف اس کا پرس اڑایا تھا لیکن اس پرس کے ایک خفیہ خانے سے چھ ہیرے برآمد ہوگئے یقین کرو مجھے صرف جاپانی کرنسی کی ضرورت تھی کیونکہ ٹوکیو میں آیا تھا لیکن کرنسی کے ساتھ ساتھ ہیرے بھی مل گئے جو خود میرے لیے مشکل کا باعث بنے ہوئے اور پھر ان ہیروں نے مجھے دربدر کر دیا۔ جن لوگوں کی یہ ملکیت تھے وہ میری تاک میں لگ گئے، میں نے ایک ہوٹل میں قیام کیا تو انہوں نے وہاں مجھ پر حملہ کیا اور بدقسمتی سے ایک شخص میرے ہاتھوں سے مارا گیا۔ فوراً ہی پولیس پہنچ گئی اور اس کے بعد مجھے فرار ہونا پڑا۔ بس پھر یوں سمجھ لو کہ زندگی مشکل ہوگئی اور بمشکل تمام میں ایک ماہی گیر کا روپ دھار کے اس جزیرے تک پہنچا، دنیا سے چھپنا چاہتا تھا۔ نگاہیں بچا کر تمہاری اس عبادت گاہ تک پہنچا لیکن تقدیر یہاں بھی میرا ساتھ نہیں دے رہی تھی اور تم لوگوں نے نہ جانے کیوں مجھے گرفتار کر لیا؟''

یوکو ہاما گول گول آنکھوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر آہستہ سے بولا۔

''تمہارے چہرے پر وہ میک اپ!''

''ظاہر ہے اپنے آپ کو چھپانا مقصود تھا۔''

''یہ میک اپ کس نے کیا تھا؟''

''میں نے خود۔''

''گویا تمہیں میک اپ آتا ہے؟''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”بتا چکا ہوں کہ ایک سیاح ایک آوارہ گرد ہوں اور اپنی اس سیاحت کو زیادہ سے زیادہ کارآمد بنانے کے لیے چھوٹے موٹے جرائم بھی کرتا ہوں ایک ماہر فن مل گیا تھا جس سے میک اپ کرنا بھی سیکھ لیا تھا۔“

”ہوں خیر کہانی مربوط ہے اور خاصی ذہانت سے ترتیب دی گئی ہے، کون سے ہوٹل میں تمہارا قیام تھا۔ اس کے بارے میں بتاؤ؟“

”اس کا نام لٹن کارٹر تھا۔“ میں نے فوراً ہی ایک ایسے ہوٹل کا نام بتا دیا جو میں نے ٹوکیو میں دیکھا تھا۔

”روم نمبر؟“

”دو سو انیس۔“

”واقعہ کب کا ہے؟“

”خاصے دن ہو گئے۔“

”اندازاً“

”تقریباً پندرہ دن۔“

”تحقیقات ہو جائے گی اور فوری تصدیق کے لیے ایک اور عمل بھی ضروری ہے۔“

”کیا؟“

”تم میک اپ کا ماہر ہونے کا کمال دکھاؤ گے؟“

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟“

”فرق پڑتا ہے دوست، یہ پتا چل جائے گا کہ کسی اور نے میک اپ کر کے تمہیں یہاں تک بھیجا ہے یا واقعی تمہارا اپنا ہی کہنا درست ہے۔“

میں نے شانے ہلا دیے۔ کم بختوں کے پاس ہر طرح کے انتظامات موجود تھے۔ یوکوہاما کے اشارے پر میک کا بہترین سامان لایا گیا اور ایک شخص کو ماڈل بنا کر میرے سامنے پیش کر دیا گیا پھر یوکوہاما نے ایک تصویر میرے سامنے پہنچائی اور کہا۔

”اس شخص کو اس تصویر کا چہرہ دینے کی کوشش کرو۔“

میں نے گردن ہلائی اور کام شروع کر دیا اور بڑے اطمینان سے اس شخص کے چہرے کی

مرمت کرنے لگا پھر کچھ دیر کے بعد میں نے اپنے کمال کا نمونہ ان کے سامنے پیش کیا تو یوکوہاما کے چہرے پر بے اختیار تحسین کے آثار نظر آئے اس نے صرف ایک جملہ کہا۔

”واپس بند کر دو۔ اس کی دوسری بات کی تحقیق بھی کر لی جائے، کوئی بھی غیر متعلق آدمی ہمارے لیے بے مقصد ہے، ہمارا مقصد کسی کو نقصان پہنچانا نہیں۔“

ان لوگوں نے گردن خم کی اور پھر مجھے وہاں سے لے جانے لگے لیکن قید خانے تک جاتے جاتے بھی میں نے بہت سی ایسی باتوں کے بارے میں سوچا جو بڑی سنگین نوعیت کی حامل تھیں لیکن پھر اپنے آپ کو قابو ہی میں رکھا اور اسی قید خانے میں پہنچا دیا گیا۔

مجھے بڑی عجیب سی کیفیات کا شکار ہونا پڑ رہا تھا۔ میک اپ تو میں نے کر دیا تھا اور میں نہیں جانتا کہ میک اپ کی یہ مہارت مجھے کہاں سے حاصل ہوئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی مجھے یہ بھی احساس تھا کہ جس ہوٹل میں، جس واردات کی نشاندہی میں نے کی ہے اس کی تصدیق کہیں سے نہیں ہو سکے گی اور مجھے ایک بار پھر مشکل کا شکار ہونا پڑے گا۔

اب ذرا سوچنے سمجھنے کی بات تھی لیکن میں کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ یاشا میری منتظر تھی، مجھے دیکھ کر اس نے گہری سانس لے کر آنکھیں بند کر لی تھیں پھر جب مجھے یہاں لانے والے چھوڑ کر چلے گئے تو وہ معمول کے مطابق دوڑ کر میرے پاس پہنچ گئی۔ ہمارے درمیان صرف لوہے کے جنگلے تھے لیکن قربت اتنی تھی کہ ہم ایک دوسرے کو چھو سکتے تھے یاشا نے فوراً ہی کہا۔

”کہاں لے گئے تھے وہ تمہیں؟“

”مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔“

”کیسی معلومات؟“ وہ بولی۔

”مسٹر ایراساکی کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے۔“

”کیا؟“

”یہ کہ وہ کہاں ہیں۔“

”اوہ۔ ظاہر ہے تم انہی کی وجہ سے اس چکر میں گرفتار ہوئے ہو، مجھ سے ان کم بختوں نے کوئی ایسا سوال نہیں کیا۔ کیا تم پر تشدد کیا انہوں نے؟“

”نہیں۔ بس یہی پوچھتے رہے کہ ایراساکی سے میرا کیا واسطہ ہے اور یاشا مجھے کیسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جانتی ہے؟''

اس نے گردن جھکائی اور دکھ بھرے لہجے میں بولی۔

''میں واقعی افسردہ ہوں تمہارے لیے، سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں؟''

''کچھ کریں گے یاشا، فکر مت کرو۔''

وہ خاموش ہوگئی میں ایک گوشے میں جا بیٹھا اور یہ سوچنے لگا کہ ان حالات میں کیا واقعی میرے لیے کچھ کرنا ممکن ہوگا۔ ویسے یاشا کے بارے میں یہ اندازہ میں نے بخوبی لگالیا تھا کہ اس بے چاری کو ان معاملات کے بارے میں قطعی کوئی علم نہیں ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتی کہ ایراسا کی بھی بلیک فش کے لیے کام کررہا ہے۔ ویسے بہت ہی تعجب کی بات تھی اگر ایراسا کی نے مائیکروسلوشن بلیک فش کے لیے چرایا ہے تو پھر اس کی بیٹی کو ان لوگوں نے اپنے قبضے میں کیوں کر رکھا ہے۔ بہت الجھا ہوا معاملہ تھا اور ابھی میرے پاس اس کا کوئی حل نہیں تھا۔ ادھر بے چارہ جوشوآ میرا منتظر ہوگا۔ پتا نہیں اس نے میرے بارے میں کیا رپورٹ دی ہوگی۔ بہر حال ایسے الجھاوے تو چلتے ہی رہتے ہیں ظاہر ہے میں جو کچھ کرنے نکلا تھا وہ اتنا آسان تو نہیں تھا کہ وہ لوگ لمحوں میں میری واپسی کی توقع رکھتے ہوں لیکن یہاں قید رہ کر میں کچھ کر نہیں سکتا تھا۔

وہ دن گزر گیا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا گیا تھا۔ کھانا، چائے وغیرہ باقاعدگی سے دی جاتی تھی اور بھی کوئی تکلیف نہیں تھی یاشا سے اب کوئی بات نہیں ہوتی تھی اس کے چہرے پر مایوسی اور غم کے تاثرات چھائے رہا کرتے تھے حالانکہ میں نے بارہا اسے سمجھایا کہ اس معاملے میں، میں اسے بالکل مجرم نہیں سمجھتا، یہ تقدیر کے کھیل ہوتے ہیں، یہ سب کچھ اس طرح ہونا تھا سو ہوگیا پھر اس دن میرے ذہن میں ایک عجیب سی کیفیت ابھر آئی تھی ان لوگوں نے مجھے معطل کر کے ڈال دیا تھا پھر کانفرنس کا وقت بھی قریب آتا جارہا تھا یا تو اس سلسلے میں کچھ کرلیا جائے ورنہ پھر ناکامی کا اعلان ہی کردیا جائے لیکن تقدیر کے کھیل بھی انوکھے ہوتے ہیں۔ یہاں ہمارے لیے کھانا لانے والے مخصوص افراد تھے۔ صبح کا ناشتا دو افراد دیا کرتے تھے، دوپہر کے کھانے کے وقت دو دوسرے افراد آتے تھے اور رات کو دوسرے پھر اسی طرح ان کی ڈیوٹیاں بدل جاتی تھیں۔

چنانچہ اس دن جن دو افراد کو آنا تھا۔ یہ مجھے اپنے چہروں سے ہی خاصے نرم خو نظر آتے

تھے۔ ان کا رویہ بھی اچھا ہوتا تھا رویہ تو خیر کسی کا بھی برا نہیں ہوتا تھا لیکن یہ دونوں جس دلسوزی کے ساتھ ہم سے ہماری ضروریات پوچھتے تھے اس سے احساس ہوتا تھا کہ نرم طبیعت کے مالک ہیں، بارہا مجھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے ان کی آنکھوں میں میرے لیے ہمدردی کے آثار ہوں۔ اس وقت وہ رات کا کھانا لائے تھے اور دونوں کے چہروں پر عجیب سے تاثرات تھے۔ ان میں سے ایک تو پستول تان کر باہر کھڑا ہو جاتا تھا، دوسرا تالا کھول کر اندر آجاتا تھا اس وقت بھی دوسرا ہی اندر آیا تھا اور پہلا کٹہرے کے سامنے کھڑا ہونے کے بجائے اس ہال کے داخلی دروازے پر جا کھڑا ہوا تھا یہ ذرا ایک انوکھی اور تعجب خیز بات تھی۔ جو شخص کھانا لے کر میرے پاس کٹہرے میں آیا اس نے کھانا رکھتے ہوئے کہا۔

''لائن ہارٹ ہے تمہارا نام؟''

''ہاں۔''

''کب تک یہاں کی زندگی گزارو گے۔'' اس نے کہا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں؟''

''اگر چوہوں کی طرح اس قید خانے میں ہی پڑ جانا تھا تو یہاں تک آئے کیوں تھے؟''

''میرے دوست تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو۔''

''زندگی کھونے کے لیے یہ جگہ کیا تمہیں بہت پسند آئی ہے؟''

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔ ''زندگی کھونے کے لیے تو کوئی بھی جگہ پسند کی جاسکتی ہے مسٹر اور پھر میں ظاہر ہے یہاں زندگی کھونے کے لیے نہیں آیا تھا۔''

''ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تو اسی طرح بیٹھے ہوئے ہو، جیسے یہ مہمان نوازی تمہیں بہت پسند آرہی ہے۔''

''کاش میں تمہاری ان باتوں کا مطلب سمجھ سکتا۔''

''مطلب یہ ہے کہ انسان اگر کسی کام کی انجام دہی کے قابل نہ ہو تو اسے اس کا بیڑہ نہیں اٹھانا چاہیے۔''

''کیا اس طرح تم مجھ سے کچھ معلوم کرنا چاہتے ہو۔'' میں نے کہا اور اس کے چہرے پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک مسکراہٹ سی پھیل گئی اس نے کہا۔

"جس شخص کے تم قبضے میں ہونا، جب وہ تم سے تمہاری زبان کھلوانے کے لیے فرصت پا جائے گا تو تم موت کی دعائیں مانگو گے زندگی اتنی ہی مشکل ہو جائے گی تمہارے لیے؟"

"مجھے اس کا تو اندازہ ہے۔"

"موت سے پہلے یہاں سے نکلنا چاہو تو نکل جاؤ۔"

"نکلنا چاہوں؟" میں نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"ہاں۔"

"میں تو اس وقت سے یہاں سے نکلنا چاہتا ہوں جس وقت مجھے یہاں لایا گیا تھا۔"

"اور اس کے لیے جدوجہد کرتے رہے ہو؟"

"تمہارا کیا خیال ہے دوست، یہاں ان سلاخوں کے عقب میں اور پتھروں کی ان دیواروں میں کیا کوئی جدوجہد کی جاسکتی ہے۔"

"سنو میں فضول باتوں سے بچنا چاہتا ہوں۔ میں تمہاری مدد کرنے کا خواہش مند ہوں۔"

میں نے چونک کر اسے دیکھا تو وہ بولا۔ "اب اس بات کی گہرائیوں پر غور کرنے مت بیٹھ جانا کہ میں اور میرا ساتھی تمہاری مدد کرنے پر کیوں آمادہ ہیں۔ بے کار باتوں میں وقت ضائع کرنے کے شوقین ہو اگر تو پھر ہمیں تم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"نہیں مسٹر میں یہاں سے نکلنے کا خواہشمند ہوں۔" اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر بولا۔

ہم دونوں بہت پہلے سے تم سے ہمدردی رکھتے ہیں اور تمہاری زندگی بچانے کے خواہش مند تھے، یہ ڈپلیکیٹ چابی بنوائی ہے ہم نے، سنبھالو اسے، لڑکی کے کٹہرے کے لاک کی چابی بھی ہے اسے بھی ساتھ ہی لے جانا۔ یہ پستول رکھو اس میں صرف ایک ہی میگزین ہے اس سے زیادہ ہم تمہیں نہیں دے سکتے، یہ بھی چرایا گیا ہے تمہارے لیے۔ سنو یہاں سے نکلو گے تو سیدھی راہداری میں چلے جانا درمیان ہی سے اس کی ایک شاخ نکلتی ہے، یہ شاخ عمارت کے بغلی حصے میں چلی جاتی ہے، یہاں سے اوپر جانے کا زینہ ہے۔ یہ زینہ تمہیں ایک ایسے کاٹھ کباڑ کے اسٹور میں پہنچا دے گا جہاں مختلف چیزیں بھری ہوئی ہیں اس اسٹور میں ایک کھڑکی

بھی ہے جس کے دروازے ہم نے اس وقت کھول دیے ہیں ورنہ عام طور سے وہ کھلے ہوئے نہیں ہوتے۔ کھڑکی سے جب دوسری جانب کودو گے تو تمہیں اس عبادت گاہ کا مغربی حصہ ملے گا اس وقت گہری تاریکی چھائی ہوئی ہوگی اور ادھر کوئی بھی نہیں ہوتا ہے۔ تقریباً ایک فرلانگ کا فاصلہ عبور کرنے کے بعد تم ساحل تک جا پہنچو گے، وہاں کشتیاں پڑی رہتی ہیں اس کے بعد سمندر عبور کر کے یہاں سے نکل جانا تمہاری ذمے داری ہوگی۔ بات اگر سمجھ میں آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ ایک مہربانی ضرور کر دینا۔ وہ یہ کہ ان چابیوں اور پستول کے بارے میں کسی کو یہ مت بتانا کہ یہ ہم نے تمہیں دیا ہے۔ بس اس سے زیادہ کچھ کرنا ہمارے لیے ممکن نہیں تھا۔ ہاں یہ تھوڑی سی کرنسی بھی رکھو تمہارے کام آئے گی۔" اس نے جیب سے کچھ نوٹ نکال کر میرے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

میں شدید حیران ہو گیا تھا۔ فوراً واپسی کے لیے پلٹ گیا لیکن میں اسے آواز نہیں دے سکا تھا۔ وہ دونوں باہر نکل گئے۔ یاشا میری طرف دیکھ رہی تھی لیکن اسے کوئی شبہ نہیں ہو سکا تھا، وہ شخص سرگوشی کے عالم میں مجھ سے بات کرتا رہا تھا، چابی بھی اس نے ایسے انداز میں مجھے دی تھی کہ کسی کو شبہ نہ ہو سکے، کھانا اسے بھی پہنچایا گیا تھا اور وہ اس بات کی منتظر تھی کہ میں کھانے کے لیے بیٹھوں تو وہ بھی آغاز کرے۔ مجھے کچھ حیرت زدہ سا دیکھ کر وہ سلاخوں والے دروازے کے پاس آ گئی اور کہنے لگی۔

"کیا بات ہے، کھانا نہیں کھاؤ گے؟" میں سحر زدہ سا اسے دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

"کھانا کھاؤ یاشا، لیکن بہت تھوڑا سا۔"

"کیا مطلب؟"

"تھوڑا سا کھانا تا کہ ہلکی پھلکی رہو۔ آج یہاں سے فرار کا کوئی بندوبست کریں گے۔" میں نے کہا اور وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی۔ جیسے اسے میری دماغی حالت پر شبہ ہو رہا ہو۔ کچھ دیر اسی انداز میں خاموش رہی پھر آہستہ سے بولی۔

"شاید تم ذہنی طور پر تھک گئے ہو لائن ہارٹ۔" میں نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس کے احساسات کی تصویر اس کے چہرے سے نمایاں تھی۔ میں نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''بہر حال، کھانا تو کھانا ہی ہے نا، چلو پلیز۔'' اور اس کے بعد میں اپنا کھانا لے کر بیٹھ گیا۔ وہ چند لمحے اسی طرح سلاخوں کے پاس کھڑی رہی پھر ایک گہری سانس لے کر خود بھی کھانے کی جانب متوجہ ہوگئی۔ سب کچھ تھا لیکن پیٹ کا دوزخ تو بھرنا ہی ہوتا ہے۔ باقی سب بعد کی باتیں ہوتی ہیں پھر بھی میں نے خود کو ہلکا پھلکا رکھا تھا۔ ضرورت کے مطابق کھانا کھالیا اور اس کے بعد ایک طرح سے پرسکون ہوگیا۔ وہ بھی خاموشی سے بیٹھی کسی سوچ میں گم تھی اور میں اپنے طور پر یہ فیصلے کر رہا تھا کہ میرا طریقہ کار کیا ہو۔ بہر حال چابیاں تھیں۔ وہ لوگ راستہ بتا گئے تھے۔ غیر متوقع تھا یہ سب کچھ لیکن بہر طور تھا اور جو تھا اس پر غور بھی کرنا تھا۔ میرے خیالات کا طلسم اس نے آ کر توڑ دیا۔

''مسٹر لائن ہارٹ۔'' میں چونک کر اس کی جانب دیکھنے لگا وہ پھر سلاخوں کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی۔ میں بھی اٹھ کر سلاخوں کے نزدیک آ گیا۔

''کیا بات ہے؟''

''آپ نے مجھے عجیب الجھن میں ڈال دیا ہے۔'' اس نے کہا۔

''کیوں کیا بات ہے؟''

''کیا واقعی کوئی منصوبہ ہے ذہن میں؟''

''کوشش تو کرنی ہی ہے نا۔''

''لیکن اچانک یہ فیصلہ کن مرحلہ۔''

''فیصلے اچانک نہیں ہوتے مس یاشا۔''

''گویا۔''

''ظاہر ہے، مجھے باقی زندگی یہاں نہیں گزارنی۔''

''ہاں یہ تو ہے، لیکن آخر کیا منصوبہ ہے ذہن میں؟''

''تھوڑا سا انتظار کرلو۔''

''یعنی ابھی منصوبہ ذہن میں ہے۔'' میں ہنسنے لگا میں نے کہا۔

''تم مجھے دماغی مریض سمجھنے لگی ہو۔''

''نہیں یہ مطلب نہیں ہے لیکن ان حالات میں کوئی بھی ہو تو ذہنی طور پر اتنا ہی تھک سکتا

ہے۔''

''میں تھکا ہوا نہیں ہوں۔'' میں نے کہا اور وہ مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنے لگی پھر آہستہ سے بولی۔

''ایک بات کہوں؟''

''ضرور کہو، ظاہر ہے ہم خاموش تو یہاں زندگی نہیں گزار سکتے۔''

''کبھی کبھی تم مجھے ایک عجیب شخصیت معلوم ہونے لگتے ہو۔''

''ویری گڈ۔'' میں نے کہا۔

''نہیں واقعی سچ کہہ رہی ہوں۔ تمہارے اندر مجھے ایک اور شخصیت نظر آتی ہے جو اس قدر مظلوم یا معصوم نہیں ہے۔''

''مطلب یہ کہ تم مجھے مظلوم اور معصوم سمجھتی ہو؟'' میں نے ہنس کر کہا۔

''اور خود کو مجرم۔''

''آخر کیوں؟''

''صرف اس لیے کہ میری وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔'' اس نے افسردگی سے کہا۔

''دیکھو یاشا، کبھی کبھی درحقیقت وہ ہوتا ہے جس کا یقین نہیں ہوتا، شخصیتیں بھی کبھی کبھی وہ نظر آتی ہیں جو نہیں ہوتیں لیکن ہر چیز کے کچھ عوامل ہوتے ہیں۔ میں تو اس بات سے گریز کرتا ہوں کہ میرا کوئی لفظ تمہیں نقصان یا ذہنی طور پر کوئی تکلیف نہ پہنچائے اس لیے لفظوں کے استعمال سے گریز کرتا ہوں۔''

''نہیں دل کی بھڑاس نکال لیا کرو۔''

''بھڑاس نہیں، بس کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ باتیں اپنی اوقات سے بڑھ کر کی جائیں۔''

''کیا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ میرے اور تمہارے درمیان ابھی کوئی بے تکلفی کا اتنا بڑا مقام نہیں آیا ہے جہاں ہر بات بے دھڑک کہہ دی جائے، دوسری بات یہ ہے کہ کبھی دوسرے کے احساسات کا خیال نہ رکھتے ہوئے لوگ صرف اپنے مطلب کی بات کرلیا کرتے ہیں لیکن اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں یہ ہوتا ہے کہ انداز دوستی کا نہیں باقی رہتا، بلکہ ایک طرح سے یوں سمجھو کہ اپنے پیار دل کی آواز سامنے آجاتی ہے۔"

"جو کچھ تم کہنا چاہتے ہو یقینی طور پر میری سمجھ میں بالکل نہیں آرہا۔"

"مسٹر ایراسا کی کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔"

"کیا؟"

"جو کچھ سامنے آیا ہے ڈیئر پاشا اس میں اصل مسئلہ مسٹر ایراسا کی کا ہے۔ انہوں نے اگر خود کوئی قدم اٹھایا ہے تو پھر انہیں ہماری خبر گیری کرنی چاہیے تھی۔"

"نہیں۔ ایسے کیوں سوچتے ہو تم؟"

"بس کچھ شواہد سامنے آئے ہیں۔"

"کیا؟"

"یہ ڈیئر پاشا کہ مسٹر ایراسا کی کو اغواء نہیں کیا گیا۔"

"یہ سب فضول باتیں ہیں، ڈیڈی کو میں اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے پاشا کہ ہمارا خیال غلط نکل آتا ہے۔"

"دیکھو اگر ڈیڈی اپنے طور پر وہاں سے فرار ہوئے ہیں جیسا کہ تم کہنا چاہتے ہو یا جیسا کہ تمہارے دل میں آیا ہے تو ساری باتیں اپنی جگہ لیکن میری خبر گیری تو وہ کرتے اور پھر اگر وہ کسی غلط شخصیت کے لیے کام کر بھی رہے ہیں تو مجھے کیوں اغواء کیا گیا ہے۔ یہ تو سرکاری طور پر مجھے اپنی تحویل میں لیا جانا چاہیے تھا۔"

"یہی تو چند الجھنیں ہیں پاشا۔"

"نہیں ایسی کوئی بات مت سوچو۔"

"چلو پھر ٹھیک ہے نہیں سوچتے لیکن یہ بتاؤ ہمت ہے؟"

"کیسی ہمت؟"

"یہاں سے فرار ہونے کی؟"

"بہت ہمت ہے لیکن ہمت سے یہ سلاخیں نہیں کاٹی جاسکتیں۔"

"سلاخیں کاٹی جاسکتی ہیں پاشا۔"

"اس کا دعویٰ تم کرسکتے ہو میں نہیں۔"

"چلو، میں ہی یہ دعویٰ کیے لیتا ہوں لیکن سلاخیں کاٹنے کے بعد کیا کریں گے۔"

"کیا مطلب؟"

"یہاں سے فرار ہونا آسان نہیں ہوگا۔ لاتعداد لوگوں کی نگاہیں ہم پر ہوں گی۔"

"یہاں قید رہنا بھی آسان نہیں، جب ہمیں دونوں طرف موت نظر آتی ہے تو پھر ہم اپنی پسند کی موت کیوں نہ منتخب کریں۔"

"گویا فرار ہونے کی کوشش؟"

"ہاں اگر موقع مل جائے تو۔"

"ہمت سے کام لینا ہوگا۔"

"پتا نہیں تم کیسی باتیں کررہے ہو؟"

"ٹھیک ہے مس پاشا، اب ہمیں فرار کے لیے تیاریاں کرنی چاہئیں، آپ اپنے آپ کو اس کے لیے تیار کرلیں۔" وہ پھر الجھی ہوئی نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی پھر میں نے جیب سے چابی نکال کر سلاخوں کے باہر ہاتھ ڈالا اور وہ موٹا تالا کھولنے کی کوشش کرنے لگا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں پھر مزید حیرانی اسے اس وقت ہوئی جب یہ تالا کھل گیا اور میں نے سلاخوں والے دروازے کو آہستہ سے اتنا کھولا کہ اس میں سے نکلا جاسکے باہر نکل آیا ور باہر نکلنے کے بعد میں نے تالا اسی طرح لگا دیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہی تھی پھر میں اس کے دروازے کی جانب بڑھا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد میں نے وہ تالا بھی کھول دیا اسے باہر آنے کا اشارہ کیا اور وہ باہر نکل آئی، اس کی زبان بند ہوگئی تھی۔ وہ یہ بھی نہیں پوچھ رہی تھی کہ ان تالوں کی چابی آخر میرے پاس کہاں سے آگئی۔ میں نے اس کی کلائی کو پکڑا تو وہ بالکل ٹھنڈی ہورہی تھی۔ بہرحال اس کی کیفیت کا اندازہ تو مجھے تھا۔ میں نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم نے وعدہ کیا ہے پاشا کہ خود کو سنبھالو گی۔" اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

پھر میں ان لوگوں کی ہدایت کے مطابق وہاں سے آگے بڑھنے لگا۔ چاروں طرف ہو کا عالم اور سناٹا طاری تھا۔ میں خود بھی ذہنی طور پر ابھی مطمئن نہیں ہوا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ

دیکھیں آگے کیا صورت حال پیش آتی ہے، یہ اچانک پیدا ہو جانے والے ہمدرد ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئے تھے انہوں نے تو وہ عمل کیا تھا کہ خواب میں بھی نہیں سوچا جا سکتا تھا۔ تاہم یہ بات تو ضرور تھی کہ میں باہر نکل آیا تھا۔ وہی کوریڈور، وہی تمام راستے پھر وہ اسٹور اور اس میں کھلی ہوئی کھڑکی گویا ان کا کہا ہوا ایک لفظ بھی غلط نہیں تھا اور مجھے بالکل صحیح گائیڈ کیا گیا تھا۔

پاشا میرا ساتھ دے رہی تھی لیکن اس پر ابھی تک بے یقینی کی کیفیت طاری تھی۔ میں اس وقت ہر احساس کو نظر انداز کر کے کسی ساحل تک پہنچ جانا چاہتا تھا اور آخر کار ایسا ہی ہوا۔ ایک ویران سے ساحل پر بہت سی کشتیاں نظر آ رہی تھیں۔ ان کا کوئی محافظ آس پاس موجود نہیں تھا۔ ہاں ان سے کافی فاصلے پر ایک تاریک سی عمارت ضرور موجود تھی جس میں مدھم سی روشنی ٹمٹما رہی تھی۔

''ہمیں اس میں سے ایک کشتی درکار ہوگی۔'' میں نے آہستہ سے کہا اور پاشا چونک پڑی۔

''یہ ٹوٹی پھوٹی کشتیاں ہیں۔''

''یہی ہمارے فرار کا ذریعہ بنیں گی۔ دیکھو یہ مناسب لگتی ہے۔'' میں نے ایک کشتی کو منتخب کر لیا پھر دو مضبوط پتوار بھی تلاش کر لیے اس کے بعد میں نے پاشا سے اس میں سوار ہونے کے لیے کہا اور کشتی کو دھکیل کر گہرے پانی تک لے گیا پھر خود بھی سوار ہو کر پتوار کھینے شروع کر دیے لیکن یہ سب کچھ، یہ سب کچھ عجیب لگ رہا تھا۔

اب اس قدر بھی عقل سے پیدل نہیں ہوا تھا کہ اس بات پر ذہنی الجھن کا شکار نہ ہوتا۔ نہ جانے کیوں دل کے ایک گوشے میں یہ احساس تھا کہ یہ سب کچھ بے مقصد نہیں ہے اس کے پس پردہ کچھ ہے لیکن جو تھا وہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

تاحد نظر گہری خاموشی اور سناٹے کا راج تھا۔ وہ سب کچھ ہو چکا تھا جس سے جوشوآ کو میری زندگی کا احساس ہوگا بھی یا نہیں، سوچ لیا ہوگا اس نے کہ میں کام آ گیا ہوں اور ممکن ہے جیری ہاش کو بھی اس بارے میں معلومات حاصل ہوگئی ہوں۔ بڑے پُراسرار اور سنسنی خیز حالات تھے اور میں ان حالات کا کوئی صحیح تجزیہ نہیں کر سکتا تھا۔

دوسری جانب بے چاری پاشا سا کی تھی جو اس آزادی سے بے پناہ خوش نظر آ رہی تھی

اس کا احساس اس کے چہرے سے ہوتا تھا، جو خوشی سے کھلا ہوا تھا، میری جانب وہ قربان ہو جانے والی نظروں سے دیکھتی تھی اور یقیناً اس نے مجھے اپنا نجات دہندہ سمجھا تھا۔

کشتی سمندر کے سینے پر رواں دواں تھی اور بچت کا ایک ذریعہ یہ بھی تھا کہ ماہی گیروں کی کشتیاں لاتعداد نظر آ رہی تھیں اور ان سب میں تحریک تھی وہ اپنے اپنے طور پر رزق کی تلاش میں سرگرداں تھے اور رات دن کی پروا کیے بغیر اپنے معمول میں مصروف، یہی چیز ہماری بچت کا باعث بنی تھی۔

کشتی سرانی بھی کوئی عام کام نہیں ہوتا اور اس کے لیے خاص مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میں کوئی ماہر کشتی ران نہیں تھا لیکن بہرحال زندگی بچانے کے لیے انسان کے اندر بڑی صلاحیتیں پوشیدہ ہوتی ہیں اور وہ ہر قسم کے مشکل مراحل سے باآسانی گزر جاتا ہے۔ ادھر پاشا مجھ سے باتیں کرنے پر مصر تھی اور دوسری طرف میرا ذہن ان پر پیچ واقعات میں الجھا ہوا تھا۔ میرا واسطہ ان ایجنٹوں سے بھی ہوا تھا جو اب میری معاونت پر آمادہ تھے لیکن حقیقت ہے کہ وہ بھی کوئی موثر قدم نہیں اٹھا سکے تھے۔ ادھر کانفرنس کا وقت قریب آ رہا تھا لیکن بہرحال میرے ذہن کو کوئی تردد نہیں تھا۔ جس کام میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑ جائے بہرحال وہ اپنے بس سے آگے ہوتا ہے۔ اعتراف کر لیا جائے گا اس بات کا کہ میں اپنی کوششوں میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

مجھے ان تمام باتوں کی کوئی پرواہ نہیں تھی پاشا بھی خاموش نظر آ رہی تھی اور دور دور تک آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی پھر وہ مجھ سے بولی۔

''کیا ہم رات کی تاریکیوں میں ساحل تک پہنچ پائیں گے؟''

''اگر یہ کشتیاں ہماری معاون نہ ہوتیں تو نہ جانے ہم سمندر میں بھٹک کر کہاں جا نکلتے لیکن پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ساحل تک پہنچنے میں کتنا وقت لگ جائے گا۔'' میں نے کہا

''چلو زندگی تو بچ گئی۔ ورنہ وہ کم بخت ہمارے ساتھ نہ جانے کیا سلوک کرتے لیکن میں تو یہ سوچتی ہوں لائن ہارٹ کہ آگے کی زندگی کا کیا ہوگا؟''

''کیا مطلب؟''

''مطلب یہ ہے کہ ڈیڈی تو اس طرح مجھے نظر انداز کر کے روپوش ہو گئے ہیں کہ جیسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہوں نے مجھ سے تمام رابطے توڑ دیے ہیں۔ کبھی کبھی تو میرا دل یہ سوچ کر ڈرنے لگتا ہے کہ پتا نہیں وہ اس دنیا میں ہیں بھی یا نہیں۔" پاشا افسردگی سے بولی اور مجھے اس پر ترس آنے لگا۔ میں نے نہایت نرم لہجے میں کہا۔

"پھر بھی پاشا مستقبل کے لیے فیصلے تو کرنے ہی ہوتے ہیں۔ تمہیں دونوں پہلو نگاہوں کے سامنے رکھنے چاہئیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو تمام تفصیلات سامنے آئی ہیں ان کے تحت مسٹر ایراساکی نے اپنے ملک سے بھی غداری کی ہے اور بلیک فش نامی تنظیم کے مقاصد کے لیے کام کیا ہے اگر وہ تمہیں مل بھی جاتے ہیں تو کم از کم مقامی طور پر وہ ایک نیک نام اور باعزت شخص کی حیثیت سے زندہ نہیں رہ سکتے۔"

"دیکھو میں اس بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی۔ ڈیڈی نے جو کچھ کیا ہے پتا نہیں کیوں کیا ہے میری سمجھ میں ابھی تک کوئی بات ہی نہیں آئی ہے اور پھر ہمیں زندگی کے حقائق کا سامنا کرنا ہوتا ہے ہم مجبور ہو جاتے ہیں دوسروں کے ہاتھوں، میں اپنے ڈیڈی سے پیار کرتی ہوں اور میری دلی آرزو ہے کہ وہ مجھے مل جائیں لیکن لائن ہارٹ یہ بھی سوچنا ہوگا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے نہ ملیں۔"

"ہاں پاشا میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں ایسی صورت میں تم کیا کرو گی؟"

"زندگی میں بالکل تنہا رہ جاؤں گی، کوئی ساتھی، کوئی ہمدرد نہیں ہوگا لیکن لائن ہارٹ میری نگاہیں تمہاری جانب اٹھتی ہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"دیکھو ہر انسان کے ساتھ یہ وقت آتا ہے ایک دن وہ اپنے ان تمام پیاروں کو کھو بیٹھتا ہے جو اس کی زندگی کے ساتھی ہوتے ہیں اور پھر اسے اپنے پیروں پر انحصار کرنا ہوتا ہے اس کی نگاہیں کسی ایسے کی تلاش میں بھٹکتی ہیں جو اس کا معاون ہو اس کا ساتھی ہو۔ لائن ہارٹ کیا میری زندگی کے ساتھی تم نہیں بن سکتے۔ کیا تم مجھے اس قابل سمجھتے ہو؟"

میں نے چونک کر پاشا کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں التجا تھی۔ اس نے زور زور سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں لائن ہارٹ میں ایک وفا شعار لڑکی ہوں۔ صورت شکل جیسی بھی ہے یا زندگی میں

جو بھی وقت گزارا ہے سب کچھ بھول جاؤں گی تمہارے قدموں میں رہ کر، تمہاری خدمت کروں گی۔ اس طرح تمہیں خوش رکھنے کی کوشش کروں گی کہ شاید ابھی تم میری بات پر یقین ہی نہ کر سکو۔ لائن ہارٹ ایسا نہ ہوا ایسا بالکل نہ ہو لیکن اگر یہ منزل آ گئی تو کیا تم میرا ساتھ دو گے۔"

میں نے آنکھیں بند کر کے گردن جھٹکی میرا ذہن تو خود الجھنوں کا شکار تھا۔ اس وقت اگر اس لڑکی سے انکار کر کے میں اپنی جان چھڑانے کی کوشش کروں تو آسانی سے جان بخشی نہیں ہوگی پھر اس کے نخرے سہنے پڑیں گے۔ ویسے یہ ہے کہ جھوٹ بول کر جان چھڑائی جائے۔ ورنہ پھر ذہن یکسو نہیں ہو سکے گا۔ میں نے آہستہ سے کہا۔

"یہ تو آنے والے وقت کا فیصلہ ہوگا پاشا میں کیا کہہ سکتا ہوں۔"

"ہاں میں جانتی ہوں وقت اپنے فیصلے خود کرتا ہے لیکن پھر بھی انسان اپنی تسلی کے لیے کچھ نہ کچھ تو چاہتا ہی ہے۔" وہ بولی۔

"اچھا فرض کرو تمہیں تمہارے ڈیڈی مل گئے تو؟" میں نے سوال کیا اور وہ کچھ سوچنے لگی۔ لمحہ بھر توقف کے بعد اس نے کہا۔

"تو پھر میں بخوشی ان کے ساتھ چلی جاؤں گی۔"

"اور میں؟"

"تم یقین کرو تمہیں جس قسم کی مدد درکار ہوگی تمہیں وہ مدد فراہم کی جائے گی۔"

"اور دوسری صورت میں تم مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ گی؟"

"اگر تم نہ چاہو تو ایسا نہیں ہوگا۔"

"کیا مطلب؟"

"اگر تم مجھے اپنی زندگی میں شامل کرنے کا وعدہ کر لو تو میں ڈیڈی سے کہہ کر تمہیں اپنا لوں گی اور اگر ڈیڈی نہ مل سکے تو پھر تو میں تمہارے ہی رحم و کرم پر ہوں گی۔ مجھے بتاؤ میں کہاں جاؤں گی۔"

"یہ بات تو ٹھیک ہے پاشا۔ خیر یہ موضوع ابھی صرف موضوع ہے فیصلہ تو ہم بعد میں ہی کریں گے۔"

"تم مجھے صرف ایک بات بتا دو۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"وہ کیا؟"

"کیا دوسری صورت میں تم مجھے اپنے ساتھ رکھنا پسند کرو گے؟"

"یاشا وقت سے پہلے تو کوئی بات فیصلہ کن صورت میں نہیں کہی جا سکتی کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ تم میری تمام توجہ کشتی رانی کی طرف رہنے دو۔"

وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگئی اور اس کے بعد اس نے واقعی میری ہدایت پر عمل کیا پھر اس وقت اجالا پھیلنے لگا تھا جب دور سے ہمیں ساحل کی روشنیاں نظر آئیں اس وقت یاشا بے اختیار بول اٹھی۔

"ہم پہنچ گئے۔ ہم پہنچ گئے۔"

میں نے اس وقت بھی اسے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ ایک سمت کا تعین کر کے میں نے سفر کی رفتار تیز کر دی تھی لیکن تعجب تھا صاحب سخت تعجب تھا، ویسے یہ اندازہ تو مجھے ہو گیا تھا کہ یہ جزیرہ بہت ہی عجیب و غریب ہے وہاں تک پہنچ جانا اور اسکے بعد وہاں سے نکل آنا ناقابل یقین سی بات ہے حالانکہ اس قدر بڑا کام ہو رہا ہے لیکن پھر بھی عام رسائی وہاں تک ہے اس کا جواز بھی موجود تھا۔ بلیک فش کے ارکان نہیں چاہتے تھے کہ حکومت جاپان خصوصی طور پر یوکومائی کی جانب اس طرح متوجہ ہو سکے کہ وہ جزیرہ ایک جرم گاہ تسلیم کر لیا جائے۔ حالانکہ یہ حقیقت تھی کہ سرکاری کاغذات میں اس کی حیثیت اسی انداز میں موجود تھی اور مجھے بہرحال وہاں کی نشاندہی کی گئی تھی لیکن چوہے بلی کا کھیل ہو رہا تھا حکومت بھی بلیک فش کے ارکان کو بغیر کسی مناسب ثبوت کے شاید گرفتار نہیں کرنا چاہتی تھی، جبکہ اس وقت ایسا مرحلہ آ گیا تھا کہ وہ ایک مشکل کا شکار ہوگئی تھی۔

ساحل قریب آتا گیا سوچیں بعض اوقات راستے مختصر کرا دیتی ہیں پھر جب ایک ویران سی جگہ ہم نے کشتی ساحل سے لگائی تو یقین نہیں آیا کہ ہم زندگی بچا کر یہاں تک نکل آئے ہیں۔

زمین پر قدم رکھ کر تو یاشا کے چہرے پر پھول ہی پھول کھل گئے تھے۔ حالانکہ وہ باپ کی غیر موجودگی سے سخت غمزدہ تھی لیکن اپنی زندگی بھی دنیا کی ہر شے سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک بہت بڑا سچ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

اور میں محسوس کر رہا تھا کہ یاشا بہت خوش ہے۔ میں اور یاشا ساحل پر دور تک چلتے رہے۔ میری نگاہیں چاروں طرف بھٹک رہی تھیں لیکن کوئی یقین کرنا مشکل تھا۔ بہت سے ماہی گیروں کی کشتیاں ساحل سے لگی تھیں اور کافی فاصلے پر لوگ آتے جاتے نظر آ رہے تھے دن کا اجالا پھوٹتا چلا آ رہا تھا۔ وہ کہنے لگی۔

"اب ہمارے لیے سب سے مشکل مرحلہ یہ ہے کہ ہم کہاں جائیں، کیا تم میرے گھر چلنا پسند کرو گے۔" جواب میں میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ میں نے تمہیں تمہارے گھر کے بارے میں بتایا تھا اور پھر کیا تم وہاں جانا پسند کرو گی جہاں سے اغواء ہوگئی تھیں اس طرح تو تمہارے فرار ہونے کے بعد تمہیں تلاش کرنے والے باآسانی اپنی منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔"

اس کے چہرے پر ایک دم خوف کے آثار پھیل گئے اس نے کہا۔

"ہاں کبھی کبھی انسانی عقل سوچنا چھوڑ دیتی ہے، مجھے تو یاد ہی نہیں رہا تھا۔ تو پھر کیا کیا جائے؟"

"کیا یہاں تمہاری ایسی کوئی شناسائی نہیں ہے جہاں ہمیں پناہ مل سکے؟"

"افسوس ڈیڈی نے میرے لیے یہ موقع ہی نہیں چھوڑا تھا۔ بہت محتاط زندگی گزاری ہے انہوں نے۔ بس ایک عجیب و غریب زندگی کا شکار رہی ہوں میں۔ چند شناسائیاں ہیں لیکن ایسی نہیں کہ ہم اس حالت میں وہاں پہنچیں اور ہمیں پناہ مل جائے۔"

"تو اس کے لیے بہتر ہے کسی ہوٹل کا ہی رخ اختیار کیا جائے۔"

"ہوٹل؟"

"ہاں۔"

"آہ کاش میری چیک بک ہی میرے پاس ہوتی۔ میرا اکاؤنٹ ہے اور اس میں اچھے خاصے پیسے ہیں لیکن مشکل کی بات نہیں ہے میں کسی نہ کسی طرح کوشش کر کے اپنے اکاؤنٹ سے رقم نکلوا لوں گی لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہوٹل میں قیام کے لیے ہمارے پاس......"

"میرے پاس کچھ رقم موجود ہے، تم اس کی فکر مت کرو لیکن ہمیں ایک ایسے ہوٹل کا رخ اختیار کرنا چاہیے جو بالکل ہی معمولی حیثیت کا ہو اور وہاں ہماری موجودگی کا کوئی شبہ بھی نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر سکے۔"

"میں ایسے ہوٹلوں کے علاقے کے بارے میں جانتی ہوں تھوڑے فاصلے پر چلنے کے بعد ہمیں کسی ٹیکسی وغیرہ کا سہارا لینا ہوگا کیا واقعی تمہارے پاس کچھ رقم موجود ہے؟"

"ہاں۔"

"میں نہیں سمجھتی کہ یہ رقم کہاں سے آئی۔ تم نہایت پراسرار انسان ہو۔" اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

پھر ہم ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے ہمیں ٹیکسی دستیاب ہوسکتی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو سنبھالا۔ ٹیکسی میں بیٹھنے کے بعد اس نے ڈرائیور کو ایک مخصوص علاقے کا پتا بتا دیا تھا۔

بہرحال میں خاموشی سے دونوں سمت دیکھتا ہوا جا رہا تھا۔ بار بار میرے ذہن میں یہی تصور ابھر رہا تھا کہ کوئی ہمارا تعاقب کر رہا ہے لیکن ہر جگہ ناکامی ہی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ آخر کار ایک ایسے علاقے میں پہنچ گئے جسے گنجان کہا جاسکتا تھا لیکن جدید جاپان میں کسی ایسے علاقے کا تصور جہاں زندگی انتہائی پسماندہ ہو، ممکن ہی نہیں تھا۔ اس علاقے میں ہوٹلوں کی پوری دنیا آباد تھی۔ چھوٹے چھوٹے ہوٹل جن میں سے ایک میں ہمیں ایک کمرہ حاصل ہوگیا اور کچھ دیر کے بعد ہم جاپانی طرز کے سجے ہوئے اس چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئے جہاں ڈبل بیڈ موجود تھا۔

اس کمرے میں داخل ہوکر یاشا کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوگئی۔ میں اسے نہیں سمجھا تھا۔ کمرہ ضروریات زندگی سے آراستہ تھا اور جس قیمت پر ہمیں حاصل ہوا تھا اس میں کم از کم ایک ہفتہ ہم یہاں آرام سے گزار سکتے تھے۔ کھانے پینے کے اخراجات کے علاوہ بہرحال میں اس وقت تو یاشا کی کیفیت نہیں سمجھ سکا تھا لیکن بعد میں اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصل میں اس علاقے میں یہ کمرے وہ لوگ حاصل کرتے ہیں جن کے مکان بہتر نہیں ہوتے اور وہ ہنی مون منانے کے لیے کسی سستی جگہ کی تلاش میں ہوتے ہیں یہ بات اصل میں مجھے یوں یاد آ گئی کہ میری ایک دوست کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا تھا۔"

"گڈ لیکن ظاہر ہے یاشا ہم اس لیے یہاں نہیں آئے۔"

وہ کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی۔ کہنے لگی۔" اور جب تم چونک چونک کر ایسی باتوں کی تردید کرتے ہو تو مجھے بہت ہنسی آتی ہے۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ تم بے حد اچھے انسان ہو اور نہ جانے کیوں رفتہ رفتہ تم میرے دل کی گہرائیوں میں بیٹھتے جا رہے ہو۔"

"یاشا تم بہت باہمت اور مضبوط دل کی لڑکی ہو۔"

"خیریت کیوں کہہ رہے ہو؟"

"ایسے حالات میں جب ہمارے چاروں طرف وسوسے اور خوفناک احساسات مسلط ہیں، تم رومانی باتیں بھی سوچ سکتی ہو۔"

میرے ان الفاظ پر وہ جھینپ گئی اور بولی۔ "نہیں میں رومانی باتیں نہیں سوچ رہی لیکن اگر کسی چیز کو دیکھ کر کوئی بات یاد آ جائے تو اس پر اعتراض تو نہیں ہونا چاہیے۔"

آخری الفاظ ادا کرتے ہوئی وہ کچھ آزردہ سی ہوگئی، بہرحال میں نے اس پر توجہ نہیں دی تھی البتہ یہ بہتر ہوا تھا کہ آخری لمحات کی یہ گفتگو اسے سنجیدہ کرنے میں کامیاب ہوگئی تھی اور اس کے بعد اس نے ایسی کوئی فضول بات نہیں کی۔ میں اسے فضول بات اس لیے کہہ سکتا ہوں کہ ذہنی طور پر اس وقت میں اس قید سے زیادہ منتشر تھا جو مجھے جزیرے پر ہوئی تھی۔ کیونکہ مجھے اب شدت سے یہ بات کھل رہی تھی کہ اتنی آسانی سے وہاں سے ہم دونوں کا فرار عقل سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ بہرحال کچھ بھی تھا تھوڑا سا انتظار تو کرنا ہوگا اس کے بعد جیری پاش سے رابطہ قائم کرنا مناسب ہوگا۔

ویسے جزیرے پر جو کچھ ہو رہا تھا۔ وہ سب ذہن میں تھا۔ صورت حال کا علم ہونے کے باوجود پتا نہیں کیوں مقامی حکومت یوکومائی کے خلاف کوئی موثر قدم نہیں اٹھا رہی تھی۔

وقت گزرتا رہا اور میں نے فیصلہ کیا کہ اگر یہاں مقید تھوڑا سا قیام کرنا ہے تو کم از کم چہرے بدلنے بہت ضروری تھے ایک تھوڑی سی کوشش اس سلسلے میں کی جاسکتی تھی۔ بہرحال یہ بات میرے ذہن میں پختہ ہوگئی اور میں نے اس کا اظہار یاشا سے بھی کر دیا۔ یاشا چونک کر بولی۔

"لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟"

"میں یہ کام کر سکتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''مگر کیسے؟''

''بازار میں اس قسم کا سامان ملتا ہے جو چہروں کو عارضی طور پر بدلنے میں معاون ثابت ہوسکتا ہے۔''

''وہ تو میں جانتی ہوں لیکن اس کا طریقہ استعمال میرا مطلب ہے کہ یہ تو ایک باقاعدہ فن ہے۔''

''میرا خیال ہے مجھے اس فن میں تھوڑی بہت مہارت ہے۔'' یاشا ایک بار پھر مجھے مشتبہ نگاہوں سے دیکھنے لگی تو پھر میں نے مسکرا کر کہا۔

''کیوں حیران کیوں ہو؟''

''نہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔''

''پھر بھی۔''

''بس تمہارے بارے میں کبھی کبھی کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار ہو جاتی ہوں۔''

''تمہارے پاس اس کی فرصت ہے یاشا۔''

''ٹھیک ہے نہ جانے کیوں اس وقت کے بعد سے جب میں نے تم سے ہمیشہ ساتھ رہنے کی بات کی ہے تمہارے انداز میں نمایاں تبدیلی رونما ہوگئی ہے، یوں جیسے میرے یہ الفاظ تمہارے ذہن کو گراں گزرے ہوں۔''

میں ہنس کر خاموش ہوگیا۔ یاشا کسی قدر بددل نظر آ رہی تھی پھر دوسرے دن میں باہر جانے کی تیاری کرنے لگا تو اس نے کہا۔

''واپس آؤ گے؟''

میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ ''کیا مطلب، کیا کہنا چاہتی ہو یاشا؟''

''واپس آؤ گے میرے پاس۔ کم از کم مجھے بتا کر تو جاؤ۔''

''تم عجیب گفتگو کر رہی ہو یاشا، کیا میں نے اب تک تمہارا ساتھ نہیں دیا ہے۔''

''اگر میرے وہ الفاظ تمہارے لیے باعث تردد بنے ہیں تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ اس کے بعد ایسی کوئی بات زبان پر نہیں لاؤں گی۔ وعدہ کرتی ہوں لیکن پلیز دیکھو ان حالات میں مجھے چھوڑ کر مت چلے جانا۔ ورنہ میں شاید، میں شاید ان حالات کا مقابلہ نہ کر سکوں۔'' وہ سسک

پڑی۔

''یاشا، یاشا کیا فضول باتیں کر رہی ہو۔ بالکل عورتوں کے انداز میں سوچ رہی ہو۔''

''نہ سوچوں؟'' وہ بولی۔

''میرا مطلب ہے۔''

''نہیں نہیں بولو۔ نہ سوچوں۔ تم مجھے عورت نہیں مانتے؟''

''لیکن یاشا تمہیں اس وقت تک عورت نہیں بننا ہے جب تک کہ زندگی کو کوئی محور نہ مل جائے۔ تم خود سوچو، دشمنوں میں گھری ہوئی ہو۔ ہم اس طرح سے فرار ہو کر یہاں تک آئے ہیں اور ابھی نہ جانے ہمیں کیسے کیسے حالات کا سامنا کرنا پڑے اس عالم میں کیا اس قدر جذباتی ہوسکتے ہیں؟''

''جب اس وقت تم جزیرے پر سلاخوں میں قید تھے اور میں بھی قید تھی تو تمہارے انداز میں میرے لیے بڑی محبت پائی جاتی تھی اور اس سے پہلے بھی میرے اور تمہارے درمیان جو تھوڑی بہت ملاقات رہی اس میں بھی تم بہت نرم خو تھے میرے ساتھ لیکن اب...... اب میں یہ محسوس کر رہی ہوں کہ کہ......''

''نہیں یاشا ایسی کوئی بات محسوس نہ کرو پلیز ورنہ خوامخواہ ذہنی الجھن کے سوا کچھ اور ہاتھ نہیں آئے گا۔''

''ٹھیک ہے۔ مجھے ساتھ لے چلو۔'' وہ بولی۔

''یہ بھی مناسب نہیں ہوگا۔''

''اوکے اوکے۔''

''سنو میں تھوڑے سے وقت میں واپس آ جاؤں گا تمہارے لیے یہی ہدایت ہے کہ اپنے کمرے سے باہر قدم نہیں نکالنا۔'' اس نے معصومیت سے گردن ہلا دی تھی اور میں گردن جھٹکتا ہوا باہر نکل آیا تھا۔

بہرحال احساسات تو دل میں تھے اسے اس طرح بے یارومددگار چھوڑنے کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اور پھر مجھے اس سے ابھی بہت کام لینا تھا۔ ابھی اسے چھوڑنے کا بھلا کیا امکان ہوسکتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر کافی وقت لگ گیا اور میں نے اپنا تمام کام مکمل کر لیا اس کے بعد واپس ہوٹل پہنچ گیا کمرے کے دروازے پر دستک دی ذہن میں وسوسے اور خیالات بھی تھے۔ یاشا نے دروازہ کھولا، مجھے دیکھا پھر ایک دم کھل سی گئی۔ ویسے چہرے پر کوئی عجیب سی بات تھی جسے میں فوری طور پر کوئی معنی نہیں پہنا سکا تھا۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور اب یقیناً تمہارے وسوسے دور ہو گئے ہوں گے۔ کوئی ایسا واقعہ پیش تو نہیں آیا جو قابل ذکر ہو، میرا مطلب ہے سب کچھ ٹھیک ہے نا؟''

اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا اور میں ساتھ لائے ہوئے سامان کا پیکٹ میز پر رکھ کر اسے دیکھنے لگا پھر فوراً ہی میری چھٹی حس نے مجھے یہ احساس دلایا کہ کوئی خاص بات ہے۔

میں چونک پڑا۔ یاشا باتھ روم کے دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی۔ میں ایک دم سنبھل گیا اور میں نے متجسس نگاہوں سے دروازے کی جانب دیکھا پھر اشارے سے اس سے پوچھا کہ۔ ''کیا واش روم میں کوئی موجود ہے؟''

میرے ذہن میں یہ خیال ابھرا تھا کہ ممکن ہے ہمارے دشمن یاشا تک پہنچ گئے ہوں اور اس وقت میری دستک سن کر کوئی دشمن واش روم میں موجود ہو۔ اس نے یاشا کو دھمکی دی ہو کہ وہ پستول کی زد پر ہے اور اگر آنے والے کو اس بارے میں کچھ بتایا گیا تو اسے نقصان پہنچ جائے گا ایک لمحے میں مجھے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ لیکن میرے فیصلہ کرنے سے پہلے میرے اندازے کی تصدیق ہو گئی۔

واش روم سے کوئی باہر نکلا تھا لیکن یاشا کے انداز میں خوف نہیں تھا۔ باہر آنے والا ایک چوڑے چکلے جسم کا مالک شاندار شخصیت رکھتا تھا لیکن نہ تو اس کے ہاتھ میں پستول تھا اور نہ اس کے انداز میں ایسی بات پائی جاتی تھی جس سے وہ مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہو۔ وہ گہری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا پھر اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میرا نام ایراساکی ہے۔''

میرے ذہن میں ایک چھناکا سا ہوا تھا۔ بھلا ایراساکی کا نام بھی ایسا ہو سکتا تھا کہ میں دوبارہ اس سے اس کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کرتا۔ میں نے یاشا کی طرف دیکھا تو وہ آہستہ سے گردن ہلا کر بولی۔

''ہاں میرے ڈیڈی ایراساکی۔''

''ہیلو مسٹر ایراساکی۔''

''ہیلو۔ تم نے مجھ سے ہاتھ نہیں ملایا۔'' میں نے فوراً ہی اپنا ہاتھ اس کی جانب بڑھا دیا تھا۔ اس نے گرمجوشی سے مجھ سے مصافحہ کیا اور بولا۔

''شاید تم اس بات پر یقین نہ کرو کہ میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے سے تمہاری واپسی کا منتظر ہوں اور یاشا نے مجھے اس کے لیے مجبور کیا ہے ورنہ اس وقت میرے پاس ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور میں شدید خطرہ محسوس کر رہا ہوں اپنے لیے اور اپنی بیٹی کے لیے لیکن یاشا کا کہنا تھا کہ ہر قیمت پر تمہارا انتظار کرنا ضروری ہے اور تمام حالات سننے کے بعد میں نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔''

''کیا آپ بیٹھنا پسند کریں گے مسٹر ایراساکی؟''

''ہاں ہاں کیوں نہیں۔ ظاہر ہے اتنی دیر تک تمہارا انتظار کیا ہے میں نے، تھوڑا سا وقت اور سہی۔'' اس نے کہا اور بیٹھ گیا۔ میں نے بھی اپنے بیٹھنے کے لیے جگہ منتخب کر لی۔ البتہ یاشا کھڑی رہی تھی۔ ایراساکی بولا۔ ''کہو۔ کیا کہنا چاہتے ہو؟''

''آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب آپ کو میری ضرورت تو نہیں ہے؟''

''ہے۔ سو فیصد ہے۔'' وہ جلدی سے بولا۔

''تمہارے انتظار میں تو ہم اب تک یہاں رکے رہے ہیں ورنہ ڈیڈی تو فوراً مجھے لے کر یہاں سے نکل جانا چاہتے تھے۔'' یاشا نے کہا۔

میں نے یاشا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''یاشا میں نہیں سمجھتا کہ اب تمہیں میری ضرورت ہے؟''

''تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ لائن ہارٹ، ڈیڈی کو میں نے تمہارے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے اور ڈیڈی تمہارے بے حد ممنون ہیں کہ تم نے اس طرح بے لوث میری مدد کی ہے اور میرے لیے اس قدر تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ ہمیں یہاں سے ساتھ ہی نکلنا ہے لائن ہارٹ، میں تمہیں دشمنوں میں تنہا نہیں چھوڑنا چاہتی۔''

''دیکھو ڈیئر یہ جگہ بالکل غیر محفوظ ہے اگر مجھے تمہارا انتظار نہ ہوتا تو میں اب تک کبھی کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں سے نکل گیا ہوتا۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم یہاں سے نکلنے کے بعد بہتر گفتگو کریں، میری رائے یہ ہے کہ فوراً یہ جگہ چھوڑ دو اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ہوٹل کے منتظمین سے ہم یہاں سے جانے کی بات کریں۔ کمرہ اسی طرح لاک کر دو، تمہارے پاس کوئی خاص سامان بھی نہیں ہے، جب بھی یہاں واپس آنا چاہو گے آ جاؤ گے۔"

"ٹھیک ہے مسٹر ایراساکی اگر آپ یہ ضروری سمجھتے ہیں تو میں آپ کے ساتھ چلنے کے لیے تیار ہوں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میں اور یاشا صرف ہم سفر تھے اور دوران سفر ہماری دوستی ہو گئی تھی بعد میں آپ لوگوں کے جو بھی دشمن تھے انہیں یہ شبہ ہو گیا کہ شاید میں بھی آپ کا شریک کار ہوں چنانچہ انہوں نے مجھے بھی گرفتار کر لیا اور مجھ پر تشدد کر کے آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اس کے باوجود اگر آپ اس بات کے خواہشمند ہیں کہ میں آپ کے ساتھ چلوں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"اوکے، اوکے پلیز۔" ایراساکی نے کہا اور پھر ہم بڑی احتیاط سے باہر نکل آئے، ایراساکی نے مجھے بتایا۔

"نیچے سفید رنگ کی ایک کار کھڑی ہوئی ہے جس کا نمبر ذہن نشین کر لو، سب سے پہلے تم تنہا جاؤ گے، یہ کار کی چابی ہے، دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ جاؤ گے اس کے بعد یاشا تمہارے پاس پہنچے گی، آخر میں میں پہنچ جاؤں گا۔ ڈرائیونگ سیٹ خالی رکھنا، تم دونوں اپنی سیٹ پر رہو گے ویسے کار کے شیشے تاریک ہیں۔ اس لیے اندر بیٹھنے کے بعد باہر سے دیکھنے کے امکانات نہیں رہیں گے۔ یہ چابی لو۔" اس نے کار کی چابی میری جانب بڑھا دی تھی۔ ہوٹل سے باہر نکلتے ہوئے میرے ذہن میں کچھ وسوسے بھی تھے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں کار میں بیٹھوں یا دروازہ کھولوں اور کار میں بم کا دھماکہ ہو جائے، ممکن ہے وہ مجھے راستے سے ہٹانا چاہتے ہوں۔ اب ایسی حماقت تو نہیں کر سکتا تھا چنانچہ نیچے اترنے کے بعد کار کے قریب پہنچ بھی گیا اور اسے دیکھ بھی لیا لیکن دروازہ نہیں کھولا تھا؟ کچھ لمحوں کے بعد ہی میں نے یاشا کو نیچے آتے ہوئے دیکھا۔ اسے یہ تو اندازہ نہیں تھا کہ میں کار کے اندر موجود نہیں ہوں لیکن قریب پہنچنے کے بعد جب اس نے اپنی سیٹ کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی اور دروازہ نہیں کھلا تو میں اس کے قریب پہنچ گیا۔

"ایک منٹ یاشا نہ جانے کیوں کار کا دروازہ مجھ سے نہیں کھلا۔" میں نے کار کی چابی اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور یاشا نے کار کی چابی لے کر پہلے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا پھر عقبی دروازہ اور پھر اندر بیٹھ گئی۔

"اندر آ جاؤ پلیز۔" اس نے کہا اور میں اندر جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں پوچھا تھا کہ کار کا دروازہ کیوں نہیں کھلا۔ غور ہی نہیں کیا تھا اس نے میری بات پر البتہ اس کی نگاہیں ہوٹل کے دروازے کی جانب لگی ہوئی تھیں پھر کچھ ہی لمحے کے بعد ایراساکی دروازے سے برآمد ہوا اور ٹہلنے کے انداز میں آگے بڑھ گیا۔ میں نے دل ہی دل میں سکون کی گہری سانس لی تھی۔ کم از کم وہ واقعہ پیش نہیں آیا تھا جس کا میں نے تصور کر لیا تھا ایراساکی کے بارے میں، میں نے اندازہ لگا لیا تھا کہ ایک چالاک اور ذہین آدمی ہے اس نے عقب نما آئینہ درست کیا تھا اور پھر بہت دیر تک خاموش بیٹھا کار ڈرائیو کرتا رہا تھا۔ مجھے فوراً ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ تعاقب کا جائزہ لے رہا ہے لیکن شاید تعاقب نہیں کیا جا رہا تھا۔ کیونکہ اس کے بعد میں نے اس کے چہرے پر سکون کے آثار دیکھے تھے اور اس نے بھی گہری سانس لے کر کہا تھا۔

"تھینکس گاڈ، کوئی ہمارا تعاقب نہیں کر رہا۔" میں نے اور یاشا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تب وہ آہستہ لہجے میں کہنے لگا۔

"مائی ڈیئر لائن ہارٹ، تمہارا مل جانا میرے لیے انتہائی غنیمت ہے، حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مجھے کسی ساتھی کی اشد ضرورت تھی، سمجھے مائی ڈیئر مجھے تمہاری ضرورت ہے، تم میری مدد کرو پلیز، جس طرح تم اب تک میری بیٹی کی مدد کرتے رہے ہو، میں تم سے کسی معاوضے کی بات نہیں کروں گا۔ کیونکہ میں تمہیں دے ہی کیا سکتا ہوں اور پھر ان جذبوں کے تحت جو کام کیے جاتے ہیں، جن میں لالچ کا کوئی تصور نہ ہو ان کے لیے کوئی بھی قیمت بے حقیقت ہوتی ہے، بولو کیا تم میری مدد کر سکتے ہو؟"

"میں نہیں جانتا مسٹر ایراساکی، آپ کو کس طرح کی مدد کی ضرورت ہے؟"

"وہ میں تمہیں بتا دوں گا، فی الحال تم اپنے تمام کام ملتوی کر کے صرف میرا ساتھ دو اور یہ ویسے بھی تمہارے لیے بہت ضروری ہے۔"

"کیوں؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''اس لیے کہ بدقسمتی سے ہماری وجہ سے تم ان کی نگاہوں سے مشکوک ہو گئے ہو۔ جب تک ان کے ذہن صاف نہیں ہو جائیں گے۔ وہ تمہیں بھی شک کی نگاہ سے دیکھتے رہیں گے اور میں نہیں چاہتا کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچ جائے۔'' میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے خود ہی کہا۔

''میں بالکل تنہا ہوں، بالکل تنہا اور میری یہ تنہائی میرے لیے عذاب بنی ہوئی ہے آہ وہ میری بیٹی کو اگر کوئی نقصان پہنچا دیتے، تو میں زندگی بھر اپنے آپ کو معاف نہیں کر سکتا تھا۔ لعنت ہے ایسی دولت پر جو زندگی کا سکون چھین لے۔'' وہ خود بخود بڑبڑا رہا تھا پھر کچھ دیر خاموشی رہی تو یاشا نے کہا۔

''ڈیڈی ہم کہاں جا رہے ہیں؟''

''میں نے ایک عمارت کا انتظام کیا ہے، یہ نہ پوچھنا کہ یہ انتظام کیسے کیا ہے۔ کیونکہ یہ ایک طویل کہانی ہے لیکن اب تک میں اسی عمارت میں پوشیدہ رہا ہوں اور وہ میری پناہ گاہ بنی رہی ہے۔ اس وقت بھی وہ ہمارے لیے بہترین جگہ ہے۔''

''لیکن وہ عمارت کون سی ہے؟''

''تم اس کے بارے میں نہیں جانتیں۔''

''آپ کے خیال میں وہ محفوظ جگہ ہے مسٹر ایراسا کی؟'' میں نے پوچھا۔

''ہاں مسٹر لائن ہارٹ۔ ایک ایسے شخص کی ملکیت ہے وہ۔'' ایراسا کی اچانک خاموش ہو گیا۔

''کیا ہوا؟'' میں نے چونک کر پوچھا۔

''پلیز۔ ہمیں خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔'' ایراسا کی نے کہا۔ کچھ دیر خاموشی طاری رہی پھر وہ گہری سانس لے کر بولا۔

''سوری میری غلط فہمی تھی۔'' اس کے بعد اس نے کار ایک جگہ روک دی۔

عمارت بے حد خوبصورت تھی۔ آبادی سے ہٹ کر ایک آئیڈیل جگہ پر۔ کار رکی تو یاشا نے بے اختیار لہجے میں کہا۔

''یہ یاؤتوسی دیو کا علاقہ ہے نا ڈیڈی؟''

''ہاں۔'' ایراسا کی بھاری لہجے میں بولا۔

''لیکن یہ عمارت۔ یہاں کون رہتا ہے؟''

''کوئی نہیں۔'' ایراسا کی نے کہا۔ ریموٹ کنٹرول گیٹ کھلا تو یاشا پھر بے اختیار بول پڑی۔

''آہ۔ یہ گیٹ ریموٹ سے کھلا ہے۔ کتنا عجیب ہے یہ سب کچھ۔'' وہ بچوں کی طرح خوش ہو کر بولی لیکن ایراسا کی اب بالکل سنجیدہ ہو گیا تھا۔ پورچ میں کار روک کر وہ نیچے اتر آیا اور نرم لہجے میں بولا۔

''آؤ۔ تم دونوں۔'' پھر دوسرا بڑا دروازہ بھی ریموٹ سے ہی کھلا تھا ہم اندر داخل ہو گئے پھر ایک بڑے ہال میں رک گئے ایراسا کی نے کہا۔ ''بیٹھو۔ کسی طرح کی ضرورت تو نہیں محسوس کر رہے۔ میرا مطلب ہے غسل وغیرہ تو نہیں کرنا چاہتے؟''

''کم از کم میں نہیں۔'' میں نے کہا۔

''میں یہ عمارت دیکھ لوں ڈیڈی؟'' یاشا نے کہا۔

''نہیں ڈیئر۔ بیکار ہے۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم بیٹھو۔ میں مسٹر لائن ہارٹ کو کچھ حقائق بتانا چاہتا ہوں تم بھی سنو۔''

''جی ڈیڈی۔'' یاشا کچھ بجھ سی گئی پھر وہ بھی بیٹھ گئی تھی۔ ایراسا کی ایک قیمتی صوفے کے ہتھے سے ٹک گیا پھر بولا۔

''کہانی بہت مختصر ہے مسٹر لائن ہارٹ۔ بس اتنی کہ چند الفاظ میں سمجھ آ جائے۔ میرا نام تمہیں معلوم ہے۔ یہ بھی معلوم ہے کہ میں ایک ذمے دار عہدے پر کام کرتا تھا۔ میری بیوی مر چکی ہے۔ دنیا میں یاشا کے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔ دیوانے باپوں کی طرح میں بھی اپنی اکلوتی بیٹی کے تابناک مستقبل کے خواب دیکھتا رہتا تھا۔ بہت سی آرزوؤں کے خواب میں نے دل میں بسا رکھے تھے لیکن میرے ذرائع محدود تھے۔ بس ایک معمول کی آمدنی جس سے میں ہر خواب پورے نہیں کر سکتا تھا۔ میرا ذہن ہمیشہ ان خوابوں کی تکمیل کے بارے میں سوچتا رہتا تھا پھر کچھ لوگوں نے مجھ سے رابطہ کیا۔ انہوں نے ایک تجویز میرے سامنے رکھی اور مجھے ایک بڑی رقم کی پیش کش کی جس کے عوض مجھے لیبارٹری سے مائیکرو سلوشن ٹیوب حاصل کر کے انہیں پیش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنی تھی۔ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ مجھے انگلینڈ میں فروکش کر دیں گے اور اتنی دولت دیں گے کہ میں ایک لارڈ کی زندگی بسر کر سکوں۔ میں پھسل گیا۔ مائیکروسلوشن کو وہاں سے چرانے کے بعد میں یہاں نہیں رہ سکتا تھا۔ اس کا حل انہوں نے پیش کر دیا تھا۔ یہ ایک تنظیم بلیک فش کے کارکن تھے۔ بہر حال میں ان کی ہدایات پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو گیا اور پھر میں نے اپنے اغواء کا ڈراما رچایا اور مائیکروسلوشن وہاں سے اڑا لیا لیکن میں بھی بیوقوف نہیں تھا۔ وہ لوگ خود کو کتنا ہی پارسا ظاہر کر رہے تھے لیکن میں اپنی پوری زندگی داؤ پر لگا رہا تھا۔ اس لیے میں محتاط تھا۔ میں نے اس مائیکروسلوشن کا ہم رنگ ایک سلوشن تیار کر کے انہیں پیش کر دیا اور جانتے ہو انہوں نے معاوضے میں مجھے کیا دیا؟"

"کیا؟" میرے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"موت۔"

"کیا؟" یاشا کی آواز نکلی۔

"ہاں۔ مجھے میرے جرم کی سزا...... لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔"

"تو پھر ڈیڈی؟" یاشا سسکی سی لے کر بولی۔

"میں انہیں جل دے کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا اور ان کے چنگل سے نکل گیا پھر انہیں تمام حقیقتیں معلوم ہو گئیں اور انہیں یہ بھی پتا چل گیا کہ مائیکروسلوشن نقلی ہے۔ اس کے بعد ان پر جو رد عمل ہوا ہو گا اس کا تمہیں اندازہ ہے۔ بدبختوں نے ایک کاری وار تمہیں اغواء کر کے کیا۔"

"آپ کو میرے اغواء کے بارے میں معلوم تھا؟" یاشا نے سوال کیا۔

"تمہارے فرار کے بارے میں بھی۔" ایراساکی نے کہا پھر بولا۔ "ظاہر ہے میرے لیے تمہارے سوا اور کیا تھا یاشا۔ میں صرف تمہارے پیچھے لگا ہوا تھا۔ کمبختوں نے ہمارا گھر بھی پھونک ڈالا۔"

"جلا دیا انہوں نے ہمارا گھر؟"

"ہاں۔" ایراساکی افسردگی سے بولا۔

"لیکن کیوں؟" میرے منہ سے نکلا۔

"وہ اپنی ناکامی پر جنون کا شکار ہو گئے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ممکن ہے میرے گھر میں

کوئی تہہ خانہ وغیرہ ہو اور میں وہاں روپوش ہوں۔"

"آہ۔ ہمارا گھر جل گیا۔" یاشا غمناک لہجے میں بولی۔

"یہ میری ہوس کی کہانی ہے۔ میں تم سے باخبر تھا اور اس چکر میں تھا کہ کسی طرح تمہیں اس کے چنگل سے نکال سکوں۔ اس کے لیے میں نے یومائی میں بھی کافی وقت گزارا ہے۔"

"یومائی میں؟"

"ہاں۔ اور تمہارا فرار اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔"

"مائی گاڈ۔"

"مسٹر لائن ہارٹ۔ تم نے جس طرح میری بے لوث مدد کی ہے۔ اس کے شکریہ کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔"

"تو اب آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟"

"اب یہ صرف مرنا چاہیں گے۔ کیونکہ موت ان کی زندگی کے رجسٹر میں لکھی جا چکی ہے۔" دروازے سے آواز آئی اور ساتھ ہی لمبی ایس جی آر کی نال نظر آئی جو ہم تینوں کا نشانہ لیے ہوئے تھی۔

ہم ہکا بکا رہ گئے تھے۔ رائفل بردار اندر آ گیا۔ یہ ایک اسمارٹ آدمی تھا اور اس کی آنکھوں میں بھوکی بلیوں جیسی کیفیت نظر آ رہی تھی۔ اس کے پیچھے ہی ہاتھی کا بچہ بمشکل تنگ دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ حالانکہ دروازہ عام سائز کا تھا اس کے سائز کا نہیں۔ اندر آ کر اس نے خونی نظروں سے ہمیں دیکھا اور بولا۔

"شاید تمہیں اپنی خوش بختی کا اندازہ نہ ہو۔ ایسے واقعات بہت کم پیش آئے ہیں جب کسی کی موت کے لیے میں نے خود اپنا انتخاب کیا ہو۔"

"یوکوہاما۔" ایراساکی بولا۔

"صرف یوکوہاما نہ کہو۔ ناگاساکی، ہیروشیما بھی کہو بے حس انسان...... میں ایک انسان نہیں ایک مشن ہوں۔ ان لاکھوں افراد کا مجموعہ جو اذیت سے تڑپ تڑپ کر مرے ہیں۔ میں تنہا نہیں ہوں۔"

اس دوران ایراساکی نے خود کو سنبھال لیا تھا پھر وہ بولا۔ "کیا چاہتے ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''غدار کی موت۔''

''کون غدار ہے؟'' ایراساکی غصیلے لہجے میں بولا۔

''تم۔ نیک قوم کے غدار، اپنے ہم وطنوں کے دشمن۔'' یوکوہاما بولا اور ایراساکی کے چہرے پر طنزیہ آثار پھیل گئے پھر اس نے کہا۔

''تم نیکی نیتی سے ایک مشن چلا رہے ہو یوکوہاما اور اس کے لیے قتل و غارت گری کر رہے ہو۔''

''ہر مشن خون مانگتا ہے۔''

''مجھ سے کیا وعدہ کیا گیا تھا۔ کیا مجھے میرے کام کا معاوضہ دینے کے لیے نہیں کہا گیا تھا۔''

''ہمارے پاس اتنے فنڈ نہیں ہیں۔''

''وعدہ کیوں کیا گیا تھا؟''

''مجبوری تھی۔''

''تو پھر تمہیں وہ مائیکروسلوشن نہ دینا میری مجبوری تھی۔'' ایراساکی خشک لہجے میں بولا۔

''اور اب تمہیں اور ان دونوں کو کتے کی موت مار دینا میری مجبوری ہے اور تم...... بے وقوف سیاح...... تم بہت چالاک ہو نا۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ تم اپنی ذہانت سے فرار ہوئے ہو تمہیں فرار کرایا گیا تھا۔ تاکہ تم دونوں کے ذریعے اس غدار تک پہنچا جا سکے۔''

''لیکن آپ جانتے ہیں مسٹر یوکوہاما۔ کہ میں تو ایک غیر متعلق آدمی ہوں۔ میرا تو ان معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آہ۔ میں تو۔''

میں اٹھ کر کھڑا ہوا تو مسلح شخص نے رائفل مجھ پر تان لی۔ میرے حلق سے رندھی ہوئی آواز نکلی۔ ''آہ۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ میں......'' میں نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور اوندھے منہ زمین پر گر کر بے حس و حرکت ہو گیا۔ یاشا کے حلق سے آواز نکل گئی تھی۔

ایراساکی نے کہا۔ ''کیا تمہیں اب اس سلوشن کی ضرورت نہیں ہے مسٹر یوکوہاما؟''

''ہے اور تم مجھے اپنے ہاتھوں سے وہ سلوشن دو گے۔'' یوکوہاما نے کہا۔

''وہ کیسے؟''

''یہاں۔ اسی عمارت میں۔ تمہاری بیٹی کا برہنہ بدن میرے بازوؤں میں ہوگا اور یہ صرف تم پر منحصر ہوگا کہ تم اس کی عزت کیسے بچاؤ گے۔''

''نہیں یوکوہاما۔ تم ایسا نہیں کرو گے۔''

''بالکل نہیں کروں گا لیکن شرط تمہیں معلوم ہے۔''

''مائیکروسلوشن یہاں نہیں ہے۔''

''جہاں بھی ہے۔ اس کا انتظام ہو جائے گا۔''

''میں تمہاری شرط منظور کرتا ہوں۔ لیکن تم میری اور میری بیٹی کی زندگی کی ضمانت دو گے۔''

''اس کی بھی ایک شرط ہے۔'' یوکوہاما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ کیا؟''

''تم دونوں کو یومائی میں میرا قیدی رہنا ہوگا۔''

''کیا اس شرط میں نرمی نہیں کی جا سکتی۔''

''مثلاً؟''

''تم وعدے کے مطابق ہمیں جاپان سے نکال دو۔ ہم خود اپنے لیے کوئی پناہ گاہ تلاش کر لیں گے۔''

''اور پھر دنیا کو میرے بارے میں سب کچھ بتا دو گے۔ پریس کانفرنس کرو گے اور بلیک فش کو منظر عام پر لے آؤ گے۔'' یوکوہاما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم جانتے ہو میں ایسا نہیں کر سکتا۔'' ایراساکی نے کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ تم مجھے سمجھاؤ۔''

''میں خود بھی مجرم ہوں۔ وجہ کچھ بھی ہو لیکن حکومت جاپان کا قانون مجھے نہیں چھوڑے گا اور سزائے موت میرا مقدر بن جائے گی۔''

''یہ سب بعد میں سوچا جائے گا۔ اے لڑکی ہوشیار بننے کی کوشش مت کرو۔ اپنی جگہ بیٹھی رہو۔'' یوکوہاما نے شاید یاشا کو ڈانٹا تھا۔

''وہ...... وہ کہیں وہ مر نہ گیا ہو۔'' یاشا روہانسی آواز میں بولی۔ وہ میرے لیے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مضطرب تھی اور میں بڑی مہارت سے اپنا سانس روکے پڑا تھا۔

''اتنی آسانی سے کون مرتا ہے۔ کیا وہ دل کا مریض ہے؟'' یوکوہاما نے کہا۔

''آہ۔ میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں۔''

''اگر وہ دل کے دورے سے مر گیا ہے تو یہ زیادہ اچھی بات ہے ہمارا کام آسان ہو گیا۔ ویسے میرا اندازہ ہے کہ وہ صرف بے ہوش ہوا ہے لیکن یہ کون ہے۔ میں اس کے بارے میں بھی سوچ رہا ہوں۔ کیونکہ یہ میک اپ میں یومائی پہنچا تھا۔ شیونو اسے دیکھو۔'' یوکوہاما کی آواز ابھری۔ غالباً اس رائفل بردار کو ہدایت کی گئی تھی۔ مجھے اسی کا انتظار تھا اور اب تک میں اسی سچویشن کا منتظر تھا۔

قدموں کی آواز میرے قریب پہنچی۔ اس نے جھک کر مجھے سیدھا کیا۔ اسی وقت میں نے دونون پاؤں پوری قوت سے اس کے بدن کے پچھلے حصے پر مارے اور قلابازی کھا گیا۔ رائفل اس نے دوسرے ہاتھ میں سنبھالی تھی چنانچہ وہ چھوٹ کر نیچے گری۔ میں برق رفتاری سے اٹھا اور رائفل پر لپکا تھا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ ناقابل یقین تھا۔ میں نے اس پہاڑ کو بھی فضا میں بلند ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر وہ بلندی سے زمین پر آیا تھا۔ نشانہ میں تھا لیکن میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور شیونو اس کی زد میں آ گیا۔ ایک چٹان کے نیچے دب کر کسی انسان کا جو حال ہو سکتا ہے وہی شیونو کا ہوا اس کی پسلیوں کا پنجر ٹوٹ گیا۔ بس ہلکی سی آواز نکلی تھی اور پھر اس کے ناک، کانوں اور منہ سے خون کی پھواریں نکل پڑی تھیں لیکن یوکوہاما ایک جناتی انسان تھا۔ نہ جانے کس طرح خود کو سنبھال کر اس نے دوسری چھلانگ لگائی تھی۔ میں بھی ہوشیار تھا۔ میں نے پھر اپنی جگہ خالی کر دی۔ اس بار وہ صوفے پر گرا تھا اور صوفے کا ستیاناس ہو گیا تھا۔ اس کی لکڑیوں نے جگہ چھوڑ دی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ اسے بھی چوٹ لگی تھی اور وہ لڑھک کر زمین پر گرا تھا۔ میں نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ صوفے کی ٹوٹی لکڑی میرے ہاتھ آ گئی۔ کوئی دو فٹ کی لکڑی تھی اور نیچے سے نوکدار ہو گئی تھی۔ میرے پیروں کے پاس ہی گری تھی۔ میں نے اسے اٹھایا اور مضبوطی سے پکڑ کر اس کے چہرے پر مارا۔ اس نے خود کو بچانے کی کوشش کی لیکن اس کی قوت نہ تھی۔ لکڑی کی نوک اس کی آنکھ کے حلقے میں پیوست ہو گئی تھی اور یہ ایک اچھا اشارہ تھا۔ میں نے لکڑی دوبارہ کھینچی اور اس کی دوسری آنکھ کو بھی نشانہ بنالیا۔ اس

کے حلق سے ہاتھی جیسی چنگاڑ ہی نکلی تھی اور وہ دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر تڑپنے لگا تھا۔

یہ سب چشم زدن میں ہو گیا تھا۔ وہ دونوں باپ، بیٹی پتھرا گئے تھے لیکن پھر کسی پہاڑ کی اچھل کود نے انہیں ہوش دلایا اور ایراسا کی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ سب سے پہلے اس نے رائفل اٹھائی تھی اور دروازے کی طرف لپکا تھا۔

میں نے ہتھیار کے طور پر صوفے کا دوسرا ہتھا اٹھا لیا اور پھر یوکوہاما پر پے در پے وار کرنے لگا۔ میں نے اس کے سر کو نشانہ بنایا تھا۔ دو چار ضربوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ دوسرا آدمی پہلے ہی مر چکا تھا۔

ایراسا کی رائفل لے کر باہر نکل گیا۔ یاشا کی آنکھیں خوف سے چڑھی ہوئی تھیں پھر وہ کپکپاتی ہوئی میری طرف بڑھی اور مجھ سے لپٹ گئی۔ اس کا بدن تھر تھر کانپ رہا تھا اور خوبصورت کمرے میں خون ہی خون بکھرا ہوا تھا۔ ایک انتہائی وحشت ناک منظر تھا، یوکوہاما کا جسم جسے کئی انسانوں کا مجموعہ کہا جا سکتا تھا اب سیدھا پڑا ہوا تھا اس کی ایک آنکھ میں گہرا غار تھا جس سے اب بھی خون ابل رہا تھا۔ دوسری آنکھ میں صوفے کی نوک دار لکڑی کوئی چار سے لے کر پانچ انچ تک پیوست تھی اور اسی انداز میں کھڑی ہوئی تھی۔ کسی انسان کی کمر کے برابر موٹے موٹے بازو دونوں طرف پھیل گئے تھے اور تھل تھلاتا ہوا بدن آہستہ آہستہ ساکت ہوتا جا رہا تھا۔ جبکہ اس کا سر جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا۔

دوسرا آدمی جس انداز میں پڑا ہوا تھا وہ بھی انتہائی بھیانک تھا۔ یاشا نے میرے سینے سے چہرہ ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

''خود کو سنبھالو یاشا'' میں نے کہا اور وہ نہ جانے کیا کیا بڑبڑانے لگی۔ آواز رندھی ہوئی تھی پھر کوئی ایک منٹ کے بعد ایراسا کی واپس آیا اور گہری گہری سانسیں لیتا ہوا بولا۔

''تھینک گاڈ، اور کوئی ان کے ساتھ نہیں تھا لیکن حیرت کی بات ہے کہ اس نے خود پر ہی انحصار کیا یا پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب موت کسی کو گھیرتی ہے تو اس کا عمل ایسا ہی ہوتا ہے جو اسے نقصان پہنچا دے۔''

اس نے چاروں طرف دیکھا پھر یاشا سے بولا۔

''یاشا خود کو سنبھالو، تقدیر نے اتفاقیہ طور پر فیصلہ ہمارے حق میں دے دیا ہے۔ خود کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سنبھالو یاشا۔"

"آپ نے باہر تک نکل کر دیکھ لیا مسٹر ایراساکی کہ ان کے ساتھ اور کوئی نہیں ہے۔"

"گیٹ کے باہر ایک سیاہ رنگ کی ویگن کھڑی ہوئی ہے جس کے دروازے لاک ہیں اور قرب و جوار میں دوسرا کوئی نہیں ہے۔"

"واقعی حیرت کی بات ہے، جبکہ یوبائی میں اس کا پورا گروہ موجود ہے۔" میں نے کہا۔

"ہاں۔ بہرحال تقدیر نے ہمیں پھر کچھ مہلت دے دی ہے اور تم۔" ایراساکی نے جیسے چونک کر مجھے دیکھا پھر ان دونوں لاشوں کو اس کے بعد گہری سانس لے کر بولا۔

"میں اس عمارت میں خاصے دن سے مقیم ہوں یہ میری ملکیت نہیں ہے، جس کی ملکیت ہے اسے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہاں ایک چوکیدار بھی ہوتا تھا لیکن اب وہ یہاں نہیں ہے۔ میں نے اسے بہت ذہانت کے ساتھ ایک اور شہر بھیج دیا ہے لیکن وہ مجھے میری اصل حیثیت سے نہیں جانتا۔"

"مطلب؟"

"بس میں نے ایک کھیل کھیلا تھا، کیونکہ اس عمارت کے مالک کے بارے میں میری معلومات بہت زیادہ تھیں بلکہ یہ سمجھو کہ وہ ایک طرح سے میرا شناسا ہی تھا ان دنوں وہ یورپ میں ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے کہ اس عمارت میں ان دونوں لاشوں کی موجودگی سے آپ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔" میں نے سوالیہ انداز میں پوچھا اور ایراساکی کے چہرے پر عجیب سے اثرات پھیل گئے پھر وہ پھیکے سے انداز میں مسکرایا اور بولا۔

"میں تو ایک مجرم ہوں، مجھ پر تو ویسے بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ظاہر ہے حکومت مجھے کبھی بھی معاف نہیں کرے گی۔"

میں نے گہری نگاہوں سے ایراساکی کو دیکھا اور کہا۔

"تو پھر اب آپ کیا چاہتے ہیں مسٹر ایراساکی؟" وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر مجھے دیکھنے لگا پھر بولا۔

"رحم۔"

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں؟"

"میرا مطلب ہے تمہاری مدد اپنے لیے اور اپنی بیٹی کے لئے۔ آؤ اس وحشت ناک جگہ سے نکل کر دوسرے کمرے میں چلیں بظاہر ابھی یہاں ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے اور اندازہ بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کے دوسرے ساتھی ابھی یہاں نہیں آئیں گے۔"

"جی مسٹر ایراساکی۔" میں نے کہا۔

یاشا کو سنبھالے ہوئے ہم دونوں یہاں سے نکل آئے۔ ایراساکی نے اس ہال نما کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا اس کے بعد وہ گھوم کر ایک کوریڈور میں پہنچا تھا پھر اس نے ایک اور کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔ یہ ایک سجا ہوا بیڈروم تھا۔ عمارت کی نفاست کا کوئی جواب نہیں تھا۔ یہاں آنے کے بعد اس نے کہا۔

"اور جو فیصلہ کرنا ہے اس میں کوئی وقت نہیں لگانا چاہیے۔"

"میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔"

"دیکھو میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو لیکن اب میں یہ سوچتا ہوں کہ وہ ٹھیک کہتا تھا، تم یقیناً کسی معمولی شخصیت کے مالک نہیں ہو اس وقت چیتے جیسی پھرتی اور انتہائی خوفناک دلیری کا جو مظاہرہ تم نے کیا ہے میں یقین کرو خواب میں بھی اس کا تصور نہیں رکھتا تھا۔ تم جان بوجھ کر بے ہوشی کی اداکاری کر رہے تھے نا؟"

"ظاہر ہے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی تھا۔ مسٹر ایراساکی۔" میں نے کہا۔

"لیکن مجھے اس کی امید نہیں تھی۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ تم واقعی کمزور دل کے مالک ہو اور اس منظر کی تاب نہیں لا سکے ہو لیکن بعد میں جو تم نے جنگ و جدل کا مظاہرہ پیش کیا اس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ تم نہ صرف زبردست ذہانت بلکہ انتہائی شاندار جسامت کے مالک بھی ہو، ڈیئر لائن ہارٹ اب میں ہر طرف سے شکست خوردہ ہوں، مجھے اپنے اس بدترین جرم کا احساس ہے جو میں نے کیا ہے۔ آہ کاش حکومت جاپان مجھے اس کے لیے معاف کر دے۔"

"آپ کیا چاہتے ہیں مسٹر ایراساکی؟" میں نے بیڈ کے ایک کونے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ ہوا ہے اور جس انداز میں ہوا ہے اس کے بعد اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ یہاں جاپان میں رہ کر میں سزائے موت سے بچ سکوں، کوئی ایسی ترکیب نکل آئے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میری زندگی بچ سکے تو میں ایک نئی زندگی کا آغاز کرنا چاہتا ہوں۔ لائن ہارٹ تم شروع سے اب تک جس طرح میرے مددگار ثابت ہوئے ہو اس کے بعد میری ہمت پڑتی ہے کہ میں تم سے کچھ اور مدد کی درخواست کروں۔"

"میں یہی آپ سے پوچھ رہا تھا مسٹر ایراساکی کہ اگر یہ شخص بلیک فش کا سرغنہ تھا تو یوں سمجھ لیجیے کہ بلیک فش ختم ہو گئی اور اگر ختم بھی نہیں ہوئی تو اسے کم از کم دوبارہ اپنے آپ کو سنبھالنے میں کافی وقت لگے گا۔ اس دوران جو بھی کیا جا سکتا ہے وہ کر لیا جائے۔"

ہم لوگ سوچ میں ڈوب گئے۔ یاشا ایک جانب بیٹھی ہوئی عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی میرا ذہن بھی تیز رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ ایراساکی نے جو کچھ کہا تھا وہ میرے ذہن میں تھا اور مجھے یقین بھی تھا کہ اس نے مجھ سے جھوٹ نہیں بولا۔ یاشا ان معاملات سے بالکل ہی ناواقف تھی، ویسے بھی وہ ایک اچھی لڑکی تھی۔ ایراساکی اپنی جس حماقت کا شکار ہوا تھا اسے اس کی بھرپور سزا مل گئی تھی اور پھر سچی بات یہ ہے کہ اس معاملے سے میرا کوئی جذباتی تعلق بھی نہیں تھا اگر دو افراد کی زندگی میری تھوڑی سی کوششوں سے بچ سکے تو میں سمجھتا تھا کہ بہتر یہی ہے اور پھر ایک منصوبہ اپنے ذہن میں مرتب کر کے میں نے ایراساکی سے کہا۔

"ٹھیک ہے مسٹر ایراساکی۔ میں آپ کو زندگی کی خوشخبری دیتا ہوں۔"

وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔ میں سمجھا نہیں؟

"اب آپ اپنا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیجیے۔"

"کک، کیسے؟"

"ذرا سوچنے دیجیے، ویسے آپ کا کیا خیال ہے یہ دونوں ہمارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک کس طرح پہنچے۔"

"میں سمجھتا ہوں جیسا کہ یوکوہاما کہہ رہا تھا کہ تمہارا اور یاشا کا فرار اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں تھا لیکن میں بھی نہیں جانتا تھا کہ یومائی سے آبادی کے ساحل تک اس نے کس طرح تمہارا تعاقب کیا۔ کیونکہ میں بھی تمہارے تعاقب میں تھا اور مجھے کسی اور متعاقب موٹر بوٹ یا کشتی کا احساس نہیں ہو سکا تھا۔"

"ہاں۔ آپ یقین کریں مسٹر ایراساکی میں خود بھی شدید حیران تھا۔ آخر وہ کون سے

ایسے ہمدرد پیدا ہو گئے تھے میرے جنہوں نے مجھے اس قید خانے کی چابی بھی پیش کی اور کرنسی بھی پھر راستے بھی بتا دیے اور اس کے بعد مجھے بوسیدہ کشتیوں میں سے ایک کشتی بھی حاصل ہو گئی اور کسی نے ہمارا تعاقب نہیں کیا۔ یومائی کے ساحل ان لوگوں نے اس طرح آزاد تو نہ چھوڑ دیے ہوں گے وہاں کی نقل و حرکت ان کے علم میں ضروری رہتی ہو گی۔"

"تمہیں اس کا احساس تھا؟"

"سو فیصد۔"

"تو کوئی احتیاطی قدم اٹھایا تھا تم نے؟"

"اس وقت اس کی گنجائش نہیں تھی۔"

"بس تو پھر یوں سمجھو کہ انہوں نے کامیابی سے اس ہوٹل تک ہمارا تعاقب کیا جس طرح میں نے اور یقیناً میں بھی ان کی نگاہوں میں آ گیا ہوں گا۔ او مائی گاڈ وہ لوگ کس قدر خوبصورتی سے اپنے منصوبے پر عمل کر رہے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ہم پر قابو پا ہی لیا تھا لیکن تعجب ہے سخت تعجب ہے۔ یوکوہاما نے یہ کام اپنے گروپ کے لوگوں سے لینے کی بجائے خود صرف ایک آدمی کے ساتھ اس میں حصہ کیوں لیا؟"

"اس کی وجہ بھی ہو سکتی ہے۔"

"وہ کیا؟"

"ممکن ہے اس نے سوچا ہو کہ اس بار اگر ہم اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو دوبارہ شاید وہ ہم پر قابو نہ پا سکے اس لیے اس نے یہ مشن اپنے ہی شانوں پر لے لیا تھا۔"

"سو فیصد یہی ہو سکتا ہے، آہ لیکن یہ کم بخت۔"

"میں خود اس کی پھرتی اور طاقت پر حیران ہوں۔"

"نہیں اس میں حیرانی کی بات نہیں ہے۔ اپنی جسامت اور اپنی طاقت کے انداز سے وہ نہ صرف سومو بلکہ فری اسٹائل کا ماہر بھی معلوم ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ نام کا یوکوہاما ہے۔ اصل میں اس کی شخصیت یوکوزونا کی سی ہے۔"

"یوکوزونا۔"

"ہاں۔ پہلوانی کا اعلیٰ ترین اعزاز جو یوکوزونا کہلاتا ہے اور جاپان میں صرف چند ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یوکوزونا ہیں۔''

''بہرحال۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے مسٹر ایراساکی کہ وہ ہوٹل تو مشکوک ہو گیا، ہوسکتا ہے اس کے کچھ اور ساتھی بھی اس کے ہمراہ آئے ہوں اور اس ہوٹل تک دوبارہ پہنچ جائیں۔''

''ہوں لیکن میں کیا کرسکتا ہوں؟''

''اور آپ اپنے گھر بھی واپس نہیں جاسکتے۔''

''بے شک۔''

''کیا آپ تیسری کسی ایسی جگہ کی نشاندہی کرسکتے ہیں جہاں آپ عارضی طور پر قیام کرسکیں؟''

''مطلب؟''

''اچھا چھوڑیے۔ یہاں ٹیلی فون ہے؟''

''ہاں ہے۔''

''تو پھر میں ایک فون کرنا چاہتا ہوں۔''

''بتانا پسند کرو گے کہ کسے؟''

''ضروری نہیں ہے لیکن سنئے، اس سے پہلے آپ کو بریف کردینا ضروری ہے۔''

''پہلے صرف یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟''

''یہ ایک فضول سوال ہے جس کا جواب میں آپ کو نہیں دے سکتا۔''

''مقامی انتظامیہ سے تعلق ہے؟'' اس نے پوچھا۔

''نہیں لیکن آپ یہ سوال کیوں کررہے ہیں؟''

''سنو میرے دوست مائیکروسلوشن میں حکومت کو واپس کرنا چاہتا ہوں۔'' اس نے کہا اور میں سحرزدہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

''آپ سوچ سمجھ کر یہ بات کہہ رہے ہیں؟''

''ہاں۔ نتیجہ کچھ بھی نکلے، سزا ہوجائے گی مجھے ہوسکتا ہے سزائے موت بھی ہوجائے لیکن کوئی پرواہ نہیں ہے مجھے کم از کم اس سے میرے اندر کا ایک گوشہ تو مطمئن ہوجائے گا۔ میں

جس کیفیت کا شکار ہوں اس کا اندازہ تم لگا سکتے ہو جو کچھ کیا ہے اس کا کوئی نتیجہ بھی نہیں نکل سکا۔ حکومت کا بھی مجرم ہوگیا اور اپنے گھر کو بھی تباہ کر بیٹھا۔ اس لیے اب میری خواہش ہے کہ مائیکروسلوشن حکومت کے حوالے کردوں۔''

''کہاں ہے وہ؟'' میں نے سوال کیا۔

''تم نے جو کچھ میرے لیے کیا ہے اس پر سب کچھ نچھاور کیا جاسکتا ہے۔ مائیکروسلوشن اسی عمارت میں موجود ہے اور میں اس کا پیکٹ تمہیں پیش کرنے کے لیے تیار ہوں۔ فیصلہ جو کچھ بھی ہو۔''

''تو پھر ٹھیک ہے، ٹیلی فون کرنے سے قبل آپ مائیکروسلوشن میرے حوالے کردیجیے۔''

''میں زندگی تمہارے حوالے کرنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ صحیح بات یہ ہے کہ اب تم ہی ہو جسے میں امید کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہوں اور یہ اندازہ مجھے ہے کہ تم کوئی معمولی شخصیت نہیں ہو، جو چاہو کرو آؤ میں تمہیں مائیکروسلوشن کا پیک دے دیتا ہوں۔''

''یاشا میرے ساتھ موجود ہے، آپ خود لے کر آجائیے مسٹر ایراساکی۔''

وہ ہنسا اور بولا۔ ''تم بہت ذہین ہو، تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیے تھا لیکن کاش اب تم میرے خلوص پر یقین کرلو۔ میں ابھی آتا ہوں۔ یہ رائفل بھی تم ہی سنبھالو بہت ضروری ہے۔''

رائفل میرے ہاتھ میں دینے کے بعد وہ اس کمرے سے بھی باہر نکل گیا۔ یاشا بغور مجھے دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا۔

''اور اگر ہمیں زندگی مل جائے تو میں اپنی زندگی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہارے قدموں میں نچھاور کردوں۔ تم سے اچھا محافظ بھلا مجھے اور کون مل سکتا ہے۔ آہ کاش مسٹر لائن ہارٹ تم مجھے قبول کرلو۔''

''یہ وقت ان فضول باتوں کا نہیں ہے یاشا، ہم بڑے سنسنی خیز حالات سے دوچار ہیں۔''

''میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ مجھے ایک بات بتاؤ گے پلیز مسٹر لائن ہارٹ؟''

''کیا بات ہے پوچھو؟''

''کیا تم واقعی مقامی انتظامیہ سے تعلق رکھتے ہو؟''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نہیں یاشا میرا یہاں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تو پھر تم کون ہو؟"

"صرف ایک سیاح، ایک آوارہ گرد۔"

"اور اتنی شاندار کارکردگی کے حامل؟"

"یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر حیرت کی جائے۔"

"تم ایک مثالی شخصیت ہو۔ میں نے جہاز میں تم سے کسی لگاوٹ کا اظہار نہیں کیا تھا لیکن قسم کھاتی ہوں تمہیں یاد کرتی رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب تم میرے گھر آئے تو میں تمہیں دیکھ کر خوشی سے دیوانی ہوگئی اور میں نے تمہیں اپنے ساتھ رہنے کی پیش کش کی تھی۔" وہ اس طرح کی باتیں کرتی رہی۔ یہاں تک کہ ایراساکی واپس آ گیا اور اس نے ایک شاندار پیکنگ میں مجھے وہ انوکھی چیز پیش کی جس کے بارے میں مجھے کچھ بھی نہیں معلوم تھا لیکن جو بے شمار افراد کے لیے زندگی اور موت کی ضامن تھی اور مقامی حکومت اس کے لیے سخت ششدر اور پریشان۔ یہی شے جیری ہاش کو بھی درکار تھی اور مجھے مسرت تھی کہ اب وہ میری تحویل میں ہے۔ میں نے اس پیک کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور یہی وہ خطرناک چیز ہے۔"

"ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تو اب آپ سنئے مسٹر ایراساکی آپ کو سب سے پہلے ایک جگہ منتخب کرنی ہے جہاں ہم تینوں قیام کریں۔ اپنا حلیہ آپ کو خراب کرنا پڑے گا اور یاشا تم بھی سنو۔ مسٹر ایراساکی اس سلسلے میں بالکل بے قصور ہیں مائیکروسلوشن حاصل کرنے والے بلیک فش کے آدمی تھے اور چونکہ مسٹر ایراساکی اس وقت وہاں ڈیوٹی پر تھے انہوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی تو انہوں نے مسٹر ایراساکی کو زخمی کرنا چاہا۔ مسٹر ایراساکی کراٹے کی ایک ضرب سے اپنا ہوش کھو بیٹھے لیکن جب انہوں نے مائیکروسلوشن پیک حاصل کیا تو مسٹر ایراساکی نے ہوش میں آ کر مائیکروسلوشن پیک ان سے چھینا اور اس کے بعد وہاں سے فرار ہوگئے پھر مسٹر ایراساکی جگہ جگہ چھپتے رہے اور مائیکروسلوشن کی حفاظت کرتے رہے جبکہ بلیک فش کے ارکان ان کی تلاش میں بھوکے بھیڑیوں کی مانند چکراتے رہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس سے بھی مایوس ہوگئے تو

انہوں نے یاشاساکی کو اغواء کر لیا اور اس کے ذریعے ایراساکی کو مجبور کرنے کی کوشش کرنے لگے لیکن پھر میں بھی وہاں پہنچ گیا اور میں نے یاشا کو ان کے چنگل سے نکال کر رہا کرایا اس کے بعد ہم یہاں تک پہنچے اور آخرکار مائیکروسلوشن مسٹر ایراساکی حکومت کے حوالے کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ آپ یہ مائیکروسلوشن میرے حوالے کر دیجیے۔ میں اس کہانی کے ساتھ آپ کے تحفظ کا وعدہ کرتا ہوں۔ یہ مائیکروسلوشن آپ نے مجھے دیا ہے اور یاشا یہ بات تم بھی ذہن نشین کر لو اور کہانی میں کوئی فرق نہ آنے پائے۔"

ایراساکی کا منہ شدت حیرت سے کھلا ہوا تھا پھر اس کے چہرے پر حیرت کا طوفان امڈ آیا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور مجھ سے لپٹ گیا۔

"کیا تم واقعی میرے لیے یہ سب کچھ کرو گے، میرے دوست آہ، اتنا بڑا احسان کرو گے تم اس مظلوم خاندان پر۔ اس طرح تو مجھے میری ملازمت پر بھی بحال کر دیا جائے گا اور حکومت جاپان یقیناً میرے نقصانات کا صلہ بھی مجھے ادا کرے گی مجھے اعزاز بھی دیا جائے گا۔ آہ کاش یہ خواب پورا ہو جائے میرا ویسے تو میں زندگی کے ہر خواب کی تعبیر سے محروم رہا ہوں۔"

"آپ نے یہ کہانی ذہن نشین کر لی ہے۔"

"ہاں۔"

"تو پھر میں فون کرنا چاہتا ہوں۔"

اس کے بعد میں نے فون پر جیری ہاش کے نمبر ڈائل کیے تھے اور چند لمحات کے بعد جیری ہاش سے میرا رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ اس نے میری آواز سن کر مضطربانہ انداز میں کہا۔

"اوہ ڈیئر لائن ہارٹ تم زندہ سلامت ہو۔"

"ہاں۔"

"حالانکہ ہم ہیڈکوارٹر کو تمہارے لیے تعزیتی پیغام بھی دے چکے ہیں کیونکہ جوشو آ نے ہمیں تمہاری موت کی اطلاع دے دی تھی۔"

"یہ آپ نے بڑا دلچسپ قدم اٹھایا مسٹر جیری ہاش۔"

"کیا تم واقعی عالم بالا سے بول رہے ہو؟"

"ہوسکتا ہے عالم بالا کے بارے میں آپ کا تجربہ مجھ سے زیادہ ہو۔ میں یہ بات بالکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہیں جانتا کہ وہاں ٹیلی فون کا نظام بھی موجود ہے۔"

"میرے اس جواب پر جیری ہاش نے قہقہہ لگایا تھا۔" تو پھر تم کہاں ہو؟ کم از کم مجھے اپنے بارے میں کچھ تو بتاؤ؟"

"مسٹر جیری ہاش جو ذمے داری گولڈن ہارس نے مجھے سونپی تھی میں نے اس کی تکمیل کر ڈالی ہے۔"

"یعنی...... یعنی...... یعنی" جیری ہاش متحیرانہ انداز میں بولا۔

"مائیکرو سلوشن پیک میرے پاس موجود ہے۔"

"کیا؟" جیری ہاش کی آواز میں شدید حیرت پیدا ہوگئی تھی۔

"ہاں۔ ان تمام حقائق کے ساتھ جن کے تحت دو افراد بھی میرے پاس ہیں۔"

"کون؟"

"مسٹر ایراساکی اور ان کی بیٹی یاشا ساکی۔"

"اوہ میرے خدا یقیناً وہی سب کچھ جو تمہارے بارے میں سنا گیا ہے۔ آہ لگتا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد تم سب پر فوقیت حاصل کرلو گے لیکن خیر یہ تو سب ہیں بعد کی باتیں وہاں پورا پینل سر پکڑے بیٹھا ہوا ہے، تم جانتے ہو میٹنگ کا دن کل کے لیے متعین ہے اور حکومت جاپان کے تمام ارکان ہم سے مایوس ہو چکے ہیں جنہوں نے اپنا یہ کام گولڈن ہارس کے سپرد کیا تھا۔"

"اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ جس طرح بھی چاہیں ہمیں حاصل کرلیں کیونکہ یہ بات آپ کو ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ بلیک فش صرف چند افراد پر مشتمل تنظیم ہے۔"

"اس کی تم بالکل فکر مت کرو، یہ بتاؤ مجھے کہ کہاں سے بول رہے ہو؟"

"میں۔ ایک منٹ۔ میں ابھی آپ کو جواب دیتا ہوں۔" میں نے ایراساکی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ لیا۔

"یہ کون سی جگہ ہے؟" میں نے ایراساکی سے سوال کیا اور ایراساکی مجھے اس جگہ کے بارے میں بتانے لگا۔ میں نے کہا۔

"ہم یہاں سے کچھ فاصلے پر اگر پیدل چلتے ہوئے پہنچے تو کہاں جائیں گے؟"

"ریوناوین تک۔" ایراساکی نے جواب دیا۔

"یہ ریوناوین کیا ہے؟"

"بس ایک علاقے کا نام ہے یہاں چند عمارتیں نظر آتی ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" میں نے کہا اور جیری ہاش سے بولا۔

"مسٹر جیری ہاش کیا آپ ریوناوین کے بارے میں جانتے ہیں؟"

"کیوں نہیں۔"

"تب آپ وہیں آجائیے لیکن مکمل سیکورٹی کے ساتھ۔"

"زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔"

"اوکے۔" میں نے فون بند کردیا اور ایراساکی جلدی سے کھڑا ہوگیا۔

"اب ہمیں یہاں سے اپنے ہاتھوں کے نشانات صاف کردینے چاہئیں تاکہ آگے چل کر ہمارے لیے کوئی مصیبت کھڑی نہ ہوجائے۔"

"بالکل ٹھیک۔ اب یہ آپ دیکھیے کہ کہاں کہاں آپ کے فنگر پرنٹ پائے جاتے ہیں۔"

"وہ میں کیے لیتا ہوں۔" ایراساکی نے کہا۔ میں نے احتیاطاً ٹیلی فون کے ریسیور سے اپنے ہاتھوں کے نشانات صاف کیے اور تھوڑی دیر کے بعد اس خوفناک عمارت سے باہر نکل آئے۔ میں نے ایراساکی سے کہا۔

"یہ کار......؟"

"اس عمارت کی ملکیت ہے، بس یوں سمجھ لو کہ میں اس کا بے تاج مالک بنا ہوا تھا۔"

"تو پھر ہمیں پیدل ہی چلنا ہوگا۔"

"ریوناوین یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے لیکن یہ لاشیں ان کی وین۔"

"سب کچھ یہاں رہنے دیجیے آپ کا بھلا اس عمارت سے کیا تعلق ہے، بعد میں اس بارے میں کسی کو پتا تو نہیں چل سکے گا؟"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" ایراساکی نے کہا اور باہر نکل کر ہم سست قدموں سے ریوناوین کی جانب چل پڑے اور تھوڑی دیر کے بعد ایراساکی نے رک کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ ہی ریوناوین کا علاقہ ہے۔" یہاں خال خال عمارتیں بکھری ہوئی تھیں۔ ایک سڑک تاحد نظر سنسان نظر آ رہی تھی۔ ہم ایک ایسی جگہ کھڑے ہوئے، جہاں سے سڑک پر دونوں طرف سے نظر رکھی جا سکتی تھی پھر دور سے ایک کار آتی ہوئی نظر آئی تھی اور میں نے اندازہ لگالیا تھا کہ یہ جیری ہاش کی کار ہی ہو سکتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ہی میں نے اس کے پیچھے دو کاریں اور دیکھی تھیں۔ جیری ہاش میری خواہش کے مطابق تمام انتظامات کے ساتھ ہی آیا تھا۔ اس کی کار ہم سے چند قدم آگے نکل گئی پھر ریورس ہو کر ہمارے پاس آئی اور اس نے ڈرائیونگ سیٹ کی برابر والی سیٹ سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"بظاہر یوں لگتا ہے، جیسے قرب و جوار بالکل محفوظ ہیں، میں آپ لوگوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ براہ کرم بیٹھ جائیے۔" ہم تینوں پچھلی سیٹ پر ہی بیٹھے تھے۔ عقب میں آنے والی کاروں میں سے ایک کار آگے نکل گئی، دوسری پیچھے ہی رک گئی تھی پھر جیری ہاش نے کہا۔

"یہ ہماری سیکورٹی ہے۔"

"او کے۔"

"ہمیں سیدھا ہی چلنا ہے۔" پھر اس طرح ہم چل پڑے۔ جیری ہاش نے ایراساکی کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا لیکن میں نے ایک لمحے میں اندازہ لگالیا تھا کہ ایراساکی کو دیکھ کر اس کے اندر شدید ہیجان برپا ہو گیا ہے۔ بہر حال اس کے بعد ظاہر ہے گولڈن ہارس کا ریڈ کراؤن ہونے کی حیثیت سے باقی ذمے داریاں اسی پر عائد ہوتی تھیں۔ چنانچہ وہ جس عمارت میں ہمیں لے گیا وہ ایک الگ پلاٹ پر بنا ہوا پلازہ تھا۔ جس میں اوپر سے نیچے تک چھ فلیٹ نظر آ رہے تھے۔ پہلی دوسری اور تیسری منزل کے فلیٹ حالانکہ تیسری منزل زیادہ اونچی نہیں تھی لیکن پھر بھی وہاں ایک شاندار لفٹ لگی ہوئی تھی اور جیری ہاش اسی طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔ جیسے یہ عمارت اسی کی ملکیت ہو، ایسا ہو بھی سکتا تھا کوئی انوکھی اور نئی بات نہیں تھی۔ ایراساکی کے چہرے پر ایک عجیب سی مردنی چھائی ہوئی تھی۔ جبکہ اس کی نسبت یاشا خاصی مطمئن نظر آ رہی تھی، تیسری منزل کے فلیٹ کے ایک کمرے میں ہمیں لے جایا گیا اور اس کے بعد جیری ہاش نے ایراساکی سے کہا۔

"اس میں کوئی شک نہیں ایراساکی کہ ہمارے درمیان تفصیلی تعارف کی رسم باقی ہے

لیکن اگر آپ برا نہ محسوس کریں تو یہاں آرام کریں اور معاف کیجیے گا ایک اصولی کارروائی کرنا از حد ضروری ہو گا۔" میں نے چونک کر جیری ہاش کو دیکھا تو جیری ہاش نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔

"اور یقیناً مسٹر ایراساکی کو اس بات پر برا نہ منانا چاہیے۔"

"میں اصل میں آپ کی بات سمجھا نہیں ہوں، کیا چاہتے ہیں؟"

"آپ کی مکمل تلاشی۔" جیری ہاش نے کہا۔ میرا منہ ایک لمحے کے لیے کھلا لیکن ایراساکی کی تلاشی لی اور اس کے بعد اپنے کسی ماتحت کو طلب کر کے یاشا کے ساتھ وہی عمل کی ہدایت دی پھر مطمئن ہو کر اس نے کہا۔

"یہ جگہ آپ کے آرام کے لیے نہایت موزوں ہے اور یہاں آپ دنیا کی ہر فکر سے بے نیاز ہو کر آرام کیجیے۔ یوں سمجھ لیجیے اگر آپ کو کسی سے خطرہ ہے تو اس وقت بہترین ہتھیاروں سے لیس ایک پوری آرمی آپ کا تحفظ کر رہی ہے او کے۔ آئیے مسٹر لائن ہارٹ۔" اس بار اس نے مجھ سے کہا تھا اور میں اس کے ساتھ باہر نکل آیا تھا۔ میں نے ایراساکی کے عضلات تنے ہوئے دیکھے تھے۔ مجھے اس بات کا اچھی طرح اندازہ تھا کہ وہ بے چارہ ابھی تک الجھن میں ہو گا کہ آخر میں کون ہوں اور میں نے اس سے جو کچھ کہا ہے وہ درست ہے یا نہیں مائیکرو سلوشن پیک میرے پاس محفوظ تھا۔ دوسری منزل کے فلیٹ کے ایک کمرے میں لے جا کر، جیری ہاش نے مجھ سے کہا۔

"اور اب تمام باتوں سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے میرے لیے کہ وہ اصل مسئلہ جس کے لیے تمام کارروائی ہوتی رہی ہے۔ کس پوزیشن میں ہے، کیا ہم حکومت جاپان کے خاص نمائندوں کو مائیکرو سلوشن پیک کی واپسی کی خوشخبری دے سکتے ہیں؟" میں نے مائیکرو سلوشن پیک نکال کر جیری ہاش کے سامنے رکھ دیا اور جیری ہاش نے سحر زدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ چند لمحات تک وہ منہ سے کچھ نہیں بول سکا تھا پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"تو یہ ہے وہ خوفناک چیز، جس کے لیے ایک شدید ہنگامہ ہو رہا ہے، تمہیں نہیں معلوم ڈیئر لائن ہارٹ کہ اس سلسلے میں کس قدر لے دے ہو رہی ہے، ایک جانب تو حکومت کے وہ نمائندگان اور وہ سیکریٹ ایجنٹ آپس میں سر پھوڑ رہے ہیں اور یہ سوچ رہے ہیں کہ اب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کانفرنس میں حکومت جاپان خود اپنی نمائندگی نہیں کر سکے گی تو دوسری جانب ہم لوگ بھی شدید پریشان ہیں۔ ہیڈ کوارٹر سے کئی بار اس سلسلے میں کال آ چکی ہے اور میں سخت دہشت کے عالم میں یہ کہتا رہا ہوں کہ ہماری جدوجہد جاری ہے بلکہ یہ بھی کہا ہے میں نے ان سے کہ ہوسکتا ہے اس بار ہم اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکیں، بہرحال یہ وہی چیز ہے نا۔'' میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور میں نے کہا۔

''تو آپ کا کیا خیال ہے مسٹر جیری ہاش، میں نے اس دوران صرف یہی تین چیزیں تیار کی ہیں''

''تین چیزیں کیا؟'' جیری ہاش بھی مسکرا کر بولا۔

''مائیکروسلوشن پیک، ایراسا کی اور اس کی بیٹی۔'' میرے اس مذاق پر جیری ہاش خوب ہنسا تھا پھر اس نے کہا۔

''تو اب میں متعلقہ حکام کو اس بارے میں اطلاع دیے دیتا ہوں۔ باقی ساری باتیں بعد میں، پہلے یہ تقریب کر لیتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔''

''اور اس کے لیے میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ تم میرے ساتھ رہو۔''

''مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے مسٹر جیری ہاش۔ ظاہر ہے میں آپ کی ماتحتی میں کام کر رہا ہوں۔''

''میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ اپنے آپ کو بری نگاہ سے محفوظ رکھنا، ہر جگہ، ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس طرح کے لوگ گولڈن ہارس میں بھی موجود ہیں۔''

''میں نہیں سمجھا؟''

''وہ لوگ تم سے حسد کرنے لگیں گے، تمہیں اپنا بدترین رقیب سمجھنے لگے کیونکہ جس رفتار سے تم تنظیم میں مقبولیت حاصل کرتے جا رہے ہو۔ اس رفتار سے مقبولیت حاصل کرتے ہوئے تمہیں تنظیم ہی میں بہت سے دشمنوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ارے ہاں ایک بات تو بتاؤ؟''

''ہاں ضرور۔''

''کیا اس دوران تمہیں وہ غدار میکولس نظر آیا؟''

''ہاں، وہ پوری وفاداریوں کے ساتھ بلیک فش میں شامل ہے اور جزیرہ یوما ئی میں موجود ہے، حالانکہ اب یوکوہاما اس دنیا میں موجود نہیں ہے لیکن ظاہر ہے ابھی بلیک فش کے ارکان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔''

''گویا تم نے میکولس کو دیکھا ہے۔''

''بہت اچھی طرح۔'' میں نے مختصراً جیری ہاش کو اس بارے میں بتایا۔ جیری ہاش سوچ میں ڈوب گیا تھا پھر اس نے کہا۔

''یہ تو ابھی ایک مرحلہ ہے مائی ڈیئر لائٹ ہارٹ میں سمجھتا ہوں بلیک فش کے ارکان اچھے خاصے ذہین لوگوں پر مشتمل ہیں، یوکوہاما نے وہاں ایک جذباتی فضا قائم کر رکھی تھی، کیونکہ وہ اس تنظیم کا بانی تھا اس لیے وہ لوگ اسی کے انداز میں کام کر رہے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں بلیک فش میں اب بہت سے ایسے افراد بھی شامل ہو چکے ہیں جو اعلیٰ پائے کی ذہانت رکھتے ہیں اور آنے والے وقت میں حکومت جاپان کو اس تنظیم سے خاصی محاذ آرائی کرنی ہوگی، خیر یہ حکومت جاپان جانے اور وہ لیکن تنظیم کے ارکان کو اگر ہمارے بارے میں معلومات حاصل ہوگئی تو ہمیں بھی انتقام کا نشانہ بنایا جائے گا۔ آہ کتنی باتیں ذہن میں آ رہی ہیں اور میں بار بار سوچ رہا ہوں اپنے آپ کو اس سے باز رکھوں لیکن دل چاہتا ہے کہ یہ باتیں کیے ہی جاؤں، میرا خیال ہے پہلے مجھے ان لوگوں کے دلوں کو اطمینان دلانا چاہیے جو کل کی کانفرنس میں ایک بھیانک المیہ سے دوچار ہونے کے لیے تیار ہیں۔'' اس کے بعد میں جیری ہاش کے ساتھ شریک تو رہا تھا لیکن ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے۔ البتہ یہ اندازہ ضرور لگا تا رہا تھا کہ گولڈن ہارس کے نمائندوں کو حکومت ارکان کے معاملات ڈیل کرنے کے لیے کسی قسم کے انداز اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ ہماری ملاقات جن لوگوں سے ہوئی تھی وہ حکومت جاپان کے ستونوں کی مانند تھے۔ بہت بڑے بڑے عہدوں کے مالک اور چونکہ جیری ہاش نے انہیں کامیابی کا سگنل دیا تھا۔ اس لیے جس وقت ہم اس عمارت میں داخل ہوئے، جہاں داخل ہونے کے لیے بڑی ڈرامائی سچویشن سے گزرنا پڑا تھا۔ تو وہاں ہمارا ایک خاموش استقبال کیا گیا۔ ایک بڑی سی میز کے گرد تقریباً پندرہ افراد بیٹھے ہوئے تھے جیسے وہاں کسی کی موت کا سوگ منایا جا رہا ہو [illegible] ہوئے خاموش۔ باہر زبردست سیکورٹی موجود تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جیری ہاشن نے مائیکرو پیک نکال کر بڑی میز کے درمیان رکھ دیا۔ تب اس ان کے انداز میں جنبش پیدا ہوئی، کچھ ایسے لوگوں کو اشارہ کیا گیا جو غالباً مائیکرو سلوشن کو دیکھنے کی حیثیت رکھتے تھے، جیری ہاشن کی اطلاع کے مطابق مائیکرو سلوشن کے تجزیے کے لیے ان ماہرین کو طلب کیا گیا تھا اور ہمارے سامنے ہی انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔

سنگ مرمر کے ایک چوکور ٹکڑے کو درمیان میں رکھ کر کچھ اور چیزیں لائی گئیں اس ٹکڑے پر کچھ سیال کے قطرات ڈالے گئے اس کے بعد بڑی احتیاط سے مائیکرو سلوشن پیک کو کھولا گیا۔ اس پراسرار چیز کا ننھا سا قطرہ اس سنگ مرمر کے ٹکڑے پر ڈالا گیا تو دھوئیں کا ایک مرغولہ فضا میں بلند ہوا جس کا رنگ نارنجی تھا بس یوں لگا تھا جیسے آگ کا شعلہ بلند ہوا ہو حالانکہ وہ آگ نہیں تھی۔ سنگ مرمر کی سل کے درمیان تقریباً آدھا انچ گہرا گڑھا پڑ گیا اور اس میں ننھے ننھے رنگین نقطے چمک رہے تھے اور اچانک یوں محسوس ہوا جیسے وہاں موجود سب انسانوں میں زندگی پیدا ہوگئی ہو۔ ان کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے تھے اور تجزیہ کرنے والے خوشیاں منا رہے تھے۔

تمام لوگ اپنی اپنی کرسیوں سے کھڑے ہوگئے، مائیکرو سلوشن کی شیشی کو پیک کر لیا گیا اور پھر خوشیوں کا دور دورہ شروع ہوا۔ ان میں سے ایک ایک شخص نے مجھ سے اور جیری ہاشن سے ہاتھ ملائے تھے پھر ان میں سے ایک شخص نے کہا۔

''معزز دوست جو کارنامہ تم نے سرانجام دیا ہے اس کی نوعیت بظاہر کاروباری ہے لیکن یوں سمجھ لو اس وقت تم نے حکومت جاپان کے لیے عزت خریدی ہے اور اسے تحفے کے طور پر دی ہے، ورنہ اس کے نتیجے میں جو ہونے والا تھا اس کا تصور کر کے ہی ہم کانپ جاتے ہیں۔ تمہیں یہ بتانے میں عار نہیں ہے کہ کم از کم دس افراد کو خودکشی کرنی پڑتی۔ جو اس سلسلے میں آخری حد تک ذمے دار شخصیتیں قرار پائی ہیں۔ بہرحال بڑا بروقت عمل کیا ہے تم نے۔ ہم بقیہ گفتگو اپنے اس فرض سے سبکدوش ہونے کے بعد کریں گے۔ معزز دوستوں کو عزت و احترام کے ساتھ رخصت کر دیا جائے۔''

''ٹھیک ہے ہم آپ کی خوشیوں میں شریک ہیں اور آئندہ بھی آپ کے لیے ہر خدمت سرانجام دینے کو تیار ہیں۔''

بڑے اعزاز کے ساتھ ہمیں رخصت کیا گیا تھا۔ جیری ہاشن کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو رہا تھا۔ راستے میں وہ مسکراتا ہوا بولا۔

''اور یہ حقیقت ہے کہ دنیا کے بہت سے ممالک میں گولڈن ہارس کے دفاتر قائم ہیں، کام ہو رہا ہے، کئی ایسے ملک ہیں جہاں یہ تنظیم غیر قانونی نہیں قرار پائی بلکہ اسے بھی دوسرے کاروباری شعبوں کی طرح کاروباری نوعیت کی حیثیت دی گئی ہے لیکن زیادہ تر ممالک ایسے ہیں جہاں اسے چوری چھپے تمام کام سرانجام دینا ہوتے ہیں اور اس کی حیثیت قانونی نہیں ہے لیکن یہاں جاپان میں اس وقت تم جن لوگوں کے درمیان سے اٹھ کر آئے ہو مائی ڈیر لائن ہارٹ۔ وہ سمجھ لو کہ پوری جاپانی حکومت ہے اور اس وقت تمام لوگوں نے جس انداز میں ہم سے اظہار محبت کیا ہے اس سے کم از کم میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں ٹوکیو میں میرے لیے بڑی آسانیاں پیدا ہوگئیں اور حکومت کے ارکان بیشتر معاملات میں ہم سے تعلق رکھیں گے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص فرداً فرداً اپنے مسائل ہم سے حل کرانے کی کوشش کرے گا اور یہ اعزاز تم نے میرے لیے خریدا ہے۔ بے شک تم اپنی رپورٹ ہیڈ کوارٹر کو پیش کرو گے لیکن ذاتی طور پر بھی میں تمہارا شکر گزار ہوں۔ اس رپورٹ کا ایک پورشن میرے لیے بھی خالی چھوڑ دینا۔ تمہارے بارے میں اپنے جذبات میں تحریر کروں گا۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟''

میں مسکرا کر خاموش ہو گیا۔ تب ہم آرام سے اس عمارت کے ایک کمرے میں جا بیٹھے۔ جہاں اوپر کی منزل میں ایرا اساکی یاشا کے ساتھ مقیم تھا۔ جیری ہاشن نے کہا۔

''کیوں کہ اب مکمل اطمینان ہے اور ہم وہ کام سرانجام دے چکے ہیں جس کی ذمے داری ہمیں سونپی گئی تھی چنانچہ میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی تفصیل اس بارے میں مجھے تم بتا دو۔ حکومت جاپان سے ابھی ہمارا رابطہ رہے گا اور بعد میں ہمیں تھوڑی بہت رپورٹ بھی انہیں پیش کرنا ہوگی۔ یہ قانون کے مطابق ہوگا۔''

''ہاں بالکل۔''

''ایرا اساکی وہی شخص ہے نا جس نے لیبارٹری سے یہ سب کچھ چرایا تھا لیکن یہ تمہارے ہاتھ کیسے لگا اور اس کے بعد وہ اس پراطمینان انداز میں تمہارے ہمراہ کیوں ہے؟'' اس بارے میں حکومت جاپان کو بھی رپورٹ دینا ہوگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یقیناً مسٹر جیری ہاش۔ ایراساکی بالکل بے قصور ہے اور اسے ٹریپ کیا گیا تھا۔ اسے انتہائی عجیب وغریب حالات میں لیبارٹری سے وہ خوفناک چیز چرانے کے لیے مجبور کر دیا گیا تھا اس کے بعد اس کے ساتھ ہی اسے اغوا کر لیا گیا لیکن ایراساکی ایک چالاک آدمی تھا وہ مائیکرو سلوشن پیک کے ساتھ ان کے چنگل سے نکل بھاگا۔ کیونکہ اس کے ذہن میں اپنے وطن کے ساتھ محبت اور وفاداری کا تصور موجود تھا لیکن اس کے بعد اس پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا اور جگہ جگہ اس پر حملے کیے گئے وہ لوگ خونخوار کتوں کی مانند اس کی بو سونگھتے پھر رہے تھے یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہے مسٹر جیری ہاش کہ آپ کی ہدایت اور نشاندہی پر میں، یاشاساکی سے ملا اور میرے سامنے ہی وہ سنگین واقعہ پیش آیا۔ یعنی یاشاکے اغواء کا واقعہ اور ان لوگوں نے ایراساکی کو مجبور کرنے کے لیے اس کی بیٹی کو اغواء کر لیا لیکن ایراساکی اپنے وطن کے لیے ہر قربانی دینے کو تیار تھا اور اس نے اس دباؤ کے باوجود ان لوگوں کے ہاتھوں میں کھلونا بننا پسند نہیں کیا بلکہ مائیکرو سلوشن پیک کو چھپائے چھپائے پھرتا رہا۔ وہ لوگ یاشاساکی کو قتل بھی نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اس طرح ایراساکی بالکل ہی آزاد ہو جاتا اور اسے پھر کسی بات کی پروا نہیں رہتی لیکن اس کی بیٹی کے ذریعے وہ مسلسل اسے بلیک میل کرتے رہے، اسے دھمکیاں دیتے رہے، اس کے لیے انہوں نے خاص طریقہ کار اختیار کیا تھا۔ بہر حال پھر یہاں سے میری کہانی شروع ہوتی ہے۔"

"میں یومائی پہنچ گیا۔ مسٹر جوشوا جنہیں میرے ساتھ شریک کیا گیا تھا۔ بیئر بوٹ کے ذریعے مجھے وہاں تک پہنچانے کے بعد میرے منتظر ہو گئے لیکن وہاں کے حالات نے مجھے اپنے شکنجے میں کس لیا۔ مختصر یہ کہ وہاں مجھے یاشاساکی ملی اور آخر کار میں یاشاساکی کو لے کر وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور پھر میں نے اور یاشاساکی نے مل کر مسٹر ایراساکی کو تلاش کیا اور جب مسٹر ایراساکی کو یہ معلوم ہوا کہ میرے ساتھ ان کی بیٹی یاشا بھی ہے تو انہوں نے مائیکرو سلوشن پیک سمیت اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا اور مجھ سے درخواست کی کہ میں انہیں حکومت تک پہنچا دوں یہ مختصری کہانی ہے۔"

"آہ اس مختصر کہانی میں کس قدر خطرناک واقعات پوشیدہ ہیں میں جانتا ہوں اور مجھے یہ بھی اندازہ ہے کہ ایک خطرناک تنظیم کے ہیڈکوارٹر میں وقت گزارنا اور ان کے درمیان سے

نکل بھاگنے میں تمہیں کیسی کیسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہو گا، بہر حال اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس وقت گولڈن ہارس کو تمہاری شکل میں ایک ایسی شخصیت حاصل ہوئی ہے جس کے بارے میں کچھ کہنا بہت عجیب سا لگتا ہے لیکن یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ تمہارا مستقبل بہت تابناک ہے۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ تمہاری اس رپورٹ کو میں کس شکل میں ترتیب دوں؟"

"سب سے پہلا کام ہمیں یہ کرنا ہے مسٹر جیری ہاش کہ حکومت جاپان کی نگاہ میں مسٹر ایراساکی کی پوزیشن کو واضح کرنا ہے تاکہ اس شخص کو اس کی قربانیوں کا صلہ مل سکے۔"

"یقیناً یہ ایک ضروری اور اہم کام ہے۔"

"تو پھر آپ اس سلسلے میں پہلے یہ عمل کر ڈالیے اس کے بعد ہم اپنی رپورٹ تیار کریں گے۔"

"تو پھر مجھے کچھ وقت دو، تاکہ میں اپنے کام کر لوں۔ اس کے بعد دوسرے مراحل سے گزرا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے۔"

"تمہارے قیام کے لیے کیا وہ اوپری منزل کا دوسرا فلیٹ مناسب نہیں رہے گا۔"

"بہت مناسب رہے گا۔" میں نے کہا۔

پھر جیری ہاش وہاں سے چلا گیا۔ میرے ذہن میں کئی بار کی تھنا آرچر کا خیال آیا تھا لیکن ساری باتیں بالکل فضول ہوتی ہیں۔ کام کی جگہوں پر صرف کام ہی مناسب ہوتا ہے پھر میں اوپری منزل پر پہنچ گیا۔ ایراساکی اور یاشاساکی سہمے ہوئے خرگوشوں کی مانند اپنے فلیٹ میں موجود تھے، مجھے دیکھ کر دونوں کے چہروں پر رونق سی آ گئی۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ایراساکی آپ کچھ زیادہ ہی نروس نظر آ رہے ہیں۔"

"اگر میں کہوں کہ نہیں۔ تو ظاہر ہے جھوٹ بولوں گا۔" ایراساکی نے کہا۔

"ہاں جو حالات ہیں ان کے تحت آپ کا یہ احساس فطری ہے لیکن آپ کے لیے لاتعداد خوشخبریاں ہیں میرے پاس۔ مثلاً یہ کہ آپ کی حکومت کو اس بارے میں اطلاع پہنچا دی گئی ہے اور آپ اس وقت ایک قومی ہیرو کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ کل چونکہ وہ اہم کانفرنس ہے جس کے لیے یہ تگ و دو ہو رہی تھی۔ میرا خیال ہے اس کانفرنس کے اختتام کے بعد آپ کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ کی کاوشوں کا اعزاز دیا جائے گا۔"

ایرا ساکی کی گردن جھک گئی۔ وہ کافی پشیمان نظر آ رہا تھا پھر اس نے نگاہیں اٹھا کر کہا۔

"دنیا میں لوگ بے شک ایک دوسرے کے کام آتے ہیں لیکن ایسا بے شک بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی شخص بے مقصد کسی کے لیے اس قدر آگے بڑھ کر کام کرے۔ آپ یقین کیجیے مسٹر لائن ہارٹ، میں اور میری بیٹی اس سلسلے میں بہت الجھے ہوئے ہیں۔ آپ نے ہمارے لیے وہ کیا ہے جس کا کسی بھی رشتے سے تعین نہیں کیا جا سکتا۔ ہر چند کہ یاشا کا کہنا ہے کہ آپ انتہائی نفیس انسان ہیں اور آپ کے ذہن میں ان تمام کاوشوں کا کوئی صلہ نہیں ہے لیکن میرے دوست اگر مناسب سمجھو تو مجھے یہ بتا دو کہ میں تمہارا یہ قرض کیسے اتاروں گا؟"

میں نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور کہا۔ "کہ اگر یاشا ساکی یہ کہتی ہے کہ ہم دوستی کے رشتوں سے ایک دوسرے کے لیے کام کرتے رہے ہیں تو میرے خیال میں آپ کو یاشا کی بات پر اعتبار کرنا چاہیے مسٹر ایرا ساکی۔"

"تم نے لفظ ایک دوسرے کے لیے استعمال کیا ہے میں تو خیر تمہارے کسی کام نہیں آ سکا لیکن یہ لڑکی بے چاری کس کام آ سکتی تھی تمہارے؟"

"ہماری ملاقات اتفاقیہ طور پر ہوئی تھی اور پھر یہ اتفاق ایک الگ حیثیت اختیار کر گیا، بہر حال مسٹر ایرا ساکی انسان کو مطمئن کرنے کے لیے ویسے تو صرف الفاظ ہی کا سہارا لیا جاتا ہے لیکن میں اور کوئی سہارا تلاش نہیں کر پا رہا۔ مجھے آپ سے کوئی صلہ درکار نہیں ہے یہ تو بہت اچھی بات ہے کہ آپ ذہنی طور پر مائیکرو سلوشن پیک حکومت کے حوالے کرنے پر تیار ہو گئے، یہاں سے یہ معاملہ بالکل الگ نوعیت اختیار کر گیا۔ کوئی صلہ نہیں چاہیے مجھے، بس جب بھی کبھی آپ کو اپنے بے لوث دوستوں کا خیال آئے تو مجھے بھی یاد کر لیجیے گا۔"

میرے ان الفاظ پر یاشا نے چونک کر مجھے دیکھا پھر جلدی سے بولی۔

"کیوں کیا آپ کہیں جا رہے ہیں؟"

مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نے کہا۔ "نہیں یاشا، میں نے یونہی یہ الفاظ مسٹر ایرا ساکی سے کہے۔ اب ذرا کام کی باتیں ہو جائیں۔"

"مسٹر ایرا ساکی مائیکرو سلوشن پیک میں نے متعلقہ لوگوں تک پہنچا دیا ہے اور کل کی

کانفرنس میں جو لوگ شریک ہوں گے ان کے فرشتوں کو بھی اس بات کا پتا نہیں چل پائے گا کہ مائیکرو سلوشن پیک کے سلسلے میں کیا ہنگامہ آرائیاں ہوئی ہیں۔ حکومت جاپان اپنی ٹیکنالوجی کا مظاہرہ حسب معمول کرے گی۔ آپ کے لیے وہی سب کچھ ہوا ہے جو میں نے آپ سے طے کیا تھا۔ حکومت آپ کی احسان مند ہے اور اس سلسلے میں شاید بہت جلد آپ کو طلب کر لیا جائے گا۔ باقی تمام باتیں معمول کے مطابق ہیں آپ کو ذرا تھوڑی سی ریہرسل کرنا ہو گی۔"

ایرا ساکی کے چہرے پر اطمینان کے آثار نظر آئے اس نے شرمندہ انداز میں مسکرا کر کہا۔

"ہاں یہ جھوٹ میرے اور میری بیٹی کے مستقبل کا ضامن ہے اس لیے میں بڑی احتیاط سے بولوں گا۔ ویسے میرے دل میں ایک خلش ہے ڈیئر لائن ہارٹ اگر دور کر سکو تو اسے بھی دور کر دو۔"

"جی فرمائیے؟"

"تم کون ہو؟" اس نے سوال کیا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

میں سمجھتا تھا کہ ان حالات میں کوئی بھی ذی ہوش فرد یہ بات نہیں سوچ سکے گا کہ یہ سب کچھ اتفاقیہ ہے۔ میں نے اس کے لیے زیادہ تگ و دو بھی نہیں کی تھی، کر بھی نہیں سکتا تھا میرے وسائل ایسے نہیں تھے لیکن بہر حال اس بات کا جواب بھی ایرا ساکی کو نہیں دیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"میرے اور آپ کے تعلقات خاصے وسیع عرصے تک رہیں گے مسٹر ایرا ساکی۔ زندگی کے کچھ راز اگر راز رہیں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن پھر بھی آپ کے ذہن کو صاف کرنے کے لیے میں آپ کو اپنے بارے میں تفصیل بتاؤں گا، براہ کرم اس کے لیے مجھے تھوڑا سا موقع دیجیے۔" میں نے سنجیدگی سے کہا۔

"یقیناً یقیناً۔"

بعد کی کارروائیاں ذرا مختلف انداز کی تھیں اور ان میں میرا کوئی دخل نہیں تھا۔ دل تو یہی چاہتا تھا کہ یاشا کو کسی الجھن کا شکار نہ ہونے دوں لیکن وہ جس برق رفتاری سے میری جانب بڑھ رہی تھی۔ اس کا روکنا کچھ ناممکن ہی سا نظر آ رہا تھا۔ ہم ابھی یہیں تک محدود تھے اور جیری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باش اپنا کام کر رہا تھا یہ اسی کی ذمے داری تھی پھر وقت خاصا گزر گیا۔ دوسرے دن ظاہر ہے میٹنگ ہوگی اور اس کے معاملات ان کے اپنے پروگرام کے مطابق چلتے رہے ہوں گے۔ اس میں نہ تو ہمارا کوئی تعلق تھا اور نہ ہی ہمیں اس سے کوئی دلچسپی تھی۔ میری سوچیں بھی، میرے اپنے ہی انداز کی تھیں، کوئی خاص سوچ تھی ہی نہیں میرے ذہن میں اپنا کام سرانجام دیا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ یہ ایک دلچسپ پہلو ہے۔ کام ہوتا ہے اس میں تگ و دو بھی ایک لازمی حصہ ہوتی ہے۔ حالات اپنی مرضی کے تابع نہیں ہوتے بلکہ ان میں وقت کا فیصلہ ہی اہمیت رکھتا ہے لیکن آخر کار اونٹ کسی کروٹ بیٹھ جائے تو یہ سوچا جا سکتا ہے کہ کام ہماری مرضی کے مطابق ہی ہو گیا۔

پھر ایراسا کی تقدیر کھلی ظاہر ہے وہاں کے سرکاری معاملات تھے اور ہمارا اس میں کوئی دخل نہیں تھا۔

ایراسا کو طلب کیا گیا اور یاشا اس کے ساتھ گئی، مجھے دیکھتے ہوئے یاشا نے کہا۔

”کیا تم ہمارے ساتھ نہیں چلو گے لائن ہارٹ؟“

”اس کا جواب مسٹر ایراسا کی زیادہ بہتر دے سکیں گے۔“

ایراسا کی نے کسی قدر نروس لہجے میں کہا۔ ”دل تو میرا بھی یہی چاہتا ہے کہ اب لائن ہارٹ کی انگلی پکڑ کر چلوں لیکن ظاہر ہے یہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ معاملات بالکل سرکاری نوعیت کے ہیں اس لیے ہمیں تنہا ہی جانا ہوگا لیکن مسٹر لائن ہارٹ جو کچھ ہوگا اس کی اطلاع میں آپ کو دوں گا۔“

میں نے ان دونوں کو نیک خواہشات کے ساتھ رخصت کیا تھا اور ان کے جانے کے بعد جیری باش سے درخواست کی تھی کہ۔ ”اب اس عمارت میں میرا قیام بالکل مناسب نہیں ہوگا اور اب کسی بھی طور مسٹر ایراسا کی یا اس کی بیٹی کو میرا حوالہ نہیں ملنا چاہیے۔“

جیری باش نے مجھے ایک دوسری جگہ منتقل کر دیا یہ بھی ایک شاندار رہائش گاہ تھی اور یہاں حیران کن طریقے سے کی تھنا آرچر مجھے ملی تھی، ایک اچھی دوست قسم کی لڑکی جس کے بارے میں صحیح اندازہ لگانا مشکل تھا کہ اس کے ذہن میں کیا ہے پھر مجھے میری رپورٹ کی تیاریوں میں مصروف کر دیا گیا اور میں اپنے طور پر کام کرتا رہا۔ البتہ ایراسا کی کے بارے میں

مجھے بعد میں رپورٹ موصول ہوگئی تھی۔ اسے اپنے وطن سے وفاداری کے طور پر بہترین اعزازات سے نوازا گیا تھا اور ابھی تک وہ سرکاری تحویل میں ہی تھا۔ کیونکہ اس بات کے امکانات تھے کہ بلیک فش کے ارکان اس کی جان کے دشمن ہوں گے۔ باقی معاملات کا بھی پتا چل گیا تھا۔ یعنی اس عمارت میں اس ہاتھی زادے کی سڑی ہوئی لاش سے جب تعفن اٹھنے لگا تھا تو پولیس نے بہر حال اسے برآمد کر لیا تھا اور یہ بات منظر عام پر بھی آ گئی تھی کہ وہی بلیک فش کا سرغنہ تھا۔

میری رپورٹ جیری باش کے نوٹ کے ساتھ ہیڈ کوارٹر کو روانہ کر دی گئی اور پھر ایک دن کی تھنا آرچر نے مجھے خوشخبری سنائی۔

”ہم فرانس چل رہے ہیں۔“

”ہنی مون پر۔“ کی تھنا کے انداز پر میرے ذہن میں اچانک ظرافت پھوٹ پڑی تھی اور میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے تھے لیکن وہ حیران رہ گئی کیونکہ ایسا مذاق میں نے اس سے کبھی نہیں کیا تھا۔ اس نے اس انداز میں مجھے دیکھا۔ جیسے میری بات سمجھ نہ پائی ہو۔

”کیا مطلب؟“ آخر کار اس نے کہا۔

”ایک پرانی بات یاد آ گئی تھی۔“ میں نے ماحول کو بدلنے کے لیے افسردگی اختیار کر لی تھی۔ وہ خود بھی میرا موڈ محسوس کر کے سنبھل گئی۔

”کون سی پرانی بات؟“

”میری ایک دوست تھی، ایک بار اس نے بالکل اسی انداز میں میرے پاس آ کر یہی الفاظ کہے تھے اور میں نے اسے یہی جواب دیا تھا۔ آج نہ جانے کیوں منہ سے یہی الفاظ نکل گئے۔“

”اوہ۔ وہ کہاں ہے؟“

”پتا نہیں۔“ میں نے مغموم لہجے میں کہا۔

”میں بھی تو تمہاری دوست ہوں۔ کیا مجھے دشمن سمجھتے ہو؟“ اس نے دلداری سے کہا۔

”کب جا رہے ہیں ہم؟“ میں نے صورت حال ہموار کرنے کے بعد کہا۔

”شاید کل دوپہر دو بجے ہماری فلائٹ ہے۔“ بعد میں جیری باش نے بھی اس کی تائید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر دی تھی اور بتایا تھا۔ ''تمہیں فوراً فرانس طلب کیا گیا ہے۔ میرے خیال میں وہاں تنظیم کے بڑے عہدیدار جمع ہو رہے ہیں۔''

پھر دوسرے دن جیری ہاش نے مجھے بہت سی نیک تمناؤں اور دوبارہ ملاقات کی آرزو کے ساتھ رخصت کیا اور اس کی تھنا میرے ساتھ تھی۔

ہم پیرس پہنچ گئے۔ کی تھنا سے راستے میں بہت سی باتیں ہوئی تھیں۔ وہ میری طرف سے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئی تھی۔ چنانچہ اس کی گفتگو کا انداز بدل گیا تھا۔

''پیرس میں میری دوست میشل رہتی ہے۔ تمہیں اس سے ملاؤں گی۔ وہ تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہو گی۔''

''میشل؟'' میں نے گہری سانس لے کر پوچھا۔

''ہاں۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے وہ کتنی امیر لڑکی ہے۔ پیرس کے ایک کروڑ پتی کی بیٹی ہے اور وہ بھی اکلوتی بیٹی۔ بڑے ناز نخرے اٹھائے جاتے ہیں اس کے شاید تم اس بات پر یقین نہ کر سکو کہ اسکے پاس ایک درجن کاریں ہیں۔ بہت ہی متلون مزاج ہے۔ ذرا سی غلط بات برداشت نہیں کر پاتی۔ اصل میں بڑے ناز و نعم سے پلی ہے وہ لیکن میری بہت اچھی دوست ہے۔''

''لیکن وہ مجھ سے مل کر کیوں خوش ہو گی؟''

''اس لیے کہ اسے یہ علم ہو گا جب کہ تم میرے اتنے اچھے دوست ہو اور شاید میرے مستقبل کے ساتھی بھی تو اسے تم سے دلچسپی پیدا ہو جائے گی۔ صرف اور صرف میری وجہ سے۔''

میں نے تیکھی نگاہ سے کی تھنا کو دیکھا لیکن کچھ کہنے سے قبل خود کو ہی سنبھال لیا۔ غلطی میری تھی۔ مذاق میں ایک لفظ کہہ گیا تھا اور اس لڑکی نے اس لفظ کو اپنے دل میں بٹھا لیا تھا۔ وہ بے وقوف نہیں جانتی تھی کہ میری زندگی کی تحریر کیا ہے وہ تحریر جس کا مفہوم خود میری نگاہوں میں گم ہو گیا ہے اور میں اسی مفہوم کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ تاہم بات آگے بڑھانی تھی اس لیے میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ پیرس ائرپورٹ پر ہمارا استقبال چھ سات افراد نے کیا اور اس طرح کیا کہ مجھے حیرت ہوئی۔ بہر حال یہ ایک مجرم تنظیم تھی اور مجرم تنظیم کے افراد اپنے ہی کسی فرد کو کسی لیڈر کی طرح خوش آمدید کہیں تو حیرانی ہوتی ہے لیکن بہر حال ان کا اپنا انداز تھا۔

ان سب نے باری باری مجھ سے اپنا تعارف کروایا اور پھر ایک شاندار کار میں لے کر مجھے چل پڑے۔ پیرس کے ایک خوبصورت علاقے میں جو دریائے سین کے قریب واقع تھا۔ ایک بہترین رہائش گاہ میں مجھے پہنچا دیا گیا جو پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھی۔ بہر حال اس حسین عمارت کے ایک وسیع و عریض ہال میں میرے اعزاز میں ایک پُر وقار تقریب منعقد کی گئی اور اس میں شریک ہونے والے افراد جن کا مجھ سے کوئی تعارف نہیں تھا لیکن یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ انتہائی نمایاں حیثیت کے مالک ہوں۔ میری تعریف و توصیف کرنے لگے، میرے کارناموں کو سراہا گیا۔ کی تھنا بھی موجود تھی اور یہ اظہار کر رہی تھی جیسے مجھے ملنے والا تمام کریڈٹ اسی کی وجہ سے ہو۔

ایک شخص جو بھاری بھرکم، پستہ قامت لیکن اعلیٰ ترین شخصیت کا مالک تھا اور جس کا نام کیپٹن ڈیف تھا۔ کھڑا ہو کر بولا۔

''مسٹر ایان ہارٹ' ایسا بہت کم ہوا ہے، تنظیم میں لاتعداد افراد نے شمولیت اختیار کی اور بیشتر کارہائے نمایاں سرانجام دیئے لیکن آپ نے جو ریکارڈ قائم کیا وہ یہ ہے کہ آپ نے نہایت مختصر وقت میں اپنے آپ کو ریڈ کراؤن کا حقدار قرار دے دیا ہے اور آخر کار ہیڈ کوارٹر کی جانب سے آپ کے لیے ریڈ کراؤن منتخب کر دیا گیا ہے۔ اس مختصر سی تقریب میں آپ کو ریڈ کراؤن پیش کرتے ہوئے ہم سب بہت خوشی محسوس کر رہے ہیں اور آپ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ آپ کی طرف سے ہر طرح کا اطمینان کر لیا گیا ہے۔ میں کیپٹن ڈیف آپ کا انچارج رہوں گا کیونکہ میں گرین کراؤن ہوں۔ ریڈ کراؤن کے بعد جو آخری اعزاز ہوتا ہے وہ گرین کراؤن ہوتا ہے اور گرین کراؤن بھی اگر کراس کر لیا جائے تو پھر تنظیم کے چیئرمین کی حیثیت سے آپ کو اپنا عہدہ سنبھالنا ہو گا۔ تنظیم کے کوئی سترہ چیئرمین ہیں اور ان کی تفصیل آپ کو نہیں بتائی جا سکتی۔ کیونکہ یہ ہماری پہنچ سے اوپر کی بات ہے لیکن اب آپ کا تمام تر تعلق مجھ سے رہے گا یعنی کیپٹن ڈیف سے۔ او کے۔''

''جی سر۔'' میں نے جواب دیا۔ کی تھنا کا چہرہ تو انگارے کی طرح سرخ ہو رہا تھا وہ مجھے ملنے والے اس اعزاز سے بے حد خوش تھی پھر سادہ سی پُر وقار تقریب میں سرخ کراؤن میرے سینے پر آویزاں کر دیا گیا۔ میں اپنی کیفیت کا کوئی اظہار نہیں کر سکتا کیونکہ میرے سامنے تمام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اعزاز بیچ تھے۔ میرے لیے سب سے بڑا اعزاز یہ ہوتا کہ کوئی میری شخصیت مجھے بتا دیتا۔ مجھے اپنے آپ سے روشناس کرا دیتا۔ شاید میری خوشیوں کی انتہا اس وقت نہ ہوتی۔ یہ سارے اعزازات ثانوی حیثیت رکھتے تھے تاہم میں نے خوشی کا اظہار ہی کیا کہ یہ ضروری تھا۔ جواب میں تھوڑے سے الفاظ بھی ادا کیے جن میں تنظیم کا شکریہ ادا کیا گیا تھا پھر یہ سادہ سی تقریب ختم ہوگئی۔ معزز مہمان واپس چلے گئے صرف کیپٹن ڈیف وہاں رہ گیا تھا۔ کی تھنا بھی موجود تھی۔ کیپٹن ڈیف نے کی تھنا سے کہا۔

"اور مس کی تھنا اس کے بارے میں بعد میں فیصلہ کیا جائے گا کہ آپ مسٹر لائن ہارٹ کو اسسٹ کرتی ہیں یا نہیں۔ یہ بعد میں لائن ہارٹ کے مشورے سے طے کیا جائے گا۔ البتہ فی الحال میں ذاتی طور پر آپ کو اجازت دیتا ہوں کیونکہ آپ کے اور مسٹر لائن ہارٹ کے درمیان ذہنی رابطہ ہے اس لیے یہاں پر قیام کریں یہ عمارت لائن ہارٹ کے لیے مخصوص کی گئی ہے آپ اس کی منتظم کے طور پر دیکھ بھال کریں اور ابتدائی تمام معاملات کو ہینڈل کریں۔"

"جی سر۔" کی تھنا نے جواب دیا۔

"تو اس کے بعد مائی ڈیئر لائن ہارٹ میں تمہیں اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرنے کے بعد الوداع کہتا ہوں۔ یہاں آرام کرو۔ بعد میں رابطے ہوں گے اور تمہیں تمہارا کام بتا دیا جائے گا۔ کیونکہ بہرحال ریڈ کراؤن کے لیے بہت سی ذمے داریاں ہوتی ہیں دوسری نشست میں تمہیں تمہارے اسٹاف سے روشناس کرا دیا جائے گا۔"

"ٹھیک ہے کیپٹن ڈیف۔"

میں نے اس سے پرجوش مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اسے اس کی شان دار کار تک چھوڑنے آیا جس کا ڈرائیور مستعدی سے دروازہ کھولے ہوئے اس کا منتظر تھا۔ کیپٹن ڈیف کو اس کی کار میں بٹھانے کے بعد جب کار ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگئی تو ہم اندر آ گئے۔ کی تھنا میرے ساتھ تھی اور میرے قدم سے قدم ملا کر چل رہی تھی۔ اس نے خوشی سے ہنستے ہوئے کہا۔

"شاید تمہیں اس بات کا یقین نہ آئے لائن ہارٹ کہ میں نے بہت پہلے مسٹر جیری ہاش سے یہ بات کہہ دی تھی کہ تم برق رفتاری سے ریڈ کراؤن کی سمت جا رہے ہو۔" میں نے کوئی جواب نہیں دیا اور خاموشی سے کی تھنا کے ساتھ اندر گیا۔

"کافی خاموش ہو۔ میرا خیال ہے کہ اپنے آپ کو ملنے والے اعزاز سے جذباتی طور پر کچھ متاثر معلوم ہوتے ہو۔"

کی تھنا! آؤ اس عمارت کی سیر کریں۔" دیکھیں اس میں کیا کیا ہے؟"

"ہاں ضرور۔"

اس نے کہا اور پھر میں نے اس عمارت کا مکمل طور پر جائزہ لیا۔ بے مثال حیثیت کی مالک تھی اس کے بارے میں تفصیل بتانا بے کار ہی ہے۔ ہر طرح کی آسائشیں اس میں مہیا کر دی گئی تھیں اور خصوصی طور پر وہ خفیہ پروجیکشن روم جہاں نہ جانے کیسے کیسے آلات نصب کیے گئے تھے۔ میں انہیں نہیں سمجھ پایا تھا لیکن اس کے باوجود میں یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس قسم کی تنظیمیں چاہے کتنا ہی کسی پر اعتماد کر لیں لیکن ایک خانہ خالی چھوڑتی ہیں۔ شک وشبہ کا خانہ تاکہ اپنے کارکنوں کو ہر طرح سے ذہن میں رکھیں۔ چنانچہ مجھے ہر معاملے میں ہوشیار رہنا تھا پھر میں اپنے بیڈ روم میں آ گیا اور کی تھنا بولی۔

"اب میں چلتی ہوں۔ زندگی کے دوسرے لوازمات بھی ہیں اور چونکہ مجھے یہاں فی الحال ہاؤس کیپر مقرر کر دیا گیا ہے اس لیے اس گھر کی ذمے داری سنبھالنا میرا فرض ہے۔ بعد میں بھی ظاہر ہے کہ یہ کام مجھے ہی سرانجام دینا ہوگا۔"

وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔ میں نے بیڈ روم میں طائرانہ نگاہ ڈالی اور مجھے یہ احساس ہوا کہ اسے انتہائی دلکش فرنیچر اور ضروریات زندگی سے آراستہ کیا گیا ہے۔ ایک بار پھر میرے دل میں وہی حزن ملال رینگ آیا جو مجھے اپنے ماحول سے برگشتہ کر دیتا تھا۔ اپنے آپ سے بیزاری کا احساس۔ سب کچھ ہوں۔ اعزازات مل رہے ہیں۔ زندگی کی تمام آسائشیں حاصل ہوگئی ہیں لیکن میں اپنے آپ سے ناآشنا ہوں۔ زندگی کا ہر راستہ وقت کے ہاتھوں سے گزرتا رہا۔ کہیں بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے خوداعتمادی کے ساتھ کوئی قدم اٹھایا ہو۔ یہ سوچ کر کہ میری شخصیت یہ ہے۔ یہ ایک افسوسناک امر تھا لیکن کیا کیا جا سکتا تھا۔ حالات کے جال میں اسی طرح جکڑا ہوا تھا۔ کبھی کبھی تو سینے کے اندر دل کی پھڑپھڑاہٹ میرے لیے ناقابل برداشت ہو جاتی تھی۔ میں اپنی ان خواہشات بلکہ ان ناآسودہ خواہشات کے ہاتھوں ماہی بے آب کی مانند تڑپنے لگتا تھا۔ میری دلی آرزو ہوتی تھی کہ کاش مجھے بس اپنی شخصیت کا ادراک ہو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جائے۔ صرف اتنا پتا چل جائے کہ میں کون ہوں؟ بس اس کے بعد چاہے مجھے آتش فشاں کے دہانے سے نیچے اتار دیا جائے میں آسانی سے جل کر خاکستر ہونا پسند کروں گا لیکن ایک بار، صرف ایک بار مجھے میری شخصیت واپس مل جائے۔ یہ پتا چل جائے کہ میری زندگی کے ساتھی کون کون تھے؟ کس نام سے اس دنیا میں وارد ہوا تھا اور میرے ہمراہ سفر کرنے والے کون تھے؟ سارے جوابات مل جاتے تھے سوائے اس ایک جواب کے اور جب بھی یہ احساس ذہن پر طاری ہوتا تھا سارے اعصاب شل ہو جاتے تھے۔ فیصلہ نہیں کر پاتا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ بہرحال ایک کرسی پر بیٹھ کر آنکھیں بند کر لیں اور بہت دیر تک غور وخوض میں ڈوبا رہا۔

کی تھنا تھوڑی دیر کے بعد واپس آ گئی تھی وہ بیٹھی اور مسکراتے ہوئے مجھے دیکھ کر بولی۔

''لائن ہارٹ! انسان ہر حال میں انسان ہی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اگر اسے اس کی سرشت کے مطابق زندگی گزارنے کا موقع دیا جائے تو ایک عورت سب سے بہتر اس وقت محسوس کرتی ہے جب وہ اپنے ایک چھوٹے سے گھر کو دیکھتی ہے۔ اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ میرا اپنا گھر ہے۔ میں یہاں ایک مطلق العنان زندگی گزار رہی ہوں۔ میرے نام کے ساتھ کچھ دوسرے بھی وابستہ ہیں جن سے مجھے محبت ہے۔ لائن ہارٹ تم اس تصور کے بارے میں کیا کہتے ہو؟''

''ٹھیک ہوگا کی تھنا۔''

''کیا مطلب؟ ہوگا سے تمہاری کیا مراد ہے؟ کیا تم اس بات کو تسلیم نہیں کرتے؟''

''سوری کی تھنا۔ ظاہر ہے کہ میں ایک عورت نہیں ہوں۔'' میں نے اپنے الفاظ کو مذاق کا رنگ دینے کی کوشش کی۔

''نہیں عورت بے شک نہیں ہو لیکن انسان تو ہو۔''

''تم کیوں مجھے ایسے احساسات سے دوچار کرنا چاہتی ہو جنہیں میں اپنے ذہن پر مسلط کرنے کا نہ تو شوقین ہوں اور نہ خواہش مند۔''

''مطلب؟''

''کی تھنا۔'' میں نے کسی قدر سرد لہجے میں کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگی پھر جیسے اسے ہوش آ گیا۔ ایک دم سنبھل کر بولی۔

''یس سر۔ یس سر''

''کی تھنا پلیز۔ اپنی ان خوشیوں کو قابو میں رکھو۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جن خوشیوں کو تم اپنا مقدر سمجھ چکی ہو وہ مستقبل میں تمہارا کتنا ساتھ دے سکیں گی۔''

''یس سر۔'' وہ آہستہ سے بولی۔

''جاؤ پلیز۔ تنہائی چاہتا ہوں۔''

اس نے ایک لمحہ مجھے رک کر دیکھا پھر خاموشی سے واپس نکل گئی۔ میرے ہونٹ سکڑ گئے تھے۔

''خوامخواہ کی عورت۔'' میں نے زیر لب کہا۔ بہرحال اپنے آپ کو سنبھالنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ کسل مندی اور غم آلود کیفیت مجھ پر تقریباً چالیس گھنٹے طاری رہی اور اس وقت یہ جنون ٹوٹا جب مسٹر ڈیف نے مجھ سے ملاقات کی۔ خوش مزاج انسان تھا۔ میرا باس ہونے کے باوجود مجھ سے دوستانہ انداز میں پیش آتا تھا۔ کہنے لگا۔

''تمہارے لیے ٹیم سلیکٹ ہوگئی ہے لیکن ابھی ہیڈ کوارٹر سے یہ اطلاع نہیں ملی کہ تمہیں کہاں تعینات کیا جائے گا؟ ہوسکتا ہے پیرس میں ہی تمہارا قیام رہے۔ کیا تمہیں پیرس پسند ہے؟''

''مجھے ساری دنیا پسند ہے۔'' میں نے جواب دیا۔

''یہ اچھی بات ہے۔ انسان بعض معاملات میں اگر اپنا سلیکشن نہ رکھے تو اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ ویسے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمہیں پیرس ہی میں رکھا جائے گا۔ چونکہ اس وقت میرے پاس پیرس ہی کا کنٹرول ہے اور تمہیں میرے ماتحت دیا گیا ہے۔''

''میں نے کہا نا سر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

ڈیف کافی دیر تک مجھ سے باتیں کرتا رہا اور اس کے بعد رخصت ہوگیا۔ پیرس کے خوبصورت شہر کی سیاحت میں پہلے بھی کر چکا تھا۔ مجھے یہ شہر یاد تھا۔ دریائے سین، ایفل ٹاور، نیشنل آرٹ گیلری اور ایسے دوسرے بہت سے مقامات پھر وہاں سے کچھ فاصلے پر کلیسائے ناٹرڈیم جس کا کبڑا آج بھی دنیا کے لئے کہانی بنا ہوا ہے۔ حسن وعشق کی ایسی ناقابل یقین داستان جسے کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔ کیا میری زندگی سے بھی کوئی ایسا رومانس وابستہ ہے۔ نہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جانے کیوں ایسے موقعوں پر انسانی فطرت ابھر آتی ہے اور انسان اپنے آپ کو ایسے مشہور کرداروں میں تلاش کرنے لگتا ہے جن کے نام کے ساتھ کوئی بڑی بات وابستہ ہو۔ تقریباً چودہ دن پیرس میں اسی انداز میں گزر گئے۔ پندرھویں دن مجھے میری ٹیم سے متعارف کروایا گیا۔ اکیس افراد تھے جو گولڈن ہارس کے نمائندے تھے ان میں سات لڑکیاں تھیں باقی نوجوان سب سے باری باری میرا تعارف کروایا گیا اور مجھے بتایا گیا کہ ان کی ہسٹری کیا ہے؟ اس کے علاوہ انہیں بھی مجھ سے متعارف کروا کر کہا گیا کہ میں مقامی انچارج ہوں اور اب انہیں مجھ سے رابطہ رکھنا ہوگا۔ میں نے اس ٹیم سے مکمل طور پر تعارف حاصل کیا اور اس کے بعد کئی دن تک اس پر ریسرچ کرتا رہا۔ تمام کے تمام ایسے لوگ تھے جنہوں نے بہت کچھ کیا تھا۔ گولڈن ہارس کے لیے۔ چنانچہ ان سب کی فائل دیکھنے کے بعد ان کی شخصیتوں کا تعین کر لیا۔

ابھی تک ہیڈ کوارٹر کی جانب سے کوئی کام میرے سپرد نہیں کیا گیا تھا اور صحیح معنوں میں پیرس میں اب تک میں عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتا رہا تھا۔

کی تھنا نہ جانے کیوں اب کچھ بجھی بجھی سی رہنے لگی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ اس کے جذبات سے آگاہ ہونے کے بعد میں اس کی پذیرائی کروں گا اور اسے اپنے بہت قریب لے آؤں گا لیکن ابھی تک دلی ہنوز دور تھی اور وہ اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود میری قربت حاصل کرنے میں ناکام رہی تھی۔ میرے ذہن میں کبھی بھی اس کے لیے تصور نہیں ابھرتا تھا۔ اپنے آپ کو بہلائے رکھوں تو سب ٹھیک ہوتا تھا لیکن اگر کبھی دل میں احساس کی آگ جلنے لگتی تو پھر ساری دنیا بری محسوس ہوتی تھی۔ میں چاہتا تھا کہ اب کیپٹن ڈیف کوئی ذمے داری میرے سپرد کرے۔ چنانچہ میں نے اس سے رابطہ کیا۔ کیپٹن ڈیف سے رابطہ ہمیشہ آسانی سے قائم ہو جاتا تھا۔ مجھے اس کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ینگ مین۔"

"کیپٹن آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا میری بے کاری کے لمحات طویل نہیں ہو گئے؟"

جواب میں کیپٹن ڈیف کا قہقہہ سنائی دیا اور اس نے کہا۔

"اب کیسی انوکھی بات ہے کہ تم نے بالکل صحیح وقت پر مجھ سے رابطہ کیا ہے۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اگر صرف ایک منٹ تک تم مجھ سے رابطہ نہ قائم کرتے تو میں خود تم سے بات کرتا۔" میں اپنے آپ کو ذہنی طور پر اس کے لیے تیار کر چکا تھا۔

"ویری گڈ۔ یہ رابطہ کسی اہم کام کے سلسلے میں ہے؟"

"ظاہر ہے۔ ویسے تو تم سے ملاقاتیں ہوتی ہی رہتی ہیں لیکن اس وقت میں تم سے ایک اہم کام کے سلسلے میں رابطہ کرنا چاہتا تھا۔"

"کیا ٹیلی فون پر گفتگو مناسب ہوگی؟"

"قطعی نہیں۔ تمہیں کی تھنا کے ساتھ میرے پاس آنا ہوگا۔"

"مجھے کتنی دیر میں آپ کے پاس پہنچنا ہے کیپٹن؟" میں نے سوال کیا۔

"یہ تم پر منحصر ہے۔ بس یہ سمجھ لو کہ فون بند کرنے کے بعد میں تمہاری آمد کا منتظر رہوں گا۔"

"بہتر ہے۔ میں جلد سے جلد پہنچ رہا ہوں۔"

ٹیلی فون بند کرنے کے بعد میں نے تیاری کی پھر کی تھنا کو طلب کر لیا۔ وہ میرے پاس آ گئی تھی لیکن نہ تو اس کے انداز میں استقبالیہ کیفیت تھی اور نہ آنکھوں میں وہ روشنی جو عموماً ہوا کرتی تھی۔ تاہم میں نے اس پر توجہ نہیں دی۔ میں نے اس سے کہا۔

"تمہیں تیار ہونے کے لئے صرف تین منٹ دیئے جا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ڈرائیور سے بھی کہہ دو کہ ہمیں چلنا ہے۔"

"وہ تیار ہے۔" اس نے بجھے لہجے میں کہا اور باہر نکل گئی۔ نہ جانے کیوں اس وقت مجھے اس کی یہ روٹھی روٹھی کیفیت بری لگی تھی۔ ایک بے مقصد سا احتجاج تھا۔ جبکہ میرے ذہن کے کسی گوشے میں اس کے لیے کوئی ایسا تصور نہیں تھا جو اس صرف میری ساتھی کی حیثیت سے مختلف ظاہر کرے۔ بہر حال اس نے میری ہدایت پر عمل کیا تھا۔ پانچ منٹ کے بعد ہم کیپٹن ڈیف کے آفس جا رہے تھے۔ کیپٹن ڈیف کا یہ آفس ایک فرم کا آفس تھا جو باقاعدہ کام کرتی تھی۔ ظاہر ہے تنظیم کے افراد اپنے آپ کو چھپانے کی ضرورت بھی محسوس کرتے تھے اور اس کے لیے انہوں نے مختلف طریقہ کار اختیار کر لیے تھے۔ کیپٹن ڈیف کا آفس بہت خوبصورت تھا۔ اس نے اپنی کرسی سے اٹھ کر میرا استقبال کیا اور کی تھنا کی طرف رخ کر کے بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''تم چاہو تو جا سکتی ہو۔''

''یس سر۔''

کی تھنا نے جھٹکے دار آواز سے کہا اور باہر نکل گئی۔ کیپٹن ڈیف نے مجھے بیٹھنے کی پیشکش کی پھر کہنے لگا۔

''میں تمہیں یہ بتانے میں عار محسوس نہیں کرتا کہ ایک ٹرائل مشن تمہارے سپرد کیا جا رہا ہے۔''

''ٹرائل مشن؟''

''ہیڈ کوارٹر اسے یہی نام دیا گیا ہے اور اسی کے حوالے سے مجھے ہدایات ملی ہیں۔''

''ٹھیک۔'' میں نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

''یہ ٹرائل مشن کیا ہوگا؟ مجھے خود بھی اس کے بارے میں نہیں معلوم لیکن ہیڈ کوارٹر سے مجھے جو تفصیلات مہیا کی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ تمہیں لیکسن کریٹ جانا ہوگا۔''

''کیا آپ مجھے لیکسن کریٹ کے بارے میں تفصیلات بتا سکتے ہیں؟''

''ہاں۔ ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ شہر ہی کہہ سکتے ہیں اسے ہم لیکسن کریٹ کے نام سے منسوب ہے لیکن درحقیقت وہاں اس قید خانہ کا پورا عملہ رہتا ہے جو وہاں آباد کیا گیا ہے۔ اس قید خانے میں تمہیں ایک قیدی کی حیثیت سے بھیجا جائے گا اور یہ نہیں بتایا گیا کہ تمہیں وہاں کیا کرنا ہوگا۔ بس اب یہ تمہاری بالغ نگاہی پر منحصر ہے کہ تم وہاں اپنے لیے کیا کام تلاش کرتے ہو۔''

میں حیرانی سے کیپٹن ڈیف کو دیکھنے لگا پھر میں نے کہا ''یعنی میں وہاں کوئی بھی کام تلاش کر سکتا ہوں؟''

''ہاں۔ شاید تمہاری شخصیت اور تمہارے رجحان کا اندازہ لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لیے وہاں اس قید خانے میں تم اپنے طور پر اپنے مشن کو تلاش کرو گے۔''

''کمال ہے۔'' میں نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''واقعی کمال ہے اور اسی لیے اسے ٹرائل مشن کا نام دیا گیا ہے۔ وہاں جانے کے لیے تمہارے پاس ایک انوکھی شخصیت آئے گی جسے تم بوتل کا جن کہہ سکتے ہو۔ کیا تمہیں بوتل کے جن سے کوئی واقفیت ہے؟''

''جی نہیں۔''

''ایک اصطلاح ہے بوتل کا جن۔ وہ شخص جس کا نام بلٹ ہے۔ اسی انداز کا آدمی ہے۔ دبلا پتلا، سوکھا مدقوق سا لیکن لاتعداد صلاحیتوں کا مالک۔ یہ شخص تمہارا چہرہ تبدیل کرے گا اور تمہیں قیدی کی حیثیت دے گا اور اس کے بعد وہ ہر اس وقت تمہارے سامنے نمودار ہوگا جب تمہیں اس کی ضرورت پیش آئے گی۔''

''کیا مطلب؟''

''بس۔ اسی لیے میں نے اسے بوتل کا جن کہا ہے۔''

''کیا واقعی وہ کوئی مافوق الفطرت شخصیت ہے؟'' میں نے سوال کیا اور ڈیف ہنسنے لگا پھر بولا۔

''اس نے خود کو ایک مافوق الفطرت شخصیت ثابت کیا ہے اور دوستانہ طور پر تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں نہ صرف میرا بلکہ چند دوسرے افراد کا بھی خیال ہے کہ مسٹر بلٹ درحقیقت ہمارا چیف ہے۔ وہ جن اعلیٰ صلاحیتوں کا مالک ہے لیکن جس انداز میں ہم لوگوں کے درمیان وہ رہتا ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ گولڈن ہارس کا خفیہ جاسوس بھی ہے یعنی اپنے کارکنوں پر نگاہ رکھنے کے لیے۔ ہارس تنظیم کا سربراہ جو اتنے معمولی انداز میں رہتا ہے لیکن میرے دوست یہ بات میں نے تمہیں اپنے اعتماد کی بنیاد پر بتائی ہے۔ کہیں اسے میری پیش گوئی نہ سمجھ لینا۔''

''میں سمجھ رہا ہوں۔''

''مسٹر بلٹ تم سے ملاقات کرے گا اور تمہارے چہرے پر میک اپ کرے گا۔ بس اس کے بعد تمہیں جس طرح بھی ممکن ہوگا لیکسن کریٹ پہنچا دیا جائے گا۔''

''ٹھیک ہے۔'' میں نے اس عجیب مشن پر حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تو بس۔ تمہیں بتانا تھا۔ اب اس کے بعد اس وقت تک کا انتظار کرنا ہوگا جب تک بلٹ تمہارے پاس نہ پہنچ جائے۔''

''میں جا سکتا ہوں؟''

''ہاں۔ حالانکہ میں یہاں تمہاری بہترین خاطر مدارات کر سکتا ہوں لیکن یہ بھی تنظیم

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے قانون میں شامل ہے کہ اپنے آدمی کے ساتھ صرف ''ٹو دی پوائنٹ'' بات کی جائے۔''

میں کرسی سے کھڑا ہو گیا اور اس کے بعد کیپٹن ڈیف کو سلام کر کے باہر نکل گیا۔ جہاں کی تھنا میری منتظر تھی۔ اس وقت بھی اسے دیکھ کر مجھے بیزاری کا احساس ہوا اور میں نے سوچا کہ اگر میں اپنے مشن پر نہ جا رہا ہوتا تو سب سے پہلے کیپٹن ڈیف سے یہ فرمائش کرتا کہ کی تھنا کو تبدیل کر دیا جائے اور میرے لیے کی اور کو ہاؤس کیپر مقرر کر دیا جائے۔ بہر حال ذہن اب اس پراسرار مشن کی طرف راغب ہو گیا تھا جو مجھے سونپا جا رہا تھا۔ عجیب سی بات تھی ٹرائل مشن۔

پھر میری ملاقات بلٹ سے ہوئی۔ ایک دبلا پتلا سوکھا سا آدمی۔ جسے واقعی کوئی اہمیت نہیں دی جا سکتی تھی اور قد و قامت پانچ فٹ تین انچ سے زیادہ نہیں تھا اور شاید تمام تر ہڈیوں کا وزن ملا کر پچاس سے لے کر پچپن پونڈ ہو سکتا تھا۔ میرے پاس آیا۔ اس نے ایک پرانی طرز کا ہیٹ پہنا ہوا تھا اور اس کے بدن پر جو ڈھیلا ڈھالا لباس تھا وہ بھی اس کا اپنا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ ایک ایسا مفلوک الحال شخص جسے دیکھ کر اس پر رحم کھایا جا سکتا تھا۔ اس نے مجھ سے اپنا تعارف بلٹ کے نام سے کروایا تھا اور میں ایک دم سے مستعد ہو گیا تھا۔

''ہاں۔ کیپٹن ڈیف نے مجھے آپ کے بارے میں بتایا تھا مسٹر بلٹ۔ بہر حال میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ تشریف رکھیے۔''

''یہ جو میرے پاس بریف کیس ہے۔ اس میں میک اپ کا سامان اور وہ تمام چیزیں ہیں جو تمہارے لیے از حد ضروری ہیں۔''

''جی۔''

''تو پھر۔ وقت ضائع کرنا بیکار ہے۔ کیا اس وقت یہاں کوئی شخص موجود ہے جو تمہیں تمہارے میک اپ میں دیکھ لے اور بعد میں اس کے علم میں یہ بات رہے کہ یہ تم ہو؟'' اس نے سوال کیا۔

''صرف کی تھنا۔'' میں نے جواب دیا۔

''تو پھر ایسا کرو کہ اسے کچھ دیر کے لیے باہر بھیج دو۔ اس وقت تک کے لیے جب تک تم یہاں سے نکل نہ جاؤ۔''

''او کے۔'' میں نے کہا اور کی تھنا کو طلب کر لیا۔ کی تھنا نے نہ پہچاننے والی نگاہوں سے

بلٹ کو دیکھا تھا اور اس کی جانب سے بے پروا ہو گئی پھر میں نے کی تھنا سے کہا۔

''کی تھنا اس وقت میں مسٹر بلٹ کے ساتھ اہم گفتگو کر رہا ہوں۔ کیا تم کچھ دیر کے لیے اس عمارت سے جانا پسند کرو گی؟''

''اس کمرے سے باہر یا اس عمارت سے باہر؟''

''نہیں عمارت سے باہر۔''

''وجہ؟'' اس نے سوال کیا اور میں چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

''کیا مجھے وجہ بتانا پڑے گی؟'' میں نے کسی قدر درشت لہجے میں کہا اور کی تھنا مجھے گھورتی ہوئی باہر نکل گئی۔

''تمہاری محبوبہ ہے؟'' بلٹ نے مسکرا کر پوچھا۔

''قطعی نہیں۔''

''لیکن اس کا انداز تو یہی بتاتا ہے۔''

''میں اس بارے میں کوئی تبصرہ نہیں کرنا چاہتا۔''

''او کے، او کے لیکن کیا اس نے تمہاری بات مان لی ہے؟'' اس نے سوال کیا اور میں ایک لمحے کے لیے سوچ میں ڈوب گیا۔ کی تھنا نے اگر میرے اس حکم سے گریز کیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس کا قصہ اسی وقت پاک ہو جانا چاہیے لیکن اس کی تقدیر اچھی تھی۔ اس نے میری بات پر عمل کرتے ہوئے یہ عمارت خالی کر دی تھی اور کہیں چلی گئی تھی۔ یہ اطمینان کرنے کے بعد میں واپس آ گیا۔ اس کے بعد مسٹر بلٹ اپنا بوسیدہ بریف کیس کھول چکا تھا۔ جس میں طرح طرح کے لوشن اور دوسری چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ مجھے سامنے بٹھا کر اس نے میرے چہرے کی مرمت شروع کر دی اور اس کے بعد اپنے کام سے فارغ ہو گیا۔ اس نے ایک شیشی سے میرے سر کو سائفن کیا اور میں سوچنے لگا کہ یہ کیا ہے؟ لیکن بعد میں آئینہ جب میرے سامنے آیا تو میں اپنے بالوں کی درگت دیکھ کر حیران گیا۔ اب اس میں جگہ جگہ سفید بال نمودار ہو گئے تھے۔ میں نے وحشت بھری آواز میں کہا۔

''مسٹر بلٹ۔''

''یس سر۔'' وہ بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ میرے بالوں کا رنگ؟"

"عارضی ہے، عارضی ہے۔ تم نے دیکھا تمہارے بال کھچڑی ہو گئے ہیں لیکن یہ کھچڑی بڑے آرام سے صاف ہو سکتی ہے اور بعد میں تمہارے بالوں کا اصل رنگ نکل آئے گا۔"

"میرے بالوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا؟"

"قطعی نہیں۔ میں نے جو کچھ تمہارے چہرے پر استعمال کیا ہے وہ بے ضرر ہے۔"

"گڈ۔ اب مجھے کیا کرنا ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔" بلٹ نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"اس کے لیے یہ سربمہر فائل ہے۔ بس تم اس کا جائزہ لے لینا۔ اصل میں گولڈن ہارس کے کام ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اب میں چلتا ہوں۔"

"لیکن مجھ سے کہا گیا تھا کہ آپ ضرورت پڑنے پر نمودار ہوتے رہیں گے۔"

"ہاں لیکن یہ ضرورت پر منحصر ہے۔ اچھا خدا حافظ۔" اس نے عجیب سے انداز میں کہا اور میری طرف سے کوئی جواب ملے بغیر اپنا سامان سنبھال کر باہر نکل گیا۔ مجھے اس کی پراسرار شخصیت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ جو میک اپ اس نے میرے چہرے پر کیا تھا وہ بھی اپنی مثال آپ تھا اگر میں اپنے بدن کا لباس تبدیل کر لیتا تو یقینی طور پر میری شخصیت بھی بدل جاتی پھر نہ جانے کیا ہوا کہ تھنا واپس نہیں آئی تھی اور اس کی جگہ ایک اور شخص نے سنبھال لی تھی جو میرے سامنے مودب بھی رہتا تھا لیکن مجھے ضروری امور سے متعلق آگاہ بھی کرتا رہا تھا اور اس کا اور میرا ساتھ زیادہ طویل نہیں رہا صرف چوبیس گھنٹے کے بعد مجھے میرے اس گھر سے لے جایا گیا اور پھر ایک اچھا خاصا طویل سفر طے کرنا پڑا جو ابتدا میں ایک موٹر لانچ کے ذریعے طے کیا گیا پھر کھلے سمندر میں مجھے موٹر لانچ سے ایک فری گیٹ میں منتقل کر دیا گیا اور فری گیٹ کا تقریباً بیس گھنٹے کا سفر آخر کار اس جگہ ختم ہوا جہاں میری منزل تھی۔ اس جگہ کو نہ جانے کیوں لیکن کریٹ کا نام دیا گیا تھا۔ دور دراز سی جگہ تھی لیکن ایک عجیب و غریب منظر کی حامل۔ یہ سفید پتھروں کا علاقہ تھا جسے شاید سنگ مرمر کہا جاتا ہے۔ سنگ مرمر کے وسیع و عریض علاقے میں پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں ساری کی ساری سفید اور جب سورج آسمان کی بلندیوں پر ہوتا تھا تو یہ سفیدی اس طرح چمکتی

کہ آنکھیں چکا چوند ہونے لگتیں۔

فری گیٹ ہی میں مجھے لباس بھی پہننے کے لیے دیا گیا تھا اس کے بعد مجھے ساحل پر اتارتے ہوئے کیپٹن نے کہا۔

"مسٹر لائل۔ یہ وہ مقام ہے جہاں آپ کو اپنی حیثیت حاصل کرنی ہے۔"

میں نے خاموش نگاہوں سے اسے دیکھا لیکن کوئی سوال نہیں کیا کیونکہ بہرحال میرے لیے یہ ایک ٹرائل کیس تھا۔ فری گیٹ چند ہی لمحوں کے بعد وہاں سے آگے بڑھ گیا اور میں ساحل پر کھڑا ہو کر یہ سوچنے لگ گیا کہ کیپٹن نے مجھے لائل کے نام سے مخاطب کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے میرا نام لائل ہی ہے۔ میں سفید پتھروں کے پہاڑوں کے درمیان سفر کرنے لگا تب میں نے لاتعداد انسانوں کو وہاں پتھر توڑتے ہوئے دیکھا۔ وہاں چھوٹی چھوٹی مشینیں لگی ہوئی تھیں جن پر کام ہو رہا تھا۔ پتھر توڑے جا رہے تھے، تراشے جا رہے تھے اور جو لوگ اس کام میں مصروف تھے وہ قیدی ہی تھے ان پر نگران لوگ بھی مجھے وہاں نظر آئے جو ان سے کام لے رہے تھے۔

اس وقت سورج ڈھل رہا تھا اور آہستہ آہستہ آسمان پر سفیدی کم ہوتی جا رہی تھی اور اس کی جگہ شام کی کجلاہٹوں نے لے لی تھی۔

میں حیران پریشان ایک پتھر کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک عجیب و غریب امتحان تھا اور میرے لیے ایک سنسنی خیز کیفیت کا حامل۔ کیونکہ مجھے یہ نہیں پتا تھا کہ میں یہاں کون ہوں؟ لوگ مجھے کس طرح شناخت کریں گے اور میری اپنی حیثیت کیا ہوگی۔ بہرحال اب جو کچھ بھی تھا ان لوگوں کے درمیان ہی رہنا تھا اور اپنے آپ کو آزمانا بھی تھا نہ جانے کیوں میرے دل میں دلچسپی کی ایک لہر پیدا ہو گئی تھی۔ اپنا امتحان لینے کے لیے یہ خوبصورت موقع تھا اور مجھے یہ دیکھنا تھا کہ میں گولڈن ہارس کی توقع پر کس حد تک پورا اترتا ہوں پھر میں ایک بڑی سی چٹان کے قریب جا کھڑا ہوا اور یہاں سے قیدیوں کو کام کرتے ہوئے دیکھتا رہا۔ پتا نہیں ان کی چھٹی کا وقت کیا تھا؟ لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہیں سے گھنٹہ بجنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی قیدیوں نے اپنے اپنے اوزار وہیں پھینک دیے جہاں وہ کام کر رہے تھے۔ ابھی میں کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ اچانک ہی اس چٹان کے عقب سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک قیدی نمودار ہوا۔ دبلے پتلے بدن کا مالک لیکن میرے لیے قطعی طور شناسا سا۔ یہ بلٹ تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر مکروہ انداز میں مسکرایا اور پھر آگے بڑھ کے میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا۔ ''اس جگہ دن کی گرمی پیرس کے پورے ملک کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے لیکن اب جب شام ٹھنڈی ہونا شروع ہوگئی تو تم دیکھو گے کہ موسم کتنا خوشگوار ہو جاتا ہے۔ یقینی طور پر یہ صبح و شام کا ایک حسین امتزاج ہے اور یہاں کے موسم کو پیرس کے پورے شہروں کے موسموں سے کہیں زیادہ خوشگوار تصور کیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہاں دھوپ بھی نکلتی ہے اور ٹھنڈک بھی ہوتی ہے۔

''لیکن مسٹر بلٹ آپ؟''

''ہاں۔ میں نے کہا نا کہ ضرورت کے وقت میں کبھی تم سے دور نہیں ہوں گا۔ اس لیے کسی بھی مسئلے میں کوئی قدم اٹھاتے ہوئے تردد نہ محسوس کرنا۔ سمجھ رہے ہو نا تم؟''

''آپ واقعی بوتل کے جن ہیں مسٹر بلٹ۔''

میں نے کہا اور بلٹ نے میری طرف رخ بھی نہ کیا وہ میرے ساتھ آگے بڑھتا رہا پھر اسنے کہا۔

''وہ سامنے بیرکیں نظر آ رہی ہیں۔ ان بیرکوں ہی میں تمہارا بسیرا ہے۔ کل دن کی روشنی میں تم دوسرے لوگوں کی نگرانی کرو گے۔''

''نگرانی؟''

''ہاں۔ شاید کیپٹن نے تمہارا نام بتا دیا ہوگا۔ مسٹر لائل۔''

''گویا یہ میرا اپنا نام ہے۔''

''ہاں۔ یہاں تم اسی نام سے پہچانے جاؤ گے۔ کل دن کی روشنی میں کچھ اور بتاؤں گا''۔

''لیکن مسٹر بلٹ۔ آپ یہاں۔''

''براہ کرم میرے بارے میں سوالات نہ کرو۔ وہ سب بے مقصد ہوں گے کیونکہ میں تمہیں ان کا جواب نہیں دوں گا۔''

میں ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہوگیا۔ قیدیوں کے گروہ بیرکوں کی جانب جا رہے تھے اور میں ان کے چہرے دیکھ رہا تھا ان میں دبلے پتلے بدن کے مالک بھی تھے اور تندرست د

توانا بھی تھے۔ سرکشوں کا بھی جم غفیر تھا۔ جن کی حرکات سے اندازہ ہوتا تھا کہ وہ محافظوں کو خاطر میں بالکل نہیں لاتے۔ بلٹ میرے ساتھ بیرک تک آیا تھا پھر اس نے مجھے میری جگہ دکھاتے ہوئے کہا۔

''یہاں تمہارا ٹھکانہ ہے اور یہاں کے لوگ ایک دوسرے سے کوئی تعارف حاصل نہیں کرتے۔ بس ایک عجیب سا ماحول ہے لیکن بہرطور تمہیں یہاں پر وقت گزارنا ہے؟ اور سنو۔ وقت تمہارے لیے جو بھی فیصلہ کرے اس سے اتفاق کرنا۔ یہ مت سوچنا کہ یہ کام مناسب ہوگا یا غیر مناسب۔''

''جی مسٹر بلٹ۔''

''ویسے الجھن محسوس کر رہے ہو گے؟''

''آپ کا کیا خیال ہے الجھن محسوس کرنی چاہیے؟''

''سو فیصد۔ یہ تو انسانی فطرت کے مطابق ہے۔''

''اور اس الجھن سے اگر میں کوئی غلط قدم اٹھا بیٹھوں تو؟'' میں نے سوال کیا۔

''اصل میں یہی دیکھنا ہے۔ میرا مطلب ہے تمہارے اس مشن کو ٹرائل مشن کہا گیا ہے یہی دیکھنا ہے کہ تمہارا فطری رجحان کیا ہے؟''

''اور اگر میں اس میں فٹ نہ ہوا تو؟''

''نہیں۔ اس کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ چونکہ یہ صرف ہیڈ کوارٹر کے سربراہان جانتے ہیں۔''

''عجیب مشکل ہے۔''

''نہیں میرے دوست۔ اسے مشکل نہ سمجھو۔ تمہارے ساتھ ہر طرح سے تعاون کیا جائے گا۔''

''تو کیا آپ میرے ساتھ ہی قیام کریں گے مسٹر بلٹ؟''

''ہرگز نہیں۔ یہاں تم پورے اعتماد کے ساتھ اپنا کام سرانجام دو۔ بس اتنا ہی میں نے تمہیں بتا دیا ہے کہ یہاں تمہیں ایک نگران کی حیثیت حاصل ہے۔ البتہ نگرانوں کے بھی دوسرے لوگوں سے تعلقات ہوتے ہیں۔ اس لیے انہیں ہر جگہ آنا جانا پڑتا ہے اور ان پر کوئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پابندی نہیں ہے۔ تم اطمینان رکھو۔ یہاں کوئی بھی تمہیں مشکوک نگاہوں سے نہیں دیکھے گا۔"

میں نے گہری سانس لی۔ بلٹ چند لمحات کے بعد چلا گیا۔ قیدیوں میں شام کی چائے تقسیم ہو رہی تھی۔ مجھے بھی ایک مگ میں چائے دی گئی جسے میں نے قبول کرلیا اور اپنی بیرک کے اس گوشے میں جہاں صرف میں رہتا تھا۔ بیٹھ کر چائے کے چھوٹے چھوٹے سپ لیتے ہوئے اطراف میں بکھرے ہوئے انسانوں کو دیکھنے لگ گیا۔ جو قیدی ہونے کے باوجود خوش وخرم نظر آ رہے تھے، چہکیں کر رہے تھے، ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کر رہے تھے، قہقہے لگا رہے تھے اور اپنے اپنے طور پر اپنی دھن میں مست تھے۔ انسانی فطرت کے اس کھیل کو میں بہت دیر تک دیکھتا رہا۔ اب اس کے بعد کوئی کام نہیں تھا سوائے آرام کرنے کے قیدیوں نے جگہ جگہ چوکڑیاں جمالی تھیں۔ کوئی تاش کھیل رہا تھا، کوئی ایک دوسرے سے گپ لگا رہا تھا۔ کچھ گانا گا رہے تھے۔ بے ہنگم اور بے سری آوازیں ابھر رہی تھیں۔ گویا اس وقت سے لے کر صبح تک ان لوگوں کو ان کے علاوہ اور کوئی کام نہیں تھا کہ اپنی پسند سے جئیں مگر اس دائرہ کار میں رہ کر۔

میں نے یہ بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ کوئی وسیع وعریض قید خانہ ہے اور محافظوں نے اس علاقے کو بے شک کھلا چھوڑ دیا ہے مگر یہاں سے نکلنے کی کوئی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ دور دور تک سرچ ٹاور نظر آ رہے تھے لیکن فاصلہ اتنا تھا کہ ان کے اطراف میں بندھی ہوئی تاروں کی باڑیں یہاں سے نظر نہیں آتی تھیں۔ بہر طور یہ بھی ایک دلچسپ تجربہ تھا اور دیکھنا تھا کہ میں ان لوگوں کی توقعات پر کس حد تک پورا اترتا ہوں۔

پھر رات ہوگئی۔ رات کا کھانا بھی اسی انداز میں تقسیم کیا گیا اور اس کے بعد میں اپنی بیرک میں آ لیٹا۔ یہ حقیقت تھی کہ نہ تو ابھی تک کسی نے مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی اور نہ ہی ایسی نگاہ سے دیکھا گیا تھا جس میں اجنبیت ہو۔ اس کی ایک ہی وجہ ہو سکتی تھی کہ جو میک اپ مجھے کیا گیا تھا اور میرے نقوش میں جو تبدیلی پیدا ہوگئی تھی وہ یہاں کے لوگوں کے لیے اجنبی نہیں تھی لیکن اس کے لئے گولڈن ہارس نے کیا طریقہ اختیار کیا تھا؟ یہ پراسرار بات تھی۔ رات کے کسی حصے میں سونے سے پہلے میں نے اپنے آئندہ اقدامات کے بارے میں آخری فیصلہ کیا اور وہ فیصلہ یہی تھا کہ اگر یہ ٹرائل مشن ہے تو پھر میں وہی کروں گا جو میرے دل میں آئے اور اس سلسلے میں کسی بات سے گریز نہیں کروں گا۔ ہاں اگر بلٹ کے ذریعے مجھے کوئی

ضروری پیغام دیا جاتا ہے تو ایک الگ بات ہے۔ بلٹ بھی خوب تھا۔ پتا نہیں اس کی شخصیت کیا تھی۔ ہو بھی سکتا تھا کہ بہت زیادہ ذہین آدمی ہو پھر اس کے بعد میں کچھ سوچ نہیں سکا کیونکہ آنکھوں میں نیند در آئی تھی۔ البتہ دوسری صبح سائرن کی بھیانک آواز نے مجھے جگا دیا۔ تمام ہی قیدی بیرکوں سے نکل پڑے تھے اور ایک جگہ جمع ہوتے جا رہے تھے پھر ٹرالیاں گردش کرنے لگیں اور ان سے صبح کا ناشتہ چائے وغیرہ تقسیم کی گئی۔ میں نے بھی اپنے مگ میں چائے لی۔ ڈبل روٹی کے کچھ ٹکڑے کھانے کے بعد صبح کا ناشتہ مکمل کرلیا پھر میں نے ایک ہنٹر ہاتھ میں اٹھا لیا جو ایک جگہ انبار تھے اور اس کے بعد وہاں سے چل پڑا۔

مجھے بلٹ نے بتایا تھا کہ میری حیثیت یہاں قیدیوں کی نگرانی کرنے والوں کی سی ہے۔ میں چلتا رہا کچھ ہی فاصلہ طے کیا گیا تھا کہ اچانک ایک قیدی نے مجھے مخاطب کیا۔

"مسٹر لائل، مسٹر لائل۔"

میں رک گیا اور میں نے رک کر اس قیدی کو بغور دیکھا پھر آہستہ قدموں سے چلتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے اسے غور سے دیکھا۔ اس کی عمر پینتیس سال کے قریب ہوگی۔ کسی قدر پستہ آدمی تھا۔ گٹھے ہوئے جسم کا مالک، شانے بہت چوڑے تھے، آنکھوں سے سرد مہری ٹپکتی تھی اور یہ آس پاس پھیلے ہوئے پتھروں کی طرح سخت نظر آتی تھیں، بال کافی حد تک سفید ہوگئے تھے اور ایک نگاہ دیکھنے سے وہ ایک خاصا طاقتور آدمی نظر آتا تھا اس کے عمل سے بھی یہی ظاہر ہوتا تھا وہ ایک وزنی کدال سنبھالے ہوئے تھے اور اس کدال سے سامنے کی چٹان کو توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔

"کیسے ہو؟"

"ٹھیک ہوں مائی ڈیئر۔"

"اور وہ تمہارا.........؟" اس نے سوال کیا اور اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی میں نے بھی مدھم انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی ٹھیک ہے۔"

"اگر تمہاری کبھی تنہائی میں ملاقات ہو تو میرا اسے ایک پیغام دے دینا۔"

"کیا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”یہ کہ جب تک اس کی تقدیر اس کا ساتھ دے رہی ہے وہ اس سے فائدہ اٹھائے اور مجھ سے فاصلہ اختیار کرے۔“

”کیا واقعی میں یہ پیغام اسے دے دوں؟“ میں نے مسکرا کر پوچھا۔

”بہتر تو یہی ہوگا۔“ اس نے کدال پر ہاتھوں کی گرفت ڈھیلی کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے اگر تمہاری یہ خواہش ہے تو میں ایسا ہی کروں گا۔“

”وہ جو کہتے ہیں نا کہ شیطان کو یاد کرو اور شیطان چند لمحوں میں قریب پہنچ جاتا ہے وہ دیکھو بل ڈاگ آ رہا ہے۔“

میں نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان العمر آفیسر نپے تلے قدم رکھتا ہوا اسی جانب آ رہا تھا۔ اس کے بدن پر یونیفارم تھی اور وہ خاصا مغرور انسان نظر آتا تھا۔ بائیں ہاتھ میں چھڑی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور ہمارے قریب آ کھڑا ہوا پھر اس کی کرخت آواز ابھری۔“

”تمہارے خیال میں تم کس کام میں مصروف ہو؟ مسٹر برانس؟“ اس نے کہا۔

برانس نے سرگھما کر اس پر ایک سرسری نظر ڈالی اور ہتھیلیوں پر تھوک کر کدال اٹھالی پھر اس نے کدال اتنے زور سے سامنے والے پتھر پر ماری کہ اس پتھر میں دراڑ پڑ گئی کچھ کرچیاں بھی اڑی تھیں جو نہ صرف میرے چہرے پر بلکہ اس آفیسر کے چہرے پر بھی لگیں جو ہمارے قریب آ کر کھڑا ہوا تھا اور جسے اس شخص نے بل ڈاگ کا نام دیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے اس کے چہرے پر بدحواسی نظر آئی۔ اس نے چٹان کی دراڑ کو دیکھا اور پھر تیزی سے گھوم کر لمبے لمبے قدم اٹھاتا وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ برانس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

”لیکن میرا خیال ہے مسٹر برانس کہ آفیسروں سے دشمنی مول نہیں لینی چاہیے وہ کبھی نہ کبھی ضرور تمہیں نقصان پہنچائے گا۔ یہ میرا دعویٰ ہے۔“ میں نے کہا اور برانس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”مجھے اسی دن کا انتظار ہے۔“ اس نے کہا اور کدال سے چٹان پر ایک اور ضرب لگا کر اسے کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ میں چند لمحات وہاں ٹھہرا رہا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

اس قید خانے کی عجیب سی فضا تھا۔ قیدی اپنے اپنے کام میں مصروف تھے۔ میں چند قدم اٹھا کر ایسی جگہ جا کھڑا ہوا جہاں ایک پتلی سی چٹان خوبصورتی سے سر اٹھائے ہوئے کھڑی تھی لیکن اس چٹان کی دوسری جانب میں نے اس شخص کو دیکھا جسے برانس بل ڈاگ کہتا تھا کوئی اور شخص اس کے پاس کھڑا ہوا تھا۔ وہ لوگ گفتگو کر رہے تھے اور اس گفتگو کی آواز میرے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ یہ کتا میرے لیے ناقابل برداشت ہو گیا ہے مسٹر کینٹ۔

”کون سے کتے کی بات کر رہے ہو ڈیئر پورٹ؟“

”وہی قیدی برانس۔“

”اوہ، پھر کچھ ہو گیا؟“

”وہ ہمیشہ مجھ سے گستاخی کرتا ہے اور ایک دن آخر میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے گا اور اس کے بعد میں اس کے ساتھ وہ سلوک کروں گا جو کسی کے تصور میں بھی نہ آ سکے۔“

”اپنے آپ کو ٹھنڈا کرو ڈیئر پورٹ۔“ ہمیں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ ہم کسی قیدی کے ساتھ ایسا سلوک کریں جو قانون کے خلاف ہو۔

”ہوں۔ اس کے معاملے میں شاید میں قانون کی پروا بھی نہ کروں۔“

”یہ ایسی بات ہے جو تم جیسے ذمے دار آفیسر کو اپنی زبان سے ادا نہیں کرنی چاہیے“

”مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ بعد میں جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جائے گا۔“

”لیکن میری مخلصانہ رائے یہ ہے کہ برانس سے کوئی ایسا سلوک کبھی نہ کرنا اور شاید تم اس کے متحمل بھی نہ ہو سکو گے کیونکہ یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ وہ ایک خطرناک آدمی ہے۔“

”آپ اس کی طرف داری کر رہے ہیں مسٹر کینٹ؟“

”نہیں اپنے دوست کی حیثیت سے میں اس کے بارے میں سمجھا رہا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہیں کوئی نقصان پہنچ جائے۔“

”میں شاید اس کی شخصیت کو بھی برداشت نہ کر سکوں۔“

”وہ ایک الگ بات ہے لیکن اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ تم سمجھداری سے کام لو گے۔“

”دیکھنا ہوگا۔ دیکھنا ہوگا“

پورٹ نے کہا اور اس کے بعد وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ میں آہستہ آہستہ سنسنی خیز

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

واقعات کی جانب بڑھتا جا رہا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ میرے ذہن میں لاکھ سوالات تھے۔ گولڈن ہارس نے مجھے یہاں ایک ٹرائل کیس پر بھیجا تھا۔ اب یہ ان کا معاملہ تھا کہ وہ ٹرائل کیس کیا ہے؟ میری ذمے داری قطعی نہیں بنتی تھی کہ میں ان کے معیار پر پورا اتروں۔ اس قسم کے احمقانہ معاملات ڈرامائی نوعیت رکھتے تھے اور بہرحال میری اپنی بھی ایک شخصیت تھی۔ میں نے ان لوگوں کے لیے جو کچھ کیا تھا نہ جانے کیوں میں اپنے آپ کو اس سے ہم آہنگ محسوس کرتا تھا۔ کہیں بھی کسی اجنبی کیفیت کا احساس نہیں ہوا تھا اور کبھی کبھی میں اس بارے میں بھی سوچنے لگ جاتا تھا کہ ماضی میں ایسے کارنامے سرانجام دیتا رہا ہوں مگر کس حیثیت سے؟ بس یہی نہیں پتا چل سکا تھا باقی سب ٹھیک تھا اگر ایک بار مجھے اپنے بارے میں علم ہو جاتا تو پھر مجھے کوئی تردد نہ رہتا۔ خواہ باقی زندگی اسی انداز میں گزر جاتی۔

اس رات اپنی آرام گاہ میں جسے آرام گاہ صرف اخلاقاً کہا جا سکتا تھا لیٹ کر میں نہ جانے کب تک سوچوں میں ڈوبا رہا میرے لیے کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ جب چاہتا ان سارے جھگڑوں کو ختم کر سکتا تھا۔ بھلا گولڈن ہارس کی کیا مجال کہ مجھے میری مرضی کے خلاف کسی کام پر آمادہ کر سکے لیکن پھر وہی سوال پیدا ہوتا تھا کہ اس کے بعد کیا کروں گا؟ کم از کم ایک مشغلہ تو ہے اور اس مشغلے سے زندگی آسان ہو گئی ہے۔ وقت گزارنے کا ایک راستہ نکل آیا ہے۔ بہرطور میں یہاں اپنا اچھا وقت گزار سکتا ہوں اور مجھے اس میں کوئی مشکل نہیں پیش آئے گی پھر میں برانس کے بارے میں سوچنے لگا۔ ہر جگہ ایک ایسی شخصیت درکار ہوتی ہے جس سے رابطے بڑھائے جا سکیں۔ جس کو اپنے قریب رکھا جا سکے ایسی شخصیت برانس کی شکل میں سامنے آئی تھی۔ سرکش، طاقت ور، سر پھرا ایسے لوگ سب سے اچھے دوست ثابت ہوتے ہیں اور ان پر بھروسا کیا جا سکتا ہے کیونکہ ان کے اندر گہرائیاں نہیں ہوتیں جو کچھ ہوتا ہے سادگی سے سامنے آ جاتا ہے۔

برانس ایک دلچسپ انسان ہے اپنے آپ میں مگن، اپنی قوت میں کھویا ہوا۔ کسی کو خاطر میں نہ لانے والا پھر اس شخص کی دلی جھنجلاہٹ سامنے آئی جس کا نام پورٹ تھا، دوسرا آدمی جسے کینٹ کے نام سے مخاطب کیا گیا تھا۔ اسے یہ سمجھاتا رہا کہ برانس کے مسئلے میں کبھی سختی سے کام نہ لے لیکن مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ برانس اور اس کے درمیان چلے گی اور خوب چلے

گی۔ مجھے چونکہ کوئی خاص بات نہیں بتائی گئی تھی اس لیے اب میری مرضی پر منحصر تھا کہ میں جو فیصلہ چاہوں کروں۔ ایک طرح سے یہ دلچسپ بات بھی تھی۔ کیونکہ مجھے کسی ایک کنوئیں کے گرد نہیں چکرانا پڑے گا۔ دوسری صبح اپنے منصوبے کے تحت میں نے وہی جگہ حاصل کی جہاں برانس کام کر رہا تھا۔ کام وہی پتھر توڑنے کا تھا اور برانس اپنی کدال لیے ہوئے چٹانوں کے گرد زمین خالی کر رہا تھا۔ میں بھی اس کے قریب ہی مصروف ہو گیا۔ برانس تھوڑی دیر تک کام کرنے کے بعد رکا تو میں نے اسے دیکھا اور برانس آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مجھے دیکھتا رہا۔

”کیوں۔ کیا آپ مجھے یہ ہدایت نہیں کرو گے کہ میں اپنا کام جاری رکھوں اور یہ پتھر کھلونے نہیں ہیں جنہیں آسانی سے زمین سے نکالا جا سکے۔“

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی میں نے کہا۔

”نہیں مسٹر برانس۔ بلکہ آپ یوں کریں کہ تھوڑی دیر آرام کر لیں۔ یہ کدال مجھے دے دیں اور یہ میرا ہنٹر اپنے ہاتھ میں رکھیں اگر میں اپنے کام سے رکوں تو آپ بلاشک یہ ہنٹر استعمال کر سکتے ہیں۔“

برانس نے حیرت سے مجھے دیکھا۔ دیکھتا رہا پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا اور بولا۔

”طاقت...... طاقت...... طاقت۔“

”میں سمجھا نہیں مسٹر برانس۔“

”یہ دنیا صرف طاقت سے مرعوب ہوتی ہے۔“

”شاید۔ آپ ٹھیک ہی کہتے ہیں۔“

”اور لوگ اس طرح کی پیش کش کر دیتے ہیں جنہیں سن کر ہنسی آتی ہے۔“

”میں سمجھا نہیں؟“

”جیسے تمہاری پیشکش۔“

”میں نے آپ کو کون سی پیشکش کی ہے مسٹر برانس؟“

”یہ کہ ہنٹر میں اپنے ہاتھ میں لے لوں اور تم اس چٹان کے گرد کھدائی کرو گے۔“

”ہاں میں نے یہ کہا ہے۔“

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تو پھر اپنے کہے کو عملی جامہ پہناؤ۔"

"ٹھیک ہے۔ لائیے یہ کدال مجھے دیجیے۔"

"سنو۔ یہ میری ذمے داری ہے کہ پتھر کی یہ سفید چٹان جڑ تک خالی کروں اور اس کے بعد اس کے تراشے ان لوگوں کو پیش کر دوں۔"

"جی۔ تو پھر؟" میں نے سوال کیا۔

"مطلب یہ ہے کہ کیا تم اپنے اس نازک سے وجود سے یہ کام سرانجام دے سکتے ہو؟"

"اس چٹان کو اس کی جڑ سے نکالنے کی ذمے داری میں قبول کرتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"نہ کر پائے تو؟"

"تو آپ کے ہاتھ میں یہ ہنٹر ہے۔ آپ اسے اس وقت تک میرے جسم پر استعمال کریں جب تک کہ آپ کے جسم میں طاقت ہے۔" میں نے برانس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں کا رنگ تبدیل ہوا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ہنٹر میرے ہاتھ سے لے لیا اور کدال میرے ہاتھ میں تھما دی۔ دوستی کرنے کے لیے کبھی کبھی ایسے احمقانہ فیصلے کرنے پڑتے ہیں لیکن بہرحال میں جسمانی مشقت میں کم نہیں تھا اور اپنے آپ کو باعمل رکھنا چاہتا تھا۔ برانس نے ہنٹر میرے ہاتھ سے لے لیا اور پھر وہ مجھ پر ہی متعین رہا۔ کچھ تو تقدیر مہربان تھی اور کچھ میرا عزم۔ میں نے چٹان کے گرد کھدائی کی اور چٹان کا آخری سرا زیادہ گہرائیوں میں نہ نکلا۔ میں نے آس پاس کی پتھریلی زمین ادھیڑ کر رکھ دی اور اس کے بعد چٹان نے اپنی جگہ سے ہلنا شروع کر دیا۔ آخری ضربیں لگانے کے بعد میں نے چٹان پر زور آزمائی کی اور وہ گر پڑی۔

برانس اچھل کر پیچھے ہٹ گیا تھا لیکن اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ دلچسپی کے نقوش بھی تھے۔ پھر میں نے خاموشی سے اس کی جانب توجہ دیے بغیر چٹان کے تراشے کرنا شروع کر دیے وہاں میرے کام میں کوئی مداخلت نہیں کر رہا تھا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ قرب و جوار میں کوئی اور ہماری جانب متوجہ نہیں تھا اور لوگوں نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ ایک نگران اس کام پر لگ گیا ہے جو اس کا نہیں اور جو قیدی ہے وہ نگران بن گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ برانس نے

ہنٹر ہاتھ میں لینے کے بعد پورٹ کو تلاش کرنا نہیں شروع کیا تھا۔ بہرحال میں نے اس چٹان کے تراشے کیے اور پھر کدال زمین پر رکھ کر برانس کی جانب دیکھنے لگ گیا۔ برانس نے مسکرا کر گردن ہلائی اور پھر بولا۔

"جو لوگ عزم و ہمت میں بے مثال ہوتے ہیں۔ اپنی دوستیوں میں بھی بے مثال ہوتے ہیں۔ کیا تم مجھ سے ہاتھ ملانا پسند کرو گے۔"

"میں اسے فخر سمجھوں گا۔" میں نے کہا اور برانس نے اپنا چوڑا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دیا۔

"اس سے قبل بھی بارہا تم سے ملاقات ہوئی لیکن ہم ایک دوسرے کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے کس جرم میں یہاں آئے ہو؟" برانس نے سوال کیا۔

"بس کبھی کبھی دماغ گھوم جاتا ہے۔"

"قاتل ہو؟"

"ہاں۔"

"تو لاؤ میں تمہارا ہاتھ چوم لوں۔"

"کیوں؟"

"انسان کو زندگی میں دو چار قتل ضرور کرنے چاہئیں۔ ورنہ اس کی شخصیت مکمل نہیں ہوتی۔" برانس نے کہا اور میں حیرت سے اسے دیکھنے لگ گیا۔

"اس فلسفے کے پیچھے کیا ہے؟"

"آگے پیچھے کچھ نہیں بس میری اپنی سوچ ہے۔"

"گڈ۔ دلچسپ سوچ ہے۔"

"رات کو کہاں قیام کرتے ہو؟"

"بیرک نمبر تیرہ میں۔"

"میرے پاس قیام کرنا میں اٹھائیس میں ہوں۔ تمہاری بیرک کے بالکل پیچھے۔"

"ٹھیک ہے۔ اس پر اعتراض تو نہیں ہوگا کسی کو؟"

"اعتراض کرنے والے سے میں نپٹ لوں گا اس کی تم فکر مت کرو یا پھر ایسا کرو میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تمہاری بیرک میں آ جاؤں گا تا کہ مجرم میں قرار پاؤں۔ ٹھیک ہے نا۔ میں اپنے دوست کو کوئی تکلیف نہیں دینا چاہتا۔"

"شکریہ مسٹر برانس اور آپ بھی یہ محسوس کریں گے کہ میں بھی دوستوں کے لیے ہر تکلیف اٹھانے پر آمادہ رہتا ہوں۔"

"آج ہی میں نے محسوس کر لیا ہے۔" برانس نے جواب دیا اور اس طرح مجھے برانس کی دوستی حاصل ہو گئی۔ رات کو اپنی بیرک میں آرام کرتے ہوئے میں اسی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ سوچنے کے لیے اور کچھ تو تھا نہیں۔ بس انہی تمام خیالات میں وقت گزر رہا تھا۔ برانس کے بارے میں مجھے اندازہ تھا کہ دھن کا پکا اور بے جگر سا آدمی ہے۔ ورنہ اس طرح اس قید خانے کے منتظمین سے ٹکر نہ لیتا لیکن اس کے بارے میں جو گفتگو میں نے کینٹ اور پورٹ کے درمیان سنی تھی میرے لیے خاصی دلچسپی کا باعث تھی۔ وعدے کے مطابق وہ آ گیا حالانکہ یہاں بڑی سختی ہوا کرتی تھی۔ گشت جاری رہتا تھا۔ سرچ ٹاورز پر روشنیاں گردش کرتی رہتی تھیں اور مقامی محافظ بے حد مستعد نظر آتے تھے۔ اس کے باوجود وہ خاموشی سے میری بیرک میں پہنچا اور میرے پاس آ گیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔

"بعض لوگ اس قدر پرکشش ہوتے ہیں کہ انہیں کبھی بھولا نہیں جا سکتا جیسے تم۔"

"یہ صرف آپ کی اپنی شخصیت ہے مسٹر برانس۔"

"واہ! کیا ہی اچھا لگتا ہے جب کوئی ایسے شخص کو عزت سے مخاطب کرتا ہے جو دنیا کے لیے بے عزت ہو۔ تم نے مجھے مسٹر برانس کہہ کر میرا ماضی یاد دلا دیا ہے۔ سنو! اپنے ماضی میں یقیناً میں ایک باعزت انسان تھا اور شاید تم اس بات کو افسانہ سمجھو کہ لوگ میری بہت عزت کیا کرتے تھے۔ اصل میں انسان سے زندگی میں کبھی کبھی کوئی ایسی غلطی ہو جاتی ہے جس کے بعد اس کی شخصیت اس طرح مٹی میں ملتی ہے کہ پھر وہ اسے سنبھال نہیں سکتا۔ خیر میں تفصیلات میں نہیں جاؤں گا۔ ہر ایک کو اپنے ماضی کی داستان سنانے کی خواہش ہوتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک فرسودہ بات ہے۔ ہم حال کی بات کیوں نہ کریں۔ ماضی میں کیا تھا اسے بھول جانا زیادہ بہتر ہوتا ہے اور پھر جو لوگ ماضی میں اپنے آپ کو بتاتے ہیں اور حال میں کچھ نہیں ہوتے عموماً جھوٹ بولتے ہیں۔ چونکہ حال ہی اصل شخصیت کا اظہار کر سکتا ہے اور میرا حال تم اپنی

نگاہوں سے دیکھ رہے ہو۔"

"پھر بھی ماضی سے رشتے نہیں ٹوٹتے مسٹر برانس۔"

"ہاں۔ بے شک میں مانتا ہوں لیکن ماضی میرے خیال میں ایک ایسی چاکلیٹ ہوتا ہے جسے آہستہ آہستہ منہ میں گھلاتے رہنا چاہیے۔ منہ نہیں کھولنا چاہیے۔ ورنہ چاکلیٹ کا مزہ جاتا رہتا ہے۔"

"میں ہنسنے لگا اور پھر میں نے کہا۔"

"بہرحال یہ آپ کی اپنی سوچ ہے۔"

"قتل کیوں کر دیا تھا؟"

"غصہ آ گیا تھا۔"

"سزا کتنی ہے؟"

"سات سال۔"

"میں بیس سال کے لیے یہاں ہوں۔ کیونکہ مجھ پر بیس افراد کے قتل کا الزام ہے۔ ویسے تم تو نقصان میں ہو ایک قتل اور سزا سات سال۔ جبکہ مجھ پر بیس قتل کا الزام ہے۔"

"الزام؟"

"ہاں ہے الزام۔ حقیقت ان کم بختوں کو معلوم ہے لیکن وہ حقیقتوں سے گریز کرتے ہیں۔ ہر شخص حقیقتوں سے گریز کرتا ہے۔ کیا کیا جائے۔ میں نے صرف دو قتل کیے تھے۔ صرف دو قتل اور وہ بھی بس یوں سمجھو کہ اتفاقیہ ہو گئے تھے۔ باقی افراد پر جو برسٹ مارے گئے تھے وہ ان دوسرے لوگوں نے مارے تھے جو شروع سے اس وقت تک میری پشت پناہی کرتے آئے تھے جب تک کہ میں قاتل نہیں بن گیا۔"

"بڑی عجیب اور الجھی ہوئی کہانی ہے۔"

"ایک شے درکار تھی مجھے۔ ایک شے درکار تھی اس کے حصول کے یہ سب کیا تھا۔ خیال یہ تھا کہ شاید وہ آسانی سے دستیاب ہو جائے۔ ایک فرد کا دفتر تھا۔ دن کا وقت تھا اور بس یوں سمجھو کہ لالچ بھی دل میں آ گیا تھا۔ ان دو افراد کو قتل کرنا پڑا جو اس وقت میری مطلوبہ شے کے علاوہ ایک بہت بڑی رقم کے مالک تھے میں نے سوچا کہ جب بات یہاں تک پہنچ گئی ہے اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک جرم ہوگیا ہے تو دوسرا جرم بھی کر ڈالا جائے لیکن کیا ہی دلچسپ بات تھی کہ جن لوگوں نے مجھے اس جرم کی راہ پر لگایا تھا وہ اصل میں اس رقم کے چکر میں تھے اور بہت بڑے پیمانے پر کام ہو رہا تھا وہ رقم حاصل نہ کر سکے کیونکہ وہ میری نگاہ میں آ گئی تھی۔ انہیں اس بات کی امید نہیں تھی کہ میں وہ رقم بھی اڑا لوں گا وہاں سے۔ انہوں نے قتل عام کیا اور میں انہیں قتل عام کرتا چھوڑ کر وہاں سے نکل آیا۔ وہ چونکہ میری شخصیت سے واقف تھے۔ چنانچہ مجھ تک پہنچے اور اس شے کے علاوہ جس کے لیے انہوں نے مجھے آمادہ کیا تھا۔ انہوں نے اس رقم کی فرمائش بھی کی جسے میں صاف ٹال گیا اور میں نے کہا کہ مجھے اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم بس جناب اصل بات یہ تھی کہ ان بیس افراد کا قتل میرے حساب میں لکھ دیا گیا جبکہ میں نے صرف دو قتل کیے تھے۔ یقین کرو میرے دوست صرف دو انسانوں کو میں نے اس دنیا سے رخصت کیا تھا۔"

"تو پھر اس رقم کا کیا ہوا؟"

"ساری باتیں اس طرح جان لینا ضروری نہیں ہوتا۔ ویسے ایک بات بتاؤ؟"

"ہاں۔"

"سات سال یہیں گزارنے کا ارادہ ہے؟"

"ارادہ۔ ظاہر ہے یہ ارادہ کیا یہ تو مجبوری ہے۔ اپنی مرضی سے تو میں اس قید خانے تک نہیں پہنچا۔"

"ہوں۔ دل میں اس جگہ سے باہر نکلنے کی خواہش ہے؟"

"ہاں۔ ایک جھوٹے خواب کی مانند۔"

"کبھی کبھی جھوٹے خواب سچ بھی ثابت ہو جاتے ہیں۔"

"میں خوابوں کے خواب نہیں دیکھنا چاہتا۔" میں نے جواب دیا۔

"دیکھا کرو، دیکھا کرو۔ انسان کا عزم و ہمت جوان رہتی ہے۔ ویسے ایک کام کرو گے؟"

"کیا؟"

"میرے ساتھ رہا کرو۔ مجھے ایک اسسٹنٹ درکار ہے مجھے اسسٹ کرو۔"

"میں ہنسنے لگا تو اس نے کہا۔"

"نہیں جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے۔ مجھے واقعی ایک اسسٹنٹ درکار ہے۔ شرائط بھی سن لو۔ تنخواہ کچھ بھی نہیں لیکن اعلیٰ مستقبل کی ضمانت۔ سمجھ رہے ہو نا۔ اعلیٰ مستقبل کی ضمانت۔"

"اصل میں مسٹر برانس۔ میں نے پہلے ہی اس کا اظہار کیا ہے کہ آپ نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے اور اسی تاثر کی بناء پر میرے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ آپ کی قربت حاصل کرو اگر آپ مجھے اسسٹنٹ کا درجہ دینا چاہتے ہیں تو مجھے بخوشی منظور ہے۔"

"گڈ، ویری گڈ۔ ظاہر ہے کہ اس قید خانے میں کوئی ایسا کام نہیں ہے جو تمہیں سرانجام دینا پڑے۔ بس میں چاہتا ہوں کہ تم ذہنی طور پر میرے ساتھ رہو۔"

"ذہنی طور پر آپ کے ساتھ ہوں مسٹر برانس۔"

"او کے۔ او کے۔ چلو کچھ اور باتیں کرو۔" اور پھر ہم کافی دیر تک اس قید خانے کے بارے میں باتیں کرتے رہے تھے۔ رات کے تقریباً ساڑھے تین بجے برانس نے کہا۔

"کچھ دیر سو جانا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ بہرحال دوسرے دن کام کرنا ہے۔"

"او کے۔ مسٹر برانس۔"

پھر وہ وہاں سے چلا گیا اور نہ جانے کب تک میں اس کے بارے میں سوچتا سوچتا سو گیا۔

دوسرا دن بھی معمول کے مطابق تھا۔ برانس نے کہا۔ "زندگی کچھ بے کیف نہیں محسوس ہو رہی لائل؟"

"یہاں زندگی تو بے کیف ہی ہے مسٹر برانس۔"

"اب حالات سے سمجھوتہ تو کرنا ہی پڑتا ہے لیکن کچھ ہنگامہ آرائیاں ہوتی رہنی چاہئیں اور تم جانتے ہو میرا ٹارگٹ پورٹ ہے۔ اصل میں یہ جھلایا ہوا آدمی مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ یہ غصے سے دانت پیستا ہے میرے سامنے اس کا دل چاہتا ہے کہ میری بوٹیاں چبا جائے لیکن پھر میں اس کے چہرے پر بے بسی دیکھتا ہوں۔ ہمیں زنجیروں اور دیواروں میں قید کرنے والے اگر کہیں بے بسی کا شکار نظر آئیں تو ذہنی آسودگی حاصل ہوتی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے؟"

"افسوس میں ابھی ان جذبات سے نہیں گزرا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں۔ میرا خیال ہے تمہیں قید ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا اور پھر کام بھی تمہیں آسان دیا گیا ہے۔"

پتا نہیں وہ خاموش ہو کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ میں چونکہ کینٹ اور پورٹ کو اس طرف آتے ہوئے دیکھ رہا تھا اس لیے میں بھی اپنے کام کی نگرانی کرنے لگ گیا۔

دن معمول کے مطابق گزرتا رہا اور کام جاری رہا۔ مجھے شبہ بھی نہیں تھا کہ برانس نے جو کہا ہے وہ کر ڈالے گا۔ اس نے کہا تھا کہ معمولات یکسانیت کا شکار ہو گئے ہیں۔ اس میں کچھ تبدیلی ہونی چاہیے۔ اپنے طور پر زیادہ سے زیادہ وہ کیا تبدیلی کر سکتا تھا۔ جو کر سکتا تھا وہ اس نے کی۔ غالباً دوپہر کے کھانے کے بعد دو تین گھنٹے ہوئے تھے اور اس وقت ساڑھے تین بج رہے تھے۔ ساڑھے تین بجے قیدیوں کو چائے دی جاتی تھی چنانچہ وقت مقررہ پر سیٹی بجی اور قیدی اپنے کام چھوڑ کر چائے کے حصول کے لیے چل پڑے وہ قطاروں میں بٹے ہوئے کچی سڑک کی جانب چل پڑے جہاں کچھ گاڑیاں کھڑی تھیں اور ان کے قریب ہی چائے کے بڑے بڑے برتن لا کر رکھ دیے گئے تھے۔ میں نے برانس کو اپنی کدال رکھ کر آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ میں خود بھی اس کی جانب چل پڑا تھا۔ ایک بہت بڑے برتن میں چائے اور ساتھ ہی مگ رکھے ہوئے تھے۔ قیدی مگ اٹھا کر اس جانب بڑھ رہے تھے اور ان کے مگوں میں چائے ڈالی جا رہی تھی میں نے کینٹ اور پورٹ کو بھی وہیں کھڑے ہوئے دیکھا وہ قیدیوں کی نگرانی کر رہے تھے لیکن پورٹ کی بدبختی تھی کہ وہ اس وقت یہاں موجود تھا۔ اصولی طور پر اسے کم از کم برانس کے قریب نہیں رہنا چاہیے تھا۔ اس کا تجربہ وہ بارہا کر چکا تھا پھر برانس کا نمبر آیا اس نے اپنا مگ سامنے کیا اور چائے دینے والے نے اس کے مگ میں بھی چائے بھر دی۔ برانس نے چائے لی اور آگے بڑھ گیا پھر اس نے چند ہی قدم رک کر چائے کا گھونٹ بھرا اور برا سا منہ بنا کر زور سے بولا۔

"یہ چائے ہے یا..... وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر پورٹ کی جانب دیکھنے لگ گیا پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پورٹ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اس کے قریب کھڑے کینٹ نے گھبرا کر برانس کی شکل دیکھی لیکن برانس اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ اس نے پورٹ کی طرف رخ کر کے کہا۔"

"سر کیا آپ براہ کرم یہ بتانے کی زحمت کریں گے کہ قیدیوں کے لیے کیا تقسیم کیا جا رہا ہے؟" اس نے چائے کا مگ پورٹ کی جانب کرتے ہوئے کہا۔

پورٹ کا منہ بگڑ گیا تھا۔ کینٹ جلدی سے آگے بڑھا اور اس نے کسی قدر نرم لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے برانس؟ کیا کہہ رہے ہو؟"

وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچ گیا۔ کینٹ بھی دراز قد اور مضبوط جسم کا آدمی تھا اور طویل عرصے سے جیل خانوں کی اذیت دہندہ فضا میں زندگی گزار رہا تھا۔ اسے قیدیوں کی ساتھ رہنے کا تجربہ تھا اور وہ عام لوگوں کی نسبت ہر وقت چہرے پر خشونت طاری نہیں کیے رہتا تھا بہرحال شاید اسے یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ برانس کے مزاج کے خلاف کوئی بات ہوئی ہے اور وہ پورٹ سے جھگڑے پر آمادہ ہے۔ چنانچہ وہ بھی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا لیکن برانس کینٹ کی جانب متوجہ نہیں ہوا تھا۔ اس نے پورٹ سے کہا۔

"میں سادہ سی بات پوچھ رہا ہوں مسٹر پورٹ؟" کیا آپ نے یہ چائے چکھی ہے؟

"مجھے اس کی کیا ضرورت ہے؟" پورٹ نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تو پھر چکھ کر دیکھیں۔" یہ کہہ کر برانس نے چائے اس کے منہ پر اچھال دی۔

پورٹ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی تھی اور اس چیخ کی آواز پر چاروں طرف سناٹا چھا گیا۔ قیدی گردنیں اٹھا اٹھا کر ادھر دیکھنے لگے۔ پورٹ نے اپنے چہرے کو صاف کیا اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں تھیں پھر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی بلند کی اور پوری قوت سے برانس کو مارنے کی کوشش کی لیکن برانس نے جھکائی دے کر اس کے پیٹ میں ایک زوردار گھونسا رسید کر دیا۔ برانس انتہائی طاقتور شخص تھا۔ پورٹ اس گھونسا کو برداشت نہ کر پایا اور چھڑی پھینک کر دونوں ہاتھ پیٹ پر رکھ کے دہرا ہو گیا لیکن برانس نے موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا اس نے جھکے ہوئے پورٹ پر نیچے سے گھونسا رسید کیا اور پورٹ کے ناک سے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی۔ لاتعداد افراد دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے برانس کو قابو میں کر کے اس کے ہاتھ میں ہتھکڑی لگا دی۔ قیدیوں نے اس کے گرد گھیرا ڈال دیا تھا۔ ان کے تیور بگڑے ہوئے تھے۔ کینٹ نے خاموشی کا حکم دے کر ان کی بڑبڑاہٹ ختم کر دی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اوران پر رائفلیں تان لی گئیں پھر اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بے وقوف آدمی۔تمہاری سزا میں چھ ماہ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔" پھر وہ پورٹ کی جانب متوجہ ہو گیا اور اس سے کہا۔

"پورٹ تم ٹھیک تو ہونا؟"

پورٹ نے رومال ناک سے لگا رکھا تھا اور وہ خون سے تر بتر تھا اس نے کراہ کے ساتھ کہا۔

"شاید میری ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے۔"

"پورٹ آؤ میں تمہیں اسپتال لے چلتا ہوں۔ پیدل چل سکو گے؟" کینٹ نے ہمدردی سے کہا اور پورٹ نے گردن ہلا دی۔

کینٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔"سنو! برانس کو اپنی قید میں رکھو اگر کوئی غلط حرکت کی تو تم پر فائر کھولا جا سکتا ہے۔" دوسرے الفاظ اس نے ان قیدیوں کو مخاطب کر کے کہے تھے جو برانس کی گرفتاری سے ناراض نظر آ رہے تھے پھر کینٹ نے ایک اور شخص کو کہا۔

"سنو تم یہاں کے انچارج ہو۔ میں پورٹ کو لے کر اسپتال جا رہا ہوں۔ میرے پیچھے کوئی گڑبڑ نہ ہونے پائے۔" اور اس کے بعد وہ پورٹ کا بازو پکڑ کے آگے بڑھ گیا۔ برانس کو ہتھکڑیاں لگا دی گئی تھیں اور وہ خاموشی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

میں سوچ رہا تھا کہ اب اس کے ساتھ کچھ زیادہ ہی سختی ہو جائے گی۔ اس وقت صورت حال ایسی تھی کہ میں برانس کے قریب نہیں پہنچ سکتا تھا۔ بہرحال برانس دو راتیں غائب رہا اور پھر تیسرے دن صبح وہ معمول کے مطابق کام کرتا ہوا نظر آیا۔ ایک وزنی ہتھوڑا اس کے ہاتھ میں تھا اور اس کے چہرے پر جگہ جگہ ٹیپ چپکے ہوئے تھے۔ لباس پر خون کے کچھ دھبے بھی نظر آتے تھے لیکن پیشانی بے شکن تھی۔ کام کا انداز وہی تھا۔ میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا اور وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری اپنے قریب ناموجودگی کو میں نے محسوس کیا ہوگا۔ میں جانتا تھا کہ اس وقت میرے قریب کوئی نہ آئے گا۔"

"لیکن مائی ڈیئر برانس۔"

"نہیں ہمدردی کا ایک لفظ بھی مجھ سے نہیں کہو گے۔ میں اسی ٹائپ کا آدمی ہوں۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نے وہ سب کچھ تفریحاً ہی کیا تھا۔"

"مطلب؟"

"بس میں نے کہا نا کہ طبیعت پر بےزاری سوار تھی اور انسان جب یکسانیت کا شکار ہونے لگے تو اسے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے۔ اب دیکھو نا۔ انہوں نے میری خوب پٹائی کی ہے۔ مجھے دو راتیں الٹا لٹکائے رکھا ہے لیکن اس سے مجھے کیا فائدہ ہوا؟ یہ بات تم نہیں جانتے۔"

"فائدہ۔" میں نے حیرانی کا اظہار کیا۔

"انسان جب الٹا لٹکا ہوتا ہے تو دوران خون سر کی جانب رخ کرتا ہے اور اس وقت طبیعت خاصی خوشگوار ہو جاتی ہے۔ چونکہ دماغ کو تازہ تازہ خون ملتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ اور فائدے بھی مجھے حاصل ہوئے ہیں۔"

میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا لیکن اس نے کچھ اور فائدوں کے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتایا تھا۔ بہرحال اس شخص کا ٹائپ تھا۔ میں بھلا اس پر کیا تبصرہ کرتا میرا کام بدستور جاری تھا۔ مجھ سے کہا گیا تھا کہ اگر مجھے کوئی مخصوص ہدایت دی گئی تو بلٹ میرے پاس پہنچے گا لیکن بلٹ کا کہیں دور دور تک پتا نہیں تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ میں ان لوگوں کی مرضی کے مطابق ہی کام کر رہا ہوں۔"

کچھ اور وقت گزر گیا اور میں اپنے طور پر اپنے کام میں مصروف رہا۔ اس سے رابطے مسلسل تھے اور عموماً ہم لوگ بیٹھ کر باتیں کرتے تھے پھر غالباً یہاں اس قید خانے میں آئے ہوئے میرا تیرہواں یا چودہواں دن تھا کہ تھوڑی سی تبدیلی رونما ہوئی۔ اچانک ہی دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں اور قیدیوں میں ہل چل سی مچ گئی۔ سب کے سب منہ اٹھا کر چاروں اطراف دیکھنے لگے۔ دھماکے مسلسل ہو رہے تھے پھر ایک قیدی نے دوسرے قیدی سے سوال کیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"جنگی مشق ہو رہی ہے۔" دوسرے قیدی نے جواب دیا۔

"کیا تم مذاق کر رہے ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہیں غالباً یہاں آئے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ اس جگہ ہر سال گرمیوں میں یہ مشقیں ہوتی ہیں۔" دوسرے قیدی نے جواب دیا۔ میں بھی ان کی باتیں سن رہا تھا۔ تھوڑے ہی فاصلے پر برانس بھی موجود تھا۔ اس نے بھی اپنا ہتھوڑا زمین پر رکھ دیا تھا اور منہ اٹھائے بلندیوں کی جانب دیکھ رہا تھا پھر افق پر کچھ مخصوص طرز کے طیارے نمودار ہوئے اور قید خانے کے بالکل اوپر پہنچ گئے۔ جب وہ اس عظیم الشان پہاڑی سلسلے پر پہنچے تو ان کے دروازے کھلے اور ان میں سے کچھ چھاتا بردار نیچے اترنے لگے ان کی تعداد اچھی خاصی تھی۔ فضا میں رنگ برنگی چھتریاں نظر آ رہی تھیں جو آہستہ آہستہ زمین کی جانب آ رہی تھیں۔ قیدیوں کے چہرے آسمان کی طرف اٹھے ہوئے تھے اور وہ بڑی دلچسپی سے ان لوگوں کو دیکھ رہے تھے جو آزاد فضا میں چھتریوں سے نیچے اتر رہے تھے پھر سیٹیوں کی آوازیں بلند ہوئیں اور قید خانے کے افسران نگران قیدیوں کو ہدایت دینے لگ گئے کہ وہ اپنا اپنا کام کریں اور اس طرح کام کو نہ چھوڑ دیں۔ قیدی آہستہ آہستہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ دوسری جانب سے ہونے والی کارروائی معمول کی کارروائی تھی۔ طیارے تو آگے بڑھ گئے تھے لیکن اب چھاتا بردار نیچے اتر رہے تھے۔ تھوڑے فاصلے پر ایک ہیلی کاپٹر بھی نظر آیا جو آہستہ آہستہ اسی جانب آ رہا تھا۔ نیچے پہنچنے والوں میں سے ایک نے ہیلی کاپٹر کی جانب ہاتھ ہلایا اور ہیلی کاپٹر آگے بڑھ گیا۔ بہر حال وہ لوگ نیچے اتر گئے تھے اور ایک دوسرے سے رابطہ کر رہے تھے کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس تمام کارروائی کا مقصد کیا ہے؟ لیکن پھر اچانک ہی کچھ ہوا اور زبردست فائرنگ کی آواز سنائی دینے لگ گئی یہ فائرنگ نیچے آنے والے فوجی ہی کر رہے تھے لیکن یہ معمول کی کارروائی نہیں معلوم ہوتی تھی کیونکہ قید خانے کے محافظوں میں سے کچھ افراد زمین پر تڑپتے ہوئے نظر آئے جو خون میں لت پت تھے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ لیکن اسی وقت برانس نے میرا ہاتھ پکڑا اور برق رفتاری سے ایک طرف دوڑنے لگا۔ میں ایک لمحے کے لیے کچھ سمجھ نہ پایا تھا لیکن برانس نے اس قدر مضبوطی سے میرا ہاتھ پکڑا کہ کئی بار ٹھوکریں کھانے کے باوجود میں نیچے نہیں گرا اتنی دیر میں میں نے ہیلی کاپٹر کو دیکھا جو ایک صاف ستھری جگہ اتر آیا تھا لیکن اس کا پنکھا بدستور چل رہا تھا کسی نے زور سے ہاتھ ہلایا اور برانس کو برانس کے نام سے آواز دی۔ برانس ہیلی کاپٹر کی جانب بڑھ گیا پھر اس نے ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر مجھے بھی اوپر

کھینچ لیا۔ ایک بہت بڑا ہیلی کاپٹر صرف ایک لمحے وہاں رکا اور اس کے بعد فضا میں بلند ہونے لگا لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا کہ سب کیا ہے؟ یہ ایک عجیب و غریب واقعہ تھا جو میرے تصور سے بھی باہر تھا۔ ہیلی کاپٹر سیدھا ہو کر ایک جانب بڑھنے لگا اس میں میرے اور برانس کے علاوہ پانچ اور افراد موجود تھے۔ چھٹا آدمی ہیلی کاپٹر کا پائلٹ تھا جس کے برابر ان ہی پانچوں میں سے ایک شخص کو پائلٹ کی حیثیت سے بٹھایا ہوا تھا باقی چار آدمیوں نے برانس سے کوئی گفتگو نہیں کی لیکن برانس جھکا اور میرے کان کے قریب منہ لا کر کہا۔

"میں نے اس لیے تمہیں اپنا اسسٹنٹ بنایا تھا اور یقین کرو کہ اب تم میرے اسسٹنٹ بن کر افسوس نہ کر رہے ہو گے۔"

"لیکن مسٹر برانس؟"

"نہیں۔ ہم اس سے زیادہ گفتگو نہیں کر سکتے۔ بہتر یہ ہو گا کہ کچھ وقت کے لیے خاموشی اختیار کرو۔"

میں ایک گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کا سفر برق رفتاری سے جاری رہا پھر تقریباً کچھ گھنٹے مسلسل سفر کے بعد وہ ایک جگہ اتر گیا یہ ایک پر فضا وادی تھی جو درختوں سے گھری ہوئی تھی۔ زمین پر لمبی لمبی گھاس تھی اور اطراف کے مناظر بے حد خوبصورت تھے۔ درختوں کے عقب میں کافی فاصلے پر بلند و بالا پہاڑیوں کے سرمئی حصار نظر آ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر کے اترنے کے بعد وہ تمام ہی افراد نیچے اتر گئے اس میں سے صرف دو آدمی یہاں رکے باقی اسی ہیلی کاپٹر میں واپس چلے گئے تھے۔ جب ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا تو ان دونوں آدمیوں میں سے ایک نے کہا۔

"آیئے مسٹر برانس"

اور ہم اس کے ساتھ چل پڑے۔ لمبی لمبی گھاس کے درمیان پگڈنڈیاں بنی ہوئی تھیں۔ درختوں کے جھنڈ آپس میں گتھے ہوئے تھے اور ایک عجیب سا ماحول وہاں محسوس ہو رہا تھا۔ پرندے چہچہا رہے تھے اور فضا میں ہلکی ہلکی سی نمی محسوس ہو رہی تھی۔ اس بھیانک قید خانے کی نسبت یہ علاقہ خاصا پر فضا اور پرسکون تھا لیکن اس وقت مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ دو رویہ درختوں کی قطاروں کے درمیان سے گزرنے کے بعد جب ہم ان کے اختتامی سلسلے تک پہنچے تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہاں لکڑی کا بنا ہوا ایک مکان دکھائی دیا۔ مکان زیادہ وسیع نہیں تھا لیکن بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔ لمبے لمبے درختوں نے اسے اوپر سے چھپا رکھا تھا۔ ویسے بھی گھاس کے درمیان سے گزر کر جب ان درختوں کی قطاروں کے درمیان چلتے ہوئے ہم آگے بڑھ رہے تھے تو میرے ذہن میں بھی یہ تصور نہیں تھا کہ یہاں کوئی ایسا مکان بھی موجود ہوگا مکان کی چھ سیڑھیاں عبور کرنے کے بعد ہم اس کی پتلی سی گیلری میں پہنچے اور پھر دروازے سے اندر داخل ہو گئے دونوں افراد وہیں رک گئے تھے جنہوں نے یہاں تک ہماری رہنمائی کی تھی۔ البتہ ان میں سے ایک نے کہا۔

''اندر آپ کے لیے لباس بھی موجود ہے مسٹر برانس اور میں نہیں جانتا کہ آپ کے دوسرے ساتھی کی کیا حیثیت ہے؟ نہ ہی مجھے آپ سے یہ سوال کرنے کا حق ہے۔ لیکن معاملہ لباس کا ہے اگر ان ہی کپڑوں میں سے کوئی لباس ان کے جسم پر آسکے تو آپ بخوشی وہ لباس انہیں بھی دے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں کچن بھی ہے جہاں ضرورت کی تمام اشیاء موجود ہیں۔ واش روم بھی ہے جہاں آپ غسل کر سکتے ہیں۔''

''او کے۔ او کے۔ تم جاؤ۔ ہم اس پرسکون مکان میں داخل ہو کر خوشی محسوس کریں گے۔'' برانس نے کہا اور اس کے بعد ان کی واپسی کا انتظار کیے بغیر دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا جیسے یہ مکان اس کے باپ کی ملکیت ہو۔ بڑے بڑے دو کمرے تھے۔ ایک طرف کچن بنا ہوا تھا۔ واش روم بھی سامنے کے حصے میں نظر آ رہا تھا۔ برانس نے کہا۔

''کیوں نا ہم اپنے لیے لباس تلاش کر لیں۔ تم بھی کوشش کرو۔ یہ لباس تبدیل کر لینا اب ضروری ہے کیونکہ یہ میل سے چپٹا ہوا ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' وہ الماری جو لکڑی کے مکان میں لکڑی ہی سے بنی ہوئی تھی کھول کر ہم نے ہینگر پر لٹکے ہوئے لباس دیکھے۔ پتلونیں، جرسیاں اور ایسی ہی دوسری چیزیں موجود تھیں۔ ظاہر ہے بدن کے پورے سائز کی ملنا تو مشکل تھی لیکن میں نے اپنے جسم پر لگا لگا کر کئی پتلونیں اور جرسیاں دیکھیں اور آخر کار ان میں سے ایک منتخب کر لی۔

''اور میں فراخدلی سے تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ پہلے تم جا کر غسل کر لو میں انتظار کر لوں گا۔''

''شکریہ مسٹر برانس۔'' میں نے کہا اور واش روم کی جانب بڑھ گیا۔

واش روم میں عارضی طور پر غسل کا بندوبست کیا گیا تھا لیکن پانی نہایت موزوں تھا بہر حال میں نے غسل کیا۔ شیو بنانے کا سامان یہاں موجود نہیں تھا لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کبھی کبھی ایسی تبدیلیاں بھی خوشگوار محسوس ہوتی ہیں۔ خاص طور سے ایسے لمحات میں جو ایک سنگلاخ قید خانے میں زندگی کے دن گزارنے پڑے ہوں اور وہ بھی بے مقصد غسل کرنے سے طبیعت کو بڑا سکون محسوس ہوا تھا۔ باہر نکلا تو برانس میرا منتظر تھا مجھے دیکھ کر مسکرایا اور خود بھی اپنا لباس لے کر غسل خانے میں داخل ہو گیا۔ میں باہر بیٹھ کر کھڑکی سے نظر آنے والے منظر کو دیکھتا رہا۔ کچھ لمحوں کے بعد برانس بھی تر و تازہ ہو کر واپس آ گیا تھا اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لائل مائی ڈیئر کیا تم یہاں آ کر کوئی خوشگوار کیفیت نہیں محسوس کر رہے۔''

''اس کا کیا سوال ہے مسٹر برانس۔ آزادی ایک بہت بڑی نعمت ہوتی ہے۔''

''میں نے تم سے کہا تھا نا کہ مجھ سے دوستی تمہارے لیے سودمند رہے گی۔''

''آپ یقین کریں مسٹر برانس۔ آپ سے دوستی میرے لیے جذباتی حیثیت کی حامل ہے۔''

''میں تمہاری فطرت کو سمجھ چکا ہوں۔ یہ الفاظ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن وہ کم بخت یہ کہہ گئے ہیں کہ کھانے پینے کا انتظام ہمیں خود کرنا پڑے گا۔ ویسے تم سوچو کہ وہاں جو مشقت ہم کر رہے تھے اس کی نسبت کچن میں کھانا تیار کرنا تو بہت آسان کام ہے اور وہ بھی اپنے لیے یعنی صرف دو افراد کے لیے۔''

''تشریف رکھے مسٹر برانس میں آپ کا اسسٹنٹ ہوں کم از کم اتنی ذمہ داری تو میرے شانوں پر ڈال دیجیے۔''

''نہیں اسسٹنٹ تو میں نے صرف اصطلاحاً کہا تھا۔ اصولی طور پر تم میرے دوست ہو۔ آؤ دونوں دیکھتے ہیں کہ کیا ہے اس کچن میں۔'' اور کچن میں جو کچھ تھا اسے دیکھ کر میرا بھی دل خوش ہو گیا تھا۔ غالباً تمام ہی چیزیں یہاں مہیا کر دی گئی تھیں جو سبزیاں خشک کی جا سکتی ہیں وہ ڈبوں میں بند موجود تھیں۔ مکھن، ڈبل روٹیاں اور ایسی دوسری تمام چیزیں، کافی کے ڈبے۔ شکر وغیرہ اس کے علاوہ خشک دودھ غرض کہ ہر چیز یہاں موجود تھی۔ برانس تو خوشی سے قہقہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگانے لگا اور اس نے کہا۔

"یوں لگتا ہے مسٹر برانس جیسے اب ہمارے علاوہ یہاں کوئی اور موجود نہ ہو۔"

"برانس منہ چلاتا ہوا بولا۔"

"وہ ولدالحرام اتنے نیک دل نہیں ہیں۔"

میں نے چونک کر برانس کو دیکھا اور پھر پوچھا۔

"وہ کون ہیں؟"

"بس یوں سمجھ لو میرے عارضی دوست۔ جن سے ابھی کچھ دیر کے بعد سودا بازی ہوگی اور پھر یہ فیصلہ ہوگا کہ ہمارا مستقبل کیا ہے؟"

"مسٹر برانس کیا وہ لوگ مجھے بھی آپ کے دوست کی حیثیت سے قبول کرلیں گے۔"

"دیکھو۔" برانس نے انگلی اٹھا کر کہا۔ "میں اس معاملے میں ذرا علیحدہ فطرت کا مالک ہوں کسی مسئلے میں ضد نہیں کرتا۔ لیکن جب ضد کرتا ہوں تو بات فیصلہ کن ہی ہوتی ہے۔ انہیں تمہیں میرے دوست کی حیثیت سے تسلیم کرنا پڑے گا۔"

میں خاموش ہوگیا۔ کافی کا دور چلا اور پھر برانس نے کہا "آزادی کی نیند بھی کیا چیز ہوتی ہے اور میرا خیال ہے کہ اس پرفضا ماحول میں نیند بڑی گہری آئے گی۔ چنانچہ اس وقت تک جب تک کوئی ہمیں آ کر نہ جگائے کیا سو لینا بہتر ہوگا۔"

"تو پھر دیر کس چیز کی ہے؟"

"برانس ایک بستر پر جالیٹا۔ میں نے بھی اپنے لیے ایک جگہ منتخب کرلی۔ وہ تو گہری نیند سو گیا لیکن میں یہ سوچنے لگا کہ نہ جانے یہ کون سی جگہ ہے اور اب مجھے کون کون سے نئے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن بہرحال مجھے تردد نہیں تھا۔ بات ٹرائل کیس کی تھی۔ جب میں یہ محسوس کروں گا کہ گولڈن ہارس کے لوگ جو کچھ چاہتے ہیں میں ان سے ہٹ گیا ہوں تو پھر اپنے بارے میں دیکھوں گا اور سوچوں گا اور اس کے بعد فیصلہ کروں گا فی الحال اس شخص کی معیت مجھے خاصی دلچسپ لگ رہی تھی اور واقعات میں ایسا تجسس اور سنسنی تھی کہ میں ذہنی طور پر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا تھا۔ نیند کسی کی ملکیت نہیں ہوتی اور نہ ہی اپنی مرضی کی تابع۔ چنانچہ میری خواہش کے بغیر ہی آ گئی اور پھر میں اس وقت جاگا جب برانس نے مجھے

جھنجوڑ جھنجوڑ کر جگایا تھا اس نے کہا۔"

"ہم اندھے نہیں ہوئے ہیں بلکہ رات ہوگئی ہے کہیں اپنی آنکھوں کی روشنی پر شک نہ کرنے لگنا۔"

میں ہنستا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ طرح طرح کے جانوروں کی آوازیں آرہی تھیں۔ برانس نے کہا۔

"ان جانوروں کی آوازوں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایک خاص قسم کا جنگل ہے اور یہاں درندے بھی پائے جاتے ہیں۔ تم بھیڑیوں کے غرانے کی آوازیں سن رہے ہوگے۔ اصل میں پہاڑی جنگل ہے اور پہاڑی جنگل میں بھیڑیوں کا ہونا ایک لازمی امر ہے۔ چنانچہ میں نے دروازہ مضبوطی سے بند کردیا ہے اور یہ کھڑکی بھی۔ کیا تم گھٹن محسوس کررہے ہو؟"

"بالکل نہیں مسٹر برانس۔"

"البتہ ان نامعقول لوگوں نے روشنی کا کوئی بندوبست نہیں کیا۔ میں تلاش کر چکا ہوں۔"

"ہاں۔ ظاہر ہے۔ مشکلات تو ہوں گی یہاں۔ بھول گئے ہوں گے۔"

"چلو خیر۔ ہمیں روشنی سے کیا لینا؟ البتہ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ دن میں ہم جتنا سو لیے ہیں رات کو اب نیند آنا مشکل ہوگی۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔"

"نہیں۔ ہمیں ایک روٹین میں آنا چاہیے۔ کیونکہ اب قید خانے کے سے حالات نہیں ہیں ویسے کیا تم شادی شدہ ہو؟"

اس نے ایک بے تکا سوال کیا۔

"نہیں مسٹر برانس۔ میں نے ابھی شادی نہیں کی۔"

شادی ایک زنجیر کا نام ہے جو انسان اپنے ہاتھوں سے اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے اور اس کا ایک سرا کھونٹے سے باندھ دیتا ہے جسے بیوی کہتے ہیں۔" اس نے شادی پر تبصرہ کیا۔

میں اس کے تبصرہ پر ہنس پڑا۔ میں نے کہا۔

"لیکن پھر بھی لوگ ایسا ہی کرتے ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”تجربہ انسان کی فطرت کا ایک حصہ ہے۔ آپ اسے لاکھ سمجھائیں گے وہ نہیں سمجھے گا جب تک کہ یہ تجربہ خود نہیں کر لے گا۔“

”آپ کا اس سلسلے میں کیا تجربہ ہے؟“

”میں کبھی کسی کھونٹے سے نہیں لگا۔ وہ پھر خواہ مخواہ قہقہے لگانے لگا۔ بہرحال میں نے خاموشی ہی اختیار کر لی تھی۔“

رات کسی نہ کسی طرح گزر ہی گئی تھی۔ واقعی یہی لگتا تھا کہ وہاں اب کوئی نہیں ہے لیکن برانس نے کہا تھا کہ وہ لوگ اس سے بے پرواہ نہیں ہوں گے۔ وہ یقینی طور پر کہیں دور مورچہ بنائے بیٹھے اسے تاک رہے ہوں گے۔ باقی تفصیلات تو اس نے ابھی نہیں بتائی تھیں لیکن میں نے اس سے پوچھا بھی نہیں تھا اور یہ فیصلہ بھی میں نے کر لیا تھا کہ حالات اب جس نہج پر جا رہے ہیں اس کی روانی کے ساتھ بہتے رہنا چاہیے۔ وقت کے جو روپ سامنے آئیں انہیں اپنے طور پر قبول کرنا مناسب ہی ہوگا۔

دوسرے دن دس بجے جب ہم ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر باہر چہل قدمی کے لیے نکلے تھے تو بہت دور ایک لینڈ رروور نظر آئی جو آہستہ آہستہ اسی جانب آتی نظر آ رہی تھی۔ برانس نے کہا۔

”اب وہ مجھ سے ملاقات کے لیے آ رہے ہیں۔“

میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ آنے والوں کا استقبال ہم نے مکان کے باہر والے حصے ہی میں کیا تھا۔ خوبصورت سوٹ میں ملبوس ایک شخص جس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی ایک چھڑی تھی اور قد خاصا دراز تھا۔ شکل وصورت بھی بہتر ہی تھی۔ لینڈ روور سے اتر کر ہماری طرف بڑھا اور اس نے دور ہی سے کہا۔

”اوہ مائی ڈیئر برانس۔ میری جان کیسے ہو؟“ اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور آہستہ آہستہ آگے بڑھ کر برانس کے قریب پہنچ گیا لیکن برانس نے اپنا ایک ہاتھ مصافحے کے لیے اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

”گلے ملنا بہت بعد کی بات ہوتی ہے۔ مسٹر ڈرین۔ چنانچہ کیوں نہ ہم ہاتھ ملانے پر اکتفا کریں۔“ جواب میں مسٹر ڈرین نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا۔

”گویا تمہاری فطرت میں ابھی تک کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔“

”کیا تم میری فطرت میں کسی تبدیلی کے خواہشمند تھے۔ مائی ڈیئر مسٹر ڈرین۔“

”نہیں۔ لیکن یہ کون ہے؟“ ڈرین نے میری طرف رخ کر کے کہا۔

”کیا تمہارے ساتھیوں نے تمہیں اس کے بارے میں نہیں بتایا؟“

”صرف اتنا کہ مسٹر برانس اپنے ساتھ کسی اور شخص کو بھی لائے ہیں اور اس سے خاصے مخلص نظر آتے ہیں بس اس کے بعد اس بات کا کیا جواز تھا کہ مسٹر برانس پر کوئی اعتراض کیا جاتا۔“

”برانس پر کبھی اعتراض نہ کرنا مائی ڈیئر ڈرین۔“

”ہاں۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ لیکن مجھے حیرت ہے کہ اس پرمشقت قید خانے میں سنگ مرمر کی سلیں توڑتے ہوئے تمہاری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑا بلکہ میں تمہیں پہلے سے کچھ بہتر ہی محسوس کر رہا ہوں۔“

”آؤ۔ میرا خیال ہے ہمیں مکان میں بیٹھ کر بات کرنا چاہیے کیا تمہارے ساتھ تمہارا کوئی معاون نہیں ہے۔“

”وہ سب میرے غلام ہیں۔ معاون میں کبھی نہیں پالتا لیکن میں ان صاحب کے بارے میں جاننے سے ابھی تک قاصر ہوں۔“

”میں نے کہا نا میرا دوست ہے۔ تم اسے لائل کے نام سے پکار سکتے ہو۔ بس اس کے علاوہ کچھ نہیں۔“

”لیکن کیا ہماری گفتگو مسٹر لائل کی موجودگی میں ہوگی۔“

”یہ میرے بدن کا آدھا حصہ دیکھ رہے ہو۔ یہ آدھا حصہ ہے اور باقی آدھا حصہ مسٹر لائل ہیں۔ یوں سمجھ لو کہ تمہیں ان کے سامنے ہی مجھ سے تمام گفتگو کرنا ہوگی۔“

”اگر آپ مطمئن ہو تو ٹھیک ہے مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔“ ڈرین نے کہا۔

پھر ہم اندر جا بیٹھے میں اب تھوڑا سا متاثر ہو گیا تھا یہ شخص مجھے واقعی ضرورت سے زیادہ اہمیت دے رہا تھا اس بات کے بھی امکانات تھے کہ اب تک جو کچھ ہوتا رہا ہے وہ گولڈن ہارس کی توقع کے مطابق بلکہ اس کے پروگرام کے مطابق ہوگا۔ ورنہ جیسا کہ مجھ سے کہا گیا تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلٹ بوتل کے جن کی مانند ہر جگہ موجود ہوگا جہاں مجھے اس کی ضرورت محسوس ہوگی اور کسی قسم کی ہدایات وصول کرنا ہوں گی۔ اندر بیٹھنے کے بعد مسٹر ڈرین نے کہا۔

''بہر حال طویل عرصے بعد تم سے ملاقات ہو رہی ہے لیکن میں خوش ہوں کہ تمہاری صحت بھی برقرار ہے اور فطرت بھی۔''

جواب میں برانس ہنسنے لگا تھا۔ ڈرین نے پھر کہا۔

''اور تم یقین کرو تم نے ہمیں اتنا عرصہ شدید مصروف رکھا ہے۔''

''مصروف۔''

''ہاں۔''

''وہ کیوں۔''

''ہم ہر جگہ تمہارا تعاقب کرتے رہے ہیں۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں نظر انداز کر دیا گیا ہوگا؟''

''اس کا مطلب ہے کہ تم لوگ نہایت ناکارہ ہو۔'' برانس نے حسب عادت بے تکے الفاظ استعمال کیے تھے۔

''کیا مطلب؟''

''اتنی جگہ تم نے میرا تعاقب کیا لیکن مجھے حاصل کرنے میں ناکام رہے۔''

''معاف کرنا مائی ڈیئر برانس۔ کیا اس دوران تم نے فرار ہونے کی کوشش نہیں کی؟''

''واہ۔ شاید تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ جب میں فرار ہونے کی کوشش میں ناکام رہا تو تم لوگ مجھے کہاں سے حاصل کر لیتے۔''

''یقیناً یہ بات بالکل درست ہے۔ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں تھے کہ ہم تمہیں ان قید خانوں سے نکال سکتے جہاں تمہیں رکھا گیا تھا اور ابھی جو آپریشن تمہارے لیے کیا گیا ہے وہ انتہائی سنگین نوعیت کا تھا وہ تو شکر ہے کہ ان لوگوں نے کمانڈوز اتارنے کے لیے ہیلی کاپٹر استعمال نہیں کیے تھے ورنہ شاید ہم لوگ کامیاب نہ ہو پاتے۔ انہوں نے صرف طیاروں سے کمانڈوز اتارنے پر اکتفا کیا تھا اور ایسی صورت میں ہم یہ پروگرام بنانے میں کامیاب ہو گئے کہ ایک ہیلی کاپٹر بھی اس انداز میں وہاں بھیجا جائے اور اس کے ذریعے تمہیں فرار کا موقع دیا

جائے۔''

''اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم لوگوں نے میرے لیے محنت کی ہے میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں۔''

''تمہارے لیے نہیں اپنے لیے۔'' مسٹر ڈرین نے کہا۔

برانس کے ہونٹوں پر ایک خفیف سی مسکراہٹ پھیل گئی وہ زور زور سے گردن ہلانے لگا اور پھر کہا۔ ''آپ کا کہنا یقیناً درست ہے مسٹر ڈرین۔''

''تو کیا اب یہ بہتر نہیں ہوگا کہ کام کی بات ہو جائے۔''

''اصولی طور پر تو یہی ہونا چاہیے۔''

''بہت طویل عرصہ گزر گیا۔ تمہاری گرفتاری نے سارا کام بگاڑ دیا لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم اپنا کام بہتر طور سے کر سکتے تھے۔''

''ہاں یقیناً میری گرفتاری بھی آپ لوگوں کی مدد سے ہوئی تھی۔ ہوسکتا ہے ویسے میرا اندازہ ہے کہ اس وقت یہی شخص تمہارے ہمراہ تھا۔'' ڈرین نے میری جانب اشارہ کر کے کہا اور برانس چونک کر مجھے دیکھنے لگا۔

''کیا مطلب؟'' اس نے سوال کیا۔ ڈرین بھی مسکرا پڑا اور پھر بولا۔

''اگر تم یہ سمجھتے ہو مسٹر برانس کہ جس وقت تم یہ واردات کر رہے تھے تو ہم تم سے غافل تھے تو کیا یہ تمہاری بھول نہیں ہے۔''

''مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ تم لوگ کیا کرتے رہے ہو۔ البتہ بارہا میں نے یہ سوچا کہ جب تم میرے دو افراد کی ہلاکت کے بعد مزید اٹھارہ افراد کو ہلاک کر دینے کی صلاحیت رکھتے تھے تو پھر تم نے وہ سب کچھ خود ہی کیوں نہ کر ڈالا جس کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی تھی۔''

''ویری گڈ۔ یہ بھی ایک دلچسپ سوال ہے لیکن اگر میں یہاں تمہارے ہی کہے ہوئے الفاظ دہراؤں یعنی یہ کہ ہمیں اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے تو کیا یہ بہتر نہیں ہوگا۔''

''یہ تم پر منحصر ہے۔ ایسی صورت میں تمہیں سوالات کرتے ہوئے ذرا وقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”ڈرین گردن ہلانے لگا پھر بولا۔“

”چلو ٹھیک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس وقت ہمیں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ تم اپنا کام مکمل کر چکے ہو اور نہایت کامیابی کے ساتھ لیکن اس کے بعد تمہیں زیادہ موقع نہیں ملا تھا اور تم قانون کی گرفت میں آ گئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے وہ سب کچھ دوبارہ پولیس کے ہاتھ نہیں لگ سکا تھا جس کے حصول کے لیے ہم نے تمہاری خدمات حاصل کی تھیں۔“

”میں اس سے انکار نہیں کرتا مائی ڈیئر مسٹر ڈرین کہ وہ سب کچھ پولیس کے ہاتھ نہیں لگ سکا۔“

”اگر ہمیں یہ معلوم ہو جاتا کہ پولیس ان تمام چیزوں پر دوبارہ قابو پا چکی ہے تو ظاہر ہے کہ ہماری تم میں دلچسپی ختم ہو جاتی۔ دیکھو! میں اصول کی بات کر رہا ہوں۔ میری کسی بات کا برا نہ ماننا۔“

”ہم لوگوں کے درمیان برا ماننے کا کوئی رشتہ قائم نہیں ہے ورنہ تمہاری ان کوششوں کے بعد ہمارے درمیان کوئی رابطہ نہ تھا۔“

”گویا تم یہ تو تسلیم کرتے ہو نا کہ ڈسک تمہارے پاس محفوظ ہے؟“

”یقیناً۔ ظاہر ہے میں اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ ویسے بھی وہ ڈسک میرے لیے تو بے مقصد ہے اور نہ ہی میں اس کی حقیقت سے واقف ہوں کہ وہ کس کے لیے زیادہ کارآمد ہو سکتی ہے۔ اگر مجھے اس کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوتیں تو پھر میں یہ ضرور سوچتا کہ یہ ڈیل تمہارے علاوہ کسی اور سے بھی کی جا سکتی ہے۔“

ڈرین اس بار تلخی سے مسکرایا اور اس نے کہا۔ ”اگر تم ایسا کرتے تو کم از کم اتنا تو ہم ضرور کر سکتے تھے کہ کسی بھی قید خانے میں جہاں جہاں تم منتقل ہوتے رہے ہو تمہیں با آسانی ہلاک کر دیا جاتا۔“

”دیکھو الفاظ! کے استعمال میں ذرا احتیاط رکھو۔ با آسانی کا لفظ تو شاید تم اب بھی نہیں کہہ سکتے۔ جبکہ اس وقت میں نہیں جانتا کہ میں کہاں ہوں؟ اور میرے اردگرد کتنے افراد پھیلے ہوئے ہیں۔ ویسے کیا تم اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ آخر کار ان لوگوں کو تمہارا سارا پلان

معلوم ہو جائے گا۔“

”مطلب۔“

”مطلب یہ کہ کچھ لوگ یہاں پہنچ سکتے ہیں۔“ ڈرین سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے گردن ہلا کر کہا۔

”اگر واقعی ان کے درمیان اتنے ذہین افراد موجود ہیں کہ وہ صورت حال سے تھوڑے سے وقفے میں واقفیت حاصل کر لیتے ہیں تو پھر اس بات کے امکانات ہیں کہ کوئی یہاں پہنچ جائے ورنہ ابھی خاصے وقت تک ہم لوگ محفوظ ہیں۔“

”خیر اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے میرے لیے کیا انتظامات کیے ہیں۔“

”دیکھو مائی ڈیئر برانس۔ جیسا کہ تم سے وعدہ کیا گیا تھا اور جس کے لیے تمہیں ایڈوانس معاوضہ ادا کر دیا گیا تھا کہ ڈسک تم ہمارے حوالے کر دو گے اور اس کے صلے میں دوسرے مرحلے کے طور پر تمہیں تمہاری پسند کے ملک منتقل کر دیا جائے گا۔ یہی ہماری تمہاری ڈیل ہوئی تھی۔“

”ہاں۔“

”اور اب بھی ہم اپنی اس بات پر قائم ہیں۔“

”گویا اس کے انتظامات ہیں کہ مجھے کہیں اور منتقل کر دیا جائے۔“

”فوری طور پر تو یہ خیر یہ کسی صورت میں ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ ہمیں نہیں معلوم کہ ہمارا منصوبہ کس حد تک کامیابی حاصل کرے گا۔ ہم بہت عرصے سے اس قید خانے پر نگاہ رکھے ہوئے تھے اور اس کے بارے معلومات حاصل کرتے رہے تھے۔ یہاں سالانہ جنگی مشقیں کی جاتی ہیں۔ کمانڈوز ایک مخصوص انداز میں اتارے جاتے ہیں۔ اصل میں ان کا کام صرف اتنا ہی نہیں ہوتا کہ انہیں جہاز سے پیراشوٹ کے ذریعے اتار دیا جائے بلکہ اس کے بعد انہیں اس طرح کے قید خانوں میں کچھ اصلاحات بھی کرنا پڑتی ہیں لیکن انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ انہی کے درمیان کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہو گئے ہیں جن کا مقصد کچھ اور ہے اور اب وہاں میٹنگیں ہوں گی۔ تفصیلات معلوم کی جائیں گی اور اس کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ فرار ہونے والوں کی تلاش میں کیا کیا جائے۔ ویسے انہیں اس بات پر بھی حیرت ہو گی کہ قید خانے سے صرف دو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

افراد فرار ہوئے ہیں اور ان کے لیے اتنا بڑا کام سرانجام دیا گیا تھا۔ البتہ تم نے ابھی تک مجھے یہ نہیں بتایا کہ یہ شخص کون ہے؟ کیا یہ وہی آدمی ہے جس نے تمہاری واردات کے وقت ڈسک تمہارے ہاتھ سے لے کر کہیں پوشیدہ کی تھی۔"

"یہ ضروری نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کے بارے میں تفصیل بتاؤں۔"

"چلو چھوڑو ہمیں اس سے کوئی دلچسپی بھی نہیں ہے ویسے معاہدے میں یہ بات شامل نہیں تھی کہ تمہارے علاوہ ہمیں کسی اور شخص کے لیے بھی کچھ کرنا پڑے گا۔"

"تو معاہدے میں تھوڑی سی تبدیلی کرلو مائی ڈیئر مسٹر ڈرین۔ کیونکہ ڈسک ابھی میرے پاس ہی محفوظ ہے۔"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اگر ہم نے اس شخص کو تمہارے ساتھ فرار کرانے میں مدد نہ کی تو وہ معاہدہ کینسل بھی ہوسکتا ہے۔"

"سو فیصد یہ ہوسکتا ہے بلکہ شاید اگر تم اس کا اقرار نہ کرو تو اسی لمحے کینسل ہوسکتا ہے۔"

ڈرین کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے غصے کے آثار نظر آئے پھر میں نے محسوس کیا کہ وہ غصہ پی گیا ہے پھر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں خیر یہ ایک انسانی مسئلہ ہے۔ ویسے بھی ظاہر ہے کہ یہ تمہارے ساتھ قید خانے سے فرار ہوا ہے اور یقینی طور پر تمہارا بہترین ساتھی ہوگا۔ البتہ مائی ڈیئر برانس میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اور اس کے لیے تمہیں میری شرط قبول کرنا ہوگی۔"

"وہ کیا؟"

"کیا تم اس بات سے واقف نہیں ہو کہ ڈسک کے حصول کے ساتھ ساتھ تم نے ایک اور کام کیا تھا یعنی وہ عظیم الشان رقم جو تمہیں منافع میں مل گئی تھی۔" برانس نے گہری نگاہوں سے ڈرین کو دیکھا اور پھر کہا۔

"مگر اس سے تمہارا کیا تعلق؟"

"تعلق ہے میرے دوست تعلق ہی اور اب میں تمہیں یہ بتانے میں عار محسوس نہیں کرتا کہ وہ بقیہ کاوش جو ہوئی تھی اسی رقم کے حصول کے لیے تھی۔ جسے تم مجھ سے پہلے مار گئے۔"

"کیا مطلب؟"

"میں بھی اس رقم کی تاک میں تھا۔" ڈرین نے کہا۔

اب برانس کے چہرے پر حیرت کے نقوش بیدار ہوگئے۔

"گویا تمہیں اس کے بارے میں معلومات حاصل تھی۔"

"ہاں اور اس وقت بقیہ افراد کی ہلاکت کی وجہ یہی رقم تھی لیکن میری بجائے تم اسے اڑا لے گئے۔" برانس ہنسنے لگا پھر بولا۔

"وہ جو یہ کہتے ہیں نا کہ جس نے لگائی ایڑ وہ خندق کے پار یعنی تم سے پہلے میں اس میں کامیاب ہوگیا۔"

"لیکن ڈیئر برانس میں اس سلسلے میں ایک باعزت سمجھوتہ کرنا چاہتا ہوں۔"

"باعزت سمجھوتہ۔"

"ہاں۔"

"وہ کیا؟"

"آدھی رقم تم ضرور میرے حوالے کردو گے۔"

"ارے واہ یہ تم نے کیسے یقین کرلیا۔"

"نہیں یقین نہیں کیا ہے میں نے۔ میں بھی کسی کے لیے کام کررہا ہوں اور جس کے لیے میں کام کررہا ہوں اسے صرف ڈسک درکار ہے۔ رقم سے اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنے طور پر میں نے جو محنت کی ہے وہ اس رقم ہی کے لیے تھی۔ دیکھو میں کتنا شریف انسان ہوں کہ میں نے تم سے پوری رقم کا مطالبہ نہیں کیا اور یہ ایک اچھی بات ہے کہ کوئی بھی چیز بانٹ کر کھالی جائے۔ بولو آدھی رقم دینے کا وعدہ کرتے ہو؟"

"سوچنا پڑے گا۔"

"سوچ لو میرا خیال ہے سوچنے کے لیے چند لمحات ہی مناسب ہوتے ہیں۔ جب انسان طویل سوچ میں ڈوب جاتا ہے تو پھر وہ مناسب فیصلہ نہیں کرپاتا۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"مطلب یہ کہ یہ جگہ تمہارے لیے بالکل اجنبی ہے یہاں میں واحد شخصیت ہوں یا وہ افراد جو تمہارے اردگرد پھیلے ہوئے ہیں وہی تمہیں یہاں سے نکال سکتے ہیں۔ دوسری صورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں با آسانی تمہیں واپس قید خانے کی تحویل میں دیا جا سکتا ہے اور تمہاری اس کے بعد کامیابی کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا۔"

"دھمکی دے رہے ہو۔"

"ہاں۔ اس سے انکار نہیں کر سکتا۔"

میں نے کسی قدر گھبرائی ہوئی نگاہوں سے برانس کو دیکھا جس مزاج کا وہ انسان تھا اس میں دھمکی کی گنجائش نہیں تھی لیکن میرا یہ خیال غلط نکلا۔ بہر حال وہ مصلحت کوش تھا اور صورتحال کو سمجھنا جانتا تھا کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ وہ جو کہتے ہیں نا کہ اگر آدھی دے کر کام بن جاتا ہے تو آدھی دے دینی چاہیے۔"

"گڈ، گویا تمہیں اس بات سے انکار نہیں ہے۔"

"ہاں بالکل نہیں ہے۔"

"لیکن اس کے لیے مائی ڈیئر مسٹر برانس تمہیں مجھ پر بھروسا ہی کرنا ہوگا۔"

"مطلب۔"

"مطلب یہ ہے کہ اس ڈسک اور رقم کے بارے میں تمہیں تفصیلات بتانا ہوں گی۔ رقم کہاں ہے۔"

"ارے واہ! تم میرے ہاتھ پاؤں بھی کاٹے دے رہے ہو۔"

"بالکل نہیں۔ قطعی نہیں۔ ایسا بالکل نہیں ہوگا۔ تمہیں بہر حال مجھ پر بھروسا کرنا ہوگا۔ دیکھو جب زندگی جانے کو ہوتی ہے تو انسان تنکے کا سہارا بھی لینا پسند کرتا ہے۔ اس وقت تمہاری زندگی کا انحصار صرف مجھ پر ہے اور تمہیں مجھ پر بھروسا کرنا ہی ہوگا۔"

"تو تم یہ چاہتے ہو کہ یہاں تمہیں میں تمام تفصیلات بتادوں اور اس کے بعد تم مجھے بے سہارا چھوڑ دو۔"

"ہم تمہیں بے سہارا نہیں چھوڑیں گے کیونکہ تم ایک ایسے راز سے واقف ہو جسے بہر حال دوسروں تک نہیں جانا چاہیے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تمہاری زندگی بھی ضروری ہے۔"

"تم کچھ ایسی الجھا دینے والی باتیں کر رہے ہو کہ ان میں سے کچھ میری سمجھ میں بالکل

نہیں آ رہیں۔"

"کھانا اس وقت سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں۔"

"تو پھر مجھے کیا کرنا ہوگا۔"

"سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ جیول ڈسک کہاں ہے؟"

"وہ ایک بینک میں محفوظ ہے اور اسی بینک کے لاکر میں وہ رقم بھی۔"

"بینک کا نام؟" ڈرین نے سوال کیا۔

برانس نے ایک لمحے کے لیے سوچا پھر بولا۔

"بینک آف فرنچیا۔"

"لاکر نمبر؟"

"لاکر نمبر بیس۔"

"ہوں۔"

"اور لاکر کی چابی کہاں ہے؟"

"ہیلن پارک آکو اسٹریٹ کی عمارت نمبر تیرہ میری ملکیت ہے۔ وہاں بوڑھی عورت جسے تم میری ملازمہ سمجھ سکتے ہو۔ اس کا نام نینسی ہے رہتی ہے۔ میری خواب گاہ کی مسہری کے نیچے ایک خفیہ خانہ ہے۔ اس خانے میں یہ چابی موجود ہے۔"

"او مائی گاڈ بہت لمبا پروسیس ہے"

"لیکن کیوں نا میں تمہارے ساتھ چل کر یہ تمام چیزیں مہیا کر دوں۔ رقم کے معاملے میں جیسا کہ تم نے کہا ہے کہ ففٹی ففٹی کیا خیال ہے؟"

ڈرین سوچ میں ڈوب گیا کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"نہیں۔ میں تو یہ سب کچھ قبول کر سکتا ہوں لیکن وہ نہیں مانے گا۔"

"وہ کون؟" برانس چونک کر بولا۔

ڈرین گردن اٹھا کر اسے دیکھنے لگا پھر اس نے کہا "بس اسے صرف وہ رہنے دو۔ اس سے زیادہ کچھ بتانا میرے لیے ممکن نہیں ہے"

"دیکھو مائی ڈیئر ڈرین! قید خانوں میں جو زندگی بسر کی ہے میں نے اس کے بعد ہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قیمت پر اس زندگی سے چھٹکارا چاہتا ہوں۔ بنیادی وجہ یہی ہے کہ میں نے تمہاری ہر شرط قبول کر لی ہے لیکن اس کے بعد اگر مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی اور وہ کیا گیا جو نہیں کیا جانا چاہیے تو یوں سمجھ لو کہ میرے لیے جو بھی کوشش کرنا میری ہلاکت کی کوشش کرنا کیونکہ اگر میں زندہ رہا تو پھر میری زندگی کا ایک ہی مقصد ہوگا۔ دھوکہ دینے والوں کو ختم کرنا۔''

ڈرین مسکرایا اور بولا۔

''نہیں۔ تمہاری زندگی بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ہمیں یہ سب کچھ حاصل نہیں ہو جاتا ہم بھی تمہاری جانب سے محتاط رہیں گے۔ جرم کی دنیا میں انسان کو ایک دوسرے سے محتاط رہنا ہی چاہیے۔ بس یوں سمجھ لو کہ بے احتیاطی تباہی کا سبب بنتی ہے۔''

''اب میں کوئی فلسفہ سننے کے موڈ میں نہیں ہوں سب کچھ تمہارے سامنے آ چکا ہے اس کے بعد مجھے آرام کی ضرورت ہے اور آرام مجھے اس شکل میں مل سکتا ہے جب میں ذہنی طور پر مطمئن ہو جاؤں۔''

''تم بے فکر رہو۔ تمہارے لیے جو کچھ طے کیا گیا وہ میں نے یہیں طے کیا ہے بلکہ مجھے ہائی کمان سے تمہارے بارے میں ہدایات ملی ہیں اور ہائی کمان ہی کی ایما پر میں یہ سب کچھ کر رہا ہوں ہم نے اپنے معاہدے کا پہلا حصہ مکمل کر لیا ہے اور تمہیں خود بھی اس بات کا احساس ہوگا کہ کس خطرناک انداز میں ہم نے تمہاری زندگی بچائی ہے۔ اب اس کے بعد ظاہر ہے دوسرے حصے کا کام بہت جلد شروع ہو جائے گا۔''

''مگر میں کس طرح یقین کر لوں۔'' برانس نے کہا۔

''تمہیں یقین کرنا ہوگا میرے دوست۔ کیونکہ تم اپنے طور پر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ کہیں نہیں جا سکتے۔''

''ہاں میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔'' برانس ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

''ٹھیک ہے اب تم اپنا کام کرو اور مجھے بتاؤ کہ مجھے اب کیا کرنا ہے۔''

''اپنے بارے میں تم بے فکر رہو۔ تمہارا خیال رکھا جائے گا اگر سارا کام پلان کے مطابق ہوگا تو پھر ہم دوسرے مرحلے میں داخل ہو جائیں گے لیکن اس وقت تک نہیں جب تک کہ جیول ڈسک ہماری تحویل میں نہ پہنچ جائے۔''

''او کے۔ او کے۔ پھر اب کیا کرنا ہے۔''

''میں تمہیں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں۔ تمہیں ایک ایسی جگہ چھوڑوں گا جہاں سے تم اپنے سفر کے آدھے حصے پر روانہ ہو جاؤ گے۔''

''کیا مطلب؟''

''ہمیں اس جگہ ایک دوسرے سے جدا ہو جانا پڑے گا۔''

''اس کے بعد؟''

''اس کے بعد اور بھی بہت کچھ ہوگا؟ یہ تمہاری سمجھ پر منحصر ہے۔''

برانس مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھنے لگ گیا۔ تو ڈرین نے کہا۔

''نہیں شک نہ کرو۔ کم از کم اتنا بھروسا تمہیں ضرور رکھنا چاہیے کہ تم ہمارے لیے ایک کارآمد مہرے ہو اور کارآمد مہروں کو نقصان نہیں پہنچایا جاتا۔ اب بہتر ہے کہ یہاں سے اٹھا جائے تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں ایسے پوائنٹ پر پہنچا دوں گا جہاں سے تمہیں دوسرا شخص لے کر چلا جائے گا۔''

''اس کا طریقہ کار کیا ہوگا؟''

''سڑک کے کنارے کھڑے ہو جانا۔ تھوڑی دیر کے بعد کوئی تمہارے پاس پہنچے گا اور پوچھے گا کہ کیا تمہیں کسی خاص جگہ جانا ہے تو تم اس کے ساتھ چل پڑو گے۔''

''ہوں۔ ٹھیک ہے۔'' برانس اپنی فطرت کے خلاف ان کی تمام باتوں پر آمادہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ہم لینڈ رووور میں بیٹھ کر وہاں سے چل پڑے۔ ڈرائیونگ سیٹ ڈرین ہی نے سنبھالی ہوئی تھی اور نہ جانے کیوں برانس اس کے قریب بیٹھ گیا تھا۔ مجھے پچھلی ہی سیٹ سنبھالنی پڑی اور راستہ خاموشی سے طے ہونے لگا۔ چونکہ کوئی باقاعدہ سڑک نہیں تھی اس لیے لینڈ رووور کو شدید جھٹکے لگ رہے تھے۔ برانس خاموش تھا مجھے بھی خاموشی سے یہ سفر طے کرنا پڑا۔ لیکن اس وقت میرے ذہن میں عجیب و غریب احساسات پیدا ہو رہے تھے۔ یہ جو کچھ ہو رہا تھا اس میں میری حیثیت خاموش تماشائی کی سی تھی ابھی تک مجھے کچھ بھی نہیں کرنا پڑ رہا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ آخر یہ ٹرائل کیس کس نوعیت کا حامل ہے سب سے پہلی چیز میرے چہرے کا میک اپ تھا۔ اس میک اپ کے تحت مجھے یاد ہے کہ برانس نے بھی مجھے لائل کہہ کر ہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مخاطب کیا تھا بعد میں یہ اندازہ بے شک ہو گیا تھا کہ لائل نامی جو بھی شخصیت اس قید خانے میں موجود تھی وہ کسی کے لیے باعث توجہ نہیں تھی۔ یقیناً کوئی ایسا بے ضرر سا انسان ہو گا جس کی شناسائی تو ہو لیکن اس کی شخصیت متنازع نہ ہو۔ چنانچہ پہلی چیز یہ میک اپ تھا جس کے تحت مجھے قید خانے میں قبول کر لیا گیا تھا اور اس کے بعد صورت حال یہاں تک پہنچی تھی۔ بہر حال اب کسی جیول ڈسک اور کسی بڑی رقم کا معاملہ تھا جو بینک آف فرنچیا میں محفوظ تھی۔ لیکن میرا اس میں کوئی دخل نہیں ہو سکتا تھا اور میں نے بھی یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اس ٹرائل کیس میں، میں اس وقت تک خاموش تماشائی بنا رہوں گا جب تک کہ کوئی اہم صورت حال میرے علم میں نہیں آ جاتی۔ باقی وہ شخص بلٹ تھا جس نے قید خانے میں مجھ سے ملاقات کر کے حیران کر دیا تھا۔ ان کے خیال میں وہ بوتل کا جن تھا۔ اس جن سے میری ابھی کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی یعنی یہ بات طے تھی کہ جب وہ جن میرے سامنے آئے گا تب ہی ہمارا کام ہو گا۔ پھر خاصا فاصلہ طے کرنے کے بعد لینڈ روور ایک سڑک پر پہنچ گئی اور اس پر سفر کرنے لگی۔ جھٹکوں سے نجات مل گئی تھی تھوڑا سا فاصلہ طے کرنے کے بعد ڈرین نے لینڈ روور روک دی اور کہنے لگا۔

"بس۔ تمہیں یہاں اترنا ہے۔"

"لیکن۔ یہ تو انتہائی سنسان جگہ ہے۔"

"سڑک کا کنارہ ہے تم فکر کیوں کرتے ہو۔ جب سڑک ہوتی ہے تو اس پر سے ٹریفک بھی گزرتا ہے۔"

"ہوں۔ ٹھیک ہے۔ آؤ ڈیئر لائل۔"

ہم دونوں اتر گئے اور ڈرین کی لینڈ روور برق رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔ برانس کے چہرے پر اب کسی قدر پریشانی کے آثار تھے اس نے ایک نگاہ مجھے دیکھا پھر مجھ پر نگاہیں جما دیں۔ مجھے اس کے چہرے پر حیرت کے نقوش نظر آئے تھے۔

"خیریت ڈیئر برانس۔"

"لائل۔ تم نے اس سارے مسئلے پر اپنی زبان نہیں کھولی کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے؟"

"یقیناً یہ حیرت کی بات نہیں ہے۔" میں نے کہا۔

"کیوں۔"

"اس لیے کہ مجھے شروع سے اب تک کچھ معلوم ہی نہیں ہے۔"

"اوہ۔ اتنا تو میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میری اپنی شخصیت کیا ہے! یوں سمجھ لو ایک بین الاقوامی گروہ کے لیے میں نے ایک چھوٹا سا کام کیا تھا۔ جس جیول ڈسک کا وہ ذکر کر رہا ہے وہ کیا ہے مجھے کچھ نہیں معلوم۔ لیکن اسے حاصل کرنے کے لیے میری خدمات حاصل کی گئی تھیں جس جگہ سے میں نے جیول ڈسک حاصل کی تھی وہ ایک بہت بڑی جگہ تھی اور بہت سے لوگ وہاں موجود تھے۔ میں نے اسے حاصل کرتے ہوئے دو افراد کا قتل کیا اور اس کے بعد ایک بڑی رقم میرے ہاتھ آ گئی لیکن اب جیسا کہ ڈرین نے بتایا کہ بقیہ افراد کو قتل کرنے والے یہ لوگ تھے لیکن اس بین الاقوامی گروہ کے نمائندے نہیں بلکہ ڈرین کے اپنے آدمی جو اس رقم کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ خیر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ میرے ساتھ میرا ایک ساتھی بھی تھا جس کے سپرد میں نے یہ ذمہ داری کی کہ وہ جیول ڈسک اور رقم بینک آف فرنچیا میں محفوظ کر دے۔ میں تو گرفتار ہو گیا لیکن بعد میں اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ دونوں کام ہو گئے ہیں۔"

"اور تم نے انہیں جو کچھ بتایا ہے سچ ہی بتایا ہے۔"

"اس کے سوا اب کوئی چارہ کار نہیں ہے کیونکہ قید کے دوران میں یہ سوچتا رہا ہوں کہ میرے کچھ منصوبے پوری طرح فلاپ ہوئے ہیں اور اسی بات نے میرے اندر ایک جھنجلاہٹ پیدا کر دی ہے۔"

"مگر مائی ڈیئر برانس کیا تمہارا وہ ساتھی تم سے غداری نہیں کر سکتا۔"

جواب میں برانس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر وہ آہستہ سے بولا۔

"نہیں۔"

"تمہیں اس پر پورا اعتماد ہے۔"

"اس پر نہیں اپنے آپ پر۔"

"مطلب۔"

"اسے میں نے خود اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دیا ہے۔"

"اوہ۔ کب کس جگہ؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ایک اور قید خانے میں جہاں وہ بھی ایک قیدی کی حیثیت سے آ گیا تھا اور اس نے مجھے ساری تفصیلات بتادی تھیں۔"

میں نے ایک ٹھنڈی سانس لے کر برانس کو دیکھا تو برانس بولا۔

"لیکن کچھ ایسے عوامل میرے سامنے آئے تھے جن کی وجہ سے مجھے اس کی جان لینا پڑی۔ وہ بالکل مختلف بات ہے جس کا تذکرہ میں تم سے نہیں کرسکتا۔"

"نہیں۔ میں ہر بات نہیں پوچھنا چاہتا بس اپنی تسلی کے لیے میں نے تم سے یہ تفصیلات معلوم کرلی تھیں۔"

"اس قید خانے سے نکل آنا بہت بڑی بات تھی اور ان لوگوں نے کیا زبردست منصوبہ ترتیب دیا کہ ان کمانڈوز میں خود بھی شامل ہوگئے صرف مجھے وہاں سے اغوا کرنے کے لیے۔ میں جانتا ہوں کہ جیول ڈسک ان کے لیے کس قدر قیمتی ہے۔ لیکن بہرحال ہوسکتا ہے کہ مجھے میری مرضی کے مطابق رہائی مل ہی جائے۔ کیونکہ ان لوگوں نے اس کا وعدہ کیا ہے۔"

میں خاموش ہوگیا ہمیں کھڑے ہوئے تقریباً دس بیس منٹ گزرے تھے کہ پہاڑی کے ایک موڑ کی جانب سے انجن کی گڑگڑاہٹ سنائی دی اور کچھ دیر کے بعد ایک بڑا سا ٹرک اس سمت آتا نظر آیا اس پر سبزیاں لدی ہوئی تھیں چند لمحات کے بعد وہ ہمارے پاس آ کر رک گیا۔ ڈرائیور کی اونچی سیٹ سے ایک معمر شخص نے گردن نکال کر ہمیں دیکھا اور کہا۔

"کیا تم کسی خاص جگہ جانا چاہتے ہو؟"

"ہاں۔" برانس نے جواب دیا۔

"تو پھر پیچھے کی سمت چلے جاؤ اور اوپر چڑھ کر سبزیوں کو بچاتے ہوئے بیٹھ جاؤ۔ ٹرک میں خاصی جگہ ہے۔" ہم دونوں ٹرک کے پچھلے حصے سے اوپر چڑھ گئے اور اس کے بعد ٹرک میں داخل ہوگئے۔ سبزیوں کی خوشبو ٹرک میں پھیلی ہوئی تھی۔ تازہ ترین سبزیوں میں ایسی سبزیاں بھی تھیں جنہیں کھا کر پیٹ کی آگ بجھائی جاسکتی تھی۔ ڈرائیور نے ٹرک آگے بڑھا دیا تھا۔ بہرحال اس کے بعد یہ سفر جاری ہوگیا تھا۔"

ہم سبزیوں سے ٹک کر بیٹھ گئے اور برانس بڑے اطمینان سے سرخ سرخ گاجریں کھانے لگ گیا۔ اس نے مجھے بھی گاجریں پیش کی تھیں اور میں نے انہیں شکریہ کے ساتھ قبول

کرلیا تھا۔ یوں اس سفر میں ایک دلچسپ صورت حال پیدا ہوگئی تھی۔ گاجریں کھاتے ہوئے میں نے چونک کر کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے مسٹر برانس یہ شخص ہمارے لیے اجنبی تو نہیں ہوسکتا؟"

"کون؟" برانس نے چونک کر پوچھا۔

"ڈرین نے ہمیں یہی بتایا تھا کہ راستے میں کوئی نہ کوئی مل جائے گا جو ہم سے یہ سوال کرے گا۔"

"اس۔ ہاں۔ تم نے خوب یاد دلایا۔ میں نے واقعی اس بارے میں غور کرنا چھوڑ دیا تھا۔ کبھی کبھی بہت بڑی بڑی باتیں ذہن سے محو ہوجاتی ہیں۔"

"تو کیا اب ہمیں اس پر بھروسا کرنا پڑے گا۔ جبکہ آپ کو یہ نہیں معلوم مسٹر برانس کہ ہماری دوسری منزل کون سی ہے؟"

برانس پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگ گیا پھر اس نے کہا۔

"اب اپنے آپ کو حالات کے حوالے کر دیا ہے تو حالات ہی کو فیصلہ کرنے دو۔ دیکھیں جو کچھ بھی ہوا دیکھیں گے۔"

میں گہری سانس لے کر خاموش ہوگیا۔ برانس نے خود کو تو حالات کے حوالے کردیا تھا لیکن کوئی مجھ سے میرے بارے میں پوچھے میں نے اپنے آپ کو اس مشکل میں کیوں پھنسایا تھا اس کا کوئی جواب میرے پاس موجود نہیں تھا میں تنظیم کے لیے بہت کچھ کر رہا تھا میری پذیرائی و تعریفیں ہو رہی تھیں لیکن اس کے باوجود اس وقت تنظیم نے مجھے ایسے جال میں پھنسا لیا تھا ابھی تک تو میری سمجھ میں بالکل نہیں آیا تھا۔ دیکھیں آگے جا کر ہوسکتا ہے اس بارے میں کوئی موثر معلومات حاصل ہو۔ ٹرک کا یہ سفر کوئی تین گھنٹے جاری رہا پھر وہ کسی آبادی میں داخل ہوگیا۔

ایک جگہ ٹرک ڈرائیور نے ٹرک روکا اور کھڑکی سے منہ نکال کر زور سے بولا۔

"تم لوگوں کو یہاں اترنا ہے۔ ٹھہرو میں بھی نیچے آ رہا ہوں۔"

اس کی آواز پر ہم دونوں نیچے اتر آئے۔ ٹرک ڈرائیور دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا تھا۔ وہ ایک دبلا پتلا سا تقریباً پینسٹھ سالہ شخص تھا اس نے سامنے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''وہ جو ایک مکان نظر آ رہا ہے نا تمہیں۔ وہ جس کے اوپر ایک بہت لمبی چمنی بنی ہوئی ہے۔''

''ہاں۔'' برانس نے کہا۔

''بس وہی تمہاری منزل ہے۔ جو کوئی بھی تمہیں وہاں ملے گا وہ تمہارا شناسا ہوگا۔''

''او کے۔'' برانس بولا۔

ٹرک ڈرائیور ٹرک میں سوار ہو گیا۔ ہم دونوں اس اجنبی بستی کا نظارہ کرنے لگے تھے۔ برانس خاصی دیر خاموش کھڑا نہ جانے کیا سوچتا رہا۔ میں اب اس کے چہرے پر تھوڑا سا پھیکا پن محسوس کر رہا تھا۔ پھر اس نے گہری سانس لی اور آہستہ سے بولا۔

''خوبصورت بستی ہے۔ جھکتی ہوئی شام میں خاصی اچھی لگ رہی ہے۔''

''ہاں مسٹر برانس۔''

''نہ جانے کیوں برانس نے چونک کر مجھے دیکھا اور آہستہ سے بولا۔''

''لائل۔ اپنی دلی کیفیت مجھے بتا سکتے ہو؟''

میں نے برانس کی جانب دیکھا اور بولا۔

''میں سمجھا نہیں مسٹر برانس۔''

''میری نگاہ میں اب تم ایک عجیب آدمی ہوتے جا رہے ہو۔''

''وجہ۔'' میں پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

''اس قدر خاموش اور ہر مسئلے پر سر تسلیم خم کر دینے والے میں جانتا ہوں کہ جتنا عرصہ میں نے تمہیں دیکھا تم ایک شریف آدمی کی حیثیت سے مجھے نظر آئے لیکن ہر شریف آدمی کے دل میں جذبات ہوتے ہیں اور ذہن میں خیالات کیا تمہارے دل و دماغ میں یہ بات کبھی نہیں ابھری کہ یہ سب کیا چکر ہے؟ اور تم اس میں کس طرح ملوث ہو گئے۔''

''اصل میں مسٹر برانس جو کچھ ہوا ہے وہ میرے لیے ناخوشگوار نہیں ہے۔ آزادی کا تصور ہر دل میں ایک احساس تو رکھتا ہے۔ آپ کی وجہ سے مجھے آزادی حاصل ہوئی ہے اور شاید اب تحفظ بھی مجھے یوں لگتا ہے جیسے اس دنیا میں مجھے بھی کوئی مقام مل ہی جائے گا جب تک قربت رہی آپ کے ساتھ۔ ٹھیک ہے اور جب آپ میری قربت کو ناپسند کریں گے۔ تو میں

خاموشی سے آپ کو خدا حافظ کہہ کر کسی جانب نکل جاؤں گا۔ باقی رہا معاملات کا تعلق تو وہ سو فیصد آپ کا ذاتی معاملہ ہے اور ایک اچھے دوست کو کسی کے ذاتی معاملے میں مداخلت نہیں کرنا چاہیے۔''

برانس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر پرخیال انداز میں گردن ہلائی پھر بولا۔

''آؤ دیکھتے ہیں یہ اجنبی جگہ کیسی ہے؟ دور سے تو یہ مکان اچھا لگتا ہے۔ لیکن اس مکان میں اندر کیا اچھائی ہے یہ ذرا دیکھنا پڑے گا۔''

''چلیے۔'' میں نے کہا۔

پھر ہم دونوں اس مکان کی جانب بڑھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد ہم اس کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے برانس کی جانب دیکھا اور برانس نے آگے بڑھ کر دروازے پر لگی بیل بجائی اندر بیل کی آواز سنائی دی تھی اور اس کے بعد چند لمحے گزرے تو دروازہ کھلا۔ پتلون اور شرٹ میں ملبوس ایک نوجوان سی لڑکی تھی۔ پھیکا پھیکا چہرہ۔ لیکن بس لڑکی ہی تھی اس نے مجھے اور برانس کو دیکھا اور پھر قدم بڑھا کر پیچھے ہٹ گئی۔

''آئیے۔''

میں اور برانس اندر داخل ہو گئے۔ عمارت اچھی خاصی تھی اور مقامی طرز کی بنی ہوئی تھی پھر ہم ایک چھوٹے سے برآمدے سے گزر کر اوپر پہنچے تو ایک اور شخص نظر آیا جو شارٹ گن ہاتھ میں لے کھڑا تھا۔ وہ لڑکی ہمیں اندر لے گئی اور ایک کمرے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

''یہ آپ کی آرام گاہ ہے۔ کسی بھی ضرورت پر آپ مجھے آواز دے سکتے ہیں میرا نام جین ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' برانس نے جواب دیا۔

لڑکی واپسی کے لیے مڑی تو برانس نے اسے مخاطب کر کے کہا۔

''سنو۔''

اور لڑکی رک گئی۔ اس نے پلٹ کر میری اور برانس کی جانب دیکھا۔ اس کی آنکھیں خالی خالی سی تھیں۔ چہرے سے وحشت ٹپکتی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ وہ مسکرانا ہی نہ جانتی ہو برانس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کہا۔

"تمہیں یقین ہے کہ تمہیں کوئی دھوکہ نہیں ہوا؟"

"کس سلسلے میں؟" وہ سپاٹ آواز میں بولی۔

"ہم دونوں کے سلسلے میں۔ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ہم وہ لوگ نہ ہوں جن کا آپ کو انتظار تھا۔" لڑکی نے ایک نظر ہم دونوں کو دیکھا اور اس کے بعد کوئی جواب دیے بغیر باہر نکل گئی۔ پھر چند ہی لمحے گزرے تھے کہ وہ شاٹ گن والا آدمی جو باہر کھڑا تھا اندر آ گیا اس نے ہمیں دیکھ کر کہا۔"

"کیا تمہیں کسی چیز کی ضرورت ہے؟ ویسے میرا نام ایڈی لانسر ہے میں تمہیں خوش آمدید کہتا ہوں۔"

"تھینک یو مسٹر لانسر۔ ویسے کیا تم مجھے پہچانتے ہو۔"

اس نے مسکرا کر گردن ہلائی اور کہا۔

"ہاں اچھی طرح۔"

"کیسے؟"

"اب ان باتوں کو تھوڑے سے وقت کے لیے جانے دیجیے مسٹر برانس۔ بہت جلد آپ کو اس کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوجائیں گی۔ میں چلتا ہوں۔ یہاں آپ کی آسائش کا خیال رکھا جائیگا۔"

وہ بھی اسی انداز میں واپس چلا گیا یعنی نہ اجازت نہ کچھ اخلاقی الفاظ۔ برانس نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میرے دوست آرام سے بیٹھ جاؤ۔ ایسے معاملات میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن نہ جانے کیوں اب میرے دل کو کچھ خدشات کا احساس ہو رہا ہے۔" میں نے سوالیہ نگاہوں سے برانس کو دیکھا تو وہ بولا

"اصل میں اپنی باگ ڈور کسی دوسرے کے ہاتھوں میں نہیں دینی چاہیے۔ لیکن تمہیں اب اچھی طرح سے اندازہ ہو گیا ہوگا میں بالکل مجبور ہی تھا۔ قید خانوں سے فرار ہونے کی کوشش میں نے کی تھی لیکن ناکام رہا اور یہاں بھی مجھے ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا۔ بھلا ایسی

دولت کس کام کی جو بینک ہی میں سڑتی رہے۔ اب جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ میرے خیال میں مجھے اس کی زیادہ پرواہ نہیں کرنی چاہیے۔"

میں نے کوئی جواب نہیں دیا البتہ دل میں، میں نے یہ ضرور سوچا تھا کہ مائی ڈیئر مسٹر برانس تمہیں تو ایسی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے لیکن میرا مسئلہ تم سے ذرا مختلف ہے۔ مجھے اب پرواہ کرنی چاہیے۔ بہت دیر سے ڈمی بنا ہوا ہوں اور نہ جانے کس کس کے اشاروں پر ناچ رہا ہوں جبکہ میری فطرت میں دوسروں کی مرضی سے رقص کرنا شامل نہیں ہے۔ کچھ کرنا ہوگا مجھے چاہے وہ تمہاری مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ بہر حال اب طبیعت میں بغاوت ابھرتی آ رہی تھی۔ چنانچہ میں نے اپنے طور پر کچھ فیصلے کر لیے اور ان کی نوک پلک سنوارنے لگ گیا۔ برانس کو اس سلسلے میں اعتماد میں لینا قطعی ضروری نہیں تھا۔

رات ہو گئی اور ان لوگوں نے وعدے کے مطابق ہمارے آرام و آسائش کا خیال رکھا۔ کھانے پینے کے لیے عمدہ چیزیں چائے اور کافی وغیرہ کا بھی معقول انتظام۔ بظاہر یہاں کوئی تکلیف نہ تھی۔ ایک رات گزرنے کے بعد دوسرا دن بھی گزر گیا۔ اس دوران وہی معمول جس میں کوئی تبدیلی نہیں تھی وہ سپاٹ لڑکی تو اب زہر لگنے لگی تھی حالانکہ اس کے جسمانی نشیب و فراز اس کے چہرے کی کیفیت کا ساتھ نہیں دیتے تھے اور یہ بات با آسانی محسوس کی جاسکتی تھی کہ جہاں دیدہ ہے۔ دنیا سے واقف۔ شاید اسے یہ ہدایت بھی کر دی گئی تھی کہ مسکرانا کبھی کبھی نقصان کا باعث بن جاتا ہے چنانچہ وہ ہمارے سامنے لگاوٹ اور مسکرانے سے گریز کرے۔ پتھرائی ہوئی آتی اور پتھرائی ہوئی چلی جاتی۔ برانس نے بھی اس بات کو محسوس کیا اور کہنے لگا۔

"آخر یہ لڑکی اپنے آپ کو سمجھتی کیا ہے؟"

"کیا ہوا مسٹر برانس؟"

"تم نے اس کا رویہ نہیں دیکھا۔"

"میرے خیال میں تو اس کا رویہ ٹھیک ہی ہے۔"

"خاک ٹھیک ہے۔ کبھی کبھی عورت کی مسکراہٹ بھی زندگی بخش ثابت ہوتی ہے۔ یہ کم بخت تو بالکل چھیلی ہوئی مولی کی طرح ہے۔"

میں مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رات پھر آ گئی۔ رات ہی رات میں نے کچھ کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ چنانچہ جب برانس گہری نیند سو گیا تو میں اپنی جگہ سے اٹھا اور آہستہ قدموں سے چلتا ہوا باہر نکل آیا اب میں نے اس عمارت کا بغور جائزہ لیا زیادہ بڑی نہیں تھی لیکن تھی خوبصورت پھر ایک کمرے میں مجھے روشنی نظر آئی اور میرے قدم اس طرف اٹھ گئے کمرے میں تین افراد تھے۔ تیسرا شخص اجنبی تھا۔ ایک لمبے چوڑے بدن کا مالک بدصورت سی شکل والا جس کے خدوخال کمرے کی تیز روشنی میں صاف نظر آ رہے تھے۔ میں نے لڑکی کو دیکھا جو ٹرانسمیٹر کا ایریل کھینچ رہی تھی۔ غالباً کہیں سے کوئی کال موصول ہوئی تھی مجھے احساس ہوا کہ میں نے یہ آواز سنی تھی۔ لڑکی نے ٹرانسمیٹر اپنے چہرے کے ساتھ لگا لیا۔ اس کی آواز تو مجھے سنائی نہیں دے رہی تھی لیکن یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ ٹرانسمیٹر پر کسی سے گفتگو کر رہی ہے۔ پھر کچھ لمحات کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اور ان دونوں کی طرف رخ کر کے بولی۔

"کام ہو گیا ہے۔ ان دونوں کو ٹھکانے لگانے کا حکم ملا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ ڈیکر تمہارا کام شروع ہو گیا۔ ویسے تم نے ان دونوں کو دیکھ تو لیا ہے۔"

"مرغی کے چوزے ہیں۔ دونوں کو ہاتھوں میں مسل کر رکھ دوں گا۔" ڈیکر نے جواب دیا۔

میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ہم دونوں کے سوا اور کس کا تذکرہ ہو سکتا تھا۔ پتا نہیں تقدیر ہی ایسے موقعوں پر میری رہنمائی کرتی تھی یا پھر میری چھٹی حس۔ عین وقت پر آیا تھا ورنہ بات ہم دونوں ہی کی ہو رہی تھی میں نے اس شخص کو دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے دیکھا تو برق رفتاری سے اپنی جگہ چھوڑ دی اور کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگ گیا جہاں چھپ سکوں سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں۔ برانس کی مدد کیسے کی جائے؟ ویسے برانس خود بھی لڑاکا آدمی تھا ہو سکتا ہے کہ خود ہی وہ کوئی آغاز کرے۔ ایسی صورت میں اس کی مدد کی جا سکتی ہے۔ بہر حال کم از کم اس سے اتنا تو تعلق ہو ہی گیا تھا کہ میں اس کی زندگی بچانے کی کوشش کروں۔ چنانچہ میں ایسی ترکیب سوچنے لگ گیا جس سے برانس کی زندگی بچائی جا سکے۔

ڈیکر اس کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا جہاں تھوڑی دیر پہلے برانس کے ساتھ میں بھی موجود تھا تھوڑا سا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا تھا اور میں پریشانی کے عالم میں سوچنے لگ

گیا کہ کیا مجھے اب اس سلسلے میں کوئی مداخلت کرنی چاہیے۔ لیکن وہ دونوں بھی موجود تھے اور ان میں سے ایک کو میں مسلہ دیکھ چکا تھا۔ میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ کمرے کے اندر مجھے آوازیں سنائی دینے لگ گئیں اور میں ایک گہری سانس لے کر رہ گیا حالات اس وقت میرے کنٹرول میں نہیں تھے۔ جس جگہ میں موجود تھا وہاں اپنے آپ کو بھی محفوظ نہیں سمجھ رہا تھا۔ دیوانہ وار کسی کے معاملے میں کود پڑنا ذرا مشکل کام تھا۔ کافی دیر تک آوازیں ابھرتی رہیں پھر لڑکی جین اور اس کا ساتھی لانسر خود بھی اس دروازے کی جانب بڑھ گئے جہاں ڈیکر موجود تھا۔ ابھی وہ دروازے کے قریب نہیں پہنچے تھے کہ اندر سے ڈیکر باہر نکل آیا اس کی پیشانی زخمی تھی۔ چہرے پر بھی کئی جگہ نشانات نظر آ رہے تھے لیکن سینے کا ایک حصہ خون آلود تھا۔ لانسر نے چیخ کر کہا۔

"ڈیکر کیا تم زخمی ہو گئے ہو؟"

"نہیں۔ یہ خون اس کا ہے۔"

"کیا دونوں ہلاک ہو گئے۔"

"وہاں صرف ایک ہے۔" ڈیکر نے جواب دیا۔

"کیا؟"

"تمہارے کان بہرے ہیں۔ میرے سر میں چوٹ لگی ہوئی ہے۔ وہ کم بخت بہت سخت جان تھا۔ دوسرا وہاں نہیں ہے۔" ڈیکر نے چیخ کر کہا۔

"تم کیا کہہ رہے ہو ڈیکر۔" لانسر نے کہا اور ڈیکر اس کی جانب گھوم کر بولا۔

"کیا تمہاری بھی موت آ رہی ہے؟"

لانسر نے کوئی جواب نہیں دیا اور وہ جین کے ساتھ تیزی سے کمرے کی جانب دوڑا تھا۔ اندر اس نے کیا دیکھا اس کا تو مجھے اندازہ نہیں ہو سکا لیکن چند ہی لمحات کے بعد وہ بدحواسی کے عالم میں باہر نکلا تھا۔

"ہاں واقعی دوسرا غائب ہے۔"

"کہاں گیا وہ۔"

"یہ تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ چلو تم اسے تلاش کرو۔ ڈیکر یہ تمہاری بھی ڈیوٹی ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے اگر وہ گھر سے باہر نکل گیا ہے تو زیادہ دور نہیں گیا ہوگا۔ چلو اسے دیکھتے ہیں۔" اور اس کے بعد وہ تینوں گھر کے دروازے کی جانب بھاگ گئے تھے۔

میں دل ہی دل میں برانس کی موت پر افسوس کر رہا تھا ڈیکر جیسے پہاڑ آدمی سے یہ توقع کی جا سکتی تھی کہ اس نے بہر طور برانس کا تیا پانچہ کر دیا ہوگا۔ وہ لوگ باہر نکل گئے تھے۔ میں اپنا تجسس نہ چھپا سکا اور دوڑتا ہوا اس کمرے میں داخل ہو گیا جہاں برانس موجود تھا۔ میں نے برانس کی لاش دیکھی۔ اس کی گردن توڑ مروڑ کر رکھ دی گئی تھی اور چہرے کا رخ ہی بدل دیا گیا تھا۔ یعنی اب اس کے چہرے کے نقوش اس کی پشت پر تھے اور اس کی آنکھیں بھیانک انداز میں پھٹی ہوئی تھیں۔ بدن بھی جگہ جگہ سے زخمی تھا۔ کمرے کی ابتر حالت بتاتی تھی کہ دونوں میں خاصی زوردار جنگ ہوئی ہے۔ میں نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"برانس میرے دوست افسوس اس وقت میں تمہاری مدد نہیں کر سکا اور حقیقت یہ ہے کہ وقت نے مجھے اس کا موقع نہیں دیا تھا لیکن اب مجھے سنبھلنا چاہیے۔" پھر میں نے اس گھر کی تنہائی سے فائدہ اٹھایا۔ ایک مختصر سی تلاشی میں مجھے کچھ مقامی کرنسی مل گئی اس کے علاوہ اور کوئی چیز میرے لیے کارآمد نہیں تھی چنانچہ میں سب سے پہلے اپنے لیے ایسی جگہ تلاش کرنے لگ گیا جہاں سے فرار کی راہ اختیار کر سکوں اور ذہانت سے کام لے کر میں نے عمارت کے گیٹ کے قریب ہی ایک ایسی جگہ چن لی میں اس وقت گھر سے باہر نکلنا چاہتا تھا جب وہ تینوں مایوس ہو کر واپس آ جائیں اور اس کے لیے مجھے تقریباً بیس منٹ انتظار کرنا پڑا۔ پھر میں نے ان تینوں کو اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہوئے آ رہے تھے اور غالباً میرے ہی بارے میں کچھ کہہ رہے تھے۔ بہر حال ان کے اندر جانے کے بعد میں نے دروازہ کھولا اور اس منحوس مکان سے باہر نکل آیا۔

باہر گہری رات پھیلی ہوئی تھی تاحد نظر ایک شہر نظر آ رہا تھا جس کا تعین صرف گھروں میں ٹمٹماتی روشنیوں سے ہوتا تھا۔ لیکن یہ بھی میری زندگی کا ایک دلچسپ تجربہ تھا میں جس طرح یہاں پہنچا تھا اس کی مثال مشکل تھی۔ ایک مفرور قیدی۔ اجنبی شہر میں۔ جس کے بارے میں یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ ملک فرانس کا ہی حصہ ہے یا کسی اور ملک کی تحویل میں ہے۔ اس کا نام کیا ہے پھر اچانک مجھے اس کرنسی کا خیال آیا جو میں نے اس مکان سے حاصل کی تھی اس کرنسی سے

مجھے یہ معلومات حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن اتنی جلد بازی بھی مناسب نہیں۔ پہلے کوئی محفوظ جگہ تلاش کر لوں۔ ابھی تو صورتحال بہت مخدوش ہے۔ ایک طرف یہ خطرہ ہے کہ قید خانے کے مفروروں کو تلاش کیا جا رہا ہوگا۔ تو دوسری طرف لانسر اور ڈیکر کو بھی میری تلاش ہے۔ وہ آسانی سے مجھے نظر انداز نہیں کریں گے۔ یہ اندازہ مجھے بخوبی ہو گیا تھا کہ وہ کوئی بہت خطرناک گروہ ہے اور اس کی کارکردگی بے مثال ہے۔ برانس کے حصول کے لیے انہوں نے جو خطرناک کھیل کھیلا تھا وہ معمولی نوعیت کا نہیں تھا۔ اس کے علاوہ برانس جہاں بھی رہا صرف اس لیے زندہ رہا کہ وہ کچھ وقت کے لیے اسے زندہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس سے کسی خاص ڈسک اور رقم کے بارے میں معلومات کے خواہشمند تھے اور مطلوبہ اشیاء کے حصول کے فوراً بعد انہوں نے برانس کو ختم کر دیا ایسے لوگ مجھے بھی بہ آسانی تلاش کر سکتے تھے چنانچہ پہلے کوئی ٹھکانہ تلاش کرنا ضروری تھا۔

اس مکان سے کافی دور نکل آیا اب میں باقاعدہ آبادی میں داخل ہو گیا تھا۔ کوئی قدیم شہر یا کم از کم یہ علاقہ قدیم تھا۔ پرانے طرز کے مکانات جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر۔ اس وقت میں ایک پتلی سی جگہ سے گزر رہا تھا۔ گلی بالکل سنسان تھی کتے تک نہیں بھونک رہے تھے ایک عجیب پراسرار سناٹا چھایا ہوا تھا میں ایک جگہ رک کر سوچنے لگا کہ اب کیا کروں۔ کیا کسی مکان کا دروازہ کھٹکھٹاؤں.......یا......

اچانک عقب میں سرسراہٹ سنائی دی۔ اس سے قبل میں پلٹ کر دیکھوں کسی نے عقب سے میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا لیکن یہ چونکنے یا سوچنے کا وقت نہیں تھا میں بھی چیتے جیسی پھرتی سے جھکا اور وہ جو کوئی بھی تھا میرے شانے سے گزرتا ہوا میرے سامنے پکے فرش کی طرف بڑھا۔ مجھے یقین تھا کہ اس کی ہڈیاں چور چور ہو جائیں گی اور وہ مجھ پر قابو نہ پا سکے گا..... لیکن.....

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس لمحے مجھے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ ”خدا تمہیں غارت کردے۔ انسان ہو یا ہاتھی۔ ایسا ہی لگتا ہے جیسے ہاتھی نے سونڈ میں لپیٹ کر پھینک دیا ہو۔“

میں پاؤں اٹھا کر اسے ٹھوکر مارنے جا رہا تھا لیکن ان الفاظ پر میں نے پاؤں روک لیا۔ اس کے علاوہ مجھے یہ آواز جانی پہچانی محسوس ہوئی تھی۔ لیکن یہ بالکل یاد نہیں آسکا کہ یہ کس کی آواز ہے۔ زمین سے اٹھنے والا بھی کچھ خصوصی صلاحیتوں کا مالک تھا کیونکہ جس طرح میں نے اسے اٹھا کر زمین پر مارا تھا اگر وہ مہارت سے نہ گرتا تو یقیناً اس کی ریڑھ کی ہڈی چور چور ہو جاتی مگر وہ اطمینان سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اس کے حلق سے کراہیں نکلی تھیں۔

”ایک بار پھر خدا تمہیں غارت کردے۔ مجھے پہچانو میرا نام بلٹ ہے۔“

”بلٹ!“ میرے منہ سے سرسراتی آواز نکلی۔

”اگر ایک خاص طریقے سے کام نہ لیتا تو تم نے تو میرا وجود ہی مٹا دینا تھا۔“

”لیکن مجھے الہام تو نہیں ہو رہا تھا کہ اس وقت تم میرے عقب میں ہو گے اور پھر جس طرح تم نے مجھے مخاطب کیا اس کے بعد تو تمہارا یہی انجام ہونا تھا۔“

”آہ ذرا مجھے ٹٹول کر دیکھو میں ثابت ہوں یا درمیان سے ٹوٹ گیا ہوں۔ ویسے مسئلہ بہت خراب ہے۔ کہاں گھس رہے تھے تم؟“

”ٹرائل مشن ہے میرا، کہیں بھی گھس سکتا ہوں اس پر کوئی پابندی تو نہیں ہے۔“ میں نے کہا اور وہ قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

”اس کا مطلب ہے کہ بہت زیادہ تپے ہوئے ہو۔“

”نہیں، ڈیوٹی ڈیوٹی ہوتی ہے لیکن بہرحال میں تم سے اس بارے میں کچھ نہیں کہوں گا۔“

”ویری گڈ۔ ذرا میرا بازو پکڑ لو تاکہ میں دو چار قدم چل کے دیکھ لوں۔ واقعی ابھی تک مجھے اپنی جسامت کے مکمل ہونے کا یقین نہیں ہے آؤ میرے ساتھ آؤ۔“

بلٹ کے بارے میں مجھے اچھی طرح اندازہ تھا اور میں جانتا تھا کہ وہ مناسب آدمی ہے اور میں اس کے ساتھ وقت گزار سکتا ہوں چنانچہ میں پر اطمیان انداز میں اس کے ساتھ چلتا رہا وہ آہستہ آہستہ چل رہا تھا اور پھر اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

”خدا کا شکر ہے ثابت ہوں۔“

مجھے اس کی باتوں پر ہنسی آ رہی تھی لیکن بہرحال میں خاموشی سے اس کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا اب مجھے اس بات کی پرواہ نہیں تھی کہ مجھے کہاں لے جا رہا ہے۔ ہم چلتے رہے اور خاصا فاصلہ اسی طرح طے کر لیا گیا پھر بلٹ ایک مکان کے سامنے رک گیا مطلع صاف تھا اور آسمان پر چاند چمک رہا تھا ہر طرف سناٹا ہو رہا تھا۔ بلٹ اس مکان کا دروازے کا تالا کھول کر اندر داخل ہو گیا لیکن اندر داخل ہونے کے بعد جب وہ شخص نظر آیا تو میرا چونکنا بھی ضروری تھا۔ کیونکہ باہر سے تالا لگے مکان کے اندر کسی شخص کا موجود ہونا بڑا تعجب خیز تھا۔ اس نے کہا۔

”آؤ بلٹ ہمیں اوپر چلنا ہوگا۔ میری بیٹی تم لوگوں کے لیے کھانا وغیرہ تیار کر چکی ہے۔“

حیرت کی بات ہی تھی۔ بڑی بے تکی باتیں ہو رہی تھیں۔ یہ بات ذرا غور کرنے کے قابل تھی کہ مکان کے باہر تالا کیوں لگا ہوا ہے۔ جس دروازے سے ہم اندر داخل ہوئے تھے اس کے سرے پر ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا۔ اس کے دوسری جانب ایک ہال جیسی جگہ تھی چنانچہ اس ہال میں پہنچنے کے بعد میری نگاہ اس لکڑی کے زینے پر پڑی جو اوپر کی جانب جاتا تھا اس زینے پر پھٹا پرانا قالین بچھا ہوا تھا اوپر ایک طویل اور تنگ راہداری تھی اس کے سرے پر ایک کمرہ تھا۔ بلٹ اس شخص کے ساتھ اسی کمرے کی جانب بڑھا تھا میں نہیں جانتا تھا کہ یہ آدمی کون ہے لیکن بہرحال اس نے کمرے میں اندر داخل ہو کر بتی جلائی اور پھر ہمیں اندر آنے کا اشارہ کیا۔ پھر وہ ہم دونوں کی طرف دیکھ کر پر خیال لہجے میں بولا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جہاں تک میرا اندازہ ہے یہ جگہ تمہارے لیے نہایت بہتر رہے گی۔"

"تم نے اپنی بیٹی کے کھانے کا تذکرہ کیا تھا۔"

"ہاں۔ہاں۔وہ ابھی پہنچ جائے گا۔"

میں نے ایک نگاہ کمرے میں ڈالی کمرا زیادہ بڑا نہیں تھا۔اس میں صرف ایک ڈبل بیڈ تھا۔ایک طرف پرانی طرز کا ڈریسنگ ٹیبل وارڈ روب۔فرش ماربل کا تھا اور آخری سرے پر ایک واش بیسن لگا ہوا تھا۔بلٹ یہاں آ کر غالباً اپنی چوٹ سے زیادہ تکلیف محسوس کرنے لگا تھا تو وہ آگے بڑھ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کیا یہ محفوظ جگہ ہے۔"

"بالکل محفوظ ہے۔تم مجھ پر اعتماد کر سکتے ہو۔"

"تو پھر جاؤ۔دفع ہو جاؤ، کھانا اوپر ہی آنا چاہیے میں نیچے جانے کی ہمت نہیں کر سکتا۔"

"او کے.....او کے......."اس شخص نے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔میں پر خیال انداز میں بلٹ کو دیکھ رہا تھا پھر میں نے کہا۔

"تم جانتے ہو صورت حال کیا ہے۔ویسے میرا اندازہ ہے کہ تم جانتے ہو کیونکہ جس طرح تم میرے نزدیک اچانک ہی پہنچ گئے ہو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم نے مجھ پر نگاہ رکھی ہے۔"

"اگر تم اپنی طرف سے خوفزدہ ہو تو بالکل فکر مت کرو۔یہاں تمہارا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ہم محفوظ ترین جگہ پر ہیں۔"

"لیکن یہ کون سی جگہ ہے؟"

"یہ بات میں تمہیں تفصیل سے بتا دوں گا۔"

"کیا یہ شخص قابل اعتماد ہے؟"میں نے سوال کیا۔

"مارٹن کی بات کر رہے ہو؟"

"تم نے مجھے اس شخص کا نام نہیں بتایا۔"

"ہاں، اس کا نام مارٹن ہے۔ویسے میری رائے ہے کہ تم منہ ہاتھ دھو لو۔اس سے تھوڑی تھکن دور ہو جائے گی۔"

میں اپنی جگہ سے اٹھا اور واش بیسن کی جانب بڑھ گیا۔نہ جانے بلٹ کو کیا سوجھی تھی۔وہ خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور مجھے وہیں چھوڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔میں غور کرتا رہا لیکن زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ ایک لڑکی میرے کمرے میں داخل ہوگئی۔اس نے سوتی اسکرٹ پہنا ہوا تھا جو بوسیدہ اور ملگجا تھا۔گھٹنوں سے ٹانگیں کھلی ہوئی تھیں۔عمر زیادہ نہیں تھی لیکن بدشکل لڑکی تھی۔گالوں کی ہڈیاں ابھری ہوئیں اور موٹے موٹے ہونٹ تھے وہ کھانا لے کر آئی تھی۔اس نے کھانا میرے سامنے رکھ دیا اس کے بعد خاموشی سے باہر نکل گئی۔میں بلٹ کا انتظار کرتا لیکن نہ جانے کیوں بلٹ نہیں آیا تھا۔ایک لمحے کے لیے میرے ذہن میں خدشات نے جنم لیا لیکن میں نے اس وقت تمام خدشات کو ذہن سے نکال کر کھانے کی جانب رخ کیا۔بھوک لگ رہی تھی اور بھوک کے درمیان ساری باتیں نظر انداز کرنا ہوتی ہیں۔چنانچہ میں کھانے میں مصروف ہوگیا۔خاصی دیر گزر گئی۔کھانا بھی ختم ہوگیا تھا۔میں اب ذرا پریشان ہونے لگا تھا کم بخت بلٹ کہاں مر گیا کہیں میں کسی مشکل میں ہی نہ گرفتار ہو جاؤں میں چند لمحات سوچتے رہنے کے بعد دروازے کی جانب بڑھا اور باہر نکل آیا۔پھر میں سیڑھیاں عبور کر کے وہاں سے آگے بڑھا اور پھر بعد اس عمارت کا گوشہ گوشہ چھان مارا۔یوں لگتا تھا جیسے میرے علاوہ یہاں کوئی اور موجود نہ ہو۔نہ جانے کیوں ذہن خطرے کا احساس دلا رہا تھا۔میں برق رفتاری سے باہر نکل آیا۔جگہ جگہ کیچڑ بکھری ہوئی تھی اور کئی جگہ پاؤں اس کیچڑ میں دھنس گئے تھے۔غالباً یہ سامنے کا حصہ نہیں تھا۔میں سمجھ ہی نہیں پا رہا تھا کہ میں کس طرف نکل آیا ہوں۔سامنے ہی مجھے شیڈ نظر آ رہے تھے جس سے ناگوار بدبو آ رہی تھی۔میں بے آواز چلتا ہوا شیڈ میں داخل ہوگیا ایک طرف خشک گھاس کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔دوسری طرف جلانے والی لکڑیوں کا انبار تھا۔درمیان میں چمڑے کی کھالیں اور ایسی دوسری چیزیں بھری ہوئی تھیں۔میں حیرانی سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔اسی وقت عقب سے مجھے بلٹ کی آواز سنائی دی۔

"کیا تم یہاں ہو مائی ڈیئر لائن ہارٹ؟"

میں نے دل ہی دل میں بلٹ کو ایک گالی دی اور پھر پلٹ کر بولا۔

"میں تو یہاں ہوں مگر تم کہاں مر گئے تھے؟"

"آؤ، آؤ، مجھے اندازہ ہے کہ تم مرچیں چبا رہے ہو گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”تمہاری مرچوں کی ایسی تیسی۔ میں کہتا ہوں کہ کھانا تو تم نے میرے ساتھ کھانا تھا۔“

”آؤ تو سہی بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو بتانے کے لیے نہیں ہوتیں۔ چلو میرے ساتھ۔“

میں نے ایک لمحے کے لیے بلٹ کے بارے میں سوچا حالانکہ میرا دل میلا ہو گیا تھا لیکن اس وقت یہ ایسا شناسا تھا جس پر میں بھروسا کرنے پر مجبور تھا۔ میں نے مکان میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ سب لوگ کہاں مر گئے۔ گھر میں ایک کھانا لانے والی لڑکی تھی اور وہ مارٹن جس کے بارے میں تم نے بتایا تھا۔“

”دیکھو، میں نے ہر طرح سے اطمینان کر لیا ہے اور اپنے بارے میں تمہیں اطمینان دلانا چاہتا ہوں میں نے کہا نا کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جنہیں خاموشی سے صرف دیکھنا ہوتا ہے۔“

”خیر، اس وقت تم جس طرح بھی چاہو، میرے ساتھ پیش آ سکتے ہو لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا بہت زیادہ خطرات مول لینے کا عادی نہیں ہوں اور جب مجھے خطرات محسوس ہوتے ہیں تو میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو مطمئن کر لوں۔“

”گویا یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہارا اطمینان میری موت سے ہو سکتا ہے۔“

”کہا نہیں ہے میں نے۔ لیکن یہ الفاظ......“

”دوست میری موت اتنی آسان بھی نہیں ہے۔ تم شاید مجھے ایک چوہا سمجھ رہے ہو جب مجھ سے تمہارا واسطہ پڑے گا تو تمہیں یقین ہو جائے گا کہ میں چوہا نہیں ہوں۔“

”او کے۔ او کے۔ میں تمہارا یہ چیلنج قبول کرتا ہوں۔“

بلٹ قہقہہ مار کر ہنس پڑا تھا۔ وہ بولا۔

”یار بہت بد دماغ آدمی ہو۔ خیر چلو کوئی بات نہیں۔ اب ایسا کرو خاموشی سے اوپر لیٹ جاؤ اور سو جاؤ۔ نیند انسان کے ذہن کو پرسکون کرتی ہے اور پھر وہ اتنا بد دماغ نہیں رہتا۔“ میں نے خاموشی سے گردن ہلا دی تھی اور اس کے بعد ہم واپس اسی کمرے میں پہنچ گئے۔

”تم یہاں بیڈ پر سو جاؤ، میں نیچے مارٹن کے پاس چلا جاتا ہوں۔“

”اور وہ لڑکی؟“

”اصل میں وہ لڑکی ہی نہیں ہے۔ سمجھ رہے ہو نا تم۔ اس جملے کی وضاحت نہیں کر سکوں گا لیکن بس میری بات کا یقین کر لو۔“

میں خاموشی سے بستر پر لیٹ گیا اور بلٹ وہاں سے چلا گیا لیکن مجھے یہ سب کچھ بہت پراسرار معلوم ہو رہا تھا خیر اتنا اندازہ تو مجھے تھا بلٹ تنظیم کے ذمہ دار لوگوں میں سے ایک ہے اور یقینی طور پر ایسا عمل نہیں کرے گا جو میرے لیے نقصان دہ ثابت ہو لیکن اس کے بارے میں سب کچھ جان لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بلٹ یہاں پر کیا کر رہا ہے اور وہ اس طرح اچانک میرے پاس کیسے پہنچا یہ ساری پراسرار کہانی تھی۔ برانس کی موت کے بعد میں خاصی حد تک خود کو غیر محفوظ سمجھ رہا تھا۔ آخر یہ کیسا ٹرائل مشن تھا جس میں ابھی تک کوئی بات میرے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ میں سونے کی اداکاری کرنے لگا لیکن حقیقت یہ ہے کہ میں سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا اور ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں سو رہا ہوں کافی دیر گزر گئی میرے کان آہٹوں پر لگے ہوئے تھے اور میں سوچ رہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ بلٹ مارٹن یا وہ پراسرار لڑکی یہ جاننے کی کوشش کریں۔ میں سو رہا ہوں یا جاگ رہا ہوں۔ یہ معلوم کرنے کے لیے وہ میرے کمرے میں جھانکیں گے اور آہٹوں سے مجھے پتا چل جائے گا کہ کوئی آیا ہے لیکن کئی گھنٹے اس انداز میں گزر گئے اور مجھے کوئی آہٹ سنائی نہ دی تو میں نے اپنے آپ کو گالیاں دینا شروع کر دیں کیا مصیبت ہے؟ بہر حال پھر بھی بہت سے خیالات دل میں تھے۔ بلٹ میرے ساتھ کھانا کھانے کی بجائے اس شیڈ میں کیوں گیا تھا۔ مارٹن اور لڑکی کیوں غائب ہو گئے پھر جب کوئی آہٹ سنائی دی تو میں نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور ایک بار پھر بے آواز اس دروازے سے نیچے اتر آیا بلٹ یا مارٹن اگر مجھے دیکھ بھی لیتے ہیں تو ان سے کوئی بہانہ بنا دوں گا لیکن پھر وہی صورت حال تھی میں نے مکان کے سارے کمرے دیکھ ڈالے لیکن کہیں کوئی خفیہ راستہ یا کوٹھری نظر نہیں آئی پھر میں اوپر واپس جانے کے لیے زینے تک بڑھا تو اس کے نیچے دیوار میں ایک کھڑکی بنی نظر آئی اس کی چٹخنی چڑھی ہوئی تھی میں نے لپک کر اسے کھولا تو دفعتاً ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا میری ناک سے ٹکرایا اور تاریکی کے باوجود مجھے پتھر کا وہ زینہ نظر آ گیا جو گہرائیوں میں چلا گیا تھا۔ میں جھک کر اس کھڑکی سے اندر داخل ہوا اور سنبھل سنبھل کر زینہ طے کرنے لگا۔ دونوں طرف کی دیواریں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سیلن زدہ تھیں۔ زینہ ختم ہوگیا تو میں نے زینے کے پاس ہی بجلی کا سوئچ تلاش کرنے کی کوشش کی اور چند لمحے کے بعد میرا ہاتھ سوئچ سے ٹکرا گیا اور میں نے سوئچ دبا دیا یہ ایک چھوٹا سا تہ خانہ تھا جس میں ردی اور ناکارہ سامان پڑا ہوا تھا اس میں ناگوار بو رچی ہوئی تھی۔ میں نے چیزوں کے ڈھیر کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ مجھے عقب میں یا آس پاس کوئی دروازہ نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اچانک ہی مجھے اپنی پشت پر کھٹکا سا سنائی دیا میں نے پلٹ کر دیکھا تو مارٹن زینے کے سرے پر پستول ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ مسکرایا اور بولا۔

''سیر کر رہے ہو ماسٹر؟''

''تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔''

''بالکل نہیں ویسے مسٹر بلٹ کہاں ہیں؟''

''یہ سوال تم مجھ سے کر رہے ہو۔'' میں نے کہا۔

''میری لڑکی بھی غائب ہے۔''

''تو پھر جاؤ بلٹ کو تلاش کرو۔ دونوں ساتھ ہی ہوں گے۔'' میں نے کہا اور مارٹن ہنس پڑا۔

''اگر اس نے میری لڑکی سے کوئی بدتمیزی کرنے کی کوشش کی تو ٹوٹے ہوئے جبڑوں کے ساتھ واپس آئے گا۔ میری بیٹی بلیک بیلٹ ہے۔''

''بڑی خوشی ہوئی۔''

''آؤ، یہاں وقت ضائع کر رہے ہو۔ یہاں تمہارے دیکھنے کے قابل کوئی چیز نہیں ہے۔ البتہ میں تمہیں باہر کچھ اور دکھا سکتا ہوں۔ آؤ کیا دیکھنا چاہو گے؟''

''چلو۔'' میں نے کہا۔

زینہ عبور کر کے ہم راہداری میں آئے وہاں سے گزر کر کچن میں پہنچے اور ایک اور دروازہ دریافت ہوگیا یہ کچن میں کھلتا تھا اور مکان کے عقبی حصے کی طرف جاتا تھا۔ مارٹن کچھ فاصلے پر مجھے ایک چھوٹے سے آہنی پھاٹک تک لے گیا اور اس نے مجھے اشارہ کر کے اندر داخل ہونے کو کہا ہم لوگ اندر داخل ہوگئے۔ ویسے میں پوری طرح چوکنا تھا اور کسی بھی لمحے ہر عمل سے نپٹنے کے لیے تیار۔ ہم لوگ آگے بڑھتے رہے لیکن یہاں بھی مجھے کوئی آواز سنائی نہ دی تھی۔ پھر ہم

ایک چھوٹے سے برآمدے میں داخل ہوئے اور اسی وقت مجھے مارٹن کی بیٹی نظر آئی جو ایک کمرے سے باہر نکلی تھی۔ اس نے کڑی آنکھوں سے مارٹن کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم یہاں کیا کر رہے ہو پپا؟''

''جھک مار رہا ہوں۔ وہ کمینہ کہاں ہے؟''

''اندر سو رہا ہے۔''

''اور تم یہاں کیوں مرنے آئی ہو؟''

''اس کا جواب میں تمہیں نہیں دے سکتی پپا۔''

''چلو پھر واپس چلو۔''

''صبح کو آ جاؤں گی۔ تم فکر مت کرو۔''

''لعنت ہو۔ ہمارا یہاں آنا بے کار ہی رہا۔ آؤ ڈیئر کیا نام ہے تمہارا؟ شاید لائن ہارٹ۔''

میرا ذہن شدید جھنجلاہٹوں کا شکار ہو رہا تھا یہ کیا چوہے بلی کا کھیل ہو رہا ہے جس کی کوئی ایک بات میرے ذہن میں نہیں آئی۔ بہرحال میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب مکان میں جا کر سو جاؤں گا نتیجہ کچھ بھی ہو اور یہی فیصلہ میرے لیے سب سے بہتر ثابت ہوا۔ دوسری صبح خوب دیر سے جاگا باہر سے باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ یہ آوازیں نیچے سے آ رہی تھیں باہر نکل کر میں نے جھانک کر دیکھا بلٹ مارٹن اور لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور تینوں خوشگوار موڈ میں کوئی بحث کر رہے تھے۔ میں واپس پلٹا۔ منہ ہاتھ دھویا اور اس کے بعد اوپر ہی سے چیخ کر کہا

''کیا تم لوگ ناشتہ وغیرہ نہیں کرتے؟''

''ہم کر چکے ہیں اور تمہارا ناشتہ تیار رکھا ہوا ہے۔'' بلٹ نے جواب دیا اور میں سیڑھیاں اتر کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ چھوٹی سی ایک میز پر کچھ پلیٹیں رکھی ہوئی تھی ساتھ ہی ٹی پورٹ بھی موجود تھا میں خاموشی سے ناشتے میں مصروف ہوگیا۔ ناشتے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد میں نے محبت بھرے لہجے میں بلٹ سے کہا۔

''مائی ڈیئر مسٹر بلٹ، کیا یہ مجھے پتا نہیں چلے گا کہ میرا آئندہ قدم کیا ہے؟ اور وہ دو جگہیں جو میں نے دیکھی ہیں یعنی ایک وہ شیڈ اور ایک وہ لوہے کے پھاٹک والا مکان، ان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے تمہارا کیا واسطہ ہے؟''

''ان سے نہ تمہارا واسطہ ہے اور نہ میرا۔ البتہ مارٹن اپنی بیٹی کے ساتھ شہر جارہا ہے۔ اسے جانے دو۔ باقی باتیں ہم بعد میں کریں گے۔''

''اوکے۔ اوکے۔'' میں نے پرسکون لہجے میں کہا اور اس کے بعد ناشتے سے فارغ ہو کے چائے کے کئی کپ پی ڈالے۔ مارٹن اپنی بیٹی کو اشارہ کر کے اٹھ گیا تھا جب وہ دونوں چلے گئے تو میں نے پر اطمینان انداز میں دروازہ بند کیا اور اب میری چہرے پر سخت گیری کے آثار تھے میں نے کہا۔

''بلٹ تم نے کہا تھا کہ اگر میرے اور تمہارے درمیان مقابلے کی نوبت آ گئی تو تم میرے لیے اس قدر آسان بھی ثابت نہ ہو گے۔ میں اب تمہارے اس دعوے کو آزمانا چاہتا ہوں۔''

''تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔''

''ہاں ہو گیا ہے اور اگر مجھے صورت حال معلوم نہ ہوئی تو پھر میرا دماغ درست نہیں ہو گا۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ یہ مکان کس کا ہے؟''

''مارٹن کا ہے۔'' اس نے جواب دیا۔

''مارٹن کا!'' میں حیرت سے بولا۔ ''مگر اس میں باہر سے تالا کیوں لگا ہوا تھا؟''

''نہیں اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مجھے یقین نہیں تھا کہ تم اتنی آسانی سے میرے ہاتھ لگ جاؤ گے۔ میں نے مارٹن سے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے رات کے آخری حصے میں میری واپسی ہو۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کو جگانا پڑے گا اس لیے میں باہر سے تالا لگائے جاتا ہوں۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں۔''

''تم کب سے میری نگرانی کر رہے ہو۔''

''میری جان ہر جگہ تمہاری نگرانی کی گئی ہے۔ میری تمہاری ملاقات جیل میں ہوئی تھی تو کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے یہ بات معلوم نہیں تھی کہ تم برانس کے ساتھ جیل سے فرار ہو چکے ہو۔''

''اصل مسئلہ کیا ہے؟''

''اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں وہ ڈسک درکار ہے۔'' بلٹ نے کہا اور میرا ذہن سائیں

سائیں کرنے لگا۔ کس قدر معلومات ہے ان لوگوں کو۔ میں نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور کہا۔

''ہمیں سے تمہارا کیا مراد ہے؟''

''ہمیں سے مراد گولڈ ہارس ہے۔''

''تو گویا یہ کھیل صرف ڈسک کے لیے کھیلا گیا تھا گویا تمہیں ڈسک کے بارے میں معلوم تھا؟''

''چاہو تو تم ایسا سمجھ سکتے ہو۔''

''ڈسک کے بارے میں کیا تمہیں بتانا ضروری ہے؟''

''اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں کسی معمولی حیثیت کا مالک ہوں تو یہ خیال دل سے نکال دو۔ گولڈن ہارس میں میرا بھی ایک عہدہ ہے۔ لیکن میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ یہ عہدہ بتانے پر پابندی ہے۔ چنانچہ میرے دوست اس وقت میں واحد شخصیت ہوں جو تمہارے اور گولڈ ہارس کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہے اور چونکہ تمہیں یہ بات بتا دی گئی ہے کہ بلٹ ہر اس جگہ تمہاری رہنمائی کرے گا جہاں تم اپنے ذہن میں کوئی مشکل محسوس کرو گے اب چونکہ تم ان حالات سے ناواقف ہو اور اس وقت بے سہارا بھٹک رہے تھے۔ قید خانے کے لوگ اور وہ افراد جنہوں نے برانس کو قتل کیا بہر حال تمہاری تلاش میں ہوں گے۔ اس وقت ضروری تھا کہ میں تمہیں سہارا دوں تو میں تمہیں یہاں لے آیا اور تم سے کہہ چکا ہوں کہ یہ محفوظ جگہ ہے۔ رات کو میں کچھ انتظامات میں مصروف تھا یہ نہ سمجھنا کہ میں عیاشی کرنے کے لئے یہاں پہنچا تھا مطلب میرا یہ ہے کہ اب سارے انتظامات ہو گئے ہیں یعنی وہ انتظامات کہ اگر تم مجھے ڈسک کے بارے میں بتا دو تو میں یہ پیغام آگے بڑھا دوں۔''

''تم احمق ہو۔ اتنا وقت گزار چکے ہو اگر تمہیں یہی سوال کرنا تھا تو مجھ سے پہلے پوچھ لیتے تاکہ میں تمہیں بتا دیتا۔ اب تک تو اس ڈسک کا فیصلہ بھی ہو چکا ہوگا۔''

''کیا مطلب؟''

''انہوں نے برانس کی زبان کھلوائی تھی اور برانس نے انہیں بتا دیا کہ ڈسک کہاں ہے۔''

''کیا واقعی؟'' بلٹ کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے خوف کے آثار نظر آئے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بہت چالاک بنتے ہو۔ انتظامات کر رہے تھے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے مگر تم یقین کرو کہ یہ انتظامات ضروری تھے ورنہ میں انہیں پیغام نہیں دے سکتا تھا۔ خیر تم ان باتوں کو چھوڑو۔ مجھے بتاؤ کہ جیول ڈسک کہاں ہے؟"

"بینک آف فرنچیا کے لاکر میں۔"

"اوہ، ویری گڈ، اور لاکر کی چابی؟"

"ہیلن پارک آرگو اسٹریٹ، عمارت نمبر تیرہ۔"

"وہاں کون ہے؟"

"یہ میں نہیں جانتا۔"

اچانک ہی بلٹ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے ایک لمبی دوڑ لگادی وہ کمرے سے باہر نکل گیا تھا اور میں یہ سوچنے لگا تھا کہ مجھ سے غلطی تو نہیں ہوئی اب جو کچھ بھی ہوا ہے جہنم میں جائے مجھے اس سے کیا غرض، دیکھا جائے گا جو بھی صورت حال پیش آئی جب میں تمام چیزوں سے ناواقف ہوں تو پھر کیا غلط ہو رہا ہے کیا صحیح اس کے بارے میں سوچنا بے مقصد ہے۔ بلٹ کے بارے میں میں نے یہ اندازہ لگالیا تھا کہ وہ ان لوگوں کو بینک آف فرنچیا کے بارے میں معلومات فراہم کرنے گیا ہے۔ معلومات فراہم کرنے کا ذریعہ کیا تھا۔ یہ بھی مجھے نہیں معلوم تھا پھر میں انتظار ہی کرتا رہا لیکن اس احساس کے ساتھ کہ ممکن ہے بلٹ واپس ہی نہ آئے۔ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ واپس آیا اور اس نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا۔

"پیغام انہیں دے دیا گیا ہے۔ الفاظ کے تھوڑے سے ردوبدل کے ساتھ اور مجھے یقین ہے کہ تم مجھ سے تعاون کرو گے۔ ویسے ایک بات کہوں اب تمہارا اور میرا یہاں رہنا مناسب نہیں ہے۔ آؤ یہاں سے نکلتے ہیں۔"

"مارٹن کو بتایا ہے تم نے؟"

"کیا؟"

"یہی کہ ہم جا رہے ہیں۔"

جواب میں بلٹ ہنس پڑا اور پھر بولا۔

"میرے دوست ہماری فیلڈ میں اتنے اقدار نہیں چلتے جب مارٹن اور اس کی بیٹی ہمیں

یہاں نہیں پائیں گے تو یہی سمجھیں گے کہ ہم یہاں سے نکل گئے۔"

"جیول ڈسک کے بارے میں انہیں تم نے کیا بتایا؟"

"بس وہ پتا جہاں وہ موجود ہے اور جہاں سے حاصل ہو سکتی ہے۔"

"بینک کے لاکر میں ایک بہت بڑی رقم بھی ہے جس کا تعلق نہ تو گولڈن ہارس سے ہے اور نہ کسی اور سے۔"

"ڈسک کے علاوہ؟" بلٹ نے سوال کیا۔

"ہاں۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"برانس سے جس نے وہ رقم وہاں چھپائی تھی اور اس کا کہنا تھا کہ وہ بہت بڑی رقم ہے۔"

"میرا خیال ہے تم پر ایک ہزار بار لعنت ہو۔ کیا یہ بات تم مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے۔"

"میں تمہیں ساری باتیں بتا سکتا تھا لیکن ہر بات کو بتانے کا ایک وقت متعین ہوتا ہے۔"

"بلٹ کے چہرے پر ہوس کے سائے لرزاں تھے اور خاصی دیر سے سوچ میں مبتلا تھا پھر اس نے کہا۔"

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ برانس نے تم سے جھوٹ بولا ہو۔"

"وہ جھوٹ مجھ سے نہیں بولا گیا تھا۔" میں نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"جس وقت دوسرے گروپ کے آدمی برانس سے معلومات حاصل کر رہے تھے اور اسی معلومات کے دوران اس بات کا انکشاف ہوا۔"

"پلیز ذرا مجھے تفصیل سے بتاؤ کہ کس طرح؟" بلٹ نے دلچسپی سے کہا۔

اور میں بلٹ کو اس گفتگو کی تفصیل بتانے لگا جو ان لوگوں کو اور برانس کے درمیان ہوئی تھی جو برانس کو قید خانے سے آزاد کرا کر لائے تھے۔ بلٹ گہری سوچ میں ڈوب گیا بہت دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔

"آہ! میرے کان میں بھی اس رقم کی بھنک پہنچی تھی لیکن میں نے اسے صرف ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہانی سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا جبکہ بات واقعی بہت بڑی تھی۔ لوٹے ہوئے نوٹوں کی مالیت کروڑوں ڈالر تھی۔ کروڑوں ڈالر اور تم سمجھتے ہو لائن ہارٹ کہ دنیا صرف دولت کے چکر میں گردش میں ہے۔ ہر شخص اپنے لیے کچھ چاہتا ہے اور پھر ایسے معاملات تو کبھی کبھی ہی علم میں آتے ہیں۔"

"مطلب؟" میں نے سوال کیا۔

"سنو۔ مختصراً میں تمہیں بتا دوں جو کچھ کیا گیا ہے اس جیول ڈسک کے لیے کیا گیا ہے جس میں کوئی ایسا راز پوشیدہ ہے جو دنیا کے کئی ملکوں کے لیے اہمیت کا حامل ہے۔ گولڈن ہارس کے بارے میں تم جانتے ہی ہو کہ وہ ہر قسم کے سودے کر لیا کرتی ہے۔ جیول ڈسک حاصل کرنے کے بعد اسے منہ مانگی قیمت پر فروخت کیا جائے گا اور ایک طرح سے اس کی نیلامی کی جائے گی جو بھی اس کی قیمت دے دے اس لیے جیول ڈسک کی اہمیت تو اپنی جگہ ہے ظاہر ہے تنظیم ہی یہ کام کر سکتی ہے۔ تنظیم کا کوئی فرد اپنے طور پر اتنا بڑا کام نہیں کر سکتا چنانچہ اس طرف تو کسی کی توجہ نہیں تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ گولڈن ہارس کے سرکردہ افراد کو اس رقم کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے جبکہ تم کہتے ہو کہ واقعی وہ بہت بڑی رقم ہے تو میرے دوست کیا ایسی کوئی دولت جس کا براہ راست تعلق جیول ڈسک کے ساتھ نہ ہو ہماری ملکیت نہیں بن سکتی؟"

میں نے گہری نظروں سے بلٹ کا جائزہ لیا اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے وہ اس دولت کے ٹرانس میں آ چکا ہے تاہم میں نے شانے ہلاتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بلٹ نہ میں نے اس رقم کے حصول کے بارے میں کچھ سوچا اور نہ ہی اس پر زیادہ توجہ دی۔"

"مجھے معاف کرنا یہ بڑی ناعاقبت اندیشی ہے۔ میں بے وقوفی کا لفظ کہنے سے ڈر رہا ہوں کہ کہیں تم برا نہ مان جاؤ۔"

بلٹ کے الفاظ پر میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔

"مگر میں تمہارے چہرے پر ہوس کے سائے رینگتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔"

"صاف کہہ چکا ہوں تجھ سے کہ دولت کس کی خواہش نہیں ہوتی اور اگر مجھے اتنی بڑی دولت مل جائے اور بڑی خوشی کے ساتھ میں اس کا آدھا حصہ تمہیں دے دوں تو میں سمجھتا ہوں

کہ میری زندگی کا ایک بہت بڑا مقصد پورا ہو جائے گا۔ جس کے لیے میں نہ جانے کب سے سرگرداں ہوں۔"

"کیا چاہتے ہو تم؟"

"آہ! اب تو دل میں یہی خواہش ہے کہ ہر شخص کے وہاں پہنچنے سے پہلے میں اس جگہ پہنچ جاؤں اور دولت اپنے قبضے میں لے لوں ویسے شاید تمہیں اس بات کا علم نہ ہو کہ تنظیم ہمیشہ ڈبل گیم کھیلتی ہے ایک طرف تمہیں یہ ٹرائل مشن دیا گیا لیکن اس کے ایک ایک لمحے کا تعین کر لیا گیا تھا تمہیں لائل کی حیثیت سے اسی لیے جیل میں بھیجا گیا تھا کہ تم برانس تک رسائی حاصل کرو۔ تھوڑے سے نفسیاتی گر بھی استعمال کیے گئے تھے۔ تمہاری فطرت کا بھی تجزیہ کر لیا گیا تھا۔ چنانچہ ایک طرف تو تمہیں ریڈ کراؤن دے کر تمہاری اہمیت بڑھائی گئی تو دوسری طرف تم سے ریڈ کراؤن کی قیمت بھی وصول کرنے کا فیصلہ کیا گیا یعنی جیول ڈسک کے ذریعے جو بہرحال کسی نہ کسی طرح تنظیم کے ہاتھوں لگنا ہی تھی۔"

"کیوں دوسرے گروپ کو جو اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ کیا تم اسے کمزور سمجھتے ہو؟"

جواب میں بلٹ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر اس نے کہا۔

"دوسرے گروپ کے بارے میں جانتے ہو کہ وہ کون ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"گولڈن ہارس ہی کا ایک حصہ۔ بلٹ نے انکشاف کیا اور میں ششدر رہ گیا۔ میری عقل واقعی چکرا کر رہ گئی تھی لیکن بہرحال اس پر بہت زیادہ حیرت کا اظہار حماقت کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس قسم کی تنظیمیں اتنے پراسرار کھیل کھیلتی ہیں کہ ان کا سمجھ میں آنا ناممکن ہو جائے تاہم میں نے بلٹ سے سوال کیا۔"

"مگر یہ کیا بات ہوئی بلٹ کہ اگر اسی تنظیم کا ایک گروپ جیول ڈسک کے حصول کے لئے کام کر رہا ہے تو دوسرا گروپ اس کا مخالف بن جائے اور اسے حاصل کرے۔"

"بس تنظیم کا کھیل اور پھر میرا خیال ہے کہ اس سلئے میں کچھ اور بھی چکر چل رہے ہیں۔"

"مثلاً؟"

"مثلاً مسٹر ڈیف۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیا مطلب؟"

"اب ہر بات کا مطلب تو میرے حافظے میں محفوظ نہیں رہتا۔ چھوڑو ہم کن چکروں میں پڑ گئے۔ آہ کاش اگر تم مجھے اس بارے میں بتا دیتے تو میں کچھ عرصے کے لیے انہیں اپنی معلومات فراہم کرنے سے روک دیتا۔"

"کیا ایسا تو نہیں ہے مسٹر بلٹ کہ ڈیف بذات خود اس رقم کے چکر میں ہو؟"

"میرا خیال ہے نہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ڈیف جیول ڈنک کے حصول سے کوئی فائدہ اٹھانا چاہتا ہو۔ میں نے کہا تا کہ یہ بڑا عجیب گیم ہے ہو سکتا ہے کہ اس تمام معاملات کا تعلق تنظیم کے سربراہان ہی سے ہو چیئرمین کے اسٹینڈرڈ کے لوگ اس سلسلے میں کوئی کوشش کر رہے ہوں۔"

"جہنم میں جائے۔ میں بلاوجہ سر کھپانا ضروری نہیں سمجھتا۔"

"خیر اب کھیل بدلنا ہوگا بشرطیکہ تم میرا ساتھ دو۔"

"کیا مطلب؟"

"جو معلومات میرے ذریعے سے کسی اور کو پہنچی ہیں اور اس کے ذریعے آگے بڑھنے والی ہیں ہو سکتا ہے ابھی آگے نہ بڑھائی گئی ہوں۔ کیا ہم اس سلسلے میں کوشش نہیں کر سکتے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم میرا ساتھ دو اس بات کو ذہن میں رکھنا رقم ہر صورت میں آدھی آدھی ہوگی اور ہم دونوں خاموشی سے اسے پی جائیں گے۔"

"ہوں، کوشش کر لو۔ میں تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں۔"

"زندہ باد۔ تو پھر مجھے کچھ وقت کے لیے اجازت دو تم نے تو بساط ہی پلٹ دی۔" بلٹ نے کہا۔

"کہاں جا رہے ہو؟"

"بس سوالات نہ کرو۔" اس نے کہا اور پھر مجھ سے اجازت لے کر چلا گیا۔ میں ٹھنڈی سانسیں لینے لگا تھا کیا عجیب چکر ہے کبھی کبھی انسان کا دل اس قسم کے ہنگاموں سے فرار چاہتا ہے آہ کاش کوئی ایسا پرسکون گوشہ مجھے مل جاتا جہاں میں ذہن کی تمام گردشوں سے آزاد ہو کر بیٹھ کر اپنے بارے میں سوچ سکتا آہ کاش مجھے میری منزل مل جاتی تو وہ مل جاتا مجھے جو دنیا کے

لیے کچھ بھی نہیں ہے لیکن میرے لیے زندگی کا اہم مسئلہ ہے یعنی میری اپنی شناخت، آہ کاش! لیکن پھر ان خیالات کو ذہن سے نکال دیا بس کوئی فائدہ نہیں تھا ایسی حسرتوں سے جن کی تکمیل کا کوئی طریقہ نظر نہ آئے پھر میں بلٹ کے جانے کے بعد باہر نکل آیا اور اپنے طور پر یونہی آوارہ گردی کرنے لگا۔ معاً میری نگاہیں اس آہنی پھاٹک کی جانب اٹھ گئیں جسے میں پہلے بھی دیکھ چکا تھا لیکن آہنی پھاٹک کے دوسری طرف مجھے جو کچھ نظر آیا وہ میرے لیے سخت حیرت کا باعث تھا۔ میں نے دیکھا کہ بلٹ دونوں ہاتھ اٹھائے کھڑا ہے اور اس کے چہرے پر ایسے آثار ہیں جیسے وہ کسی سے خوف زدہ ہو میں ایک دم ساکت ہو گیا مجھے اندازہ ہو گیا کہ بلٹ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔ اور شاید کچھ اس انداز سے ہے کہ بلٹ اس کی وجہ سے خوف زدہ ہو گیا ہے۔ وہ کون ہو سکتا ہے؟ میں نے ایک نگاہ چاروں طرف دیکھا اور اس کے بعد مجھے ایک ایسی جگہ نظر آ گئی جہاں سے میں اندر داخل ہو سکتا تھا۔ پھاٹک کے قریب کی دیواروں میں ایک دیوار ایسی تھی جس پر میں باآسانی چڑھ بھی سکتا تھا اور دوسری جانب اتر بھی سکتا تھا۔ چنانچہ میں نے وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ یہ غور کرنے کے لیے تو بعد میں بھی وقت مل سکتا تھا کہ بلٹ کے ساتھ کون ہے؟ اور وہ اس طرح خوفزدہ کیوں نظر آ رہا ہے۔ دیوار کے قریب پہنچ کر میں نے اپنے بدن کو تولا اور پھر بندروں کی سی پھرتی سے دیوار پر چڑھ گیا۔ اس کے بعد دوسری طرف کودنا بھی میرے لیے مشکل ثابت نہ ہوا تھا کچی زمین تھی کیاریاں بنی ہوئی تھیں میں کیاری میں کودا اور اس کے بعد ایک ایک قدم پھونک پھونک کر اٹھاتا ہوا ایسی ڈائریکشن میں آ گیا جہاں سے بلٹ کو دیکھ سکتا تھا لیکن جو شخص بلٹ پر پستول تانے ہوئے کھڑا تھا۔ اسے دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں وہ مارٹن کے علاوہ اور کوئی نہ تھا میرے لیے ناقابل یقین بات تھی لیکن میری آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی تھی وہ بھی کوئی تماشا نہیں تھا اور مجھے اب ایک لمحے میں فیصلہ کرنا تھا مارٹن میرے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتا تھا جبکہ بلٹ کے ساتھ میرے آگے کے بہت سے معاملات وابستہ تھے۔ چنانچہ اس وقت مجھے صرف بلٹ کی مدد کرنا تھی میں آگے بڑھنے لگا میرا اندازہ ایسا تھا کہ مارٹن کو میرے قدموں کی چاپ نہیں محسوس ہوئی لیکن بلٹ نے مجھے دیکھ لیا تھا اور انسانی فطرت کا حصہ ہے کہ ایسے لمحات میں وہ اپنے اعصاب پر قابو نہ رکھ پائے۔ مارٹن بے حد چالاک تھا۔ اسے ایک لمحے میں احساس ہو گیا کہ کوئی گڑبڑ ہے۔ وہ برق رفتاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے پیچھے مڑا مجھے دیکھتے ہی اس نے فائر کر دیا۔ گولی میرے شانے کو چھوتی ہوئی گزر گئی تھی لیکن اسی وقت میں نے چیتے کی طرح زقند بھری اور مارٹن کے پیٹ میں ٹکر مارتا ہوا اسے دور تک گھسیٹتا ہوا لے گیا۔ مارٹن گرا تو میں بھی اس کے اوپر ہی تھا اور میں نے مارٹن کو اس کا ذرا بھی موقع نہیں دیا کہ وہ پستول دوبارہ مجھ پر استعمال کر سکے۔ اور بلٹ بھی معمولی آدمی نہیں تھا مارٹن کے گرتے ہی اس نے بھی مارٹن پر چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے اس کی کلائی پر اپنا پاؤں رکھ کر اس زور سے رگڑا کہ مارٹن کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ ساتھ ہی پستول بھی اس کے ہاتھوں سے چھوٹ گیا تھا جسے بلٹ نے فوراً اپنے قبضے میں کر لیا اب میرے لیے ضروری نہیں تھا کہ مارٹن کو میں زمین پر ہی رگیدتا رہوں میں اپنی جگہ سے اٹھا تو مارٹن بھی برق رفتاری سے اٹھ کھڑا ہو گیا لیکن بلٹ شاید اب یا تو خوف زدہ ہو گیا تھا یا اسے مارٹن کی زندگی ناپسند تھی چنانچہ اس نے فوراً ہی مارٹن پر فائر کر دیا اور گولی نے مارٹن کے سینے میں سوراخ کر دیا۔ میں ایک لمحے کے لیے ساکت رہ گیا تھا۔ بلٹ نے اس پر دوسرا فائر کیا پھر تیسرا غالباً وہ مارٹن سے بہت خوفزدہ ہو گیا تھا یا پھر وہ شدید غصے میں تھا۔ تین گولیوں نے چند لمحوں میں مارٹن کا کام تمام کر دیا اور اس کے بعد بلٹ نے پستول والا ہاتھ نیچے کر لیا پھر میری طرف دیکھ کر مسکرایا اور بولا۔

''اس وقت تمہاری آمد سچ مچ میرے لیے زندگی کا باعث بنی ہے یہ تمہارا ایک احسان ہے جو میں نے اپنے رجسٹر میں لکھ لیا ہے۔ آؤ میرا خیال ہے اب تمہارا بھی یہاں رہنا مناسب نہیں ہے۔ بہت احتیاط اور مصلحت پسندی کبھی کبھی شدید نقصان کا باعث بن جاتی ہے۔''

میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ بلٹ واپسی کے لیے مڑ گیا۔ میں نے اس سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ اب وہ کہاں جا رہا ہے لیکن جب میں اس پرانی فورٹ کار کے قریب پہنچا جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر کوئی مجھے نظر آ رہا تھا تو میری آنکھیں ایک لمحے کے لیے حیرت سے پھیل گئیں کیونکہ ڈرائیونگ سیٹ پر میں نے مارٹن کی بیٹی کو دیکھا تھا جس کا نام مجھے معلوم نہیں ہوا تھا لیکن جس کے بارے میں یہ اندازہ میں نے لگا لیا تھا کہ بلٹ سے اس کے کچھ خاص تعلقات ہیں کیونکہ وہ اور بلٹ کافی عرصے تک غائب رہے تھے البتہ مارٹن نے یہ اعتماد ظاہر کیا تھا کہ اس کی بیٹی بلیک بیلٹ ہے اسے کسی نقصان کا اندیشہ نہیں ہے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر تھی اور یوں لگ رہا تھا جیسے وہ انتظار کر رہی ہو تب بلٹ نے دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔ لڑکی نے مسکرا کر اسے

دیکھا اور بولی۔

''چلوں؟''

''ہاں۔'' بلٹ نے جواب دیا۔ میری کھوپڑی فضا میں اڑ رہی تھی کوئی ایک بات جو سمجھ میں آ رہی ہو کیا مارٹن کی بیٹی کو اپنے باپ کی موت کا علم نہیں ہے لیکن بلٹ کو شاید میرے احساسات کا اندازہ ہو گیا تھا اس نے میری طرف رخ کر کے کہا۔

''حقیقت تو یہ ہے کہ ریگی مارٹن کی بیٹی ہے ہی نہیں۔''

میں ایک بار پھر حیرت سے چونک پڑا اس وقت بلٹ نے میرے ذہن کو خوب پڑھ لیا تھا۔ ریگی کہنے لگی۔

''کیوں کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے؟''

''ہماری زندگی میں خاص باتوں کے علاوہ اور ہے ہی کیا ریگی چلتی رہو۔'' بلٹ نے گول مول جواب دیا۔

میں نے خاموشی اختیار رکھی تھی البتہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ تین فائروں کی آوازوں نے بھی ریگی کو یہ سوچنے پر مجبور نہیں کیا کہ یہ فائر کس پر کیے گئے تھے اور کس نے کیے تھے۔ بہرحال میں ذہن کو پرسکون کرنے کی کوشش کرنے لگا اور اس کے بعد میں نے خود کو حالات سے بے تعلق کر لیا ہم نے ایک طویل سفر طے کیا اور اس وقت صبح کی روشنی آہستہ آہستہ پھوٹ رہی تھی جب ہم ایک شہری آبادی میں داخل ہو گئے میں نے محسوس کیا کہ اچھا خاصا شہر ہے لیکن کچھ شہری علامات نظر نہیں آ رہی تھیں ہو سکتا ہے کہ کوئی قصبہ ہو۔ بلٹ نے اس وقت میرے ذہن کو پڑھ لیا اور کہنے لگا۔

''یہ قصبہ مورٹی نو ہے۔''

میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کار سفر کرتی رہی اور کچھ دیر کے بعد وہ ایسی جگہ رک گئی جہاں ایک چھوٹا سا موٹیل بنا ہوا تھا موٹیل کے سامنے اترتے ہوئے بلٹ نے کہا۔

''آؤ ڈیئر تم بھی آؤ اور سنو ریگی ہم مسٹر ریک فلر کی کوٹھی پر جا رہے ہیں اول تو ایسی صورت پیش نہیں آئے گی کہ تمہیں وہاں آنا پڑے تمہارے وہاں آنے سے پہلے ہم خود یہاں آ جائیں گے لیکن تمہارے لیے یہ بہترین جگہ ہے اور اگر تمہیں یہ احساس ہوا کہ کوئی گڑبڑ ہو گئی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے تو پھر تم ادھر کا چکر لگا لینا غالباً تم مسٹر ریک فلر کی کوٹھی کے بارے میں جانتی ہو؟''

ریگی نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی پھر بلٹ کہنے لگا۔

''اور صبح کا ناشتا ہمارے حصے کا بھی تم ہی کر لینا۔ تمہارے پاس کرنسی وغیرہ تو ہے نا؟''

''ہاں ہے۔''

''کیا مارٹن کی بیٹی کو یہ بات معلوم ہے کہ اس کا باپ قتل ہو گیا ہے۔'' میں نے پوچھا۔

''میں نے تمہیں بتایا تھا کہ وہ مارٹن کی بیٹی ہے ہی نہیں۔''

''لیکن اس سے پہلے تو تم یہی کہتے رہے ہو۔''

''اس سے پہلے تو میں بہت سی باتیں کہتا رہا ہوں اور تم بھی بہت سی باتیں کرتے رہے ہو۔ اصلیت اس دور میں بالکل ایک بے کار سی چیز ہو کر رہ گئی ہے۔ کون کیا ہے اس بات کو جانے دو ویسے اگر تجسس دور کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں۔ اصل میں ریگی تنظیم ہی کی ایک کارکن ہے اور مارٹن بھی لیکن جانتے ہو کہ کیا ہوا تھا؟''

''جاننا چاہتا ہوں۔ اس ساری ہنگامہ خیزی کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم۔''

''کم بخت مارٹن نے میرے اور تمہارے درمیان ہونے والی گفتگو سن لی تھی اور اسے اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ لاکر میں جیول ڈسک کے علاوہ ایک بہت بڑی رقم بھی موجود ہے۔ اب دیکھو نا دنیا دولت کے لیے کیسے پاگل ہے۔ مارٹن بھی وہ دولت حاصل کرنے کے خواب دیکھنے لگا اور اس کے لیے اس نے یہی مناسب سمجھا کہ سب سے پہلے مجھے راستے سے ہٹا دے تاکہ میرے ذریعے یہ باتیں تنظیم تک نہ پہنچ سکیں۔'' بلٹ نے قہقہہ لگایا اور بولا۔

اور کہیں اب تم یہ سوچنا شروع کر دینا کہ تم بھی مجھے ہلاک کر دو۔

''بے وقوف ہو تم۔ اگر مجھے دولت سے اتنی ہی دلچسپی ہوتی تو میں تم سے گفتگو کرنے سے پہلے اس کے بارے میں سوچنے لگتا اور چاہتا تو تمہیں بھٹکا بھی سکتا تھا۔''

''مطلب؟''

''یعنی میں تمہیں جیول ڈسک کے بارے میں صحیح رپورٹ نہ دیتا۔''

''ہاں۔ دلیل بہت مضبوط ہے لیکن تم مجھے بیوقوف کہہ رہے ہو حالانکہ میرا خیال میں تم دنیا کے سب سے بڑے بے وقوف ہو۔ ارے پاگل کاغذ کے یہ ٹکڑے پیلے سونے کے یہ ڈھیر

انسان کو دیوانہ بنائے ہوئے ہیں اس وقت ساری دنیا میں صرف اس کے بارے میں سوچا جا رہا ہے اس کے علاوہ کون سوچتا ہے اور کیا سوچتا ہے سمجھ رہے ہو نا تم۔ تمام اقدار جہنم رسید ہو چکی ہیں۔ دولت دولت صرف دولت۔ نوٹوں کے انبار پر بیٹھ جاؤ۔ عزت، شہرت وقار اور اچھی زندگی حاصل کر لو۔ انسان کی خواہش اتنی ہی ہوتی ہے کیونکہ اس کے بعد اس نے مر جانا ہوتا ہے۔''

''فلسفہ مت جھاڑو۔ میرا دماغ پہلے ہی کافی خراب ہے۔'' میں نے غصیلے لہجے میں کہا اور بلٹ ہنسنے لگا یہاں تک کہ ایک طویل سفر طے کرنے کے بعد ہم اس عالی شان کوٹھی کے سامنے پہنچ گئے جو دور سے ایک کھلونے کی طرح نظر آ رہی تھی۔ بلٹ نے مجھ سے کہا۔

''صدر دروازے سے داخل ہونا مشکل کام ہو گا کیونکہ یہ ایک بڑے آدمی کی کوٹھی ہے۔ ہمارا مقصد اندر جانا ہے اور خفیہ طور پر مسٹر ریک فلر سے ملاقات کرنا ہے چنانچہ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم کوئی خفیہ راستہ ہی تلاش کریں۔''

میں نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خفیہ راستہ بلٹ ہی نے تلاش کیا تھا۔ دیواریں کودنا اب ہمارے لیے کوئی نیا مشغلہ نہیں تھا پھر جب مکان کے مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے ہم اس کے اندرونی حصے تک پہنچے تو میں اسے دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ ایسے حسین مکان کم ہی نظر آتے ہیں۔ بیشتر فرنیچر ہاتھی دانت کا بنا ہوا تھا۔ پورے کمرے میں دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ سنگ مرمر کا نفیس زینہ اوپر جاتا تھا۔ ابھی ہم وہاں سے آگے بھی نہیں بڑھے کہ دفعتاً زینے کے اوپری حصے پر ایک شخص نظر آیا۔ اس کی شخصیت بھی دیکھنے کے قابل تھی۔ بہترین تراش کے سوٹ میں ملبوس تھا سفید قمیص پر سوٹ کے رنگ کی ٹائی بندھی ہوئی تھی عمر پچاس کے لگ بھگ تھی۔ سر کے بال دودھ کی طرح سفید تھے لیکن جسامت بہت اچھی تھی۔ چہرے پر سنہرے فریم کی عینک بھی جچ رہی تھی۔ ہم دونوں کو دیکھ کر وہ پوری طرح چونک پڑا پھر اس کی نگاہیں بلٹ پر جم گئیں۔

''کیا تمہیں یہاں آنا تھا؟'' اس نے سوال کیا۔

''سوالات اس طرح سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر نہیں کیے جاتے مسٹر فلر۔''

''آؤ۔'' اس نے اپنا رخ تبدیل کر لیا۔ مطلب یہ تھا کہ ہم سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ جائیں چنانچہ ہمارے قدم اٹھنے لگے اور ہم آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔ مسٹر فلر آگے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑھ رہا تھا پھر اس نے ایک کاریڈور سے گزر کر ایک کمرے کا دروازہ کھولا اور ہمیں اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ ہم کمرے میں داخل ہو گئے۔ بڑا حسین کمرا تھا۔ ظاہر ہے اس کوٹھی کے اندازے کے مطابق "یہ کون ہے؟" فلر نے میری طرف دیکھ کر مغرور انداز میں سوال کیا۔

"وہی شخص جس نے ہمیں تمام معلومات مہیا کی ہیں۔"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم یہاں کیوں آ گئے؟ کیا تمہیں یہاں آنا چاہیے تھا؟"

"مسٹر ریک فلر حالات ہمارے غلام نہیں ہوتے۔ ان میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے ہیڈ کوارٹر کو بینک آف فرنچیا کے بارے میں معلومات فراہم کر دیں؟"

"تمہارا کیا خیال ہے کیا مجھے یہ معلومات نہیں فراہم کرنا چاہیے تھیں۔"

"مگر مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ معلومات ابھی تک وہاں نہیں پہنچیں۔" بلٹ نے شاید اندھیرے میں تیر چلایا تھا لیکن ریک فلر کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے جو اس بات کی تصدیق کرتے تھے کہ واقعی وہ اطلاع وہاں تک نہیں پہنچائی گئی۔

"میرا کام جو کچھ بھی ہے وہ میں بخوبی کرنا جانتا ہوں اگر میں نے یہ اطلاع ہیڈ کوارٹر نہیں دی ابھی تک تو اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ میں نے اپنے کام میں کوتاہی کی ہے۔ اس قسم کی خفیہ اطلاعات کو دور تک پہنچانے کا کام بے حد مشکل ہوتا ہے مسٹر بلٹ! آپ اپنا کام کیجیے میں اپنا کام کر رہا ہوں۔"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے مسٹر ریک فلر کہ یہ **معلومات** حاصل ہونے کے بعد آپ نے اپنا وہ کام کیوں نہ پورا کیا جو آپ کو کرنا چاہیے تھا؟"

"بیٹھو۔" ریک فلر نے رخ بدل کر کہا اور میں اور بلٹ کرسیوں پر بیٹھ گئے اچانک ریک فلر پلٹا تو اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے پستول کی نالی ہماری جانب اٹھی ہوئی تھی اور اس کے ہونٹوں پر ایک عجیب سی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

"وہ انتہائی احمق ہوتے ہیں جو اپنے مفادات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بے شک جیول ڈسک ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جائے گی لیکن کچھ ایسی کارروائیوں کے بعد جن سے میرے اپنے فائدے بھی منسلک ہوں۔"

"کیا گولڈ ہارس کسی ایسے شخص کو معاف کر سکتا ہے جو یہ اطلاع اپنے پاس محفوظ رکھے اور ان کوششوں میں مصروف ہو کہ اس کو ذاتی طور پر کوئی فائدہ پہنچ جائے۔"

"گولڈن ہارس میں شمولیت کی وجہ ہی دولت ہے کیا تم اس بات سے انکار کرتے ہو؟"

"نہیں۔" اچانک بلٹ مسکرا دیا۔ پھر بولا۔

"لیکن اکیلے اکیلے کھانا کیا ایک مناسب بات ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"پستول جیب میں رکھ لو۔ سمجھنے اور سمجھانے میں ٹھنڈا دماغ ضروری ہوتا ہے۔" بلٹ نے کہا اور ریک فلر گہری آنکھوں سے بلٹ کو دیکھنے لگا پھر بولا۔

"تم مجھ سے فراڈ کرنا چاہتے ہو۔"

"مثلاً کسی قسم کا فراڈ۔" بلٹ نے پرسکون لہجے میں کہا۔

"اس سے پہلے تم نے مجھے ڈسک کے بارے میں ساری تفصیلات بتا دی تھیں صرف اسلیے کہ میں یہ تفصیلات اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہوئے ہیڈ کوارٹر کو فراہم کر دوں پھر اچانک تمہارے اندر یہ تبدیلی کیسی رونما ہوئی۔"

"ایک خاص تصور کے ساتھ۔" بلٹ نے جواب دیا۔

"وہ کیا؟"

"شاید تمہیں برانس کی تاریخ معلوم ہو۔"

"کون سی تاریخ؟"

"جب اس نے ڈسک قبضے میں کی تھی۔"

"ہاں مجھے وہ پورا واقعہ یاد ہے۔"

"تب یہ بات تمہارے علم میں بالکل نہیں ہو گی کہ اس کے ساتھ ساتھ ہی ایک اتنی بڑی دولت برانس کے ہاتھ آئی تھی جس کی مالیت کروڑوں ڈالر ہو۔"

"اوہ۔ کچھ ایسی خبریں گروپ سی کے ذریعے مجھ تک پہنچی تھیں لیکن میں نے انہیں افواہ سمجھا۔"

"جبکہ وہ افواہ نہیں ہیں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہیں کیسے معلوم؟"

"یہ شخص برانس کے ساتھ ایک طویل وقت گزار چکا ہے اور اس کی دوستی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔"

میں نے ریک فلر کے چہرے پر ایک نمایاں تبدیلی دیکھی اس نے اپنا پستول جیب میں رکھ لیا۔

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ دولت ہمیں حاصل ہو سکتی ہے۔"

"ہاں اس وقت اتفاق سے مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تھا جب میں نے تمہیں اطلاع دی تھی لیکن بعد کی گفتگو سے مجھے اس کی تفصیل معلوم ہوئی اور میں صرف یہ سوچ کر تمہارے پاس پہنچا کہ کاش تم نے وہ اطلاع ابھی ہیڈ کوارٹر تک نہ پہنچائی ہو۔"

"تب تم انتہائی احمق آدمی ہو وہ تو صرف اتفاق ہے کہ میرے پاس موجود ٹرانسمیٹر میں کچھ خرابی پیدا ہو گئی تھی جسے میں درست کرنے میں لگا ہوا تھا اور اسی وقت میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیوں نہ اس ڈسک کے سلسلے میں ذاتی طور پر کوئی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی جائے اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اب تک ہیڈ کوارٹر کو اس بارے میں اطلاع دے چکا ہوتا۔"

ریک فلر کی بات سن کر میں نے ایک گہری سانس لی تھی۔ اس وقت میرے دل میں یہ خیال گردش کر رہا تھا کہ کیا ساری دنیا کے انسان اسی طرح ایک دوسرے کو دھوکا دیتے ہیں یہ سب کچھ بڑا عجیب لگ رہا تھا مجھے لیکن بہر حال جس شعبے سے تعلق رکھتا تھا یہ اسی کا کام تھا۔ عام لوگ اس سے ذرا مختلف ہوتے ہیں اور ان کا انداز فکر بھی الگ ہوتا ہے۔ ریک فلر اور بلٹ گفتگو کر رہے تھے پھر بلٹ نے ریک فلر سے کہا۔

"اور میرا خیال ہے مسٹر فلر اب آپ کو اس سلسلے میں بذات خود کوئی کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہے کروڑوں ڈالر ہمارا مرکز بن سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی ہم تنظیم کے غدار بھی نہیں کہلائیں گے کیا یہ سودا برا ہے؟"

"بالکل نہیں بشرطیکہ تم سچ کہہ رہے ہو۔"

"کیا یہ بہتر نہیں ہوگا مسٹر فلر کہ ہم واپس فرانس پہنچ جائیں اور اس کے بعد ڈسک خود برآمد کر کے تنظیم کے حوالے کریں۔"

"اب تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت منافع بخش عمل ہوگا۔"

"اور ظاہر ہے کہ اس منافع کے ہم تین پارٹنر ہوں گے۔"

"اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ شخص تمہارے لیے اتنا ضروری ہے تو پھر جیسا تم مناسب سمجھو۔"

"کیسی بات کرتے ہو کیا تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ یہ کون ہے؟"

"تم نے تعارف تو نہیں کرایا۔"

"مسٹر لائن ہارٹ اور ان کا نام یقینی طور پر تمہارے کانوں سے دور نہ رہا ہوگا۔"

ریک فلر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اس نے پرتپاک انداز میں میری جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اور آپ جانتے ہیں سر کہ قصور میرا نہیں ہے بلکہ مسٹر بلٹ نے آپ سے تعارف ہی نہیں کرایا۔ ہم سو فیصد اس کا ذمہ دار انہیں ہی قرار دے سکتے ہیں حالانکہ آپ تو ریڈ کراؤن ہیں۔"

"تھینک یو مسٹر فلر۔"

دفعتاً ہی فلر کے چہرے پر تاریکی پھیل گئی اس نے سراسیمہ نگاہوں سے بلٹ کو دیکھا پھر مجھے، آخر میں وہ بولا۔

"بلٹ کیا مسٹر لائن ہارٹ بھی ہمارے منصوبے میں شریک ہیں؟" بلٹ نے ایک قہقہہ لگایا اور بولا۔

"اتنی دیر میں تمہیں خوف محسوس ہوا۔"

"ہاں یہ معلوم کر کے یہ ریڈ کراؤن ہیں۔"

"تمام کراؤن دولت کے سامنے ہیچ ہوتے ہیں۔ خالی خزانوں والا تاج بھی بے مقصد ہی ہوتا ہے۔ مسٹر لائن ہارٹ ہمارے ساتھ برابر کے شریک ہیں اور یہ راز ابھی ہم دونوں کے درمیان تھا لیکن ہم نے تمہیں اس میں شامل کر لیا ہے۔"

"تب تو مجھے تمہارا شکر گزار ہونا چاہیے۔ آیئے مسٹر ہارٹ، اس سلسلے میں ہمیں زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ایک منصوبہ ترتیب دینا ضروری ہے۔"

"بے شک۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''پھر ہم ایک کمرے میں جا بیٹھے اور ریک فلر نے بلٹ سے کہا۔''

''میں سمجھتا ہوں مسٹر بلٹ، بہترین منصوبہ آپ ہی پیش کر سکتے ہیں۔''

''کوئی بھی کام کسی بھی انداز میں کیا جائے اس کے لیے جس قدر مختصر راستہ اختیار کیا جانا چاہیے تو یہی کامیابی کی نشانی ہوتی ہے۔''

''میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں۔''

''چنانچہ آسان سی بات ہے میں جانتا ہوں مسٹر فلر کہ آپ کے پاس بہترین لانچیں موجود ہیں ان میں سے ایک لانچ ہمیں درکار ہوگی اور بس اس کے ذریعے ہم اپنا سفر کریں اور آخر کار مطلوبہ جگہ پہنچ جائیں گے۔ ہم وہ دولت حاصل کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی جیول ڈسک بھی پھر بعد میں جیول ڈسک گولڈ ہارس کے سپرد کر دی جائے گی اور ہم ایک کہانی گھڑ کے اسے سنا دیں گے ہم یہ کہیں گے کہ یہ ناگزیر ہو گیا تھا ڈسک ہم حاصل کریں خوبصورت کہانیوں کے لیے میرا دماغ بڑا تیز چلتا ہے اور اس جگہ بیٹھ کر اس کہانی کی ترتیب ضروری نہیں ہے کیونکہ جو کام کل کیا جانا ہو وہ آج کر لینا چاہیے۔''

''میں تو کم از کم اس بات سے اتفاق کرتا ہوں آپ کی کیا رائے ہے مسٹر ہارٹ؟''

''اصل میں اس پورے منصوبے کا سربراہ بلٹ ہی ہے اور میں اس کی ہر رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔''

''او کے تو پھر ہمیں زیادہ وقت صرف نہیں کرنا چاہیے میں فوری طور پر اس جگہ فون کیے دیتا ہوں جہاں سے ہمیں لانچ حاصل کرنی ہے۔''

''تمہاری لانچیں کسی خاص جگہ رہتی ہیں کیا؟''

''ہاں شاید تم یہ بات نہ جانتے ہو کہ لانچوں کا نگران ایک شخص ہے جس کا نام ہنٹر پال ہے۔ ہنٹر پال ہی وہ لانچ مہیا کر سکتا ہے جس کے بارے میں اسے اطلاع دینا ہو گی۔''

''کیا اس وقت بھی وہ وہاں مل جائے گا۔''

''بھلا کیوں نہیں، سوال ہی نہیں پیدا وہ دن رات وہیں رہتا ہے۔''

''کیا تم لانچ ڈرائیو کر سکتے ہو بلٹ؟'' میں نے سوال کیا۔

''بخوبی یہ میری زندگی کے بہت سے سال سمندر کے سینے پر گزرے ہیں۔''

''گڈ، یہ تو بہت اچھی بات ہے اور مسٹر ریک فلر کیا آپ ہمارے ساتھ چلنے کی فوراً ہی تیاری کر سکتے ہیں۔''

''ایسے کاموں میں دیر کرنا گناہ سمجھتا ہوں میں۔''

''تو پھر تمہیں تیاری کے لیے دس منٹ دیے جاتے ہیں ویسے شاید اس بات کا علم نہ ہو مائی ڈیئر لائن ہارٹ کہ مسٹر ریک فلر نے اپنی اس کوٹھی میں بڑے بڑے عجیب و غریب معاملات اکٹھے کر رکھے ہیں۔ اپنے دشمنوں کو سزا دینے کے لیے انہوں نے ایک بہت خوب صورت جگہ بنا رکھی ہے۔ کاش میرے پاس وقت ہوتا تو میں تمہیں مسٹر ریک فلر کی کوٹھی دکھاتا۔''

''بڑی عجیب سی بات ہے اور میں واقعی اس کوٹھی کو دیکھنا پسند کرتا۔''

''اگر آپ چلیں تو دس منٹ کے لیے میرے ساتھ آ جائیے میں تیاری کر لوں گا اور باقی کام آپ لوگ کر لیجیے گا۔ بلٹ میرے اس گھر کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ بس ایک منٹ میں ذرا ہنٹر پال کو لانچ کے لیے فون کر دوں۔''

ریک فلر نے فون کرنے میں تیس سیکنڈ سے زیادہ صرف نہیں کیے تھے۔ بلٹ اس کی جانب متوجہ رہا تھا وہاں سے مطمئن ہو کر وہ ہم لوگوں کو ساتھ لے کر چل پڑا۔ بلاشبہ یہ ایک عظیم الشان کوٹھی تھی اور اس کے بارے میں یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ انتہائی خوش ذوقی کا نمونہ ہے لیکن پھر ہم ایک راہداری سے گزرے تو بلٹ ایک لمحے کے لیے رکا راہداری میں چوکور خانے بنے ہوئے تھے۔ اس نے مجھ سے کہا۔

''آپ کو شاید اندازہ نہیں مسٹر لائن ہارٹ کہ یہ کیا جگہ ہے؟ یہ گہرے حوض ہیں جن کی تہہ میں خوف ناک مگرمچھ رہتے ہیں بھوکے آدم خور مگرمچھ اور جب ریک اپنے کسی دشمن کو اس گڑھے میں دھکیل کر اس کے کنارے بیٹھ کر مگرمچھ کی اور اس شخص کی جنگ دیکھتا ہے تو بلاشبہ وہ دیکھنے کے قابل منظر ہوتا ہے۔''

''کیا واقعی؟''

''ہاں، کیوں ریک میں نے غلط تو نہیں کہا۔ تم کس طرح اپنے دشمن کو ان گڑھوں پر دھکیلتے ہو کیا اسی طرح۔'' بلٹ نے کہا اور اچانک ہی وہ پھرکی کی طرح گھوما اس نے ایک ٹانگ اٹھائی اور پوری قوت سے ریک فلر کی کمر پر ماری۔ ریک فلر اچھل کر گڑھے میں جا گرا تھا۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی ہولناک چیخ نیچے تک سنائی دی تھی اور میں شدت حیرت سے گنگ رہ گیا تھا۔ بلٹ نے مجھے دیکھ کر ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگا۔

''تم اگر چاہو تو اندر کا منظر دیکھ سکتے ہو۔''

لیکن مجھے منظر دیکھنے کی ضرورت نہیں پیش آئی نیچے سے خوف ناک جدوجہد کی آوازیں ابھر رہی تھیں ساتھ ہی ریک فلر کی چیخیں بھی اور پھر یہ چیخیں اس وقت تک ابھرتی رہیں جب تک مگرمچھوں نے اس کی گردن نہ چبا ڈالی۔ میں نے نفرت بھری آنکھوں سے بلٹ کو دیکھا۔ بلٹ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ اس نے پلٹ کر کہا۔

''درحقیقت اس شخص کی سنگ دلی سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے جب اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اگر چاہوں تو جھانک کر حوض میں دیکھ سکتا ہوں تو میں نے ایک لمحے کے لیے یہ سوچا تھا کہ کہیں اب یہ مجھ سے بھی چھٹکارا پانے کی فکر میں نہ ہو لیکن یہ کام اتنا آسان نہیں تھا۔ بلٹ اگر ایسی کوئی کوشش کرتا تو یقینی طور پر اسے خود ہی اس گڑھے میں جانا ہوتا۔ لیکن اس کی موت میرے لیے نقصان دہ تھی مجھے اس کی زندگی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ میں نے اس بات کو نظر انداز کر دیا۔ واقعی یہاں رکنا اب ایک طرح سے بے مقصد ہی تھا چنانچہ میں بلٹ کے ساتھ واپس چل پڑا۔ راستے میں بلٹ نے مجھ سے کہا۔

''بھلا تم خود سوچو ان دو کاموں کے علاوہ اس کی اور کیا حیثیت ہو سکتی تھی۔ پہلی بات تو یہ کہ ہمیں یہ پتا چل گیا کہ ابھی تک تنظیم کے ہیڈ کوارٹر کو ڈسک کے بارے میں صحیح جگہ کی نشان دہی نہیں ہو سکی ہے۔ یہ شخص خود اپنے چکر میں تھا کتنی بری ہے یہ دنیا۔ میں تو اس کے بارے میں سوچتا ہوں تو بے حد غم زدہ ہو جاتا ہوں۔'' بلٹ کہتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا اور میں دل میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس شخص سے زیادہ برا اور کون ہوگا۔ بہرحال ہم باہر نکل آئے۔ نکلنے کے لیے وہی خفیہ راستہ اختیار کیا اور میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ بلٹ ایک بہترین ذہانت کا مالک ہے یہ الگ بات ہے کہ یہ ذہانت شیطانی ذہانت تصور کی جا سکتی ہے۔ اس نے کتنے کام ایک ساتھ کر ڈالے۔ یہ پتا لگا لیا کہ ڈسک ابھی بینک آف فرنیچا میں محفوظ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی لانچ بھی مہیا ہو گئی۔ ظاہر ہے ہنٹر پال اب کچھ لوگوں کا انتظار کر رہا ہوگا اور وہ لوگ ہم ہی ہوں گے۔ بہرحال اس شخص سے ہوشیار رہنا ضروری ہے۔ یہ سانپ سے زیادہ موذی اور زہریلا ہے۔ پھر

ہم دونوں اس جگہ پہنچ گئے جہاں ریگی بے صبری اور بے چینی سے ہمارا انتظار کر رہی تھی۔ ہم دونوں کو دیکھ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر اب بھی وہی موجود تھی۔ بلٹ نے ڈرائیونگ سیٹ کے برابر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''چلو۔''

''بہت دیر لگا دی تم دونوں نے۔''

''چلتی رہو۔'' بلٹ سرد لہجے میں بولا اور پھر اسے راستہ بتاتا رہا میں خاموشی سے بلٹ ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم گھاٹ پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد ہم تینوں نیچے اتر آئے اور اس طرف چل پڑے جدھر ہمیں جانا تھا۔ ویسے یہ جگہ مجھے ماہی گیروں کی چھوٹی سی بستی معلوم ہو رہی تھی وہاں چھوٹے چھوٹے لکڑی کے مکانات بھی بنے ہوئے تھے جن کی تعداد بہت کم تھی۔ جگہ جگہ گھاٹ پر لانچیں نظر آ رہی تھیں اور ہم اس جانب بڑھ رہے تھے۔ کچھ فاصلے پر لانچوں کا ایک چھوٹا سا بیڑا پتھروں سے بنے ہوئے پختہ گھاٹ کے دوسری جانب کھڑا نظر آ رہا تھا۔ یہ تمام لانچیں ایک ہی قطار میں کھڑی تھیں۔ گھاٹ سے چند گز دور ٹین کی چھت کا شیڈ تھا۔ جس میں لانچوں کی مرمت کرنے کے اوزار، لکڑی کے پشتے اور دوسری چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔ قرب و جوار میں جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں۔ ہم جس جگہ پہنچے وہاں ایک شخص ہمیں نظر آیا۔ جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہو گیا کہ یہی ہنٹر پال ہوگا اس کے سامنے ایک میز پڑی ہوئی تھی جس پر کھانے کے برتن بکھرے ہوئے تھے۔ میلے کچیلے گلاس اور خالی بوتلیں وغیرہ وہ تقریباً پچاس سال کا لحیم شحیم آدمی تھا۔ ہم اس کے قریب پہنچے تو وہ ہمیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔

''ابھی مسٹر فلر نے تمہیں لانچ کے لیے فون کیا تھا۔''

''ہاں لیکن مسٹر فلر کہاں ہیں؟''

''کیا مطلب؟ کیا تم ان کی آمد کی توقع بھی رکھتے تھے۔''

''نہیں۔ انہوں نے کہا تو نہیں تھا لیکن ایک لانچ تیار کرنے کو کہا تھا اور کہا تھا کہ کچھ مہمان ہیں جنہیں اس لانچ سے سفر کرنا ہے۔''

''وہ مہمان ہم ہی ہیں۔'' بلٹ نے پرسکون لہجے میں کہا۔ پھر بولا ''کیا لانچ تیار ہے؟''

''ہاں بالکل۔ آؤ میں تمہیں لانچ دکھا دوں۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ ہمارے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ گھاٹ کے سرے پر اس نے ایک جگہ روشنی پھینکی اور ہم سے بولا۔

"یہی وہ لانچ ہے۔"

ہم پتھر کے زینے سے لانچ میں اتر گئے۔ ڈیک پر قدم رکھا تو وہ بارش کی وجہ سے چکنا اور گیلا ہو رہا تھا۔ بہر حال اس نے ہمیں لانچ کی چابی دی اور اس کے بعد کہنے لگا۔

"اس کے ٹینک بھرے ہوئے ہیں اور فالتو ڈیزل بھی پیچھے رکھا ہوا ہے اور کسی چیز کی ضرورت تو نہیں؟"

"نہیں۔" بلٹ نے جواب دیا اور اس کے بعد اس نے لانچ کے انجن کو اسٹارٹ کر کے دیکھا انجن بالکل پاور میں تھا اور آواز سے پتا چلتا تھا کہ مضبوط لانچ ہے چنانچہ بلٹ نے لانچ اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ بڑی خوبصورتی سے یہ سارا کھیل کھیلا گیا تھا لیکن اب مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ سفر کہاں تک ہے اور ہمیں کتنے عرصے اس لانچ میں سفر کرنا ہوگا۔ ریگی بھی مطمئن نظر آ رہی تھی اور اس وقت بلٹ کے ساتھ کھڑی ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی۔ بلٹ بڑے اطمینان سے لانچ سیٹر کر رہا تھا۔ میں نے ان دونوں کے درمیان کوئی مداخلت کرنا مناسب نہ سمجھا اور لانچ کے آخری گوشے میں جا کر ڈیک پر پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا میری نگاہیں آسمان پر ٹکی ہوئی تھیں اور ایک بار پھر ذہن میں سناٹے اتر رہے تھے اپنا احساس ہو رہا تھا یہ سب کچھ میری زندگی کا ایک حصہ ہے۔ بہر حال اب جو کچھ ہے کیا کیا جا سکتا ہے۔ میں لیٹا رہا۔ ہوا کے جھونکوں نے ذہن کو بوجھل کرنا شروع کر دیا تھا اور نہ جانے کب میری آنکھیں بند ہو گئیں میرے ذہن میں لانچ کے انجن کی آوازیں بے شک گونج رہی تھیں لیکن ذہن سو رہا تھا اور پھر میں اس وقت جاگا جب آسمان پر ستارے مدھم پڑ چکے تھے اور چاند بے نور ہوتا جا رہا تھا۔ میں چونک کر جاگ گیا اور میں نے سہمی ہوئی نگاہوں سے سامنے کی سمت دیکھا مجھے بلٹ اپنی جگہ مستعد نظر آیا۔ ریگی غالباً کہیں سونے چلی گئی تھی۔ معاً میرے دل میں یہ احساس ہوا کہ کیا ہی حماقت کی بات ہوئی ہے بلٹ جیسے خطرناک آدمی سے ہر بات متوقع تھی۔ اگر وہ مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا تو اس وقت سے بہتر موقع اسے نہ ملا ہوتا۔ خاموشی سے ایک لات مار کر مجھے سمندر میں پھینک سکتا تھا لیکن اس سے ایک بات کا اظہار اور بھی ہوتا تھا وہ یہ کہ بلٹ

مجھے ہلاک نہیں کرنا چاہتا اس بات سے دل میں اعتماد پیدا ہوا۔ میں انگڑائی لے کر اٹھ گیا۔ بلٹ نے گردن گھما کر مجھے دیکھا اور بولا۔

"نیند پوری ہو گئی۔"

"سوری بلٹ۔" اصل میں میں نے تمہارے اور ریگی کے درمیان مداخلت کرنا مناسب نہیں سمجھا۔"

"آہ بے چاری ریگی۔" بلٹ نے کہا۔

میں ایک دم اپنی جگہ ٹھٹک گیا میں نے پھر نگاہیں دوڑا کر چاروں طرف دیکھا ریگی نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں دوڑ کر اس کے قریب پہنچا اور میں نے کہا۔

"بلٹ۔"

"بس اس کی زندگی اتنی ہی تھی اور جس کی زندگی جتنی ہوتی ہے ہم اسے بڑھا تو نہیں سکتے۔"

"مم...... مگر...... مگر"

"نہیں کچھ نہیں ڈیک پر چڑھی اور مجھے خدا حافظ کہہ کر اس نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔" بلٹ نے کہا اور اس طرح قہقہہ مار کر ہنسا جیسے کوئی لطیفہ سنا رہا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو بلٹ؟"

"کمال کرتے ہو مائی ڈیئر کیا ہمارے اس کھیل میں کسی ایسی لڑکی کی گنجائش تھی جس کا کوئی مقصد نہ ہو۔"

"تت...... تو تم نے......"

"ضروری تھا۔ یہاں تک لانا بھی ضروری تھا اسے لیکن اس کے بعد مورٹی نو لے جانا بھی مناسب نہیں تھا۔"

"مورٹی نو۔"

"ہاں، وہ سامنے دیکھو، وہ جو بھوری لکیر نظر آ رہی ہے وہ مورٹی نو ہی کی ہے۔"

"لیکن مائی ڈیئر بلٹ۔"

"نہیں لائن ہارٹ، راستے کے مسافر راستے ہی میں اتر جانے چاہئیں ورنہ عذاب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جان بن جاتے ہیں۔"

میں ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا البتہ دل میں، میں نے یہ سوچا تھا کہ کم بخت کتنے انسانوں کو ختم کرے گا تو۔ اب میں اور محتاط ہو گیا تھا۔ روشنی کے ساتھ ساتھ ہی جزیرہ قریب آتا جا رہا تھا۔ مجھے تو علم ہی نہیں تھا کہ موریٹی نو وہ کیوں جانا چاہتا ہے لیکن بہرحال وہ موریٹی نو پہنچ گیا اور پھر اس نے لانچ خشکی پر چڑھا دی۔ بڑا خرانٹ آدمی تھا۔ لانچ سے اترنے کے بعد اس نے لانچ کی جانب توجہ بھی نہیں دی تھی اور خاموشی سے میرے ساتھ آگے بڑھتا رہا تھا۔ آہستہ آہستہ روشنی پھیلتی جا رہی تھی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب پتا نہیں یہ کم بخت کہاں جا رہا ہے۔ پھر ہم آگے بڑھتے ہوئے تھوڑی ہی دور پہنچے تھے کہ ننھی ننھی بوندیں آسمان سے نیچے اترنے لگیں لیکن بہرحال وہ بارش کی صورت اختیار نہ کر سکیں۔ تھوڑے فاصلے پر درخت نظر آ رہے تھے۔ ہم لوگ درختوں سے گزر کر آگے بڑھتے رہے اور پھر ایک چھوٹے سے مکان میں داخل ہو گئے۔ یہ مکان ایک عجیب طرح کا تھا۔ ہم آگے بڑھتے ہوئے مکان میں پہنچے تو ہمیں کچھ افراد نظر آئے انہی میں وہ بارعب شخصیت کا مالک ادھیڑ عمر آدمی بھی تھا جس کے دائیں ہاتھ پر اسٹین گن لیے ایک مضبوط بدن کا ادھیڑ عمر آدمی نظر آ رہا تھا۔

"ہیلو ڈیئر بلٹ، مناسب وقت پر پہنچے ہو۔"

"میرا پیغام مل گیا تھا تمہیں۔"

"ہاں اور یہ یقیناً لائن ہارٹ ہے۔"

"سو فیصد۔ اب آؤ اندر چلو کیا وہ موجود ہے؟"

"انتظار کر رہا ہے۔" اس نے جواب دیا اور ہم لوگ اس شخص کے ساتھ آگے بڑھ گئے اب میرے ذہن نے کام کرنا ہی چھوڑ دیا تھا میں نے خود کو حالات کے دھارے پر بہنے کے لیے چھوڑ دیا۔ بلاوجہ دماغ کو کھپانے سے کیا فائدہ۔ جو کچھ بھی ہو رہا تھا وہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا لیکن اس وقت سب کچھ سمجھ آ گیا جب ہم اس بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔ بڑے کمرے میں ایک کرسی پر ڈیف بیٹھا ہوا سگار کے کش لے رہا تھا۔ اس کی یہاں موجودگی بھی میرے لیے نہایت حیرت انگیز تھی۔ ڈیف نے مجھے دیکھ کر مسکرا کر گردن خم کی۔ وہ بارعب شخص جو ہمارے ساتھ آیا تھا مسکرا کر بولا۔

"بلٹ نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے مسٹر ڈیف۔"

"ہاں یقیناً بلٹ کی آمد یہی بتاتی ہے کہ کام مکمل ہو گیا ہے بیٹھو مائی ڈیئر لائن ہارٹ بیٹھو۔ ایک بار پھر میں تمہیں اس ٹرائل مشن میں کامیابی کی مبارک باد دیتا ہوں۔" میں خاموشی سے بیٹھ گیا۔ رات بھر کی بے سکونی اور اس سے پہلے کی تھکن نے اس وقت مجھے بدحال کر رکھا تھا لیکن بہرحال میں خود کو سنبھالے ہوا تھا۔ وہ سب میرے اردگرد بیٹھ گئے۔ اسٹین گن بردار شخص دروازے پر جا کھڑا ہوا تھا۔ ڈیف نے ایک بار پھر سگار کے گہرے گہرے سانس لیے اور اسکے بعد بولا۔

"اور یقیناً تمہارے پاس بہترین اطلاعات ہوں گی؟"

"ہاں مسٹر ڈیف اور یہ بھی اتفاق ہے کہ مسٹر ریک فلر صحیح وقت پر آپ کو اطلاع نہ دے سکے اور اس وجہ سے اس کی جان گئی۔"

"کیا مطلب؟"

"ضروری ہو گیا تھا مسٹر ڈیف۔ ہمارا ایک ساتھی ہمارے درمیان کم ہو گیا۔"

"کمی بیشی تو ہوتی ہی رہتی ہے۔ تم نے یہ یقیناً ضروری سمجھا ہو گا۔"

"بہت ضروری۔"

"اچھا اب ایسا کرو تم لوگ جا کر آرام کرو میں ذرا مسٹر لائن ہارٹ سے باتیں کر لوں۔"

"کیا اس میں میری موجودگی ضروری نہیں ہو گی مسٹر ڈیف۔" بلٹ نے کہا اور ڈیف نے بقیہ لوگوں کی جانب دیکھا پھر بولا۔

"اس اسٹین گن بردار کو دروازے کے باہر کھڑا رہنے دو۔ باقی تمام لوگ جاؤ اور ہاں دروازہ باہر سے بند کر دینا۔"

وہ لوگ وہاں سے واپس نکل گئے اور پھر ڈیف نے بلٹ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بداعتمادی کی عادت کبھی نہیں جائے گی بلٹ، مین اس سے سخت نالاں ہوں۔"

"مسٹر ڈیف سیانوں نے کہا ہے کہ بے ہوشی کا ایک لمحہ بھی ساری زندگی کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''میرے سامنے چالاک بننے کی کوشش کررہے ہو۔''

''نہیں مسٹر ڈیف لیکن بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ جن کی وجہ سے میرا آپ کے پاس رکنا ضروری تھا۔''

''تم نے اس شخص کو کیا کیا کچھ بتادیا ہے۔ مگر نہیں پہلے یہ بتاؤ کہ کیا یہ صحیح جگہ ٹریس کرچکا ہے؟''

''ہاں مسٹر ڈیف۔''

''وہ کون سی جگہ ہے؟''

''بینک آف فرنچیا کے لاکر میں جیول ڈسک موجود ہے۔''

''ہوں۔ لاکر کی چابی؟''

''اسے میرے ذہن میں رہنے دو۔''

''مطلب یہ کہ تم اسے ہمارے ساتھ ہی حاصل کرنا چاہتے ہو۔''

''ہاں مسٹر ڈیف۔''

''یہ تو کچھ غیر مناسب سی بات ہے۔ تمہارا جتنا کام تھا وہ ختم ہوگیا جہاں تک تمہارے اس شیئر کا سوال ہے تو تم اس سے پہلے بھی میرے لیے کئی کام کرچکے ہو اور میں نے تمہیں ادائیگی کردی ہے۔''

''یہ صرف چھوٹے چھوٹے کاموں کی بات ہے مسٹر ڈیف اس بار ہم لوگ جو کچھ کررہے ہیں آپ کو اندازہ ہے کہ گولڈن ہارس سے کتنی بڑی غداری ہے اور اگر یہ بات گولڈ ہارس کے علم میں آجائے تو آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے شناساؤں تک کو ختم کردیا جائے گا۔''

''بات اس کے علم میں نہیں آنی چاہیے۔ ویسے مسٹر لائن ہارٹ نے اس معلومات کے لیے سخت محنت کی ہوگی، کیوں مسٹر لائن ہارٹ، آپ ہی کے ذریعے ساری تفصیل مسٹر بلٹ کو معلوم ہوئی ہوگی۔''

''اس بات کا میں اعتراف کررہا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ لائن ہارٹ کو میں نے اپنا تیسرا پارٹنر منتخب کیا ہے۔''

''آں، کیا مطلب؟''

''مگر تم ہمارے پارٹنر کہاں ہو بلٹ؟''

''کیا کہنا چاہتے ہیں مسٹر ڈیف؟'' بلٹ نے کہا۔

''کہنا نہیں بلکہ کرنا چاہتا ہوں۔'' ڈیف بولا اور اس کے ساتھ ہی میں نے اپنے بالکل قریب بیٹھے ہوئے بلٹ کی ایک چیخ سنی میں حیران رہ گیا۔ بلٹ کرسی پر اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا اور کوئی اہم بات نہیں ہوئی تھی جس کی بنا پر وہ چیخے لیکن اس کا چہرہ اس برق رفتاری سے نیلا پڑ رہا تھا۔ وہ میرے لیے ناقابل یقین تھا۔ میں اچھل کر کھڑا ہوگیا۔ میں حیران نگاہوں سے بلٹ کو دیکھ رہا تھا لیکن چند ہی لمحوں کے بعد بلٹ کے منہ سے خون کی دھاریں بہنے لگیں میں اچھل کر پیچھے ہٹ گیا تو ڈیف نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اس صوفے کی پشت سے ایک نوک دار چیز اس کی پشت میں گھسی ہے جو انتہائی خطرناک زہر میں بجھی ہوئی تھی اور اب مسٹر بلٹ ہمارے درمیان نہیں رہے۔'' ڈیف نے سینے پر کراس بنایا۔ میں خاموش کھڑا بلٹ کو دیکھ رہا تھا۔ اب ڈیف اسی طرح اطمینان سے بیٹھا ہوا سگار کے گہرے گہرے کش لے رہا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں مائی ڈیئر لائن ہارٹ تم نہیں سمجھ پاؤ گے۔ تمہیں خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ تم نے خود دیکھ لیا یہ لوگ کس طرح گولڈن ہارس کے غدار ہیں۔ تنظیم ایسے غداروں کو معاف نہیں کرتی۔ گولڈن ہارس میں جو سب سے پہلا کام دیکھا جاتا ہے وہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ کون غدار ہے اور کون گولڈن ہارس کا وفادار۔''

میں خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہا تھا۔ ڈیف نے تب مجھ سے کہا۔

''اور یقیناً تم بھی اس بات سے اتفاق کرتے ہو گے کیونکہ تم ریڈ کراؤن ہو۔''

''مسٹر ڈیف اس دوران جو کچھ ہوا ہے وہ میری عقل وخرد سے باہر ہے۔ گولڈن ہارس کے اپنے نمائندوں کو تو بڑا تحفظ ملنا چاہیے یہ قتل وغارت گری۔ چھوٹی چھوٹی سی بات پر سب ایک دوسرے کو اپنے راستے سے ہٹانے کے خواہش مند۔''

''ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایسا ہوتا رہا ہے لیکن کیا تمہیں اس بات کا ابھی تک علم نہیں ہوسکا کہ مسٹر بلٹ نے تنظیم سے غداری کرکے جیول ڈسک کو اپنے قبضے میں کرنے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوشش کی تھی۔"

"اور اس کے نتیجے میں اسے ہلاک کر دیا گیا۔"

"ہاں۔"

"اور وہ بہت سوں کو ہلاک کرتا چلا آیا ہے۔"

"ہاں، ایسی ہی بات ہے لیکن نہ میں غدار ہوں اور نہ تم۔ اب ہم یہاں سے واپس فرانس جائیں گے اور اسکے بعد تم وہاں اپنی ذمہ داریاں سنبھال لو گے۔ یہ بہت بڑا جال بچھایا گیا تھا اور اس جال میں درحقیقت بہت سے لوگوں کو پرکھنا بھی تھا یعنی دیکھنا تھا کہ کون غدار ہے اور کون تنظیم کا وفادار ہے ریڈ کراؤن کی بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور ریڈ کراؤن جس شخص کو دیا جاتا ہے اس پر مکمل طور پر بھروسا کیا جاتا ہے ویسے کیا میں تم سے ایک سوال کر سکتا ہوں۔"

"کیا سوال ہے؟" میں نے اپنے دماغ پر قابو پاتے ہوئے کہا حالانکہ اس وقت میرا دماغ جس طرح بے قابو ہو رہا تھا میرا دل ہی جانتا تھا۔ صبح کی روشنی اچھی طرح پھیل گئی تھی اور اس نامعلوم جزیرے پر قدم رکھنے سے پہلے اور یہاں پہنچنے تک جتنے بھی واقعات پیش آ چکے تھے انہوں نے میرے دماغ کی چولیں ہلا کر رکھ دی تھیں۔

"سوال یہ ہے کہ کیا بلٹ نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ جیول ڈسک کے حصول کے لیے وہ اپنے دل میں غداری رکھتا ہے اور اس سے خود فائدہ اٹھانا چاہتا ہے جب کہ ہمیں اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں ہمیشہ شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔"

"ہاں اس نے مجھے بتایا تھا۔"

"اور کیا تم اس کے ساتھ شریک ہو گئے تھے؟"

"نہیں میں اسے بہلا پھسلا کر فرانس تک واپس لانا چاہتا تھا میرا مطلب ہے پیرس تک۔"

"مجھے یقین ہے اور یہ یقین آپ کے پرانے ریکارڈ سے بھی مستحکم ہوتا ہے۔ تھینک یو مسٹر لائن ہارٹ، تھینک یو ویری مچ آپ اس وقت تنظیم کے بڑے اعلیٰ عہدیدار سے مخاطب ہیں یعنی میں۔ اور میں ریڈ کراؤن کے لیے آپ کو مستحکم قرار دیتا ہوں۔"

"ایک منٹ، باہر ایک اور شخصیت موجود ہے جس سے اس بارے میں آپ کی ملاقات

کرانا ضروری ہے۔"

"کون؟" ڈیف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اجازت ہو تو میں بلا کر لاؤں۔"

"کون ہے بلاؤ۔"

میں دروازے پر پہنچا اور میں نے دروازے پر آہستہ سے دستک دی لیکن دروازہ نہیں کھلا تب ڈیف کی آواز ابھری۔

"پیٹر دروازہ کھول دو۔"

دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا اور جیسے ہی دروازہ کھولنے والا میرے سامنے آیا میں نے اس کے گریبان پر ہاتھ ڈال کر اتنا شدید جھٹکا دیا کہ وہ توازن برقرار نہ رکھ سکا اور زمین پر جا گرا یہ وہی اسٹین گن بردار تھا جو دروازے پر مستعد کھڑا تھا۔ اس کے گرتے ہی میں نے اس پر چھلانگ لگائی اور اسٹین گن اس سے چھین لی پھر اسٹین گن کے دو برسٹ چلے ایک سے ڈیف کے بدن میں لاتعداد سوراخ ہوئے اور دوسرے برسٹ سے اس اسٹین گن بردار کا جسم چھلنی ہو گیا۔ میری آنکھوں میں خون اتر آیا تھا اور دماغ میں دیوانگی پیدا ہو گئی تھی۔ لعنت ہے اس گولڈن ہارس پر۔ قتل و غارت گری کا جو بازار میں نے گرم دیکھا تھا وہ میرے لیے ناقابل برداشت تھا۔ اب خود مجھ پر خون سوار ہو گیا اور اب اسی خون کے زیر اثر میں نے ان دونوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا۔ گولڈن ہارس کے قابل نہیں تھا۔ آج سے میں اس تنظیم کو خیرباد کہنے کے لیے تیار ہو گیا تھا لیکن اب میرے اندر چیتے جیسی پھرتی اور مستعدی پیدا ہو گئی تھی۔ میں جانتا تھا کہ اس وقت میں گولڈن ہارس کا باغی ہوں اور مجھے اس سے خود کو محفوظ رکھنے کے لیے سخت محنت کرنا ہو گی۔ جبکہ اس وقت اس عمارت میں اور بھی کئی افراد موجود ہیں۔ چنانچہ میں نے اپنی پوزیشن سنبھال لی۔ میرا اندازہ درست ہی نکلا۔ مجھے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ پھر وہ چار افراد اندر داخل ہوئے جو میرے شناسا تھے یعنی میں نے انہیں شروع میں دیکھا جب میں بلٹ کے ساتھ یہاں پہنچا تھا۔ وہ دیوانہ وار اندر داخل ہوئے تھے اور میں جانتا تھا کہ ان لوگوں کی لاشیں اور اس کے بعد میری زندہ موجودگی پر وہ سب کچھ سمجھ جائیں گے۔ اب جبکہ یہ کھیل ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا تو پھر باقی کام بھی مجھے سرانجام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دے دینا چاہیے چنانچہ میں نے عقب سے ان پر برسٹ مارے اور وہ ناواقفیت میں میری گولیوں کا شکار ہو گئے۔ قتل و غارت گری کے اس طویل دور سے آشنا ہونے کے بعد اس وقت میرے دل میں انسانی ہمدردی کا کوئی شائبہ نہیں تھا اور میں ایک عجیب سے جنون کا شکار ہو رہا تھا۔ بات یہیں پر ختم نہیں ہو جائے گی میں جانتا تھا قرب و جوار میں آبادی بھی ہے اور اسٹین گن کی آواز اتنی معمولی بھی نہیں ہوتی کہ دوسرے لوگ اسے نہ سن پائیں۔ وہ یقیناً اس طرف کا رخ کریں گے اور میں پھنس جاؤں گا چنانچہ اب لازمی تھا کہ میں یہاں سے نکل جاؤں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میرا برق رفتار ذہن اور بھی بہت سے کام کر رہا تھا۔ پتا نہیں مورٹی نو جزیرہ ہے۔ اس کی آبادی کتنی ہے یہ کون سی مملکت میں واقع ہے۔ میرے پاس نہ تو کسی قسم کے کاغذات تھے اور نہ ہی کوئی ایسی چیز جس سے میں اپنے آپ کو اس جزیرے میں روشناس کرا سکتا اور اگر یہ اسی علاقے میں ہے جہاں وہ قید خانہ واقع تھا تو پھر مفرور قیدی کی حیثیت سے میری تصویریں بھی سامنے آ چکی ہوں گی۔ لیکن اس کے لیے میرے پاس ایک بہترین حل موجود تھا۔ اس سے قبل کہ لوگ یہاں پہنچیں مجھے اپنے تحفظ کا بندوبست کر لینا چاہیے اسٹین گن کو میں ابھی پھینک نہیں سکتا تھا۔ اس وقت جو بھی میرے سامنے آتا وہ موت کا شکار ہو جاتا۔ میرے دماغ پر خون کی سرخ چادر چڑھی ہوئی تھی۔

میں نے وہاں مردہ افراد کی تلاشی لینا شروع کر دی اور اس خوش پوش آدمی کے لباس سے مجھے اچھی خاصی کرنسی مل گئی۔ اس کرنسی نے پہلی بات تو مجھے یہ بتائی کہ میں مملکت فرانس ہی میں ہوں اور اس کی حدود سے باہر نہیں گیا ہوں۔ کرنسی اچھی خاصی تھی لیکن اس کے باوجود میں نے مزید کرنسی کی تلاش میں کچھ اور لوگوں کی جیبیں ٹٹولیں اور پھر مطمئن ہو کر اسٹین گن سنبھالے وہاں سے باہر نکل آیا۔ یہ کمرہ لاشوں کا ذخیرہ بن گیا تھا۔ دروازے سے باہر نکلنے کے بعد میں سٹین گن لیتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ ستونوں کی آڑ اور ایسی ہی جگہوں کی پناہ میں آگے بڑھتا ہوا میں آخر کار دروازے تک پہنچ گیا۔ دروازے سے کان لگا کر باہر کی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کی۔ قرب و جوار میں کوئی آواز نہیں تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ اس جانب کوئی متوجہ نہیں ہوا ہے۔ پھر عین ایسی جگہ سے میں نے باہر جھانکا جہاں سے میں بآسانی باہر کا جائزہ لے سکتا تھا۔ دور دور تک کا ماحول خاموش اور سنسان پڑا ہوا تھا چنانچہ میں نے اسٹین گن پھینک دی گویا

قتل و غارت گری کا بھوت اب دماغ سے اتر گیا تھا اور اب صرف ذہانت سے اپنی زندگی بچائی جا سکتی تھی۔ چنانچہ سب سے پہلے میں نے یہ کوشش کی کہ اس عمارت سے دور نکل جاؤں کہ اگر اس طرف کوئی آ بھی جائے تو کم از کم میرا تعلق اس عمارت سے ظاہر نہ ہو سکے۔

گلی کوچے سنسان پڑے ہوئے تھی۔ مکانات خاموشی اور سناٹے میں ڈوبے ہوئے تھے بس کہیں کہیں اکا دکا افراد چلتے پھرتے نظر آ جاتے تھے۔ میں چلتا رہا اور پھر اپنے اندازے کے مطابق اتنی دور نکل آیا کہ اب اگر کوئی مجھے اس عمارت سے متعلق ظاہر کرنے کی کوشش بھی کرے تو اسے اس میں کامیابی نہ ہو۔ اب مجھے ایسی جگہ کی تلاش تھی جہاں پہنچ کر سب سے پہلے اپنے اس میک اپ سے چھٹکارا حاصل کر سکوں جو لائل کا میک اپ تھا۔ کم از کم فوری طور پر ایک طرح سے محفوظ ہو جاؤں گا یعنی قید خانے کے ان افراد سے جو ممکن ہے میری اور برانس کی تلاش میں ابھی تک بھٹک رہے ہوں۔ صورتحال سے ناواقف لوگ۔

میں نے کوشش شروع کر دی میرا یہ میک اپ بلٹ ہی کے ہاتھوں کا کمال تھا اور اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ بلٹ ایک باکمال آدمی تھا۔ کافی دیر تک میں اپنے میک اپ کی صفائی کرتا رہا اور اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اب میری شکل بالکل تبدیل ہو گئی ہے۔ وہ پلاسٹک ماسک اور دوسری چیزیں اتر چکی تھیں۔ بالوں کے بارے میں البتہ اندازہ نہیں تھا کہ ان کی کیا کیفیت ہے کیونکہ ظاہر ہے ان میں پلاسٹک کا عنصر شامل کیا گیا تھا جس سے میرے بالوں کی رنگت بھی تبدیل ہو گئی تھی پھر کافی فاصلے پر پہنچنے کے بعد مجھے ایک ایسی جگہ نظر آئی جہاں میں اپنا جائزہ لے سکتا تھا۔ یہ ایک ہیئر کٹنگ شاپ تھی اور اس کے بورڈ پر ایسے بہت سے الفاظ لکھے ہوئے تھے جو میرے مطلب کے تھے یعنی گرم حمام وغیرہ۔ میں اس کی جانب بڑھ گیا۔ ایک درمیانی عمر کا لڑکا دکان کی صفائی ستھرائی کر رہا تھا۔ جب میں اس دکان میں پہنچا تو اس نے مجھے حیرت سے کہا۔

"اتنی صبح موسیو، ابھی تو بہت وقت باقی ہے۔"

"اگر تم مجھے یہاں صرف غسل کرنے کی اجازت دے دو تو میں تمہیں منہ مانگی قیمت ادا کر سکتا ہوں۔"

"حمام گرم ہو رہا ہے اس لیے تمہیں زیادہ گرم پانی نہیں مل سکے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"جتنا بھی مل سکے۔" میں نے جواب دیا۔

"تو ٹھیک ہے چلے جاؤ۔" اُس نے بغیر کسی شک وشبے کے کہا اور ایک جانب اشارہ کر دیا۔

حمام بے حد شاندار تھا۔ ٹائل لگے ہوئے تھے۔ بہر حال میں نے غسل کر کے خود کو آئینے میں دیکھا اور چند لمحوں کے لیے بھٹک کر رہ گیا۔ یہ میری اصل شکل نہیں تھی۔ میرے بالوں کا رنگ بالکل تبدیل نہیں ہوسکا تھا اور چہرہ بھی کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ مجھے اپنے آپ کو پہچاننے کے لیے چند لمحوں کے لیے دقت ہوئی لیکن بہر حال یہ سب رسمی باتیں ہوتی ہیں۔ باہر نکلا تو لڑکے نے کہا۔

"کیا میں آپ کا شیو بنادوں جناب؟"

میرے خیال میں وہ کمائی پر آمادہ ہو گیا تھا کیونکہ یہ اس کی ایکسٹرا کمائی تھی۔ میں نے اس کی بات سے اتفاق کیا اس کے بعد اس نے میرا چہرہ صاف شفاف کر دیا۔ وہ بار بار باہر بھی دیکھا جا رہا تھا۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ یہ ملازم قسم کا لڑکا ہے اور اس لیے خوفزدہ ہے کہ کہیں اس کے مالکان نہ آجائیں۔ اس نے جو سلوک میرے ساتھ کیا تھا اس کے نتیجے میں، میں نے اسے بہترین کرنسی پیش کی۔ اس کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ اس نے مجھے کئی بار سلام کر ڈالا تھا۔ میں نے بہر حال اپنے آپ کو ان لمحات میں محفوظ کر لیا تھا اب دیکھنا یہ تھا کہ موریٹی نو پر میرا بقیہ وقت کیسے گزرتا ہے اور وہ کون لوگ ہوں گے جو میری تلاش میں سرگرداں ہوں گے۔ کرنسی کی طرف سے اطمینان تھا اور مجھے دکانیں کھلنے کا انتظار تھا۔ اس دوران میں نے سوچا کہ کیوں نہ بازاروں کی سیر کی جائے کم از کم اسٹورز پر لگے ہوئے بورڈ یہ بتا سکتے تھے کہ یہاں اس جزیرے میں میرے لیے کیا کیا فراہم ہوسکتا ہے اور جب میں نے اس جزیرے کا ایک طویل جائزہ لیا تو مجھے اندازہ ہوا کہ موریٹی نو کوئی چھوٹا موٹا جزیرہ نہیں ہے یہاں باقاعدہ ایک آبادی ہے۔ لوگوں کی زندگی کے مسائل اسی جگہ پورے ہو جاتے ہیں البتہ موریٹی نو سے جڑواں شہر تک کا فاصلہ بہت زیادہ نہیں معلوم ہوتا تھا کیونکہ میں گھاٹ پر پوری زندگی کو بیدار دیکھ چکا تھا یعنی اسٹیمروں کا آنا جانا اور یہ مسافر بردار اسٹیمر تھے جو مسافروں کو شاید موریٹی نو سے کسی شہری آبادی تک لے جاتے تھے۔ یہ شہری آبادی کون سی تھی اس کے بارے میں مجھے کوئی اندازہ نہیں تھا

ویسے میں احتیاطاً کسی سے پوچھنے کی ہمت بھی نہیں کر سکتا تھا کیونکہ یہ بات نہیں معلوم تھی کہ یہاں اجنبی لوگوں کی آمد و رفت کا کیا انداز رہتا ہے۔ البتہ مجھے یہ احساس ہو گیا کہ زندگی میرے لیے اب اتنی مشکل نہیں رہی ہے اور بہتر یہی ہے کہ یہاں سے نکل جاؤں اور اس کے بعد بازاروں میں واپسی ضروری نہیں سمجھی۔ بہت سے لوگ لائن لگائے ہوئے اسٹیمر میں بیٹھنے کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ مزدور قسم کے لوگ تھے۔ میں بھی اس لائن میں جا کر کھڑا ہوا اور پھر جب میں اسٹیمر کے بالکل قریب پہنچا تو ایک شخص نے میرے سامنے ہاتھ پھیلایا۔

"پانچ لیرا۔" اس نے کہا اور میں نے پانچ لیرا کا کرنسی نوٹ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اس کے بعد اسٹیمر میں اتر گیا اب اس بات کا کوئی شبہ نہیں رہا تھا کہ موریٹی نو سے لوگ شہری آبادی میں نوکری کرنے صبح کو جاتے تھے اور شام کو واپس آجاتے تھے۔ اسٹیمر نے تھوڑی ہی دیر کے بعد اپنا بھونپو بجایا اور اس کے بعد اس کے انجن اسٹارٹ ہو گئے پھر وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا تھا۔ یوں میرا سفر ایک نئی زندگی کی جانب شروع ہو گیا جہاں نہ جانے کون کون سے ہنگامے میرے منتظر تھے۔ میں اسٹیمر میں اپنے ساتھ سفر کرنے والوں کو فرانسیسی بولتے ہوئے سن رہا تھا اور یہ زبان باقاعدہ میری سمجھ میں آرہی تھی۔ بہر حال یہ سفر زیادہ طویل ثابت نہیں ہوا اور پھر اسٹیمر جس ساحل سے آلگا اس کے بارے میں میں نے اندازہ لگا لیا کہ وہ پیرس کے علاوہ اور کوئی شہر نہیں ہے۔ گویا میں پیرس پہنچ گیا تھا۔ ساحل پر اترنے کے بعد لوگ اپنی اپنی اطراف چل پڑے۔ بسیں وغیرہ حاصل کر رہے تھے۔ میں نے ساحل کے قرب و جوار میں چھوٹے چھوٹے ہوٹل بھی بنے ہوئے دیکھے۔ میں ایک ہوٹل کی جانب بڑھ گیا اور پھر اس کے لان میں پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ ویٹر میرے قریب آیا تو میں نے اسے ناشتے کا آرڈر دے دیا۔ ناشتے میں بٹر سلائس، کچھ نامعلوم چیزیں اور اورنج جوس کا گلاس میرے سامنے آگیا۔ غالباً آرڈر دینے ہی میں کوئی غلطی ہو گئی تھی لیکن اب جو سامنے تھا اسی پر گزارہ کیا۔ یہاں بیٹھ کر آنے والے وقت کے بارے میں سوچنے کا موقع مل گیا تھا۔ زندگی رواں دواں ہو گئی تھی۔ ہر شخص اپنی اپنی تگ و دو میں لگا ہوا تھا اور میں انسانوں کی اس ہنگامہ خیز زندگی کو دیکھ رہا تھا جس میں میرا کوئی حصہ نہیں تھا میں اس عضو معطل کی مانند تھا جس کا کوئی کام نہیں تھا لیکن ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ زندگی میں اگر سکون پیدا ہو جائے تو وہ بے مقصد سی ہو جاتی ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بیٹھے بیٹھے بہت سی باتیں سوچنے لگا پھر مجھے اس جیول ڈسک اور اس کے ساتھ پوشیدہ رقم کا خیال آیا اور میں نے دل میں سوچا کہ اور کچھ ہو یا نہ ہو کم از کم ان دونوں چیزوں کی ملکیت میری اپنی ہونی چاہیے۔ جس کے لیے بے شمار افراد قتل ہو چکے ہیں اور نہ جانے کتنے عرصے سے اس کا انتظار جگہ جگہ کیا جا رہا ہے۔ پھر ذہن میں بہت منصوبے بنتے چلے گئے۔ میں نے سوچا کہ اس طرح کی بے زاری کی زندگی گزارنے کا کوئی فائدہ نہیں جب تک سانسوں کی آمدورفت جاری ہے زندگی کی جدوجہد میں حصہ لیتے رہنا ضروری ہے اور اس کے لیے بہت سے منصوبے میرے ذہن میں آئے تھے فی الحال ان منصوبوں کی تکمیل یہ کرنسی بھی کر سکتی تھی جو میری جیب میں موجود تھی اور جس کی مالیت کا میں بخوبی اندازہ لگا چکا تھا چنانچہ جب تھوڑا وقت وہاں بیٹھے بیٹھے گزر گیا تو میں نے بل ادا کیا اور اس کے بعد اس جانب بڑھ گیا جہاں بسوں کی آمدرفت جاری تھی پھر ایک بس نے مجھے ایک خوبصورت علاقے میں اتار دیا جہاں چھوٹے چھوٹے ہوٹل بنے ہوئے تھے یہ رہائشی ہوٹل بھی تھے ایک ہوٹل میں کوئی کمرا حاصل کر لینا کوئی اہم بات نہیں ہوتی لیکن اس سے پہلے میں بازاروں میں کچھ خریداری کرنا چاہتا تھا۔ کچھ لباس اور ضرورت کی دوسری اشیاء خرید کر میں نے پیک کروائیں اور اس کے بعد ایک چھوٹے سے ہوٹل کی جانب بڑھ گیا جس کا نام مواشیر تھا۔ مواشیر کی دوسری منزل پر مجھے ایک کمرا حاصل ہو گیا۔ چھوٹا سا کمرہ لیکن ضروریات زندگی سے آراستہ اس وقت کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں کون ہوں؟ جبکہ میری تلاش میں نہ جانے کتنی آنکھیں کچھ ہی وقت کے بعد سرگرداں ہو جائیں گی لیکن اس سے پہلے میں اپنا حلیہ مکمل طور پر بدل لینا چاہتا تھا۔ ہوٹل کے کمرے کے غسل خانے میں ایک بار پھر میں نے اپنے چہرے کا جائزہ لیا۔ میرا چہرہ اصل تھا۔ بس بالوں کی رنگت میرے لیے ناقابل برداشت تھی اور اسے دیکھ دیکھ کر مجھے ذہنی کوفت ہو رہی تھی لیکن فی الحال میرے پاس بالوں کا رنگ بدلنے کا کوئی حل موجود نہیں تھا۔ مگر یہ حل بھی آخر کار نکل ہی آئے گا۔

تقریباً چوبیس گھنٹے میں نے ہوٹل میں گزارے اور صرف آرام کیا قید کی تھکن ابھی تک دل و دماغ میں تھی اور اس کے بعد کی زندگی تو اس قدر ہنگامہ خیز رہی تھی کہ ہر عضو چیخ پڑتا تھا بڑے مشکل لمحات میں وقت گزارا تھا اور اس مختصر سے وقت میں نہ جانے کتنی تبدیلیاں رونما ہوئی تھیں۔ چوبیس گھنٹے کے اس آرام نے البتہ یہ احساس دلایا کہ اب میں پرسکون ہوں اور

اس کے بعد فیصلے کرنے کے لیے مناسب وقت کا آغاز ہو گیا تھا۔ پیرس جیسی شان دار جگہ کے بارے میں کچھ کہنا ہی بے مقصد ہے۔ میں نے لباس تبدیل کیا اور اس کے بعد باہر نکل آیا۔ پھر ایک سیاح کی طرح میں نے پیرس کی سڑکوں کی آوارہ گردی شروع کر دی۔ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر جب تھکن ہو جاتی تو کسی بس یا ٹیکسی میں بیٹھ کر چل پڑتا۔ دریائے سین کے کنارے دیوہیکل آہنی پرندے یعنی ایفل ٹاور کے قریب پہنچ کر میں اس کے بغلی سمت میں بنے ہوئے بازار میں داخل ہو گیا یہاں مختلف جگہیں موجود تھیں اور ایسے ایسے عجیب و غریب قسم کے بیوٹی پارلر بھی تھے جہاں مرد و عورتوں کے لیے نہایت معقول انتظام تھا۔ میں نے ایک خیال کے تحت ایک بیوٹی پارلر کا رخ کیا اور اس کے بعد متعلقہ شخص کو اپنے بالوں کے رنگ کے بارے میں بتایا۔ میں نے اسے کہا کہ میں ایک اداکار ہوں اور اٹلی میں بننے والی فلموں میں کام کرتا رہا ہوں۔ یہاں ایک سین شوٹ کرانے آیا تھا جس میں میرے بالوں کی رنگت کو تبدیل کیا گیا تھا۔ وہ لوگ جو میک اپ آرٹسٹ تھے کسی ضروری کام سے چلے گئے ہیں میں اپنے بالوں کی رنگت درست کرانا چاہتا ہوں۔ اس کام کے ماہر نے میرے بال دیکھے اور مطمئن انداز میں بولا۔

"یہ مشکل مسئلہ نہیں ہے۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔"

"تو پھر انتظار کس بات کا ہے؟"

پھر بالوں کی اصل رنگت آنے پر میں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اب کم از کم میں اپنے آپ کو خود لائن ہارٹ کی حیثیت سے پہچان سکتا تھا۔ حلیہ درست کرنے کے بعد میں نے بل ادا کیا اور باہر نکل آیا شام جھک آئی تھی اور دریائے سین کے کنارے ایفل ٹاور کے گرد خوب بھیڑ ہو گئی تھی۔ ٹاور کے قریب ملک ملک کے لوگ نظر آ رہے تھے جن میں زیادہ تر سیاح تھے۔ فوٹو گرافر۔ آئس کریم اور تصویری کارڈ بیچنے والے۔ سڑک چھاپ مصور لائن لگائے ہوئے آپ کی تصویر جھٹ پٹ بنانے کو تیار۔ اس میں ایک مصورہ پر میری نگاہ جم گئی۔ لمبے سیاہ بال، گہری سیاہ روشن آنکھیں جو سنہرے چہرے پر بہار دکھا رہی تھیں لیکن ان بڑی بڑی آنکھوں میں یاسیت رچی ہوئی تھی۔ یہ آنکھیں مجھے کوئی بھولی ہوئی کہانی یاد دلا رہی تھیں۔ کوئی تصور میرا ذہن کریدنے لگا۔ یہ سڑک چھاپ مصورہ کسی گاہک کے انتظار میں رنگ اور برش سجائے بیٹھی تھی میں دیر تک اسے دیکھتا رہا اور اسے شاید اس کا احساس ہو گیا۔ وہ میری طرف دیکھ کر اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قدر دل آویز انداز میں مسکرائی کہ میرے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہو گیا۔ ایسا نہیں ہوتا تھا۔ بہت عرصے سے دل کے دھڑکنے کا انداز یکساں ہی تھا لیکن اس چہرے میں ایسی کوئی بات تھی جو مجھے بھولی ہوئی کہانیاں یاد دلاتی تھی۔ میرے قدم بے اختیار اس کی جانب بڑھ گئے تب اس نے اپنی کرسی پر پہلو بدل کر کہا۔

”خوب صورت تصویر جناب۔ اس قدر خوب صورت کہ آپ کو خود اس پر حیرت ہو اور معاوضہ بہت تھوڑا۔“

”میں تصویر بنوانا چاہتا ہوں۔“

”یقیناً، یقیناً آپ براہ کرم ادھر تشریف لے آئیں۔ یہاں بیٹھیں۔“ وہ اپنی کرسی کو کھسکاتی ہوئی بولی اور میں اس کی ہدایت کے مطابق بیٹھ گیا۔ اس نے فوراً ہی سامنے رکھا ہوا بورڈ سیدھا کر لیا اور اپنا ساز و سامان ٹٹولنے لگی۔

”ایک منٹ میڈم۔ ایک منٹ۔“

”معاوضے پر آپ سے کوئی جھگڑا نہیں ہوگا۔“ اس نے صاف ستھری انگلش میں کہا۔

”بالکل ٹھیک ہے لیکن اس کے علاوہ بھی تو آپ سے باتیں کی جا سکتی ہیں۔“

”اس کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے الجھن کی لکیریں نمودار ہوئیں پھر اس نے کہا۔“

”ضرور، ضرور۔“

”میں آپ سے معاوضہ بالکل نہیں پوچھوں گا۔ آپ تصویر کتنی دیر میں بنا لیتی ہیں؟“

”بس تھوڑا سا وقت آپ دیکھتے رہیں آپ کو بہت زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔“

”کیا نام ہے آپ کا؟“ میں نے سوال کیا اور ایک بار پھر اس کے چہرے پر وہی لکیریں نمودار ہو گئیں۔ میں نے فوراً ہی کہا۔

”آپ بالکل یہ نہ سمجھیں کہ میں آپ سے فلرٹ کر رہا ہوں بس یونہی آپ کا نام پوچھنا چاہتا ہوں۔“

”شاکین۔“ اس نے آہستہ سے کہا

”کیا نام بتایا آپ نے؟“

”شاکین۔“

”ٹھیک، اب آپ میری تصویر بنائیں۔“ میں نے کہا اور وہ جیسے مطمئن ہو گئی ہو پھر اس نے پنسل اٹھا کر میرا اسکیچ بنانا شروع کر دیا اس نے میرا پوز خود ہی بنا کر بیٹھنے کو کہا تھا مجھے اپنے اس عمل پر خود ہنسی آ رہی تھی۔ ایسی کسی حماقت کا مجھے شوق نہیں تھا لیکن بس وہی ذہن کو کریدتی ہوئی کہانی جو اس چہرے میں پوشیدہ تھی۔ کیا کہانی تھی وہ۔ میں یاد کرنے کی کوشش کرنے لگا اور اس نے میری سوچ کی لکیریں کاغذ پر منتقل کر دیں۔ شاید وہ یہی سمجھی ہو گی کہ میں اسی انداز میں تصویر بنوانا چاہتا ہوں اس کے ہاتھ بڑی مہارت سے کاغذ پر گردش کر رہے تھے اور میں اپنی شخصیت کو کاغذ پر منتقل ہوتے دیکھ رہا تھا لیکن میری نگاہیں اسی پر جمی ہوئی تھیں۔ اس نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ یہ تو مصوری کا ایک شعبہ تھا ان نگاہوں کو جو وہ میری تصویر پر چسپاں کرنا چاہتی تھی۔ میں اس کے تیزی سے چلتے ہاتھ دیکھتا رہا لمحے لمحے کے بعد وہ نگاہ اٹھا کر مجھے دیکھ لیتی تھی لیکن اب میرے دیکھنے کے انداز پر وہ لکیریں اس کے چہرے پر نمودار نہیں ہو رہی تھیں۔ وہ مجھے لکیروں میں سموتی رہی اور میں قرب و جوار میں اپنی اپنی دھن میں مست لوگوں کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے رنگوں کا استعمال شروع کیا اور اچانک ہی میں نے اس کے چہرے پر تردد کے آثار دیکھے وہ کسی قدر پریشان ہو گئی تھی۔ اس نے پریشان نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر عجیب سے انداز میں مجھے دیکھنے لگی۔

”کیا میں اپنی ڈائریکشن بدل لوں۔“ میں نے سوال کیا۔

اس نے ایک بار پھر مجھے گھبرائے ہوئے انداز میں دیکھا اور پھر انتہائی شرمسار لہجے میں بولی۔

”کیا عرض کروں جناب۔ ایک ایسی بات ہو گئی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی اور یہ صرف اتفاق ہے۔“

”کیوں کیا ہوا؟“

”آپ کی تصویر میں میں نے جو کلر استعمال کیے ہیں ان میں سے ایک کلر اچانک ختم ہو گیا ہے میرے پاس۔ میرا خیال تھا میرے پاس وہ الگ سے بھی موجود ہے لیکن......“

”تو پھر۔“

”تصویر ادھوری رہ گئی۔“

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تو پھر کسی وقت پوری کر لیجیے گا آپ۔"

"پھر کسی وقت۔" وہ عجیب سے انداز میں بولی۔

"ہاں کیا حرج ہے؟"

"نہیں جناب میرا مطلب ہے کہ...... کہ....... کیسا عجیب حادثہ ہوا ہے۔"

"نہیں مس شاکین۔ اس میں نہ تو افسوس کی بات ہے اور نہ پریشان ہونے کی ویسے معاف کیجیے گا آپ کی تصویر کا کیا معاوضہ ہوا۔"

"نہیں جناب، نامکمل تصویر کا کوئی معاوضہ نہیں ہوتا۔"

"آپ اسے مکمل نہیں کریں گی؟"

"یقیناً کروں گی اور اس کے بعد ہی میں آپ سے معاوضہ لینے کی حقدار بنتی ہوں۔"

"اور اگر میں آپ سے درخواست کروں کہ آپ اس کا معاوضہ لے لیجیے کل کسی وقت میں آ کر تصویر لے جاؤں گا تو؟"

"اچھا نہیں لگے گا۔"

"اتنی بری بات بھی نہیں ہے۔ بہر حال آپ نے میری تصویر پر کافی کام کر لیا ہے۔ دیکھ سکتا ہوں؟"

"جی ہاں۔" اس نے میرے اعتراض نہ کرنے پر کسی قدر مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

میں نے تصویر دیکھی۔ بہت اچھی تصویر بنائی تھی اس نے میں اس کی تعریفیں کرنے لگا پھر میں نے کہا۔

"مگر مجھے زیادہ خوشی اس وقت ہو گی جب آپ اس کا معاوضہ مجھ سے لے لیں۔"

"میں واقعی آپ سے بہت شرمندہ ہوں۔"

"حالانکہ میرے خیال میں اچانک ہو جانے والی کسی بات پر جس کی کوئی توقع نہ ہو۔ شرمندہ ہونا ضروری نہیں ہوتا۔"

"آپ کی شکر گزار بھی ہوں ورنہ کوئی ٹیڑھے دماغ کا شخص ہوتا تو میری اس محنت کو پھاڑ کر پھینک دیتا۔"

اس نے مجھے معاوضہ بتایا اور میں نے فوراً ہی جیب سے کرنسی نکال کر اسے ادائیگی کر دی

اس کے ہاتھوں کی انگلیاں بے حد خوبصورت تھیں۔ درحقیقت کسی مصورہ کا ہاتھ معلوم ہوتا تھا میں نے اس سے کہا۔

"اچھا مجھے اجازت ہے؟"

"کل اسی جگہ۔" اس نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" میں نے جواب دیا اور پھر وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

لڑکی نے نہ جانے کیوں میرے ذہن کو سٹرائیک کیا تھا ایسی کیا خاص بات تھی اس میں میری اپنی زندگی میں تو درحقیقت کسی ایسے رومانی حادثے کا موقع ہی نہیں تھا جو شخص خود اپنے آپ سے ناواقف ہو۔ جو اپنی شناخت میں ناکام ہو۔ جو اپنے اصل نام تک کے لیے سرگرداں ہو اس کے لیے بھلا رومانس جیسی چیز کیا معنی رکھتی ہے اور لڑکی کو دیکھ کر میرے ذہن میں کوئی ایسا تصور بھی نہیں ابھرا تھا۔ بس کوئی ایسی بات تھی اس کے اندر۔ غالباً اس کی آنکھوں میں۔ غالباً اس کے نقوش میں یا پھر اس کی مسکراہٹ میں، کہیں نہ کہیں اس کے چہرے پر ایسی کوئی چیز ضرور موجود تھی جو مجھے متاثر کر رہی تھی۔ پھر اس کے بعد نہ جانے کہاں کہاں گھومتا رہا اور جب رات گہری ہوئی تو اپنے ہوٹل میں واپس آ کر کمرے میں لیٹ گیا۔ اب میرے ذہن میں دوسرے خیال سرگرداں ہو گئے تھے۔ لڑکی کو بھول چکا تھا۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب سب سے پہلے مجھے آرگو اسٹریٹ تلاش کرنی چاہیے جس کی عمارت نمبر تیرہ اہم ضرورت ہے۔ چنانچہ دوسرے دن میں بدلے ہوئے موڈ میں باہر نکلا تھا۔ چوکس، چوکنا اور اپنا دفاع کرنے والا۔ وہ دولت بھی میرے ذہن میں تھی جو وہاں لاکر میں محفوظ تھی اور آرگو اسٹریٹ کی عمارت نمبر تیرہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی جس کے بارے میں یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا کہ اس کی کوئی الگ اہمیت ہو گی۔

بیل بجانے پر ایک عمر رسیدہ عورت نے دروازہ کھولا۔ مجھے دیکھ کر آہستہ سے بولی۔

"کس سے ملنا ہے؟"

"یہاں مسٹر مارک رہتے ہیں، پیٹر مارک؟"

"نہیں یہاں ایسا کوئی شخص نہیں رہتا۔" اس نے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی تو میں نے دروازے میں پاؤں اڑا دیا۔

"مگر مجھے مسٹر پیٹر مارک سے ملنا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اے کیا تمہارا دماغ خراب ہے۔ پاؤں ہٹاؤ۔" اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

میں اصل میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ اندر کوئی اور ہے یا نہیں اگر کوئی ہے تو عورت کی تیز آواز پر اسے باہر آ جانا چاہیے۔ میں نے مزید کہا۔

"دیکھیں میڈم، میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ مجھے مسٹر پیٹر مارک سے بہت ضروری کام ہے۔ اندر جو کوئی بھی ہے آپ اسے آواز دیں۔"

"میرے علاوہ اندر کوئی نہیں ہے۔"

"او ہو اس کا مطلب ہے واقعی پھر مجھے غلط پتا۔" میں نے گردن جھکا کر کہا۔ عورت مجھے گھور رہی تھی اچانک ہی میں نے اسے اپنے شانے سے زور سے دھکا دیا اور اس کے بعد دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ عورت کی مدھم سی چیخ سنائی دی تھی وہ کئی قدم پیچھے ہٹ گئی تھی۔

میں نے دروازے سے پشت لگا کر کہا۔

"دیکھو یہ میرا پستول ہے اور اس کا رخ تمہارے سینے کی طرف ہے خاموشی سے کوئی آواز نکالے بغیر اندر چلو۔"

میرے ان الفاظ پر وہ بری طرح خوف زدہ ہو گئی اس کے بعد وہ واپسی کے لیے مڑ گئی میں نے دروازہ لاک کیا اور اس کے ساتھ اندر چل پڑا۔

"کسی مناسب جگہ جہاں میں بیٹھ کر تم سے گفتگو کر سکوں۔"

وہ ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی یہ الفاظ تو وہ پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ گھر میں اور کوئی نہیں ہے اور یہ الفاظ میرے لیے قابل سکون تھے۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد میں نے اس کا جائزہ لیا درمیانے درجے کا فرنیچر پڑا ہوا تھا۔ میں نے کہا۔

"تم نے اپنا نام نہیں بتایا میڈم؟"

"میں کوئی نام وام نہیں بتاؤں گی کیا چاہتے ہو تم؟ لٹیرے ہو؟"

"نہیں۔"

"تو پھر۔"

"ایک نام لینا چاہتا ہوں تمہارے سامنے۔"

"کیسا نام؟"

"برانس۔" میں نے کہا اور عورت کے چہرے پر نمایاں تبدیلی نظر آئی۔ اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"کون ہے یہ برانس؟"

"وہ جس پر تمہیں بہت زیادہ بھروسا ہے اور جو تم پر بہت زیادہ بھروسا کرتا ہے۔"

"تم اسے کیسے جانتے ہو؟"

"قید خانے میں میری اس سے ملاقات ہوئی تھی۔"

"اوہ، کیسا ہے وہ؟" اس بار عورت کے انداز میں اضطراب پیدا ہو گیا تھا۔

"وہ بالکل ٹھیک ہے اور اس نے ایک ذمہ داری میرے سپرد کی ہے میں یہ ذمہ داری پوری کرنے کے لیے یہاں پہنچا ہوں۔"

"کیا ذمہ داری ہے وہ؟"

"وہ چابی جو اس نے تمہارے پاس محفوظ کر رکھی ہے۔" میں نے جواب دیا۔

عورت نے آنکھیں بند کر لی تھیں کچھ لمحے وہ سوچتی رہی پھر اس نے کہا۔

"لیکن اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم برانس ہی کے ایما پر یہاں آئے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کسی طرح تمہیں اس چابی کے بارے میں معلومات حاصل ہو گئی ہوں اور تم اپنے طور پر اسے حاصل کرنے کے خواہش مند ہو۔"

"دیکھو، ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں خاموشی سے تمہاری گردن کاٹوں اور یہاں سے واپس چلا جاؤں لیکن ایسی کوئی بات ہے نہیں۔ برانس جس وقت قید سے رہا ہو کر یہاں پہنچے گا تو تم اس سے معلومات حاصل کر سکتی ہو۔"

"مگر یہ تو بعد کی بات ہے۔"

"تو اس وقت کی بات یہ ہو سکتی ہے کہ میں تمہیں قتل کرنے کے بعد تمہارے مکان کی تلاشی لوں اور آخر کار چابی برآمد کر لوں۔" میں نے غراتی ہوئی آواز میں کہا اور وہ ہنس پڑی۔

"ٹھیک ہے۔" برانس کا دوست اتنا ہی سر پھرا ہو سکتا ہے۔ چابی تمہیں دینے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بس برانس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ میں اسے حفاظت سے رکھوں۔"

"تو اب تم اسے بحفاظت میرے حوالے کر دو۔" میں نے کہا اور اس کے بعد عورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔

"میں ابھی آتی ہوں وہ بولی اور کمرے سے باہر نکل گئی لیکن اس کے باہر نکلتے ہی کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا تھا کوئی بھی گڑبڑ ہوسکتی تھی۔ وہ دروازہ باہر سے بند کرسکتی تھی یا پھر چابی کے بہانے وہ جائے اور جب واپس آئے تو اس کے ہاتھ میں پستول ہو یا پھر ٹیلی فون پہ کسی کو اطلاع دے دے اس لیے اس کے پیچھے جانا ضروری تھا۔ وہ سیدھی جا رہی تھی اور پھر ایک کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوگئی۔ میں دوڑ کر اس کمرے کے دروازے پر پہنچا اور میں نے اس کے برابر والی کھڑکی کے شیشے سے آنکھ لگا دی۔ اس نے ایک الماری کھولی اور اس کے خانے میں کچھ تلاش کرنے لگی لیکن جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو کوئی ایسی چیز میں نے اس کے ہاتھ میں نہیں دیکھی جو چابی کے علاوہ کچھ ہوسکتی تھی گویا ابھی تک حالات درست ہیں۔ اس کے بعد وہ دروازے کی جانب بڑھی میں دیوار سے چپک کر کھڑا ہوگیا تھا۔ وہ باہر نکلی تو میں نے عقب سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا اور وہ بری طرح اچھل پڑی۔

"تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟" اس نے عجیب سے لہجے میں سوال کیا۔

"چابی۔" میں نے ہاتھ آگے بڑھایا اور اس نے چابی میرے ہاتھ پر رکھ دی پھر بولی۔

"عجیب بے صبرے انسان ہو۔ مگر میں پوچھتی ہوں۔ یہ چابی کیسی ہے۔"

"جیسی بھی ہے۔ بہرحال ایک کام کی چیز ہے اور میں تمہارا شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے ایک اور قتل پر مجبور نہیں کیا۔"

"تم کیسے لوگ ہوتے ہو۔ انسانی زندگی کو اپنی چھوٹی سی خواہش کی بھینٹ چڑھا دیتے ہو قتل کر دیتے ہو چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لیے۔ جہنم میں جاؤ۔ اب تمہارا یہاں رکنا مناسب بھی نہیں ہے میں کسی آدمی کو اپنے مکان میں نہیں دیکھنا چاہتی جو اس قدر بدکار ہو۔"

چنانچہ میں خاموشی سے باہر نکل آیا لیکن باہر آنے کے بعد ایک اور خیال میرے دل میں جاگا کیا ضروری ہے کہ یہ چابی وہی ہو جو برانس نے اسے دی ہے اگر ایسا نہ ہوا تو اپنی زندگی کا ایک دلچسپ دھوکا کھاؤں گا لیکن بہرحال زندگی میں دھوکے بھی کھانا چاہئیں۔ اس سے انسان آئندہ محتاط ہو جاتا ہے۔ بہرحال اس کے بعد میں نے احتیاط سے چابی اپنے اندرونی لباس میں رکھی۔ اس وقت میں ایک بڑی دولت کا مالک تھا حالانکہ فرانس میں اس وقت میرے

بہت شناسا ہو سکتے ہیں جن کا تعلق تنظیم سے ہو سکتا ہے اگر کوئی مل جائے گا تو دیکھ لوں گا۔ بعد میں صورتحال سنبھالی جاسکتی ہے لیکن فی الحال میرا تنظیم کے کسی رکن سے ملنے کا ارادہ نہیں تھا۔

دوپہر کو ہوٹل میں کھانا کھایا اور اس کے بعد فرانس کے نواحات کی سیر کرنے نکل گیا لیکن مقررہ وقت پر میں ایفل ٹاور پہنچ گیا تھا۔ میں نے اس جگہ کو دیکھا جہاں شاکین بیٹھی تھی لیکن وہ جگہ خالی تھی اور اس کی جگہ ایک مصور بیٹھا ہوا تھا مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔ لڑکی دھوکا دے گئی میں نے دل ہی دل میں سوچا اور اسی وقت اس مصور نے مجھے مخاطب کیا۔

"ایکسکیوزمی سر۔"

میں نے چونک کر اس کی جانب دیکھا تو وہ کہنے لگا۔

"غالباً شاکین کے پاس آپ کی ایک تصویر محفوظ ہے۔ اس نے تصویر میں مجھے آپ کا چہرہ دکھایا تھا۔ میرا نام جوزف پاسکل ہے اور یہ میں آپ کو بتا دوں کہ وہ میری ہم پیشہ ہے۔"

"ہوں۔ آج وہ یہاں کیوں نہیں آئیں؟" میں نے سوال کیا۔

"کچھ ایسی مصروفیت ہوگئی تھی لیکن اس نے مجھے خصوصی تاکید کر دی تھی کہ اگر میں آپ کو ادھر دیکھوں تو یہ ایڈریس آپ کے حوالے کر دوں۔ اس نے انتہائی معذرت کے ساتھ کہا ہے کہ اگر آپ اس ایڈریس پر پہنچ سکیں تو تصویر کے معاوضے میں سے آپ کے آنے جانے کا کرایہ بھی ادا کر دیا جائے گا اور معذرت بھی کی جائے گی مع چائے کی پیالی کے۔"

میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے اس نوجوان کے ہاتھ سے شاکین کا ایڈریس لیا اور میں گردن ہلا کر واپسی کے لئے وہاں سے مڑ گیا پھر اس ایڈریس کو تلاش کرنے میں مجھے خاصی مشکل پیش آئی تھی کیونکہ یہ جگہ فرانس کے خوب صورت شہر پیرس کی نفی کرتی تھی بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ روشنی کے پیچھے اندھیرے کی حیثیت رکھتی تھی۔ زمانہ قدیم میں پیرس اپنی عظیم تاریخ رکھتا ہے۔ حالانکہ اس وقت یہ صرف دلدلوں اور چند جزیروں پر مشتمل تھا۔ سیلٹ نسل کے لوگ یہاں آ کر آباد ہوگئے۔ اس کے بعد یہ جولیس سیزر کے حوالے سے مشہور ہوا اس وقت پارلیسی قبیلہ یہاں آباد تھا اور اس نے 307ء میں اس شہر پر حملہ آور ہو کر اسے فتح کیا تھا لیکن بعد میں اس کی یہ فتح ناکامی میں بدل گئی اور اس کے لیے پیرس میں کچھ روائتیں موجود ہیں جنہیں سن کر ہنسی آتی ہے خاص طور سے سنت جینے دیوی کی کرامتیں اور ٹوٹکے جو ہنوی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے سردار کو پیرس سے ناکام بنا کر واپس لے گئے جینے دیو کو اب بھی پیرس کا محافظ مانا جاتا ہے
پھر شالیمان کا دور آیا جو خلیفہ ہارون الرشید کا ساتھی تھا اور ہسپانیہ فتح کرنے کے شوق میں برف پوش کوہساروں کے پار جا کر مسلمانوں کے ہاتھوں اپنی فوج کی درگت بنوا بیٹھا اور ٹھنڈا ٹھنڈا فرانس واپس آ گیا۔ اس کے بعد کی تاریخ بھی بہر طور اپنی ایک الگ حیثیت رکھتی ہے لیکن جدید پیرس انتہائی حسین عمارتوں اور تاریخی مقامات پر مشتمل ہے۔ یہاں کا موسم سردنم آلود اور کسی قدر افسردہ سا ہے آپ کسی بھی علاقے میں نکل جائیے آپ کو یہاں سیاح ضرور ملیں گے چاہے وہ جگہ شان زے لی ہو یا کانکورو کا چوک۔ وہ مشہور چوک جہاں انقلاب فرانس کے دوران گلوٹین گاڑ کر تین ہزار انسانوں کے سر کاٹ دیے گئے تھے۔ دانتونیو کوزمی کون اور ایلسیانیوس ان مرنے والوں میں شامل تھے لیکن آج اس خوفناک چوک کے بیچ شاہکار مجسموں سے مزین لاتعداد فوارے ابل رہے ہیں۔ اہل فرانس اس جگہ کو کان کورو کے نام سے پکارتے ہیں۔ بہر حال مختلف راستوں سے گزرنے کے بعد میں کلیسائے سانتو پہنچ گیا۔ جس کے عقب میں بہت سے گندے فلیٹ بنے ہوئے تھے اور انہی میں سے ایک فلیٹ شاکین کا بھی تھا جس کا نمبر تلاش کرنے میں مجھے کوئی دقت نہ ہوئی ایک بوڑھے فرانسیسی نے مجھے اس فلیٹ کے دروازے پر لے جا کر کھڑا کر دیا تھا۔ میں نے اپنے بال وغیرہ سنبھالے اور اس کے بعد فلیٹ کی بیل پر انگلی رکھ دی۔ دروازہ جس شخصیت نے کھولا تھا۔ اسے دیکھ کر ایک لمحے کے اندر اندر میرے ذہن پر پھر وہی کیفیت طاری ہو گئی وہی لڑکی تھی جس نے اپنا نام شاکین بتایا تھا مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک شرمندہ سی مسکراہٹ ابھری۔ اس نے آنکھیں بند کر کے گردن جھٹکی اور پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔

"عموماً اگر کسی کو کسی کے ہاتھوں تکلیف پہنچتی ہے تو معذرت کے چند الفاظ کہہ کر وہ اپنا دل ٹھنڈا کر لیتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ جس شخص سے معذرت کی گئی ہے اسے کوئی تکلیف ہی نہیں ہوئی لیکن جناب میں آپ سے عرض کر دوں کہ پلیز اندر آیئے۔ آپ رک کیوں گئے۔" وہ پیچھے کو ہٹتی ہوئی بولی اور میں مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا پھر اس نے دروازہ بند کیا اور اس کے بعد وہ آگے بڑھی۔ میں اسے ہی دیکھ رہا تھا لیکن اچانک مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرا سانس رک گیا ہو میرے قدم جم سے گئے ہوں جو کچھ دیکھ رہا تھا وہ قدرت کا بھونڈا مذاق تھا خالق اپنے تخلیقی

عمل میں کہیں چوک گیا تھا وہ چل نہیں رہی تھی بلکہ چلنے کی کوشش میں مصروف تھی لڑکھڑاتی، ٹھوکریں کھاتی ہوئی معصوم سی حسین مورت وہ لنگڑی تھی۔ نہ جانے کیوں ایک عجیب سا احساس میرے ذہن میں ابھرنے لگا۔ میں نے اپنے سینے میں اس بے بس لڑکی کے لیے بے پناہ ہمدردی اور رحم کی اک لہر دوڑتی ہوئی محسوس کی تھی۔ وہ اپنی ایک ران پر سختی سے ہاتھ جمائے بڑے تکلیف دہ انداز میں لنگڑاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی پھر ایک دروازے کے سامنے رک کر اس نے مجھے اندر آنے کا اشارہ کیا۔ اس کے نازک لبوں پر مغموم تبسم کھیل رہا تھا۔ میں نے یقین نہ کرنے والے انداز میں اپنے سر کو جھٹکا اور پھر کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ میرے پیچھے اندر داخل ہوئی تھی اور پھر اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

"آپ کے دل میں اس وقت میرے لیے رحم اور ہمدردی کے جذبات موجزن ہوں گے؟"

"نہیں ایسا بالکل نہیں ہے۔" میں نے جلدی سے کہا۔

"دیکھئے مجھے جھوٹ پسند نہیں۔ سب لوگ مجھ پر ترس کھاتے ہیں میں ہمیشہ رحم کے جذبات کی بھکاری بن جاتی ہوں۔ آپ اپنے آپ کو دوسروں سے کیوں مختلف ظاہر کر رہے ہیں۔ براہ کرم تشریف رکھیے۔"

میں آگے بڑھ کر اس بوسیدہ سی کرسی پر بیٹھ گیا جو کمرے میں رکھی ہوئی تھی۔ کمرے کی ابتر حالت بتاتی تھی کہ اس کے حالات بہتر نہیں ہیں۔ وہ بھی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"یہاں چونکہ عموماً میں بیٹھی رہتی ہوں اس لیے لوگ مجھے سمجھ نہیں پاتے۔ میں خود بھی کسی کو سمجھانا نہیں چاہتی ورنہ آپ یقین کریں لوگ مجھے بھیک دینا شروع کر دیں۔"

"آپ نے مجھے غمزدہ کر دیا ہے شاکین۔"

"غمزدہ نہ ہوں۔ نہ جانے کتنے لوگ کون کون سی چیزوں سے محروم ہوتے ہیں۔ یہاں تو بات ہی عجیب سی ہو گئی۔ حالانکہ مجھے آپ سے معذرتیں کرنی چاہئیں تھیں اور آپ کو آپ کی تصویر مکمل نہ ہونے پر پورا معاوضہ مع تصویر کے واپس کر دینا چاہیے تھا لیکن یوں لگتا ہے جیسے آپ ضرورت سے زیادہ ہی رحم دل ہیں۔ آپ کے چہرے کے تاثرات یہی بتاتے ہیں۔"

"مس شاکین بہرحال آپ سے بے شمار لوگ ملتے ہوں گے آپ سے ہمدردی کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اظہار بھی کرتے ہوں گے۔ میں بھی انہی میں سے ایک ہوں لیکن ان سے کچھ قدم آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔"

"میں سمجھی نہیں۔" اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا۔

"آپ کے ساتھی مصور نے مجھے آپ کا پورا پیغام دے دیا تھا۔ جس میں ایک پیالی چائے بھی شامل تھی۔"

"اوہ، ہاں۔" وہ بچوں کے سے انداز میں ہنس پڑی۔

"اگر میں آپ سے درخواست کروں کہ میں آپ سے مزید کچھ دیر گفتگو کرنا چاہتا ہوں تو کیا آپ اس وقت کاروباری ہونے کا مظاہرہ کریں گی۔"

"بالکل نہیں۔ کسی کو کسی سے باتیں کرنا اتنا برا نہیں لگتا۔"

"تو پھر میں آپ سے اور بھی بہت سی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا چائے کے درمیان اور کیا آپ اس گندے سے فلیٹ میں چائے کی ایک پیالی پینے پر رضامند ہو جائیں گے۔"

"اگر وہ آپ نہ بنائیں تو۔"

"کیا مطلب؟"

"آپ کو چائے بنانے کے لیے کچن تک جانا ہوگا۔"

"میں یہاں سے ایفل ٹاور تک جاتی ہوں۔"

"لیکن اس وقت۔"

"نہیں۔ ہاں اگر یہ خوب صورت بہانہ ہے ہمارے گندے برتنوں میں چائے نہ پینے کا تو میں اس بہانے کو اس شرط پر قبول کرلوں گی کہ آپ صاف الفاظ میں مجھ سے یہ کہیں کہ آپ یہاں اس لیے چائے نہیں پینا چاہتے۔"

"تو پھر میں ذرا بے تکلفی کا مظاہرہ کروں گا۔"

"کیجیے مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا۔"

"میں کچن تک آپ کے ساتھ جاؤں گا۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہاں کوئی نہیں ہے۔"

"وہ ہنس پڑی پھر بولی۔"

"خیر میں اس کے بہت سے مطلب نکال سکتی ہوں لیکن آپ ایسا نہ کریں تو بہتر ہے جو کچھ چھپا رہے اسی پر مجھے خوش ہو لینے دیجیے۔"

"لیکن شاکین میں آپ کے ساتھ چلنا چاہتا ہوں۔"

"آئیے۔ وہ بھی دیکھ لیجیے۔"

کچھ عجیب سی کیفیت ہوگئی تھی۔ کوئی ایسا گاہک شاید اسے پہلے نہ ملا ہو جو اس قسم کی احمقانہ ضدیں کرتا ہو لیکن اس نے بھی تو مجھے میری تصویر کے حصول کے لیے اپنے فلیٹ پر پیغام دے کر بلایا تھا۔ کچن اسی انداز کا تھا جس انداز کا ہونا چاہیے تھا میں بس اس کی مدد کرنا چاہتا تھا اور یہ بس ایک احمقانہ محبت تھی کیونکہ ظاہر ہے زندگی کے اس بوجھ کو صبح سے شام تک وہ نہ جانے کس کس انداز میں گھسیٹتی ہوگی تاہم میں نے اس کے ساتھ مل کر چائے تیار کروائی اور ایسی خوش دلی سے کرائی تھی کہ وہ بھی خوش ہوگئی تھی۔ اس نے الماری سے بسکٹ کا ایک پیکٹ نکالا اسے کھول کر پلیٹ میں رکھا اور میری طرف دیکھ کر مسکرا کر بولی۔

"آئیے پھر کچھ آپ سنبھالیے اس میں۔"

"ٹرے میں لگا دیجیے میں خود سنبھال لوں گا۔"

پھر ہم دونوں کمرے میں آ بیٹھے۔ میری اس بے تکلفی اور اس انداز سے شاید وہ بھی لطف اندوز ہو رہی تھی۔ اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی کیا کہیں گے کسی مصورہ سے پالا پڑا تھا۔ ارے ہاں کیا آپ کو اپنی تصویر فوراً ہی دیکھنے کا شوق ہے۔ اگر ایسی بات ہو تو میں تصویر نکال کر لاؤں۔"

"نہیں۔ میں آئینہ دیکھ لیتا ہوں۔ آپ اطمینان سے بیٹھیں اور مجھے چائے پلائیں۔"

میرے ان الفاظ پر وہ ہنس پڑی پھر اس نے چائے کی پیالی اٹھا کر ادب سے مجھے پیش کی اور میں نے شکریہ کے ساتھ چائے لے لی۔

"ویسے آپ بہت بڑے آدمی ہیں۔" اس نے کہا پھر بسکٹ کی پلیٹ سرکاتے ہوئے بولی۔

"لیجیے۔ یہ بھی لیجیے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آپ کو اس تصویر کا معاوضہ تو بہت کم پڑ جائے گا۔"

"نہیں واقعی میں بہت شرمندہ ہوں۔ دیکھیے عجیب اتفاق ہے۔ لیکن میں سوچتی ہوں کہ یہ کیا ایک اچھا اتفاق نہیں ہے جو آپ کو میرے فلیٹ تک لے آیا اور اس وقت میں نہایت بے تکلفی سے بیٹھی آپ سے باتیں کر رہی ہوں۔ مجھے معاف کیجیے گا ایک تو میں لنگڑی ہوں دوسرے بہت غریب ہوں۔ لوگ ذرا کم ہی منہ لگاتے ہیں ایسے لوگوں کو۔ وہ اصل میں یہ سوچتے ہوں گے کہ کہیں ہمدردی ہمدردی میں کچھ اخراجات نہ ہو جائیں حالانکہ ہم لوگ ایسے نہیں ہیں۔"

"ایسی باتیں کر کے آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں۔"

"آپ نے اپنا نام نہیں بتایا مجھے۔"

"لائن ہارٹ۔" میں نے جواب دیا۔ وہ مسکرا پڑی۔

"کیوں، میرا نام اس قدر مضحکہ خیز ہے۔"

"نہیں پلیز۔ آپ ایسا کیوں سوچ رہے ہیں؟"

"آپ کی مسکراہٹ۔"

"نہیں لائن ہارٹ۔" وہ ایک بار پھر مسکرا پڑی۔ میں نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا پھر میں نے کہا۔

"مس شما کین اگر میں آپ کو صرف کین کہوں تو کیا آپ برا مانیں گی؟"

"کین مصنوعی اور پر تکلف باتیں کر رہے ہیں ہم۔ آپ بہر حال میرے مہمان ہیں اگر آپ مجھے کین کہہ کر مخاطب کریں گے تب بھی مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

میں نے ایک لمحہ اس کی صورت دیکھی پھر بولا۔

"اور مہمان بھی کتنا عجیب۔ ہمارے آپ کے درمیان صرف تصویر کا تعلق ہے۔"

اس نے کچھ کہنے کے لیے ہونٹ کھولے لیکن پھر نہ کہہ کر خاموش ہی رہی۔ میں اس سے دیکھ رہا تھا نہ جانے کیوں یہ لڑکی میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہو رہی تھی۔ کچھ عجیب سی کیفیت تھی میں اسے نہ ہمدردی کا نام دے سکتا تھا اور نہ اپنی ایک ایسی پسند کا جسے نہ جانے کون کون سے نام دے دیے جاتے ہیں پھر میں خاموشی سے چائے کے گھونٹ لیتا رہا اس کے بعد میں

نے کہا۔

"اب میں آپ سے تصویر وصول کروں گا اور اس کے بعد یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اس کے بعد اگر میں کبھی ایفل ٹاور کے قریب آپ سے ملنے کی کوشش کروں گا تو آپ سمجھیں گی کہ ایک ایسا شخص زبردستی آپ کے گرد منڈلا رہا ہے جس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں تھا اور جو صرف آپ کو ایک خوبصورت لڑکی سمجھتا ہے۔ اگر میں آپ سے کہوں گا کہ میں دوبارہ بھی آپ سے ملنا چاہتا ہوں کیا آپ کے فلیٹ پر میں آ سکتا ہوں تو آپ اگر زیادہ صاف گو ہوں گی تو آپ مجھ سے یہ سوال کر دیں گی کہ آپ دوبارہ یہاں کیوں آنا چاہتے ہیں یا اس معمولی سی تصویر کی آڑ میں آپ مجھ سے تعلقات کیوں بڑھانے کے خواہش مند ہیں۔ یہ تمام سوالات وہ ہیں مس کین کہ ایسے حالات میں ہر شخص کر سکتا ہے۔ لیکن مس کین کیا ان تمام چیزوں سے ہٹ کر کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو انسان کی راہوں کی ان رکاوٹوں کو دور کر دے۔"

وہ میرے الفاظ سمجھنے کی کوشش کرنے لگی پھر اس نے کہا۔

"نہیں، کیوں نہیں ہے ہم سب محبت اور یگانگت کے رشتے میں منسلک ہیں کوئی اگر کسی سے ایک بار ملاقات کرنے کے بعد دوبارہ بھی ملاقات کرنا چاہتا ہے تو اس میں میرے خیال سے کوئی حرج نہیں ہے۔ دنیا میں تعلقات اسی طرح قائم ہوتے ہیں۔ آپ اتنے گہرے انداز میں کیوں سوچ رہے ہیں؟"

"اس لیے مس کین کہ میں اکثر آپ سے ملتے رہنا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا اور وہ بچوں کی طرح کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"لیجیے اتنی سی بات تھی جس کے لیے آپ نے طویل تمہید باندھی۔"

"گویا ایسا ہو سکتا ہے؟"

"پلیز مسٹر ہارٹ۔" اس نے کہا اور پھر اسی انداز میں ہنس پڑی۔

میں مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ بولی۔

"دیکھ لیجیے کیسا بدلہ لیا میں نے آپ سے۔"

"مطلب نہیں سمجھا میں۔"

"آپ نے مجھے صرف کین کہا اور میں نے آپ کو ہارٹ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

’’لگتا تو یوں ہے کہ ہمارے درمیان دوستی کا آغاز ہو گیا۔‘‘ میں نے ہنس کر کہا۔

’’دیکھیے دوستی کرنا بری بات نہیں ہے۔ انسان ایک دوسرے کے شناسا سا ہو ہی جاتے ہیں۔ بس۔‘‘

’’اس بس کے آگے کچھ نہیں ہے؟‘‘ میں نے پھر سوال کیا۔ وہ مجھے دیکھتی رہی پھر ہنس پڑی۔

’’ہاں، اس بس کے آگے کچھ نہیں ہے لیکن اگر ہے بھی تو ہونا نہیں چاہیے۔‘‘

’’تو پھر اس بات پر سمجھوتہ کیسے لیتے ہیں۔‘‘

’’اعتماد کے ساتھ۔‘‘ اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔‘‘

’’او کے، یہ اچھی بات ہے کہ میرے دوستوں میں ایک دوست کا اضافہ ہو گیا۔‘‘

’’اور کتنی دوست لڑکیاں اور دوست لڑکے ہیں آپ کے؟‘‘ میں نے سوال کیا اور اس کا چہرہ کچھ اس انداز کا ہو گیا جیسے وہ اس سوال پر اپنی ہنسی روک رہی ہو۔ میں اسے دیکھتا رہا۔ بڑا اچھا لگ رہا تھا اس سے گفتگو کرنا۔ حالانکہ ساری باتیں بے تکی تھیں اور ان کا کوئی مفہوم نہیں تھا۔ جب وہ کچھ نہ بولی تو میں نے پھر کہا۔

’’بہت سے سوالات جواب دینے کے قابل نہیں ہوتے۔‘‘

’’نہیں یہ بات نہیں ہے۔ اصل میں، میں یہ کہہ رہی تھی کہ آپ کی بات پر میں نے ایسا انداز اختیار کر لیا ہے جیسے لاتعداد دوستوں میں گھری ہوئی ہوں۔ بہت سے میرے شناسا ہیں۔ بڑی چاہت کرتے ہیں میری۔ حالانکہ خود عقل سے آپ سوچ سکتے ہیں کہ مجھ جیسی بے کار شخصیت سے کون دوستی کرنا پسند کرے گا۔ یہاں سے نکلتی ہوں نہ جانے کس کس طرح اس جگہ تک پہنچتی ہوں جو میں نے تصویر کشی کے لیے حاصل کی ہوئی ہے اور جس کا میں کرایہ ادا کرتی ہوں۔ وہاں بیٹھ کر لوگوں کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی ہوں اور دعائیں کرتی ہوں کہ کسی کے دل میں تصویر بنوانے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ وہ دعا پوری ہو جاتی ہے تو اپنی تمام تر توجہ کے ساتھ اپنے کام میں مصروف ہو جاتی ہوں۔ شام کو وہاں سے واپس چلتی ہوں اور اپنے ناکارہ وجود کو گھسیٹتی ہوئی گھر آ جاتی ہوں۔ آپ بتایئے اس دوران مجھے کسی سے دوستی کرنے کا کب

وقت ملتا ہے یا پھر کون اتنا احمق ہے جو مجھ سے دوستی کر کے میرے اس بوجھ کو سنبھالے پھرے گا۔ آپ نے سوال کیا تو مجھے ہنسی آ رہی تھی۔ میں ایک بات کہوں آپ سے نہ اس میں دکھ کا کوئی تاثر ہے نہ کوئی حسرت پوشیدہ ہے بہت سے انسان مختلف کیفیات کا شکار ہوتے ہیں میرے ساتھ ایک چھوٹا سا پرابلم ہے تو بس ہے۔ اس سے فرق کیا پڑتا ہے؟ انسان اپنے آپ کو کسی بھی طرح کے مشکل حالات میں مطمئن کر لیتا ہے میں بھی اپنے آپ کو مطمئن کر چکی ہوں۔ اب نہ مجھے اس بات پر کوئی افسوس ہوتا ہے کہ میرے بہت سے دوست نہیں ہیں۔ میں کہیں جا کر رقص نہیں کر سکتی۔ محفلوں، پارٹیوں میں شریک نہیں ہوتی۔ میرے جیسے بے شمار ایسے افراد ہیں جو ایسا نہیں کرتے تو پھر میں ہی اپنے آپ کو دکھی کیوں سمجھوں۔ آپ سوچئے کہ ان حالات میں اگر آپ مجھے دوستی کی پیش کش کرتے ہیں تو اصولی طور پر تو مجھے خوش ہو جانا چاہیے کہ کوئی ایسا شخص بھی ہے جو بینائی رکھتا ہے دیکھ سکتا ہے۔ سوچ سکتا ہے اور اس کے بعد دوستی کا تصور دل میں لا سکتا ہے۔ میں نے دل سوزی سے اسے دیکھا اور کہا۔

’’یہ آپ کی اپنی سوچ ہے مس شاکین۔‘‘

’’تو آپ مجھ سے گفتگو کیجیے اور میری سوچ تبدیل کر دیجیے۔‘‘

’’دیکھیے انسان بہر طور انسان سے محبت کرتا ہے اور یہ کوئی عجیب اور انوکھی بات نہیں ہے۔ اگر کسی کے وجود میں کوئی کجی ہے تو میں سمجھتا ہوں وہ کجی خریدتا نہیں ہے۔ ہو جاتا ہے کبھی کبھی ہو جاتا ہے اس کجی کی وجہ سے اس سے محبت نہ کرنا، میں نفرت کی بات نہیں کر رہا۔ محبت نہ کرنا بڑا عجیب ہوتا ہے جبکہ آپ کو صرف اس کی ذات میں دلچسپی محسوس ہوتی ہے۔‘‘

’’آپ واقعی لطیفے سنا رہے ہیں مجھے۔ چلیے خیر لطیفے بھی کبھی کبھی اچھے لگتے ہیں۔‘‘ وہ بظاہر سپاٹ لہجے میں بولی لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ اس لہجے کے پیچھے لاتعداد حسرتیں چھپی ہوئی ہیں۔

’’تو پھر مس کین آپ کا زبردستی کا مہمان اب آپ کا دوست بن چکا ہے۔‘‘

’’اس محبت کے لیے بے حد شکریہ مسٹر لائن ہارٹ۔‘‘

’’جب دوستی ہو جاتی ہے تو انسان کسی کے بارے میں معلومات بھی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ویسے میں اپنے بارے میں آپ کو بتا دوں۔ ساری دنیا میں تنہا ہوں۔ نہ کوئی

دوست ہے نہ کوئی ساتھی۔ بس ایک آوارہ گرد سیاح سمجھ لیجیے جو اس بات کا متمنی ہے کہ جہاں بھی اسے ٹھکانہ مل جائے یعنی کوئی ایسی جگہ جو اسے پسند آ جائے وہاں زندگی کے بقیہ لمحات بسر کر دے۔"

"اوہو، والدین نہیں ہیں آپ کے؟"

"میں نے کہا نا رشتہ نام کی کوئی چیز میرے ساتھ منسلک نہیں ہے۔"

"معاف کیجیے گا جو کچھ میں کہہ رہی ہوں ممکن ہے آپ برا مان جائیں اس بات کا۔ بتائیے کیا یہ ایک بہت بڑی کجی نہیں ہے۔ کیا آپ مجھ سے زیادہ معذور نہیں ہیں رشتوں کے بغیر محبتوں کے بغیر جینا کس قدر مشکل کام ہوتا ہے۔ کم از کم میں تو سمجھتی ہوں کہ انسان کے لیے یہ بہت ہی مشکل بات ہے کہ وہ کسی اپنے کو نہ محسوس کر سکے۔"

"آپ ٹھیک کہتی ہیں۔"

"تب پھر دو اپاہج انسان ایک دوسرے کے گہرے دوست بن سکتے ہیں۔"

"وہ تو ہم بن چکے ہیں۔ اب آپ مجھے اپنے بارے میں بتائیے۔"

"ہاں میرے جسم کا یہ حصہ ایک حادثے کی نذر ہوا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ یہ حادثہ سڑک پر ہوا تھا۔ ایک تیز رفتار ٹرک نے مجھے ٹکر ماری میں کہیں سے آ رہی تھی۔ بہت اونچی اچھل کر نیچے گری اور اس کے بعد بدن کا یہ حصہ مفلوج ہو گیا۔ انسان اپنی کسی کجی کو کتنی مشکل سے قبول کرتا ہے۔ یہ آپ مجھ سے پوچھیے۔ نہ جانے کیسی کیسی جھلاہٹوں کا شکار رہی ہوں۔ میری ایک بہن ہے جس کا نام سولیس ہے۔ سولیس ایک اسٹور میں کام کرتی ہے۔ آپ یوں سمجھ لیں کہ وہ وہاں سیلز گرل ہے ہم دونوں بہنیں زندگی کے ایک بہت بڑے مشن پر کام کر رہی ہیں۔ حالانکہ سولیس مجھے منع کرتی رہی ہے کہ میں مصوری کو اپنا پیشہ نہ بناؤں۔ اصل میں ابتدا میں مجھے صرف اس کا شوق تھا اور اس شوق کی تکمیل کے لیے میں نے بہت محنت کی۔ میرے ذہن میں نہ جانے کیا کیا خیالات تھے۔ خیر آپ میری بات پر ہنسیں گے مسٹر لائن ہارٹ کہ میں نے اپنے آپ کو پکاسو کا ہم پلہ سمجھا تھا۔ اب دیکھیے نا انسان اپنے تصور میں کسی نہ کسی کو تو اپنا آئیڈیل بناتا ہی ہے نا۔ پکاسو کو اپنا آئیڈیل بنایا تھا میں نے اور سوچا تھا کہ اس کی پیروی کر کے آخر فن کی ان منزلوں پر پہنچنے کی کوشش کروں گی جہاں پکاسو پہنچ گیا تھا۔ میں جانتی تھی کہ یہ میری احمقانہ

سوچ ہے لیکن خواب دیکھنا اچھا لگتا ہے حالانکہ دوسرے لوگ میری بات سن کر مذاق اڑاتے تھے اور میں سمجھتی ہوں کہ ٹھیک ہی مذاق اڑاتے تھے وہ۔ میں پکاسو نہیں بن سکی اور اس جسمانی حادثے نے مجھے ذہنی طور پر مضمحل کر دیا۔ میری بہن مجھے سمجھاتی رہتی تھی کہ میں اپنے آپ کو اتنا بددل نہ کروں۔ ہاں یہ بتانا تو میں بھول ہی گئی کہ ہمارے والدین بھی بہت پہلے مر چکے ہیں۔ ہمارا یہ گھرانہ تین افراد پر مشتمل ہے میں سولیس اور ایمسن۔"

"ایمسن کون ہے؟"

"ہمارا بھائی۔" یہ الفاظ ادا کرتے ہوئے اس کی آواز میں دکھ ابھر آیا۔

میں نے اسے نہ ٹوکا پھر بولی۔

"تو میں آپ کو بتا رہی تھی کہ سولیس ایک اسٹور میں کام کرتی ہے اسے مناسب معاوضہ ملتا ہے لیکن اتنا مناسب بھی نہیں کہ ہم اپنے گھر کے اخراجات کے علاوہ اپنے بھائی کا بہتر انداز میں علاج کروا سکیں۔"

"علاج؟" میں پھر چونک پڑا۔

"ہاں۔" اس کی آنکھوں میں غم کے تاثرات پیدا ہو گئے۔

"کیا آپ کا بھائی بیمار ہے؟"

"ہاں۔"

"کیا بیماری ہے اسے؟"

"وہ دماغی مریض بن گیا ہے۔ وہ ایک اسپتال میں داخل ہے۔"

"اوہ، لیکن کیسے؟"

"یہ کہانی بھی اسی کے دماغ میں محفوظ ہے۔ عجیب و غریب کیفیات کا حامل تھا۔ اصل میں ہم سب ہی تھوڑے تھوڑے پاگل ہیں۔ میں مصوری کے شوق میں پاگل تھی اور پکاسو بننا چاہتی تھی میرا بھائی ایک عظیم سائنس دان بننے کا خواہش مند تھا اور اس سلسلے میں نہ جانے کہاں کہاں مارا پھرتا تھا۔ سولیس کے بھی کچھ اپنے افکار و خیالات تھے لیکن وقت نے ہمیں بتا دیا کہ ہم سب احمق ہیں اور غلط راستوں پر سفر کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ یہ حادثہ ہوا تو میں نے یہ سوچا کہ بس میں اب ان لوگوں کے درمیان رہنے کے قابل نہیں ہوں۔ میں بہت زیادہ اداس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہنے لگی میری بہن نے مجھے رنگ برش اور وہ تمام چیزیں مہیا کیں جو فن مصوری میں کام آ سکتی تھیں اس نے سوچا کہ شاید اس طرح میرا دل بہل جائے لیکن اس سے بڑا حادثہ۔ ایمسن کا ہو گیا۔ جب ایمسن دماغی مریض بنا اور ڈاکٹر نے اس کے لیے ایک طویل علاج تجویز کیا تو یہ سمجھ لیجیے کہ میں اپنا دکھ بھول گئی۔ میں نے سوچا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ایمسن تو اپنی تمام تر خواہشات سے بیگانہ ہو چکا ہے پھر سولیس نے مجھ سے کہا کہ وہ محنت مزدوری کر کے اپنے بھائی کا علاج کروائے گی اور اس نے اسٹور میں ملازمت کر لی۔ ایمسن کو ہم نے ایک اچھے اسپتال میں داخل کرایا ہوا ہے لیکن میں یہ بات جانتی تھی کہ سولیس کی جو آمدنی ہے وہ گھر کے اخراجات ہی میں پوری ہو جاتی ہے۔ آپ یقین نہیں کریں گے کہ وہ بہت اچھے لباس پہننے کی شوقین تھی مگر نہ جانے کتنا عرصہ ہو گیا ہے اس نے اچھے لباس پہننے چھوڑ دیے ہیں لیکن ہم ان حالات سے ذرا بھی بددل نہیں ہیں اب دیکھیے نا انسان کی زندگی میں کوئی مشن ہو تو پھر اسے اپنے مشن پر پوری ہمت اور محنت کے ساتھ کام کرنا چاہیے۔ ہمارا ایک ہی بھائی ہے جس سے ہم دونوں بہنوں کے مستقبل کا بہت سا حصہ وابستہ ہے وہ اتنا خوبصورت اتنا حسین ہے کہ آپ اسے دیکھیں گے مسٹر لائن ہارٹ تو آپ کے دل میں بے اختیار یہ جذبہ پیدا ہو گا کہ آپ اس سے محبت کریں ہم دونوں بہنیں بھی اپنے بھائی کو بہت چاہتی ہیں۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ وہ ٹھیک ہو جائے جب سولیس نے اسٹور میں ملازمت کی تو میں نے بھی یہ فیصلہ کہ مجھے فارغ نہیں بیٹھنا چاہیے۔ ایفل ٹاور کے نیچے فن مصوری سے واقفیت رکھنے والے لاتعداد افراد کام کرتے ہیں۔ میں نے بہت ضد کر کے وہ جگہ حاصل کی اور بمشکل تمام سولیس نے مجھے اس کی اجازت دی لیکن آپ یقین کریں کہ جب میں اپنی کمائی کا تھوڑا سا حصہ اپنے بھائی کے علاج کے لیے وقف کرتی ہوں تو مجھے اپنی شخصیت میں ایک وقار کا احساس ہوتا ہے اور میں سوچتی ہوں کہ میں بھی اس دنیا میں ایک فعال کردار ہوں اور کوئی بے مقصد شے نہیں۔ یعنی ایک اپاہج لڑکی جو صرف دوسروں پر بوجھ بن سکتی ہے۔ تو ہم دونوں بہنیں خوش ہیں کہ ہم اپنے بھائی کے علاج کے لیے سخت محنت کر رہی ہیں اور جب ہمارا بھائی تندرست ہو جائے گا تو آپ خود سوچیے کہ ہمیں کتنا فخر ہو گا اپنی اس محنت پر۔"

وہی سب کچھ دل و دماغ کو ایک جھٹکا سا لگا تھا۔ دنیا کی مشکلات، دنیا کی مصیبتیں۔ کوئی

کسی مشکل کا شکار ہے اور کوئی کسی اور مشکل کا شکار ہے۔ اس نے میرا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں مسٹر لائن ہارٹ یہ غلط ہے آپ آزردہ ہو گئے ہمیں دیکھیے ہم دونوں بہنوں کو دیکھیے خوش و خرم زندگی گزار رہے ہیں۔ بس اتنا کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے اخراجات کنٹرول کر لیے ہیں۔ میں اور سولیس محنت کر رہی ہیں پھر جب ہمارا بھائی اسپتال سے تندرست ہو کر گھر واپس آ جائے گا تو وہ ہم دونوں کے لیے محنت کرے گا اور ہم دونوں آرام کریں گی بالکل اس طرح جیسے انسان کو لمبے سفر کے بعد منزل مل جاتی ہے اور وہ سکون سے اپنے بستر پر دراز ہو جاتا ہے۔"

"سولیس کس وقت واپس آتی ہے؟" میں نے سوال کیا اور اسی وقت دروازے کی بیل بجی وہ ہنس پڑی تھی۔

"کتنے مناسب وقت پر آپ نے سوال کیا ہے۔ میں ذرا دروازہ کھول دوں۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ میں بھی اٹھ کر دروازہ کھول سکتا تھا لیکن یہ احمقانہ قدم ہوتا۔ ظاہر ہے وہ اپنے تمام کاموں کی عادی ہے اور اس وقت اگر میں بھاگ کر دروازہ کھولنے کی کوشش کروں تو وہ یہی سوچے گی کہ میں اس پر رحم کھا رہا ہوں۔ چنانچہ میں اپنی جگہ پر ہی بیٹھا رہا۔ باہر کچھ آوازیں سنائی دے رہی تھیں لیکن ان آوازوں میں ایک مرد کی آواز بھی شامل تھی۔ پتا نہیں کیا جھگڑا سا ہو رہا تھا پھر کچھ لمحوں کے بعد دروازہ کھلا اور ایک بھونڈی سی شکل والے لمبے چوڑے آدمی نے اندر منہ کر کے جھانکا پھر مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا اس کے پیچھے پیچھے ہی دونوں لڑکیاں بھی اندر آ گئی تھیں۔ میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ وہ شخص میرے قریب آ کر بولا۔

"میرا نام پیٹر ہے۔ تم صرف پیٹر سے ہی کام چلا سکتے ہو آگے پیچھے کی ضرورت نہیں ہوتی تم سے مل کر خوشی ہوئی کیونکہ ہم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔" اس نے میری جانب ہاتھ بڑھایا اور میں سرد سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔ اس قسم کے لوگ ایک لمحہ میں اپنے لیے نفرتوں کا تصور چھوڑ دیتے ہیں اور نہ جانے کیوں دل انہیں اندر سے قبول نہیں کرتا۔ اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر میں نے توجہ نہیں دی تھی سولیس اور شاکین پیچھے پیچھے تھیں اور ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"نہیں دوست ہم دونوں ایک ہی کشتی کے سوار ہیں جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ویسے مجھے تم پر تعجب ہے ایک لنگڑی محبوبہ بھلا کسی کے قابل توجہ کہاں ہو سکتی ہے۔"

"پیٹر کیا تم بدتمیزی کی آخری حدود کو پار نہیں کر رہے ہو۔ سولینس نے غصیلے لہجے میں کہا اور پیٹر مسکراتا ہوا اس کی جانب بڑھا۔"

"ڈارلنگ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے حدود کے اندر رہنا کبھی سیکھا ہی نہیں ہے۔ ویسے یہ شخص مجھے بہت مغرور معلوم ہوتا ہے۔ ذرا اس کے چہرے کے تاثرات تو دیکھو اور اس کے بارے میں اندازہ لگاؤ ویسے مجھے تمہیں مبارک باد دینی چاہیے۔ کہ تمہاری اس لنگڑی بہن نے بھی بہرطور اپنے لیے کوئی عاشق تلاش کر ہی لیا ہے۔"

میں بڑے پرسکون انداز میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس شخص کے الفاظ اس قابل نہیں تھے کہ اس کے بعد اس کے اور سولینس کے درمیان رابطے کو تلاش کیا جاتا لیکن میں نے اپنے چہرے سے کسی غصے کا اظہار نہیں ہونے دیا تھا۔ میں نے کھڑے ہو کر کہا۔

"مسٹر پیٹر۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی لیکن وہ کشتی میں ابھی تک تلاش نہیں کر سکا تھا جس میں آپ اپنے ساتھ مجھے بھی سوار کر رہے ہیں ویسے بھی مجھے آپ سے مل کر واقعی بہت خوشی ہوئی ہے۔ میں نے ہاتھ آگے بڑھایا اور پیٹر قہقہہ لگا کر میری جانب متوجہ ہوا لیکن میرا زوردار تھپڑ اس طرح اس کے گال پر پڑا تھا کہ اس کا سر بھی چکرا گیا ہوگا۔ پٹاخے کی سی آواز بلند ہوئی تھی۔ سولینس اور شاکین گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ گئیں تھیں۔ پیٹر نے اس طرح ہوا میں ہاتھ پاؤں مارے جیسے اندھا ہو گیا ہو اس کے بعد وہ فوراً سنبھل گیا۔ اس نے خونی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولا۔"

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔ اور...... اور...... اور لیکن اور کے ساتھ ہی ایک اور تھپڑ اس کے رخسار پر الٹے ہاتھوں پڑا۔ اس نے بچنے کی کوشش کی تھی لیکن نہ بچ سکا تھا۔"

"معاف کیجیے گا مس سولینس آپ کا یہ ساتھی اور...... اور کہہ رہا تھا اور میں سمجھا کہ یہ مزید تھپڑ چاہتا ہے۔ لیکن اب ظاہر ہے کہ ایک جوان اور تندرست آدمی کے لیے یہ سب کچھ برداشت کرنا بہت مشکل تھا۔ وہ اپنے دو تھپڑوں کا انتقام لینے کے لیے بھینسے کی طرح گردن جھکا کر میری جانب پلٹا لیکن یہ بھی اس کی حماقت تھی کیونکہ تھوڑی پر پڑنے والے گھونسے نے اس کی گردن سیدھی کر دی تھی اور وہ اچھل کر فرش پر جا گرا تھا دونوں بہنیں اب بھی دیوار سے

چپکی ہوئی کھڑی تھیں اور ان کے انداز میں خوف تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔"

"مسٹر پیٹر حدود کو پار کرنا چاہیے۔ آپ کسی ایسے طریقے سے اپنے دو تھپڑوں اور ایک گھونسے کا انتقام لینے کی کوشش کریں کہ آپ حدود میں نہ رہیں۔" میں نے اس انداز میں ہاتھ بڑھایا تھا جیسے اسے سہارا دے کر اٹھانا چاہتا ہوں لیکن اس نے اپنا ہاتھ نہیں اٹھایا اور وہ زمین پر ہی پڑا رہا۔ غالباً تھپڑوں اور گھونسوں نے اس کے کس بل نکال دیے تھے پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

"میں..... میں...... میں میں دیکھ لوں گا۔ تم سب کو دیکھ لوں گا میں۔"

"ایک منٹ ایک منٹ آپ اس کمرے سے اپنے پیروں پہ چل کے واپس جائیں گے تو دیکھیں گے جب آپ یہاں سے جا ہی نہ سکیں گے تو کیا دیکھیں گے۔"

میں اس کی طرف بڑھا لیکن وہ گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہوا ہے سولینس تمہارے فلیٹ میں میری بے عزتی کی گئی ہے۔ میں، بس سمجھ لو...... کہ......"

"سولینس خاموش کھڑی تھی وہ دروازے کی طرف بڑھا تو میں نے دروازہ روکنے کی کوشش کی لیکن وہ پھرتی سے دوڑتا ہوا فلیٹ کے دروازے سے باہر نکل گیا۔"

"دروازہ میں بند کر کے آتا ہوں۔ وہ جا چکا ہے۔" میں نے کہا اور باہر نکل گیا۔ اب میں ان لوگوں کے معاملات میں اس قدر ملوث ہو گیا تھا کہ انہیں اس طرح نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ یہ سب کچھ کرنے سے پہلے میں نے اس طرح نہیں سوچا تھا لیکن اب معاملہ بالکل مختلف نوعیت اختیار کر گیا تھا۔ چنانچہ میں نے دروازہ بند کر دیا۔ دونوں بہنیں اب بھی خاموش اور ساکت کھڑی ہوئی تھیں جو حادثہ اچانک پیش آیا تھا انہیں اس کی توقع نہیں تھی۔ میں جانتا تھا کہ اس کے اثرات کم از کم سولینس پر ضرور ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ اس شخص کے ساتھ آئی تھی۔ وہ کون تھا؟ کیا تھا؟ میں اس بارے میں نہیں جانتا تھا لیکن جس انداز میں وہ یہاں آیا تھا وہ بڑا عجیب اور مشکوک سا تھا اور اس نے جو الفاظ کہے تھے وہ بھی سوچ میں ڈال دینے والے تھے۔ میں واپس اندر آ گیا اور میں نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"معاف کیجیے گا مس سوئیس آپ سے غائبانہ تعارف تو ہو چکا تھا لیکن یہ تعارف اس قدر مضبوط ہوگا اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا البتہ میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ آپ بری طرح سے خوف زدہ ہیں اگر میں آپ سے درخواست کروں کہ براہ کرم یہ خوف اپنے دل سے نکال دیجیے تو کیا آپ میری درخواست پر غور کرنا پسند کریں گی۔ ویسے میں آپ کو بتا دوں کہ مس سوئیس یا شاید ممکن ہے کہ شا کین نے آپ کو بتایا ہو کہ میں شا کین کا نہ تو عاشق ہوں اور نہ ہی کسی بری نیت سے اس فلیٹ میں داخل ہوا ہوں۔ خوش قسمتی سے مجھے آپ کے دوستوں میں جگہ مل گئی ہے اور اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ کین میرے بارے میں سب کچھ بتا دے جو کچھ ہوا ہے آپ یوں سمجھ لیجیے کہ بالکل اتفاقیہ طور پر ہو گیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کے مہمان کے ساتھ بدتمیزی کی۔"

دونوں میں جیسے زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ سوئیس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا۔

"میں نے بھی آپ کی تصویر دیکھی جو کین نے بنائی تھی اور جو اتفاقیہ طور پر ایک رنگ ختم ہونے کی وجہ سے ادھوری رہ گئی تھی اور یہ بھی ایک انوکھا ہی اتفاق ہے کہ شا کین آج اپنی جگہ نہیں پہنچ سکی اس میں بھی میری ہی کوتاہی ہے ورنہ یہ آپ کو اسی جگہ مل جاتی جہاں یہ اپنا کام کرتی ہے۔"

"اور اگر ایسا ہو جاتا تو شاید بہتر نہ ہوتا کیونکہ اس طرح میں دو اچھے دوستوں سے محروم رہ جاتا۔ میں معافی چاہتا ہوں سوئیس میں آپ کا نام بے تکلفی سے اس لیے لے رہا ہوں کہ اس دوران کین مجھے آپ کے بارے میں سب کچھ بتا چکی ہے تو میں آپ سے عرض کر رہا تھا کہ میں معافی چاہتا ہوں یہاں میری آمد ایک ناخوشگوار واقعے کا سبب بنی لیکن کین کی شخصیت اس قدر پروقار ہے کہ اس کے بارے میں آپ کے ساتھ آنے والے شخص سے میں برے الفاظ سن کر برداشت نہیں کر سکا۔ وہ جو کوئی بھی تھا انتہائی بدتمیز آدمی تھی۔ آپ یقین کیجیے کہ کین کے لیے میرے دل میں ایک عزت کا مقام ہے۔ شاید آنے والے شخص سے میں برے الفاظ سن کر برداشت نہیں کر سکا۔ وہ جو کوئی بھی تھا انتہائی بدتمیز آدمی تھا۔ آپ یقین کیجیے کہ کین کے لیے میرے دل میں ایک عزت کا مقام ہے۔ شاید آپ یہ سوچ رہی ہوں کہ اس راستے سے

میں آپ لوگوں سے تعلقات بڑھانا چاہتا ہوں۔ میں اپنی تصویر لے کر یہاں سے واپس چلا جاؤں گا اور اس کے بعد اگر آپ کی مرضی ہوگی تو زندگی میں کبھی اس دروازے کا رخ نہیں کروں گا۔ اس سے آپ میری صاف نیتی کا اندازہ لگا سکتی ہیں لیکن اس شخص نے جو کچھ کہا تھا میرے لیے ناقابل برداشت تھا سوئیس نے گہری نگاہوں سے مجھے دیکھا اور میں نے اس کو، کین جیسے ہی نقوش اس کے بھی تھے لیکن کین میں جو جاذبیت تھی وہ سوئیس میں نہیں تھی۔ اس کے چہرے پر ایک پختگی ایک ایسا اندازہ تھا جیسے کسی بزرگ شخصیت میں ہوتا ہے۔ وہ گہری سانس لے کر بولی۔"

"آپ بہت اچھے انسان معلوم ہوتے ہیں۔ کیا نام ہے ان کا کین تم نے پوچھا ہی ہوگا۔"

"لائن ہارٹ۔"

"مسٹر لائن ہارٹ آپ نے جو کچھ کیا ہے آپ یقین کیجیے مجھے اس سے دلی خوشی ہوئی ہے۔ بعد میں آپ کو تفصیلات بتاؤں گی اگر آپ مجھے چند لمحات کی اجازت دے دیں اور ہاں لیکن تمہارے اس ٹی پارٹ میں کیا میرے لیے بھی چائے ہے؟"

"کیوں نہیں سوئیس۔" کین نے مسکرا کر کہا۔

"تو بس تم لوگ بیٹھو۔ میں ابھی یہاں آتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے تم جاؤ۔" کین بولی اور سوئیس کمرے سے باہر نکل گئی۔ کین اسی طرح لنگڑاتی ہوئی اپنی کرسی تک پہنچی اور اس پر بیٹھ گئی۔

کیا ہی عمدہ واقعات ہو رہے ہیں۔ بالکل فلمی اسٹائل کے لیکن بہرحال یہی زندگی کی حقیقت ہیں۔ ایسے مناظر اگر وجود میں نہ آئیں تو ان کا تصور بھی اسکرین تک پیش نہ کیا جا سکے۔ میں مسکرانے لگا پھر میں نے کہا۔

"یہ پیٹر کون ہے؟ تم اسے جانتی ہو۔"

"ہاں، سوئیس جس اسٹور میں کام کرتی ہے وہ وہاں کا اسٹور کیپر ہے۔"

"کیپر ہے۔"

"آتا رہتا ہے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"دو تین بار آیا ہے۔ انتہائی بے ہودہ اور بدتمیز انسان ہے۔ آپ یقین کیجیے سوئیس اسے بالکل منہ نہیں لگاتی وہ یہاں بھی آیا ہے تو اس کمرے میں بیٹھا رہا ہے اور ہم دونوں بہنیں دوسرے کمرے میں یہاں تک کہ وہ یہ کہہ کر چلا جاتا ہے کہ ہمارا سلوک اس کے ساتھ غیر انسانی نوعیت کا ہے لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ نہ تو سوئیس اسے پسند کرتی ہے اور نہ میں بلکہ میں تو اس سے بے پناہ نفرت کرتی ہوں۔"

صورت حال میری سمجھ میں آ گئی تھی۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہر حال دو تھپڑ اور ایک گھونسا اسے کافی عرصے تک یاد رہے گا۔"

"اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ آپ یقین کریں مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میں بہت زیادہ خوش ہوں خیر چھوڑیے ان باتوں کو۔ آپ میری ایک بات سنیں سوئیس کے آنے سے پہلے یہ بات کہہ رہی ہوں۔ بالکل جذباتی نہ ہوں اس معاملے میں پیٹر کے ساتھ آپ نے جو کچھ کیا بہت اچھا کیا۔ مجھ سے بھی آپ کی ملاقات ہوتی رہنی چاہیے۔ آپ کے ان الفاظ کو میں دل سے عزت کا مقام دیتی ہوں کہ آپ اپنے دل میں میرے لیے کسی قسم کے ایسے جذبات نہیں رکھتے جو انسانی ذہن پر ناگوار گزریں۔ میں آپ کے ان جذبات کی قدر کرتی ہوں۔"

"شکریہ کین۔ آپ نے مجھے اس حیثیت سے قبول کر لیا اور میرے ان الفاظ پر آپ نے یقین کر لیا۔"

"کیوں نہیں۔ ہم یقین ہی کے سہارے جی رہے ہیں۔ ورنہ دنیا میں جینا بہت مشکل ہو جائے۔"

"میں جانتی تھی کہ یہاں صرف دو ہی کپ ہوں گے۔ ہاں ذرا یہ بسکٹ میری جانب بڑھاؤ۔ مجھے بھوک لگ رہی ہے معاف کیجیے گا مسٹر لائن ہارٹ ہم بس اپنے بارے میں صحیح الفاظ میں آپ کو نہیں بتا سکتے۔ ویسے پیٹر کے بارے میں آپ کو بتاؤں۔ یہ میرے اسٹور میں اسٹور کیپر ہے۔ انتہائی بدتمیز اور لچر قسم کا آدمی ہے کبھی کبھی میرے پیچھے لگا ہوا یہاں تک آ جاتا ہے مجھ سے محبت کا اظہار کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتا ہے لیکن آپ یقین کریں مجھے اور کین کو اس سے بے پناہ نفرت ہے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ میں کسی اچھے آدمی سے

شادی کرنے کے قابل ہوں اب یہ بھی تو دیکھیے نا آپ کہ انسان کی اپنی کچھ نہ کچھ پسند تو ہوتی ہے اور پھر وہ گدھا یہ جاننے کے باوجود کہ میرے حالات مجھے اس کی اجازت نہیں دیتے کہ میں اپنے لیے سوچوں مگر وہ میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ تاہم آپ نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا آپ یقین کیجیے میری دلی آرزو تھی کہ ایسا کوئی ہو جو اس کے ساتھ یہ سب کچھ کرے اگر میرا بھائی بہتر حالت میں ہوتا تو شاید اسے کبھی اس کی جرأت نہ ہو پاتی۔ چلیے چھوڑیے مسٹر ہارٹ۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ آپ نے تو ہم پر ایک احسان کر ڈالا ہے۔" اس نے چائے کی پیالی اٹھا کر دو تین گھونٹ لیے پھر بولی۔

"کین تم نے تصویر دے دی ہے؟"

"ابھی تک اس کا موقع ہی نہیں آیا ہے۔" کین مسکرا کر بولی اور پھر اپنی کرسی سے اٹھ گئی پھر اس نے میری تصویر لا کر میرے سامنے رکھ دی۔

"آپ اسے دیکھیے اور اس میں نقص نکالیں۔ مجھے خوشی ہوگی۔"

میں کسی بھی طرح ان لوگوں کو یہ احساس نہیں دلانا چاہتا تھا کہ میرے دل میں ان کے لیے ہمدردی کے بے پناہ جذبات موجزن ہو گئے ہیں اور میں اپنی تصویر سے بالکل ہی بے تعلق ہوں۔ میں نے اسے کھول کر دیکھا۔ دیکھتا رہا اور پھر مسکرا کر کہا۔

"کین تم نے مجھے میری اصل شخصیت سے کہیں زیادہ خوب صورت بنا دیا ہے۔ بہر حال تمہارا شکریہ۔"

"نہیں مسٹر لائن ہارٹ یہ تصویر ہو بہو آپ کی اصل شخصیت سے مطابقت رکھتی ہے۔" کین نے کہا۔

"بہر حال شکریہ اور ظاہر ہے اب آپ مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دیں گی۔ ویسے مس سوئیس آپ سے ایک سوال کروں۔"

"ہاں ضرور، اور کیا جلدی ہے۔ آپ تھوڑی دیر میرے ساتھ بھی تو بیٹھیے آپ نے بہر حال ہم پر ایک احسان ہی کیا ہے۔"

"نہیں کوئی احسان نہیں کیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہ شخص پیٹر آپ کی ملازمت پر اثر انداز ہو سکتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”بالکل نہیں۔ انتہائی بے حقیقت آدمی ہے۔ اپنا کام کرتا ہے لیکن اگر کسی سلسلے میں میرے خلاف سازش کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ اسٹورز کے مالکان میری کارکردگی سے بہت خوش ہیں۔ میں تو اصل میں کوئی جھگڑا مول لینا نہیں چاہتی اس لیے میں نے اس کی ابھی تک کوئی شکایت نہیں کی۔“

”گڈ، ویری گڈ۔ ویسے اس دوران آپ کے بھائی کے بارے میں بھی گفتگو ہوتی رہی ہے۔ یعنی مسٹر ایمسن کے بارے میں آپ بتانا پسند کریں گی کہ ایمسن کون سے اسپتال میں داخل ہے۔“

”وہ سینٹ اسپتال کے بیڈ نمبر سولہ پر ہے۔ تم انہیں ایمسن کے بارے میں بھی بتا چکی ہو۔“

”ہاں۔ بہت سی باتیں ہوئی ہیں مسٹر لائن ہارٹ سے۔“

”تاہم میری آرزو ہے کہ آپ سے دوبارہ بھی ملاقات کروں۔ بشرطیکہ آپ برا نہ مانیں۔“

”نہیں مسٹر ہارٹ جس دن فرصت ہو ہم سے ضرور مل لیا کریں ہم بھی بڑی تنہائی محسوس کرتی ہیں حالانکہ ہم نے اپنے آپ کو مشغول کر رکھا ہے لیکن پھر بھی۔“

”اچھا پھر میں چلتا ہوں۔ خدا حافظ۔“ میں نے کہا اور اس کے بعد کین اور سولیس مجھے دروازے تک چھوڑنے آئیں اور خدا حافظ کہا اور میں وہاں سے چل پڑا۔ بڑی طویل نشست رہی تھی اور اس نشست میں بہت سے عجیب سے جذبات سے گزرنا پڑا۔ وہاں سے سیدھا میں اپنے ہوٹل واپس آ گیا۔ وہ دونوں ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔ اس تصویر سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی پھر بھی میں نے ہوٹل آنے کے بعد اب اسے بغور دیکھا تھا اس کے بعد اطمینان سے اسے پرزہ پرزہ کر دیا میں کسی قسم کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتا تھا۔ یہ تصویر ہو سکتا ہے کہ کسی جگہ میرے لیے باعث مصیبت بن جائے۔ میں اپنے ذہن کی ان گہرائیوں کو ٹٹول رہا تھا جن میں نہ جانے کیسے نقوش پوشیدہ تھے۔ آہ! کیا ان نقوش کا تعلق میرے ماضی سے ہے۔ میرا گم شدہ ماضی مجھے کچھ یاد دلانے کی کوشش کروا رہا ہے۔ آخر اس سے کیوں متاثر ہوا ہوں۔ اس زندگی میں جو ہوش و حواس کے عالم میں مجھے ملی تھی لاتعداد لڑکیاں میرے قریب آئیں تھیں میں نے

نہیں دیکھا تھا کہیں کہیں تھوڑا سا تاثر بھی ذہن میں ابھرا تھا لیکن ایسا نہیں شاکین کی شخصیت میں کوئی ایسی شخصیت پوشیدہ تھی جس کا میرے ماضی سے ضرور کوئی تعلق تھا لیکن کون؟ آہ! کہیں سے مجھے یاد آ جائے۔ یہ حسرت میں اب بھی اپنے دل سے نہیں نکال سکا تھا کہ میں اپنی شناخت کر سکوں۔ کون ہوں میں؟ کیا ہوں؟ کیا تھا اس سے پہلے؟ جب مجھے لائن ہارٹ کی حیثیت سے خود سے روشناس کرایا گیا تھا۔ وہ واقعات آج بھی میرے ذہن میں محفوظ تھے جن میں میری اپنی شخصیت کے بارے میں شکوک ابھرتے تھے۔ کون ہوں آخر میں کون ہوں؟ آہ! نہ جانے کیوں مجھ پر اس بات کا شدید غلبہ طاری تھا اور آدھی رات سے زیادہ میں اپنے آپ کے بارے میں سوچتا رہا پھر ٹھنڈی سانس لے کر میں نے یہ خیالات اپنے ذہن سے جھٹک دیئے نہیں جان سکتا میں اپنے آپ کو نہیں جان سکتا آپ کسی ایسے انسان کی دلی کیفیت پر غور کریں جس کی اپنی شخصیت گم ہو گئی ہو۔ جس کا اپنا نام ہو وہ زندگی میں باعمل ہو لاتعداد واقعات سے گزر چکا ہو جب وہ تنہائیوں میں اپنے بارے میں سوچے تو اپنے آپ کو ایک گم شدہ مخلوق تصور کرے۔ ایک ایسی شخصیت جسے خود اپنے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ بہر حال ذہن متضاد خیالات کا شکار رہا۔ میں سوچتا رہا۔ دونوں لڑکیاں میرے دل میں ایک دکھ بن گئی تھی پھر مجھے ایمسن کا خیال آیا جو ان کا بھائی تھا۔ بہر طور رشتے دنیا میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں اور کبھی کبھی انسان ان رشتوں کے ہاتھوں اس طرح مجبور ہو جاتا ہے کہ اس کی اپنی شخصیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ کیا خوبصورت تصور ہے۔ دونوں بہنیں اپنے بھائی کی صحت یابی کے لیے جدوجہد کر رہی تھیں۔ میرے ذہن میں خیال آیا کہ کیوں نہ میں بھی اس جدوجہد میں شریک ہو جاؤں۔ زندگی کے مختلف رنگ اور روپ ہوتے ہیں اب تک میں جن حالات سے دوچار رہا تھا اس میں جنگ وجدل، خون ریزی اور نہ جانے کیا کیا شامل تھا۔ زندگی صرف ان احساسات سے عبارت نہیں ہونی چاہیے۔ گولڈن ہارس پر میں نے لعنت بھیج دی تھی حالانکہ میں جانتا تھا کہ وہ لوگ قبر تک میرا پیچھا کریں گے اور اتنی آسانی سے مجھے نظر انداز نہیں کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ آہستہ آہستہ حقیقتیں ان کے علم میں آ جائیں۔ ان حقیقتوں سے روشناس ہونے کے بعد وہ میرے بدترین دشمن بن جائیں گے لیکن کیا فرق پڑتا ہے۔ جدوجہد کا کوئی خاص نظریہ تو نہیں تھا۔ بس جا پھنسا تھا گولڈن ہارس کے ہاتھوں اب نہیں شامل رہنا چاہتا تھا ان کے ساتھ تو اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے لیے مجھے مجبور نہیں کر سکتے تھے اپنے آپ کو بھی آزمانے کا موقع ملے گا اور یہ ایک اچھی بات ہے۔

ایمسن کے بارے میں سوچتے ہوئے میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں اس سے ملوں لیکن یہ احساس بھی میرے ذہن میں پیدا ہوا کہ ان دونوں لڑکیوں کو میں نظر انداز ہی کر دوں بعض اوقات کچھ ایسے لوگوں میں ایسے جذبات پیدا ہو جاتے جو محبتوں سے محروم رہے ہوں۔ وہ لنگڑی لڑکی یا اس کی بہن اگر کسی طرح مجھ سے ذہنی طور پر رشتے قائم کر لیں تو ظاہر ہے کہ میں ان کا ساتھ کسی صورت میں نہ دے سکوں گا۔ ان سے بہت زیادہ محبت اور یگانگت کا اظہار ان کے لیے عذاب جان بن سکتا ہے اور میں کسی کے لیے ایسا عذاب نہیں بننا چاہتا تھا زیادہ سے زیادہ یہ سمجھ لیں گی کہ وقتی طور پر میں یہاں ان تک پہنچا تھا اور اس کے بعد ان کو نظر انداز کر کے اپنی منزل کی جانب بڑھ گیا یہی بہتر ہے بجائے اس کے کہ اس معذور لڑکی کے دل میں ایک اور المیہ بیدار کر دیا جائے لیکن ایمسن، بہت دیر تک سوچتے رہنے کے بعد میں نے ایک دلچسپ مشغلہ اپنے ذہن میں تیار کیا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ میں نے اپنے پاس موجود کرنسی کا جائزہ لیا اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اب بھی میرے پاس ایک بہت بڑی رقم موجود تھی لیکن اس کے علاوہ بھی میرے پاس بہت کچھ تھا یعنی اس لاکر کی چابی جس میں بہت بڑی دولت پوشیدہ تھی۔ میں نے سوچا کم از کم اس کا جائزہ لے ہی لیا جائے۔ یہ ایک خطرناک عمل تھا لیکن پھر بھی میں نے اپنے طور پر اس کا فیصلہ کر لیا تھا اور اس کے بعد میں نے اپنے آپ کو بینک آف فرنچیا جانے کے لیے تیار کر لیا بینک آف فرنچیا میں لاکر سسٹم بہت جدید ترین تھا لیکن جب میں اپنے مطلوبہ لاکر تک پہنچا تو میرے ذہن میں ایک عجیب سا خیال آیا۔ جتنی بڑی دولت کا تذکرہ کیا گیا ہے کیا وہ اس لاکر میں محفوظ ہو سکتی ہے۔ لاکر کا سائز تو اتنا بڑا نہیں ہے۔ اس چیز نے میرے ذہن میں ایک عجیب سا خیال پیدا کیا۔ لاکر کھول کر دیکھا اور اپنے آپ پر ہنس کر رہ گیا۔ برانس نے ایک ایسا عمل کیا تھا جو ابھی تک نہ تو میرے ذہن میں آیا تھا اور نہ کسی اور نے اس بارے میں سوچا ہوگا۔ لاکر میں جیول ڈسک موجود تھی اور اسکے ساتھ ہی چار بینکوں کی چیکس بکس اور پاس بکس رکھی ہوئی تھیں۔ ان پاس بکس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ ان بینکوں میں چار مختلف ناموں سے عظیم الشان رقمیں جمع کروائی گئی ہیں اور چار مختلف ناموں

کے دستخط وغیرہ یہاں موجود تھے۔ میں دل ہی دل میں قہقہے لگانے لگا۔ یہ دولت تو اب بینکوں کی ملکیت ہی بن جائے گی۔ برانس نے واقعی بڑی ذہانت سے کام لیا تھا جہاں تک معاملہ جیول ڈسک کا تھا وہ اس وقت ایک قیمتی چیز تھی لیکن میں کسی بھی طرح اس جیول ڈسک کو متعلقہ افراد کے ہاتھوں فروخت نہیں کر سکتا تھا۔ لعنت ہے یہ لاکر کی چابی میرے لیے بے مقصد ہی رہی اور میں بینک آف فرنچیا سے نکل آیا وہ دولت اب صرف بینکوں کی ملکیت تھی اور دنیا کا کوئی شخص انہیں حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ بہرحال برانس چال چل گیا تھا ظاہر ہے وہ بھی کوئی احمق انسان نہیں تھا۔ میں اندازہ لگا چکا تھا۔ لاکر کی چابی مجھے بالکل بے مقصد معلوم ہوئی اور میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ اس چابی کو پھینک دوں گا۔ اب مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر کچھ عرصہ اسے اس لیے محفوظ کر لیا جائے کہ ممکن ہے کہ اس کی کوئی قیمت وصول ہو جائے تو بات الگ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب مجھے ایمسن کے لیے کیا کرنا چاہیے۔ بہت سے خیالات ذہن میں بیدار ہو گئے تھے اور میں اپنے آپ پر ہنستا ہوا چل رہا تھا کہ ایک طرف میری نظر پڑی سینٹ میرا ہسپتال کا بورڈ لگا نظر آ رہا تھا دماغی اسپتال تھا لیکن بہت بڑی حیثیت کا حامل نہیں۔ میں نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔ تقدیر مجھے اس طرف لے آئی تھی۔ رات ہی کو میں نے اس کا فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ میں اسپتال کی جانب بڑھ گیا اور پھر اس کے استقبالیہ پر پہنچ گیا۔ ریسپشنٹ لڑکی سے میں نے پوچھا۔

''یہاں اگر کوئی مریض داخل ہو تو اسے داخلے کے لیے کیا اقدامات کرنے ہوتے ہیں؟''

''آپ کسی مریض کو داخل کروانا چاہتے ہیں جناب؟''

''ہاں۔''

''کیا وہ دماغی مریض ہے؟''

''تقریباً''

''تو آپ مریض کو لے آئیں ہم اس کی انٹری کر کے تمام تفصیلات آپ کو مہیا کر دیں گے۔''

''مریض کو میں لے آیا ہوں۔'' میں نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اوہو۔ ٹھہریئے میں متعلقہ ڈاکٹروں کو فون کرتی ہوں۔" اس نے کہا اور ٹیلی فون اٹھا کر اس پر دو نمبر ڈائل کیے پھر کہنے لگی۔

"ڈاکٹر صاحب ایک مریض آیا ہے۔ آپ براہ کرم اس کا معائنہ کر لیجیے وہ یہاں داخلہ چاہتا ہے۔ جی ہاں اس کے ساتھ ایک اور صاحب ہیں جو اس وقت میرے سامنے کھڑے ہیں۔" پھر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"آپ براہ کرم وہاں تشریف رکھیے۔ ڈاکٹر صاحب سے گفتگو کر لیجیے۔ ڈیوٹی ڈاکٹر آپ کے پاس آ رہے ہیں۔"

میں لڑکی کے اشارے پر صوفے پر جا بیٹھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد ایک خوش پوش شخص میرے پاس پہنچ گیا۔ اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میرے قریب بیٹھتا ہوا بولا۔

"آپ کا مریض کہاں ہے؟"

"مریض میں خود ہوں ڈاکٹر صاحب۔" میں نے کہا اور وہ چونک پڑا۔

"آپ؟"

"جی۔"

"کیا تکلیف ہے آپ کو؟"

"بس ڈاکٹر صاحب کبھی کبھی یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ذہن بالکل خالی ہو گیا ہو اور میں اپنے آپ تک کو بھول جاتا ہوں ایک لہر سی آ کر میرے ذہن سے گزر جاتی ہے۔"

"ہوں۔ اس کا وقفہ کتنا ہوتا ہے؟"

"کبھی دو منٹ کبھی تین منٹ، اب یہ وقفہ بڑھ گیا ہے۔"

"ہوں۔ آپ کے ساتھ کوئی نہیں ہے؟"

"نہیں ڈاکٹر صاحب۔ میں تنہا ہوں۔ یہاں پیرس میں۔"

"اوہ۔ کہیں اور رہتے ہیں آپ؟"

"جی۔"

"کہاں؟"

"ڈاکٹر صاحب ان باتوں کو جانے دیجیے کیا میرا علاج ممکن ہے؟"

"ہاں کیوں نہیں۔ آپ براہ کرم ایک فارم بھر دیجیے میں آپ کو ابھی فارم دیتا ہوں۔"

اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ریسپشنسٹ سے فارم لیا اور پن نکال کر مجھے دیا۔

میں فارم کے کالم دیکھنے لگا اور اسکے بعد میں نے فارم پر کر دیا۔ لیکن میں نے اپنا نام لائن ہارٹ نہیں لکھا تھا بلکہ ایک اور نام میرے ذہن میں آ گیا تھا جوزف کین۔ میں نے جوزف کین کے نام سے فارم بھر دیا اور ڈاکٹر نے وہ فارم دیکھنے کے بعد اس پر اپنے دستخط کیے پھر بولا۔

"دیکھیے آپ کے جو اخراجات ہوں گے اس کا کچھ فیصد آپ کو کیشیئر کے پاس جمع کرانا ہو گا۔"

"جی۔ پھر میں نے وہ رقم جمع کرا دی۔ ویسے میں سوچ رہا تھا کہ کسی نہ کسی شکل میں میرے لیے رقم کا حصول ضروری ہو گیا ہے کیونکہ اب اتنی بھی رقم میرے پاس موجود نہیں تھی کہ میں اسے بہت فراخ دلی سے خرچ کر سکتا لیکن اتنی بے شک تھی کہ ابھی کچھ عرصے تک میرا گزارہ ہو سکتا تھا۔ ڈاکٹر نے تمام امور سے فارغ ہونے کے بعد مجھے ٹیسٹ ڈیپارٹمنٹ بھیج دیا اور میرے کئی ایکسرے وغیرہ لیے گئے۔ اس کے بعد مجھے ایک کمرہ مہیا کر دیا گیا۔ مجھے ایمسن کا کمرہ نمبر معلوم تھا۔ اتفاق کی بات یہ تھی کہ وہ اسی کاریڈور میں ہی تھا اور میرے کمرے کے سامنے والے کمرے سے تیسرے نمبر کا تھا۔ بہرحال یہاں تک پہنچنے کے میں نے اپنے ذہن میں بہت سے منصوبے ترتیب دیے تھے۔ بستر پر لیٹ کر میں نے مسکراتے ہوئے دل میں سوچا کہ کیا ہی دلچسپ حالات ہیں لیکن وہ بہت بڑی دولت جس کے گم ہو جانے کا مجھے افسوس تھا کاش اس کا کچھ حصہ ہی میرے ہاتھ آ جاتا کم از کم اور کچھ نہیں تو اس وقت ایمسن کے علاج کے لیے کارآمد ہوتی۔ بہرحال اسپتال میں داخل ہونے کا تجربہ میرے لیے بہت دلچسپ تھا ڈاکٹر میرے بارے میں تحقیق کر رہے تھے اس سلسلے میں وہی ڈاکٹر جس سے میری پہلی بار ملاقات ہوئی تھی اور بعد میں جس کا نام ڈاکٹر فریڈرک معلوم ہوا تھا۔ اس سلسلے میں کاوش کر رہا تھا۔ دو تین دن کے بعد اس نے مجھے رپورٹیں پیش کرتے ہوئے کہا۔

"حیرت کی بات ہے مسٹر جوزف کین کہ آپ کی تمام رپورٹیں بالکل درست ہیں بلکہ دوسرے معنوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ انتہائی طاقتور دماغ کے مالک ہیں ہم نہیں سمجھ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پائے کہ آپ کی اس کیفیت کا راز کیا ہے۔ پھر بھی میں نے ڈاکٹر فریڈرک کو رپورٹ کر دی ہے۔ ڈاکٹر فریڈرک پندرہ دن میں ایک بار یہاں آتے ہیں وہ ان رپورٹوں کا جائزہ لیں گے اس دوران اگر آپ اسپتال میں نہ رہنا چاہیں تو کوئی حرج نہیں۔ ہم آپ کو تاریخ دے دیں گے۔ اس تاریخ کو آپ ڈاکٹر فریڈرک سے ملاقات کر لیجیے وہ آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں گے یا پھر آپ کا نفسیاتی تجزیہ کریں گے۔“

”کیا اس دوران میں اس اسپتال میں نہیں رہ سکتا؟“

”کیوں نہیں مگر اس کے اخراجات آپ کو ادا کرنا ہوں گے۔“

”کیا مجھے اس کی تفصیلات کا علم ہو سکے گا؟“

”ہاں، کیشیئر آپ کو تمام تفصیلات بتا دے گا۔ میں اسے آپ کے پاس بھیجے دیتا ہوں۔“

”نہیں میں خود......“

”ہمارے پاس اپنے مریضوں کی ہر سہولت کے لیے مناسب انتظامات ہیں۔ کیشیئر آپ سے خود ملاقات کرے گا۔“

پھر جس شخص نے مجھ سے ملاقات کی وہ ایک سوکھا سڑا خشک طبیعت کا مالک عجیب و غریب شخص تھا اس نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

”میں اس اسپتال کا کیشیئر ہوں۔“

”ہاں مسٹر کیشیئر آپ براہ کرم مجھے بتائیں کہ یہاں میرے اخراجات کیا ہوں گے؟“

تب مجھے پتا چلا کہ اخراجات اتنے تھے کہ میں با آسانی انہیں ادا کر سکتا تھا اور اس اسپتال میں ایک سال تک گزارا کر سکتا تھا۔ کیا برا تھا ہوٹل کی بجائے اسپتال ہی سہی میں نے دل میں کہا اور پھر میں نے کیشیئر سے پوچھا۔

”کیشیئر وہ جو سامنے تیسرے نمبر والا کمرہ ہے کمرا نمبر سولہ اس میں مسٹر ایمسن داخل ہیں۔“

”ہاں۔ ایک انوکھا مریض جسے کوئی مرض نہیں ہے۔“

”کیا مطلب۔“

”یہ ڈاکٹروں کی کہی ہوئی بات ہے میں نہیں بتا سکتا۔“

”یہ بات تو میرے بارے میں بھی کہی گئی ہے۔“

”ڈاکٹروں کا معاملہ ڈاکٹر جانیں۔ تم اس بارے میں مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟“

”اس مریض کے ماہانہ اخراجات کتنے ہیں۔“

”خاصے اور ابھی تک اس کے حساب میں کچھ بھی نہیں داخل ہوا ہے۔ میرا خیال ہے اسے زیادہ عرصہ یہاں نہیں رکھا جائے گا۔“

”نہیں کیشیئر میں اس کے حساب میں مطلوبہ رقم جمع کروانا چاہتا ہوں۔“

”تم۔“

”ہاں۔“

”ہوں؟“

”کیا تمہیں یہ سوال کرنے کا حق ہے؟“

”بالکل نہیں۔“

”اور کیا اس کے لیے ضروری ہے کہ کوئی مخصوص شخص ہی رقم جمع کرائے۔“

”ہمیں اکاؤنٹس پورا کرنے ہوتے ہیں۔ مخصوص شخص کو ہم اپنے رجسٹر میں داخل نہیں کر سکتے۔“

”تو پھر تم مجھے اپنے ماہانہ اخراجات بتاؤ اور مجھ سے یہ رقم وصول کر لو۔“

”ٹھیک ہے۔ اخراجات تو میں زبانی بتا سکتا ہوں۔“

”تو پیسے میں تمہیں نقد دے سکتا ہوں۔“ میں نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

”تو دے دو۔“ اس نے کہا اور میں نے مطلوبہ رقم اس کے حوالے کر دی۔

”آپ اپنے اکاؤنٹ میں یہ پیسے جمع کر کے رسید مجھے دے دیں۔“

”ٹھیک ہے۔“ اس نے کہا اور وہاں سے چلا گیا۔ میں اس کی عجیب و غریب شخصیت پر غور کرنے لگا تھا۔ بہرحال میں نے ایمسن سے ملاقات کرنی مناسب نہ سمجھی البتہ تقریباً چھ سات دن کے بعد اچانک ہی میرے کمرے میں ایک شخص داخل ہوا۔ نوجوان تھا۔ شکل و صورت سے عجیب لگتا تھا۔ میرے پاس پہنچ کر اس نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے معاف کیجیے گا میرا نام ایمسن ہے۔"

میں مسکرا کر اپنے بیڈ سے اٹھا اور اس سے ہاتھ ملایا۔

"آپ اگر اپنے نام پر مجھ سے معافی مانگنا چاہتے ہیں تو کم از کم مجھے اس کی وجہ سمجھا دیجیے کیا آپ کو اپنا نام پسند نہیں ہے۔"

وہ مجھے دیکھنے لگا پھر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

"صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے میرے اکاؤنٹ میں رقم کیوں جمع کرائی ہے؟"

"اوہ، اس کا مطلب ہے کیشیئر نے آپ کے کانوں تک یہ بات پہنچا دی۔"

"ضروری تھا۔ اس دوران مجھے یہاں سے نکال دیا جانا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ کہاں سے وہ رقم جمع کرواؤں۔"

"بس کیشیئر نے مجھ سے آپ کا تذکرہ کیا تو میں نے سوچا کہ اگر کسی شخص کے کام آ سکتا ہوں تو مجھے ضرور کام آنا چاہیے۔"

"آسمان سے کب اترے ہو؟" اس نے بے اختیار سوال کیا۔

"خیر جب آسمان سے اترا تھا تو مجھے اس وقت ہوش نہیں تھا۔ بہت چھوٹا تھا اس وقت اور شاید ماں کی آغوش میں تھا۔"

"مجھے جواب دو آخر کیوں تم نے مجھ پر یہ احسان کیا ہے؟"

"کیا تم احسانات کے قائل نہیں ہو ایمسن۔"

"دیکھو تم جانتے ہو اور میں بھی جانتا ہوں کہ اس دنیا میں کوئی کسی پر احسان نہیں کرتا۔"

"میں تو کم از کم یہ جانتا بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو ایک دوسرے کے کام آنا چاہیے اگر وہ آ سکیں۔"

"کمال ہے تمہارا نام جوزف کین ہے؟"

"ہاں۔"

"کہاں کے رہنے والے ہو؟"

"زمین کا۔"

"بہت الجھی الجھی باتیں کرتے ہو۔"

"مائی ڈیئر ایمسن تم شاید یہ بھول گئے ہو اس وقت کہ تم دماغی مریض ہو۔" میں نے اسے دیکھتے ہوئے کہا اور وہ میرے ان الفاظ پر ہکا بکا رہ گیا۔ پھر اس کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ چند لمحے مجھے گھورتا رہا اور پھر برق رفتاری سے باہر نکل گیا۔ میں اس کی اس کیفیت پر حیران رہ گیا تھا لیکن پھر مجھے نہ جانے کیسے کیسے خیالات آنے لگے۔ ایمسن کی اس کیفیت سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کسی خاص الجھن کا شکار ہے ویسے کسی بھی طرح سے وہ دماغی مریض معلوم نہیں ہوتا تھا یہ الجھن کہیں اسے یہاں سے فرار نہ کروا دے۔ میں نے دل میں سوچا اور برق رفتاری سے اپنی جگہ سے اٹھ گیا پھر کمرہ نمبر سولہ میں داخل ہو کر میں نے اسے دیکھا۔ وہ عجیب سے انداز میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے چہرہ اٹھایا۔ اس کے چہرے پر خوف کے آثار تھے۔

"تم، تم کیا چاہتے ہو آخر میں پوچھتا ہوں تم کیا چاہتے ہو؟"

"دیکھو، دیکھو میں کچھ بھی کر بیٹھوں گا۔ میں جانتا ہوں مجھے اس پر کوئی سزا نہیں ہوگی کیونکہ بہر طور میں یہاں طویل عرصے سے دماغی مریض کی حیثیت سے داخل ہوں۔"

"اور میں تم سے درخواست کروں گا کہ تم کچھ نہ کرنا۔ کبھی کبھی انسان غلط فہمی میں ایسے اقدامات کر بیٹھتا ہے جن کا بعد میں اسے شدید افسوس ہوتا ہے۔"

"تم چاہتے کیا ہو آخر؟ یہ بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اور..... اور یہ بھی بتاؤ تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے؟"

میں اس کے سامنے بیٹھ گیا پھر میں نے آہستہ سے کہا۔

"ایمسن میں جو کوئی بھی ہوں تمہارا دشمن نہیں ہوں۔"

"مم..... میں..... میں کچھ نہیں جانتا۔ تمہیں علم ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔"

"مجھے کوئی علم نہیں ہے ایمسن تم سب سے پہلے اپنے دل سے یہ ڈر اور خوف نکال دو اور یہ محسوس کرو کہ اس وقت تمہارے سامنے تمہارا ایک بہت اچھا دوست بیٹھا ہوا ہے۔"

اس نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا اور پھر دیکھتا رہا اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

"ایمسن، پلیز یہ کیا کر رہے ہو تم۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تھک چکا ہوں میں۔ تھک چکا ہوں۔ میری بہنیں آہ! کاش تم جان سکتے کہ میری بہنیں میرے لیے کس قدر افسردہ اور مضطرب ہیں۔ میری ایک بہن معذور ہے لیکن...... لیکن مجھے اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ وہ صرف میری وجہ سے سڑکوں پر بیٹھ کر تصویریں بناتی ہے۔ آہ! مجھے معاف کر دو۔ دیکھو میں نے کچھ نہیں کیا اگر غور کرو تو تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا ہے۔ میں بے قصور ہوں، میں بے گناہ ہوں تم مجھے اگر زندگی سے محروم کر دو گے تو یقین کرو مجھے ذاتی طور پر کوئی دکھ نہ ہوگا لیکن میں کشمکش میں ہوں میں سچ مچ ذہنی مریض بنتا جا رہا ہوں اس تصور کے تحت کہ میری بہنوں کو میری وجہ سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔"

"ایمسن کیا تم مجھے اپنے بارے میں کچھ بتانا پسند کرو گے؟"

"نہیں ہرگز نہیں، پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو؟"

"ایک ایسا کردار جس کا تمہاری زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"میں نہیں مانتا۔"

"پھر تمہارے ذہن میں میرے بارے میں کیا تصور ہے؟"

"تم...... تم...... تم...... تم ......" اس نے کہا اور جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اس کی نگاہیں عقب میں اٹھ گئی تھیں۔ مجھے بھی دروازے پر کچھ آہٹیں سنائی دی تھیں اور میری گردن مڑ گئی تھی پھر اچانک ہی مجھے شدید ذہنی جھٹکا لگا۔ دروازے میں سوئیس اور شاکین کھڑی تھیں۔ انہوں نے بھی مجھے دیکھا۔ ان کی کیفیت بھی مجھ سے مختلف نہ تھی پھر وہ دونوں اندر آ گئیں ایمسن کرسی پر بیٹھا عجیب سی نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"لائن ہارٹ تم یہاں؟" شاکین نے حیران انداز میں کہا۔

سوئیس کے چہرے پر بھی حیرت نمایاں تھی اور ان دونوں کے اس انداز پر ایمسن بھی چونکا تھا۔ سوئیس آگے بڑھ کر ایمسن کے پاس پہنچ گئی۔

"کیسے ہو ایمسن؟" اس نے پیار سے بھائی کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔

ایمسن ابھی تک حیران تھا اس نے سوئیس سے کہا۔

"تم...... تم انہیں جانتی ہو؟"

"مسٹر لائن ہارٹ، میں ان سے بعد میں ان کے بارے میں پوچھوں گی پہلے تم بتاؤ تم ٹھیک ہو نا؟"

"ہاں۔"

"اور یہ اکاؤنٹ میں رقم کس نے جمع کرائی؟" اس نے فوراً سوال کیا۔

میں اس عجیب و غریب صورت حال پر حیران رہ گیا تھا۔ اب ایمسن میری جانب دیکھ رہا تھا۔ شاکین آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب پہنچ گئی۔

"لائن ہارٹ تم اسپتال میں خیریت تو ہے؟"

"ہاں۔ میں بھی دماغی مریض ہو گیا ہوں۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ مائی گاڈ کیسے؟ کیا ہوا؟ کیا بات ہے؟" شاکین شدید حیرانی سے بولی۔

"تم اسے کیسے جانتی ہو؟" ایمسن نے سوال کیا۔

"بڑی حیران کن بات ہے ایمسن کہ مسٹر لائن ہارٹ تمہارے کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ مسٹر لائن ہارٹ ہی ہیں؟"

"ایمسن نے سوال کیا۔"

"کیوں تمہیں یقین نہیں ہے؟"

"یہ شخص جوزف کین ہے۔"

"کیا مطلب؟" دونوں لڑکیاں حیرت سے بولیں۔

"مس سوئیس براہ کرم آپ بیٹھ جائیے۔ میرا خیال ہے مجھے آپ کو تفصیل بتا دینا چاہیے۔" میں نے کہا۔ میں بہت سنجیدہ ہو گیا تھا وہ دونوں حیران حیران سی بیٹھ گئیں۔ تب میں نے ایمسن سے کہا۔

"اور مسٹر ایمسن اس وقت جو گفتگو میں ان سے کر رہا ہوں وہ تمہارے تمام سوالات کا جواب دے دے گی۔"

ایک عجیب سی فضا پیدا ہو گئی تھی۔ سوئیس اور شاکین بھی حیران حیران سی بیٹھ گئی تھیں۔

ایمسن پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا پھر میں نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

”تھوڑے دن قبل کی بات ہے ایفل ٹاور کے قریب سے گزر رہا تھا کہ ایک لڑکی نظر آئی جو تصویر کشی کر رہی تھی۔ میں نے اس کی آنکھوں میں کچھ ایسے آثار دیکھے جیسے وہ اپنی تصویر کشی کے لیے کسی شخص کی منتظر ہو اور صرف ان انتظار بھری آنکھوں نے مجھے تصویر بنوانے پر مجبور کر دیا۔ یہ صرف اتفاق تھا نہ تم اسے ایسا جذبہ کہہ سکتے ہو ایمسن جو کسی خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر کسی مرد کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے اور نہ ہی ایسا لالچ اس سے وابستہ تھا جو آگے چل کر کوئی اہمیت رکھتا ہو۔ میں نے شاکین سے تصویر بنوائی وہ تصویر اتفاق سے ادھوری رہ گئی اور اس کے حصول کے لیے مجھے تمہارے فلیٹ تک جانا پڑا وہاں مجھے جس صورت حال کا علم ہوا یعنی تمہاری بیماری کا تو میرے دل میں کچھ ایسے جذبے بیدار ہو گئے جن کے تحت آخر کار میں یہاں تک پہنچ گیا۔ میں کوئی دولت مند شخص نہیں ہوں۔ ایمسن مگر میری خواہش ہے کہ تم صحت مند ہو کر اپنی بہنوں کے درمیان پہنچ جاؤ، ان کی کفالت کرو، دونوں کمزور لڑکیاں تمہارے بغیر خود کو کیسے تنہا محسوس کر رہی ہیں شاید تمہیں اندازہ نہیں ہے بس سمجھ لو اسی احساس کے تحت میں تمہاری وجہ سے اس اسپتال میں خود داخل ہوا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ ان خوددار لڑکیوں کی خودداری کو مجروح کروں اور اس طرح ان کی مدد کروں۔ اتنی سی بات ہے، ایمسن اور بس۔“

ایمسن کے چہرے پر میرے الفاظ کا تاثر جھلک رہا تھا۔ اس نے چند لمحات کے بعد گردن جھکا لی۔ دونوں لڑکیاں بھی بری طرح جذباتی ہو رہی تھیں۔ ان میں سے کسی نے اس بارے میں ایک لفظ بھی نہ کہا میں نے پھر کہا۔

”اور جس دن یہ جذبے کائنات سے ختم ہو جائیں گے ایمسن سمجھ لو کائنات کا وجود ہی باقی نہیں رہے گا۔ میرا خیال ہے اب تم بہن بھائی آپس میں گفتگو کرو۔ میں چلتا ہوں۔“ میں اپنی جگہ سے اٹھا۔ ان میں سے کسی نے نہ تو مجھے روکنے کی کوشش کی نہ کچھ کہا۔ بہرحال میں نے تمام حقائق ان پر کھول دیے تھے اور اس سے زیادہ فرشتہ بننا میرے لیے ممکن نہیں تھا۔ بہت دیر تک میں انتظار کرتا رہا لیکن ان تینوں میں سے کوئی میرے پاس نہیں آیا تھا۔ اب مجھے زیادہ پروا نہیں تھی جو کچھ میں کرنا چاہتا تھا وہ کر چکا تھا۔ ان پر کیا ردعمل ہوتا ہے وہ جانیں لیکن ایک بات میں نے بخوبی محسوس کر لی تھی کہ ایمسن ذہنی مریض نہیں ہے بلکہ وہ بھی کسی خاص وجہ سے دماغی مریض کی حیثیت سے اس اسپتال میں داخل ہے۔ پتا نہیں کیا قصہ ہے۔ خیر تھوڑا سا وقت اور

گزار لیا جائے یہاں۔ اس کے بعد دیکھوں گا کیا صورت حال رہتی ہے۔ لڑکیاں شاید چلی گئی تھیں۔ نہ جانے کیا فیصلہ کیا تھا ان دونوں نے اور نہ جانے جاتے ہوئے مجھ سے ملی کیوں نہیں تھیں۔ ان کی کوئی بھی کوشش مجھے بددل کر سکتی تھی اور اس کے بعد بہرحال سب کچھ بے وقوفی تھی۔ میرے پاس اتنی بڑی دولت نہیں تھی کہ میں ان چکروں میں پڑا رہوں اور بہت زیادہ فرشتہ بننے کی کوشش کروں۔

پھر اس وقت رات کے تقریباً ساڑھے دس بجے تھے۔ کھانا وغیرہ کھا چکا تھا میں جب میرے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور پھر ایمسن کمرے میں داخل ہو گیا۔ میں نے بہرحال خوش دلی سے اس کا استقبال کیا تھا۔ ایمسن میرے بیڈ کے ایک طرف بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ ”اور جو کچھ تم نے کیا ہے بس اسی کے حوالے سے میں تمہیں جان سکتا ہوں اور اس قدر کند ذہن بھی نہیں ہوں کہ تمہارے اندر چھپی ہوئی انسانیت کو نہ سمجھ پاؤں لیکن میرے دوست بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں جن کا کوئی بدل انسان کے پاس نہیں ہوتا۔ میں بھی اس قدر قلاش ہوں۔“

”میں خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ ایمسن کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد بولا۔

”ہاں تمہارا خیال غلط نہیں ہے۔ میں ذہنی مریض نہیں ہوں بلکہ ایک صحیح دماغ آدمی ہوں۔ کبھی کبھی انسان کی کسی مصیبت میں اس کے اپنے کسی عمل کا دخل نہیں ہوتا۔ تم نے میرے اور میرے گھر کے بارے میں بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا۔ میری بہن معذور ہو گئی ہے۔ زندگی سے زیادہ چاہتا ہوں اسے۔ میری بڑی بہن جو کچھ کر رہی ہے۔ اس کے بارے میں سوچ کر ہی میرا ضمیر جھنجھلا جاتا ہے مگر کیا کروں۔ بہت کوششیں کی ہیں۔ اپنی زندگی کو سنوارنے کی نہ جانے کیا کیا کرتا رہا ہوں تم سوچ بھی نہیں سکتے میرے دوست۔ خاصی پرانی بات ہے۔ کافی دن ہو گئے۔ ایک دفعہ یہیں پیرس میں کلیسائے نوٹرڈیم کے دامن میں میری ملاقات ایسے شخص سے ہوئی جو ادھیڑ عمر تھا اور شدید تکلیف میں مبتلا تھا مجھے علم ہوا کہ اسے ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ اپنی خدمات کو محسوس کر کے میں نے اسے اسپتال پہنچایا اور پھر جس قدر بھی ممکن ہو سکتا تھا اس کی دیکھ بھال کی اس شخص نے اپنا نام ڈاکٹر سینی گان بتایا تھا اور اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ وہ لکمبرگ کا رہنے والا ہے۔ ڈاکٹر سینی گان دل کا مریض تھا اور بڑی عجیب و غریب شخصیت کا مالک تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بہرحال میں نے اسے جو کچھ بھی مدد ہو سکتی تھی دی اور اس نے مجھے پیشکش کی کہ میں اس کے ساتھ لکمبرگ چلوں۔ وہ میرے لیے یقینی طور پر ایسا بندوبست کرے گا جس سے میری مشکلات دور ہو جائیں گی۔ میں نے یہ موقع غنیمت جانا جب وہ صحت یاب ہو گیا تو میں اس کے ساتھ لکمبرگ چل پڑا لیکن لکمبرگ میں جب وہ اپنی رہائش گاہ میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ وہ تو بہت دولت مند آدمی تھا۔ ایک انتہائی عالیشان کوٹھی کا مالک اور اس کوٹھی کو اندر سے دیکھ کر میں اور بھی حیران ہوا تھا یہ ایک سائنسی تجربہ گاہ تھی جسے تم پرائیویٹ سائنس لیبارٹری کہہ سکتے ہو۔ ڈاکٹر سینی گان نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا اور ایک معقول رقم دی کہ میں اسے اپنی بہنوں کو بھیج دوں۔ یہاں وہ میرے لیے کوئی بہتر ذریعہ تلاش کرے گا۔

بہرحال میرے اور اس کے درمیان وقت گزرتا رہا پھر ایک رات جب بارش ہو رہی تھی اور ڈاکٹر سینی گان میرے ساتھ اپنی لیبارٹری میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے مجھے اپنی کہانی سناتے ہوئے کہا کہ جو کچھ وہ نظر آ رہا ہے دراصل وہ نہیں ہے بلکہ یہ ادھار کا بدن ہے جو اس نے اختیار کیا ہوا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا مسٹر سینی گان۔" میں نے متحیرانہ انداز میں کہا۔ تو وہ اپنی کہانی سناتا ہوا بولا۔

"سائنس کی دنیا میں ڈاکٹر سینی گان کا نام اجنبی نہیں ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں میری اہمیت کو تسلیم کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میرے دل میں کبھی دنیا کو کوئی سائنسی فائدہ پہنچانے کا خیال نہیں آیا۔ سب اپنے اپنے بارے میں سوچتے ہیں۔ کیا ملتا ہے کسی کو کسی کے لیے کچھ کر کے۔ اپنے طور پر جو کچھ کر سکتے ہو کرو اور خود اس سے لطف اٹھاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ تم میری سوچ سے اتفاق نہ کرتے ہو لیکن میں اپنی مرضی کا مالک ہوں۔"

"تو پھر ڈاکٹر سینی گان؟"

"پھر کیا۔ میں نے اپنی لیبارٹری قائم کی اور یہاں تجربات کرنے لگا۔ میرے ذہن میں ایک فارمولہ ترتیب پا رہا تھا اور وہ فارمولہ ایسی حیثیت کا حامل تھا جو اگر مجھے حاصل ہو جاتا تو میں دنیا سے اپنی بڑائی منوا سکتا تھا۔ اسے اپنے قدموں میں جھکنے پر مجبور کر سکتا تھا۔ میں نے وہ تجربہ اپنی آپ پر کیا لیکن اس میں مجھے کچھ ناکامیاں ہوئیں۔ میرا جسم آہستہ آہستہ تاریک ہوتا

چلا گیا اور تاریک یہاں تک کہ میں ایک مدھم پرچھائیں بن کر رہ گیا۔ ایک ایسی پرچھائیں جس میں تمام انسانی صفات موجود تھیں۔ سوائے اس کے کہ اس بدن کو خوراک کی ضرورت نہ تھی۔ اسے نہ روشنی چاہیے تھی نہ تاریکی صرف ایک پرچھائیں جو چل پھر سکتی تھی سوچ سکتی تھی لیکن کوئی عمل نہیں کر سکتی تھی۔ یہ حادثہ میرے ساتھ اچانک ہی ہوا تھا میں ششدر رہ گیا۔ اس پرچھائیں سے میں اب کوئی کام نہیں لے سکتا تھا۔ آہ! میرا وجود تحلیل ہو کر صرف نامعلوم سا دھبہ رہ گیا تھا۔ میں اپنے وجود کو دیوار پر دیکھ سکتا تھا لیکن اس سے زیادہ کچھ کرنا میرے بس سے باہر تھا۔ میرے قدم متحرک ہو سکتے تھے، میرے ہاتھ چل سکتے تھے لیکن بے وزنی کے عالم میں۔ کوئی چیز چھو نہیں سکتا تھا، کچھ اٹھا نہیں سکتا تھا، اس طرح میری یہ عظیم الشان لیبارٹری میرے لیے بے مقصد ہو گئی تھی۔ آہ میرا ایک عظیم تجربہ نامکمل رہ گیا تھا۔ جس کی تکمیل ہو جاتی تو دنیا میرے نام کی پوجا کرتی۔ دنیا کے بڑے بڑے ملکوں میں میرے مجسمے نصب کیے جاتے لیکن میں یہ نہ کر سکا۔ آہ میں ناکام رہ گیا۔ بہت دن میں نے دیوانگی میں گزارے۔ میں برا انسان نہیں ہوں۔ میں نے کبھی کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی لیکن اس منصوبے کی ناکامی نے مجھے مضمحل کر دیا تھا پھر مجھے ایک شخص نظر آیا جو مشکلات کا شکار ہو کر خودکشی کرنا چاہتا تھا۔ عین اسی وقت جب وہ مرنے جا رہا تھا۔ میں نے اس کا جسم اپنا لیا۔ میری پرچھائیں کسی بھی جسم میں سرایت کر سکتی ہے۔ مجھے یہ قوت حاصل ہے۔ میں نے وہ جسم اپنے قبضے میں کر لیا۔ اب وہ مجھ میں زندہ ہے میں اس کی ہر مشکل سے واقف ہوں۔ میں کسی بھی وقت اسے چھوڑ سکتا ہوں لیکن اس کے وجود میں رہ کر میں اپنا تجربہ مکمل کر سکتا ہوں اور اس تجربے کی تکمیل کے لیے میری نگاہ انتخاب تم پر پڑی ہے۔ تمہیں میرے تجربے کی تکمیل کرنی ہوگی۔ میں تمہیں پرچھائیں میں تبدیل کر کے اصل حالت میں لانے کی کوشش کروں گا۔ تاکہ اس کے بعد میں یہ تجربہ خود پر کر سکوں۔"

"اور اگر تم اس تجربے میں ناکام ہو گئے تو؟"

"مجھے اپنی کامیابی کا یقین ہے۔"

"لیکن میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں۔"

"نہیں میرے دوست۔ تمہیں تیار ہونا پڑے گا۔ کیونکہ تم اب میرے راز دار بن چکے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو لیکن میں تمہیں اس کے عوض اتنی دولت دوں گا کہ تم زندگی بھر عیش کرو گے، دوسری صورت تمہارے لیے خطرناک رہے گی۔"

میں نے اپنے دل میں بے حد خوف محسوس کیا تھا مسٹر ہارٹ لیکن میں بے وقوف نہیں تھا کوئی حماقت نہیں کرنا چاہتا تھا چنانچہ میں نے نیم رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ میرے لیے ایک اعلیٰ مستقبل کا وعدہ کریں مسٹر سینی گان تو میں اپنے آپ کو اس تجربے کے لیے پیش کرنے کو تیار ہوں۔"

وہ بے انتہا خوش ہوا اور اس نے نہ جانے کیا کیا لالچ مجھے دیے لیکن میرے ذہن میں تصور ہی کچھ اور تھا۔ میں یہ سوچ رہا تھا کہ جس طرح بھی بن پڑے یہاں سے نکل جاؤں اور جس طرح بھی ہو سکے اپنی جان بچاؤں۔ بہرحال یہ اتنی جلدی ممکن نہیں ہو سکا اس نے مجھے بتایا کہ وہ شخص جس کے روپ میں وہ اس وقت ہے کم بخت دل کا مریض تھا اور یہ مرض اسے اس بدن سمیت ملا ہے لیکن بہرحال تجربے کی تکمیل کے بعد وہ اپنا وجود حاصل کر لے گا اور اس شخص کے بدن کو چھوڑ دے گا۔ چند روز میں نے وہاں گزارے ایک دن میں اس کی لائبریری میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے اس کی ایک کتاب نظر آئی جو ایک گوشے میں پڑی ہوئی تھی۔ بے خیالی کے عالم میں، میں نے وہ کتاب اٹھائی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ یہ قلمی کتاب تھی اور کچھ ایسے الفاظ میں اس میں تحریریں درج تھیں جو میری سمجھ میں بالکل نہیں آ رہے تھے۔ غالباً کچھ سائنسی فارمولے تھے جو اس شخص میں منتقل کیے گئے تھے۔ ابھی میں انہیں سمجھ بھی نہیں پایا تھا کہ سینی گان لائبریری میں داخل ہو گیا۔ کتاب میرے ہاتھ میں دیکھ کر یوں محسوس ہوا جیسے اس پر بجلی گری ہو۔ اس نے مجھے گھورتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا، ایمسن یہ تم نے بالکل اچھا نہیں کیا۔"

"کیا مسٹر سینی گان؟"

"تمہیں میرے فارمولوں والی کتاب نہیں دیکھنی چاہیے تھی۔"

"یونہی پڑی ہوئی تھی یہ اور میں اسے اٹھا کر دیکھنے لگا لیکن نہ تو میں اس کی زبان سمجھتا ہوں اور نہ مجھے یہ بات معلوم ہے کہ اس میں کیا ہے؟" میں نے ایک لمحے میں یہ محسوس کر لیا تھا کہ وہ میرے الفاظ سے مطمئن نہیں ہوا ہے۔

کچھ لمحے سوچنے کے بعد اس نے کہا۔

"یہ اخلاق آداب کے خلاف بات ہے کہ اگر تم ایک مہمان کی حیثیت سے کسی گھر میں رہ رہے ہو تو وہاں کی ہر چیز پر اپنا حق جتا بیٹھو۔ شاید تمہیں اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ یہ میری زندگی بھر کی محنت ہے۔ یہ میری ان تمام سائنسی معلومات کا نچوڑ ہے جو میں نے پوری زندگی صرف کر کے حاصل کی ہے۔ یہاں تک کہ میں اپنا اصل وجود ہی کھو بیٹھا اور اب میں یہ کیسے یقین کر لوں کہ تم اس میں سے کچھ بھی سمجھ نہیں پائے۔"

"ڈاکٹر سینی گان، ایک عقل میں آنے والی بات ہے جس شعبے سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے، جس کے بارے میں، میں نے زندگی بھر ایک لفظ بھی نہیں پڑھا۔ بھلا میں اسے کیسے سمجھ سکتا ہوں۔ کیا تم مجھے یہ بتا سکتے ہو کہ خفیہ زبان میں لکھی گئی یہ کتاب کسی اجنبی کی سمجھ میں آ سکتی ہے؟"

وہ سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"بہرحال میں تمہیں اس بات کی ہدایت کرتا ہوں کہ اس عمارت میں ایسی کوئی چیز کبھی نہ دیکھنا جس سے تمہیں کوئی واقفیت نہ ہو۔"

"ٹھیک ہے ڈاکٹر سینی گان۔ ویسے میں کچھ عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا ہوں۔"

"تمہیں نہیں ہونا چاہیے۔ چلو خیر چھوڑو، آؤ میرے ساتھ۔" اس نے کہا اور اس کے بعد وہ مجھے لیے ہوئے وہاں سے چل دیا۔ لیبارٹری کی اوپری منزل میں ایک ایسا کمرا تھا جو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ڈاکٹر سینی گان مجھے لیے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوا اور پھر میں نے اس کمرے کو دیکھا ایک خواب گاہ کی سی حیثیت رکھتا تھا لیکن بہت عجیب سی کیفیت تھی اس کی۔ سینی گان نے کہا۔ "بیٹھو، میں اس وقت تمہیں کچھ ایسی چیزیں دکھاتا ہوں جنہیں دیکھنے کے بعد تم میری زندگی کے آگے کے واقعات سے روشناس ہو پاؤ گے۔"

وہ آگے بڑھا اور ایک الماری کا دروازہ کھول کر کچھ دیکھنے لگا۔ میری نگاہیں اس پر جمی ہوئی تھیں پھر اچانک ہی میں نے دیکھا کہ وہ دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ الماری کا دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔ میں اس کی واپسی کا انتظار کرتا رہا لیکن دو منٹ، پانچ منٹ، دس منٹ پھر بیس منٹ گزر گئے لیکن مجھے اس کا پتا نہیں چلا تھا۔ میں حیرت سے الماری کے قریب پہنچا۔ کہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایسا تو نہیں ہے کہ دروازہ اس طرح بند ہوگیا ہو کہ ڈاکٹر سینی گان اسے کھولنے میں کامیاب نہ ہوسکا ہو۔ اس طرح الماری میں داخل ہو جانا ویسے بھی تعجب خیز بات تھی۔ میں نے الماری کا دروازہ کھول لیا لیکن دوسری طرف دیوار سپاٹ تھی اور کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو دیکھ کر یہ احساس ہوسکے کہ یہاں کچھ اور بھی ہے البتہ ڈاکٹر سینی گان وہاں موجود نہیں تھا۔ میں شدت حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر رہ گیا۔ میں نے الماری کے کھلے دروازے سے عقب میں نظر آنے والی دیوار کو پوری طرح ٹٹول ٹٹول کر دیکھا ہر وہ کوشش کر ڈالی جو میرے لیے ممکن ہوسکتی تھی لیکن مجھے اندازہ نہیں ہوسکا کہ سینی گان کہاں غائب ہوگیا۔ میں واپس کمرے میں آ گیا اور اصل دروازے کی جانب بڑھا۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں شدت حیرت سے گنگ رہ گیا۔ ایک ہی جادو کی سی کیفیت ہوگئی تھی۔ دروازے ہی غائب ہو گئے تھے اور دروازوں کے ساتھ ساتھ وہ شخص بھی جو مجھے یہاں لایا تھا۔ ڈاکٹر سینی گان کے بارے میں اس تمام وقت کے دوران میں نے یہ اندازہ تو لگا لیا تھا کہ عجیب وغریب صفات کا حامل ہے اور انتہائی پراسرار قوتیں رکھتا ہے جو واقعات اس نے مجھے اپنے بارے میں بتائے تھے وہ بھی ناقابل یقین تھے اور ان پر یقین کرنے میں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ سکتا تھا لیکن بہرحال میں نے اس کی باتوں کو تسلیم کیا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ سچائی پر مشتمل ہے۔ اس کا اس طرح گم ہو جانا میرے لیے بڑے تعجب کا باعث تھا اور پھر مجھے یہ یقین کرنے میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا کہ اس نے مجھے اس کمرے میں قید کر دیا ہے۔ غالباً اس کی وجہ کتاب تھی۔ جس کے لیے اس کے ذہن میں یہ خیال ہوگا کہ میں اس سے روشناس ہو چکا ہوں۔ آپ سمجھ رہے ہیں مسٹر لائن ہارٹ کہ میری ذہنی کیفیت اس وقت کیا ہوگی۔ بڑی پریشانی کے عالم میں تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ ہوسکتا ہے ڈاکٹر سینی گان اپنے رازوں سے واقف شخص یعنی مجھے اسی کمرے میں ختم کر دینا چاہتا ہو۔ میری قید کے چوبیس گھنٹے گزر چکے تھے اور اس دوران میں بھوکا پیاسا اسی کمرے میں قید تھا۔ مجھے یقین ہوگیا تھا کہ اب اس کمرے سے نکلنا میرے لیے ممکنات میں سے نہیں پھر نہ جانے کیوں میرے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی اور میں نے اس ترکیب پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں کمرے کے وسط میں زمین پر اس طرح مڑ تڑ لیٹ گیا جیسے میری موت واقع ہوگئی ہو یہ ایک سادا اور آسان سی ترکیب تھی۔ اس کے علاوہ میں کچھ اور کر نہیں سکتا تھا۔

ویسے بھی میں جس عالم میں تھا اس سے مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ تھوڑا سا وقت اور گزر جائے تو یہ ڈراما حقیقت بن سکتا ہے یعنی میں سچ مچ ہی بھوک پیاس سے مر جاؤں گا لیکن میری محنت بارآور ہوئی سینی گان یقینی طور پر کسی ایسی جگہ سے مجھے دیکھتا رہا ہوگا جسے میں نہیں تلاش کر سکا تھا۔ مجھے اس انداز میں پڑے ہوئے خاصا وقت گزر گیا۔ میں نے اپنے بدن میں کوئی جنبش پیدا نہیں کی تھی پھر میں نے محسوس کیا کہ اس جگہ جہاں باہر جانے والا دروازہ تھا کوئی آہٹ ہو رہی ہے غالباً کوئی ایسا ذریعہ تھا جس سے وہ دروازہ کسی بٹن کے ذریعے کھولا جا سکتا تھا۔ میں نے دروازہ کھلتے ہوئے دیکھا۔

ڈاکٹر سینی گان ہی اندر آیا تھا۔ کچھ لمحے وہ دروازے میں کھڑا مجھے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ میں آنکھوں میں درز کر کے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ ایک قدم آگے بڑھا اور میرے قریب پہنچ گیا پھر اس نے میرے بدن کو ٹھوکر ماری اور کہنے لگا۔

”کیا تم مر گئے، یا تم سو رہے ہو؟“

لیکن میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے ایک بار پھر مجھے پاؤں سے پیچھے دھکیلا اور میرا رخ سیدھا ہوگیا۔

”اوہو، تو تم اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہو۔“

وہ میرے پاس بیٹھ کر مجھ پر جھکا اور بس یہی وقت تھا کہ میں کچھ کر ڈالوں۔ میں نے فوراً ہی ہاتھ اٹھا کر اس کی گردن اپنی گرفت میں لے لی اور وہ بری طرح اچھل پڑا لیکن مجھے تعجب ہوا کہ دل کا ایک مریض بھی اس قدر طاقتور ہو سکتا ہے۔ تھوڑی ہی دیر بعد مجھے احساس ہوگیا کہ وہ مجھ سے مقابلہ کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے یا پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مجھ سے طاقتور تھا اور میں بھوک کی شدت سے کمزور ہوگیا تھا لیکن بہرحال یہ ترکیب جو میں نے کی تھی وہ میری زندگی بچانے کی آخری جدوجہد ہوسکتی تھی۔ چنانچہ تھوڑی سی کشمکش کے بعد میں نے سینی گان کو بالوں سے پکڑ کر دیوار سے دے مارا۔ اس کے سر میں ٹھیک ٹھاک چوٹ لگی تھی لیکن مجھے اب یہ معلوم کرنے کی ضرورت نہ تھی کہ اس کی چوٹ کی کیا کیفیت ہے۔ میں فوراً اس کھلے دروازے کی طرف بھاگا اور باہر نکل آیا اور اس کے بعد میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا بتاؤں جو مجھے لکمبرگ سے یہاں تک پہنچنے میں پیش آئے۔ میں نے اپنی زندگی کی بدترین جدوجہد کی تھی اور نہ جانے کس کس طرح یہاں واپس پہنچا تھا۔ اس سلسلے میں میں نے خاصی مار بھی کھائی، جھڑکیاں بھی کھائیں، بھیک بھی مانگی اور نہ جانے کیا کیا کیا۔ آخر کار میں اپنی بہنوں کے پاس پہنچ گیا جو میرے لیے سخت پریشان تھیں تم تصور کر سکتے ہو مائی ڈیئر لائن ہارٹ یہ دونوں مجھے کس قدر چاہتی ہیں۔"

"ہاں مجھے اس کا اندازہ ہے۔" میں نے کہا۔

"بس یہاں آنے کے بعد میں پھر جدوجہد میں مصروف ہو گیا لیکن کچھ ہی عرصے کے بعد ایک جگہ میں نے ڈاکٹر سینی گان کو دیکھا وہ میری تلاش میں یہاں تک آیا تھا اور اس کے بعد میرے حواس جواب دینے لگے۔ میں اس کی پراسرار قوتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ ایک بار اس کے چنگل سے نکل آیا تو اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ بار بار بچتا رہوں گا پھر جگہ جگہ وہ میرا تعاقب کرتا رہا۔ میں نے اپنے گھر کا رخ کرنا چھوڑ دیا تھا اس خیال کے تحت کہ کہیں وہ میرے گھر کا پتا معلوم کرنے کے بعد میری بہنوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ شاید آپ میری اس کیفیت کا اندازہ لگا سکیں جو مجھ پر طاری ہو گئی تھی۔ میں سخت دہشت زدہ تھا اور اس خوف نے میری دماغی قوتوں کو متاثر کرنا شروع کر دیا تھا اور اس کے بعد درحقیقت میں ذہنی طور پر معطل ہو گیا پھر یہی ایک راستہ نظر آیا کہ میں کسی اسپتال میں داخل ہو جاؤں اور میں نے یہی کیا۔ میری معصوم بہنیں میرا ساتھ دے رہی ہیں۔ میں ذہنی طور پر اس قدر بدحواس نہیں ہوں لیکن یہ ناٹک میں نے اس لیے رچایا ہے کہ اگر ڈاکٹر سینی گان میرا پتا لگاتا ہوا یہاں تک پہنچ بھی جائے تو مجھے ایک دماغی مریض کی حیثیت سے دیکھے اور پھر اس کے ذہن سے یہ خدشہ نکل جائے کہ میں اس کے فارمولے کا راز دار بن گیا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے میرے بارے میں تمام رپورٹیں یہی موصول ہوں کہ میرے حواس معطل ہو گئے ہیں اور میں اب بے حواس انسان ہوں اور اس کے لیے کسی طور نقصان دہ نہیں۔ انہی کوششوں میں مصروف ہوں میں لیکن میری بہنوں کو میرے لیے جس قدر مشقت کرنی پڑ رہی ہے اسے برداشت کرنا میرے بس سے باہر ہو گیا ہے۔ میں..... میں، مجھے معاف کرنا مسٹر لائن ہارٹ اب دوسرے ہی انداز میں سوچ رہا ہوں۔"

"کیا؟"

"یا تو میں خودکشی کر لوں یا پھر ڈاکٹر سینی گان کو کسی طرح ختم کر دوں۔ یہی ایک حل ہے میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے۔"

وہ خاموش ہو گیا اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ میں اس کے چہرے کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ عجیب و غریب کہانی تھی لیکن میری زندگی میں شاید عجیب و غریب کہانیاں ہی بکھری ہوئی ہیں میں بذات خود ایسے واقعات و حالات کا شکار رہا ہوں کہ کسی کے لیے کچھ کہنا ہی بیکار ہے۔ میں خاموشی سے سوچتا رہا۔ درحقیقت شاکین کی آنکھوں میں جو کچھ مجھے نظر آیا تھا اور جس نے میرے دل و دماغ پر اتنا اثر ڈالا تھا کہ ایک طرف یہی گھرانا میری پرابلم تھا اس کی ادائیگی کرنا چاہتا تھا میں۔ وہ معصوم لنگڑی لڑکی جو اپنے بھائی کے لیے مشقت کر رہی ہے اب اس مشقت سے آزاد ہونی چاہیے۔ میں نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد ایمسن سے کہا۔

"مائی ڈیئر ایمسن اگر تم سینی گان سے نجات پا جاؤ تو کیا کرو گے؟"

"خدا کی قسم سب سے پہلا کام میں یہ کروں گا کہ اپنی دونوں بہنوں سے مشقت ختم کرا دوں۔ میں جان کی بازی لگا دوں گا ان کے لیے اور میرے پاس ذرائع ہیں۔ اب میں نے دنیا کو بہت سمجھ لیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میں کس طرح اپنی دونوں بہنوں کی کفالت کر سکتا ہوں لیکن سینی گان میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ آہ! مجھے یقین ہے کہ وہ میرا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔"

اور اگر میں اس سے تمہارا پیچھا چھڑوا دوں تو؟" میں نے کہا اور وہ چونک کر مجھے دیکھنے لگا پھر آہستہ سے بولا۔

"ممکن نہیں ہے۔ یقین کرو ممکن نہیں ہے اور اس لیے ممکن نہیں ہے کہ تم اسے مجھ سے زیادہ نہیں جانتے۔"

"بے شک۔ میں اسے تم سے زیادہ نہیں جانتا لیکن اپنے آپ کو سب سے زیادہ جانتا ہوں۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

"میرے ذہن میں ایک تدبیر ہے اگر تم میرا ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاؤ تو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مگر تم میرے معاملات میں اس قدر دلچسپی کیوں لو گے؟"

"اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں اب بھی تم سے اجنبی ہوں تو مجھے اس کا افسوس ہوگا۔ کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہو سکا کہ میں صرف تمہاری وجہ سے داخل ہوا ہوں اور یہاں صرف تمہاری ہی وجہ سے رہا ہوں۔"

"ہاں مجھے علم ہے لیکن...... لیکن......" اس نے ایک نگاہ مجھے دیکھا پھر بولا۔

"صاف گوئی سے ایک بات کہہ رہا ہوں، میری بات کا بالکل برا نہ ماننا۔ جبکہ اصولی طور پر برا مجھے ماننا چاہیے لیکن میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں بھی برا نہیں مانوں گا۔ تم کھلے دل سے مجھ سے اپنے دل کی بات کرو گے۔"

"اپنے دل کی بات؟"

"ہاں۔"

"میرے دل کی بات کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟"

"پوچھ سکتا ہوں تم سے؟"

"ضرور پوچھو۔"

"کیا تم شاکین یا سولیس میں سے کسی کو پسند کرتے ہو؟ کیا ایک مرد کی حیثیت سے وہ تمہیں متاثر کر رہی ہیں ان میں سے کوئی ایک؟"

میں نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور پھر میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ میں تمہاری بہنوں کو کسی غلط راستے پر لانے کا خواہش مند ہوں تو یہ بات اپنے ذہن سے نکال دو اور سنو وہ میرے لیے محترم ہیں۔ میں ان کی عزت کرتا ہوں تم ان سے پوچھ بھی سکتے ہو کہ میری نگاہ میں ان دونوں میں سے کسی کے لیے بھی کوئی میل نہیں آیا اور نہ ہی آگے میں ان سے کوئی رابطہ رکھ کے اپنا کوئی مقصد حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے اگر تم میرے لیے کوئی لچک پاؤ تو سینی گان سے زیادہ مجھے اپنا دشمن تصور کر سکتے ہو۔"

"تو پھر اگر تم میرے لیے کچھ کرنے کے خواہش مند ہو تو اس کے پس پردہ کیا ہے؟"

"بھول جاؤ اس بات کو اور نہ اس پر غور کرو۔ جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں اس پر غور کرو۔"

"چلو ٹھیک ہے کہو۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"دیکھو ایک تدبیر ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ سینی گان ابھی تک اس اسپتال میں نہیں پہنچا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ تمہیں ٹریس نہیں کر سکا۔ دوسری بات یہ کہ وہ ابھی تک تمہارے گھر بھی نہیں پہنچا جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تمہارے گھر سے بھی ناواقف ہے گویا تمہاری دونوں بہنیں ابھی محفوظ ہیں۔"

"ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ اس پر میں نے بھی غور کیا تھا۔"

"تم ابھی تک بالکل محفوظ ہو۔ اب میں جو کہہ رہا ہوں غور سے سنو اور میرے سوالات کے جوابات دو۔"

"ہاں۔"

"کیا تم اپنے چہرے پر میک اپ قبول کر سکتے ہو؟"

"میک اپ۔"

"ہاں، آج کل یہ بہت آسان ہے کوئی بھی ماسک انسان اپنے چہرے پر لگا کے اپنی شکل تبدیل کر سکتا ہے۔"

"مگر کیوں؟"

"تم اپنا چہرہ تبدیل کر لو اور بالکل ایک اجنبی شخص کی حیثیت سے اپنے گھر میں جا کر رہو کیونکہ وہ یعنی سینی گان تمہارے گھر کو نہیں جانتا۔"

"ایمسن میری بات سن کر سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔ "لیکن میری بہنیں؟"

"بہنوں کو اپنے بارے میں بتا دو۔ تمہیں ایک مختصر وقت کے لیے یہ عمل کرنا ہوگا۔ اس کے بعد تمہاری یہ مشکل بھی میں سنبھال لوں گا۔"

"کیسے؟" اس نے سوال کیا۔

"میرے چہرے پر تمہاری شکل کا ماسک ہوگا۔"

"کیا؟" وہ حیرت سے چونک پڑا۔

"ہاں اور میرا نام ایمسن ہوگا۔"

"پتا نہیں کونسی کہانیوں سے بات کر رہے ہو۔"

"کہانیوں کے بارے میں مت سوچو۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تمہاری سمجھ میں آ رہا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے تو کرو ورنہ اس کے بعد شاید میں تم سے دوسری ملاقات نہ کرسکوں۔''

''لل.... لیکن میری بات تو سنو، ایسے کیسے ہوسکتا ہے۔''

''سنو مائی ڈیئر میں ایمسن کی حیثیت سے پہلے اس ہسپتال میں مقیم ہو جاؤں گا اور اس کے بعد سینی گان تک پہنچ جاؤں گا۔ وہ مجھے دیکھے گا اور مجھے ایمسن ہی سمجھے گا اور چونکہ تم مجھے سینی گان کی کہانی سنا چکے ہو اس لیے اپنے آپ کو ایمسن ظاہر کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی پھر میں اسے اپنے ساتھ لگا کر لکمبرگ لے جاؤں گا اور تمہاری جان چھوٹ جائے گی اور اس کے بعد تم اپنے اصل چہرے میں آ جاؤ گے اپنی بہنوں کے درمیان۔''

''لیکن تم؟''

''میں سینی گان سے نپٹ لوں گا۔''

''کیا کرو گے اس کا۔ قتل کردو گے؟''

''نہیں، چونکہ میرا اس سے کوئی ایسا واسطہ نہیں ہے اس لیے میں اسے قتل نہیں کروں گا۔ ہوسکتا ہے کہ میں اپنے آپ کو اس کے تجربے کے لیے پیش کردوں۔''

''کیا کہہ رہے ہو؟''

''ہاں۔''

''لیکن تم ایسا کیوں کرنا چاہتے ہو؟''

''یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔''

''مجھے کچھ تو بتاؤ۔''

''اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔''

''کیا صرف میرے لیے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو گے؟''

''نہیں اپنے لیے۔''

''کیا مطلب؟''

''میں نے کہا نا میں تمہیں مطلب نہیں بتا سکتا۔''

''میرے دوست میری بات تو سنو۔ وہ واقعی ایک خطرناک آدمی ہے۔ میں تم سے غلط نہیں کہہ رہا۔''

''تم نے مجھے جو کچھ بتایا ہے اس کے تحت میں اس کی شخصیت سے واقف ہو چکا ہوں اور اسے ایک خطرناک آدمی تسلیم کرتا ہوں۔ تم کیوں اس سلسلے میں پریشان ہو؟''

''اور اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچ گیا تو؟''

''میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔''

''کیسی بات کر رہے ہو اپنے اوپر احسان کرنے والے کو میں اس طرح ہلاکت میں ڈال سکتا ہوں۔''

''تمہاری شرافت کا شکریہ، تم ایک ایسی بہن کے بھائی ہو جسے میں ایک دوست کی حیثیت سے پسند کرتا ہوں۔ وہ ایک اچھی مصورہ ہے۔ وہ تمہارے لیے محبت کے جذبات رکھتی ہے۔ میں اس کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے یہ قربانی پیش کر رہا ہوں۔''

''مگر میں یہ قربانی کیسے قبول کرلوں۔''

''فرشتہ بننے کی کوشش مت کرو۔''

''یہ کوشش تم بھی کر رہے ہو۔''

''بس اگر تم ضد کرنا چاہو تو کرسکتے ہو۔''

''آہ میری دلی آرزو ہے کہ میں آزادی پا کر اپنی بہنوں کے ساتھ پرسکون زندگی گزاروں۔''

''میں اسی کی پیش کش کر رہا ہوں۔'' میں نے کہا اور وہ سوچ میں ڈوب گیا پھر اس نے کہا۔

''اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچا تو مجھے دکھ ہوگا۔''

''مجھے نقصان نہیں پہنچ سکے گا۔ میں سینی گان سے نپٹ سکتا ہوں۔''

''تو ٹھیک ہے جیسے تم مناسب سمجھو لیکن نہ تو مجھے میک اپ کرنا آتا ہی اور نہ ہی شاید میں......''

''لیکن یہ سب میں تمہارے چہرے پر کروں گا۔ یہ ذمے داری تم مجھ پر چھوڑ دو اور اس کے بعد تم خاموشی سے اپنی دنیا میں روپوش ہو جاؤ۔ کبھی میرے بارے میں جاننے کی کوشش نہ کرنا۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تم میرے لیے سینی گان سے زیادہ پراسرار شخصیت بن گئے ہو۔"

"جو کچھ بھی سمجھو۔" میں نے کہا۔

"او کے جیسے تم مناسب سمجھتے ہو تو ٹھیک ہے لیکن کبھی یہ نہ سوچنا کہ میں نے خود غرضی سے کام لیا۔"

میں نے اس کا شانہ تھپ تھپایا اور اس کے بعد اس سے کافی دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ یہ ایک دلچسپ فیصلہ کیا تھا میں نے اس تمام کہانی کو سننے کے بعد اور پھر اس کے بعد مجھے مصروف ہونا تھا۔ اسپتال سے خاموشی سے باہر نکل آنا کوئی مشکل کام نہیں تھا اور اس کے بعد بازار سے خریداری مکمل کر کے اسپتال پہنچنا بھی اتنا ہی آسان تھا جتنا میں نے تصور کیا تھا اور اس کام کو مکمل کر لیا تھا۔ ساری باتیں اپنی جگہ کبھی کبھی میرے اندر جو صلاحیتیں نمودار ہوتی تھیں وہ دوسروں کے لیے انتہائی حیرت ناک ہوتی تھیں۔ گولڈن ہارس نے مجھے کئی اہم ذمے داریاں سونپی تھیں اور میں نے انہیں ذہانت سے پورا کیا تھا۔ چنانچہ یہ کام بھی میرے لیے کوئی مشکل نہ تھا۔ اصل میں گولڈ ہارس سے مکمل طور پر بھاگنا بھی چاہتا تھا۔ اس بات کا یقین تھا کہ فرانس میں رہ کر گولڈن ہارس کی نگاہوں سے محفوظ رہنا نہایت مشکل کام ہے۔ وہ جیول ڈسک بھی میرے لیے بے کار تھا جب سب کچھ جہنم میں جھونک دیا تو سب کچھ جہنم ہی میں جائے مجھے کسی شے کی ضرورت نہ تھی۔ برانس نے جس دولت کا تذکرہ کیا تھا اگر وہ واقعی میرے ہاتھ آ جاتی تو میں اسے ان لوگوں کو دے کر ان کی زندگی میں سنہرے دن پیدا کر دیتا لیکن یہ بھی ممکن نہیں رہا تھا اور وہ سب کچھ ہو گیا تھا جو میری توقع کے بالکل خلاف تھا یعنی یہ کہ وہ دولت وہاں نہ مل سکی تھی اور میرے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا کہ میں اس کے دستخط بنا کر کسی بھی طرح یہ کام کر سکوں جب میں یہ نہیں کر سکتا تھا تو پھر باقی ساری باتیں بے کار ہی تھیں۔ چنانچہ میں نے اس نظریے ہی کو ذہن سے دور کر دیا تھا اور صرف اپنا کام کر رہا تھا۔ اب شکل تبدیل کر کے میں بہر طور گولڈن ہارس کی نگاہوں سے بھی بچ سکتا تھا اور یہی میری تمام تر کوششیں تھیں۔ یہ صورت حال میرے لیے خاصی بہتری کا باعث تھی اور میں اس بہتری کو اپنے لیے استعمال کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال اسپتال میں یہ پراسرار کھیل شروع ہو گیا جس کا کسی کو بھی علم نہیں تھا۔ سوائے میرے اور ایمسن کے پہلے ایمسن نے مجھے سینی گان کی ایک تصویر دکھائی جسے میں نے ذہن نشین کر لیا پھر میں نے

ایک اجنبی ماسک چڑھا دی تھی۔ اپنی ماسک اسے دینا بھی نہیں چاہتا تھا ورنہ وہ گولڈن ہارس کی مصیبت میں پھنس جاتا۔ اس کے بعد میں نے ایمسن کے چہرے کی جو ماسک بنائی تھی وہ میں نے اپنے چہرے پر فٹ کر لی۔ ایمسن دلچسپی سے میری یہ کارروائی دیکھ رہا تھا اس نے متحیرانہ انداز میں مجھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ویسے ڈیئر لائن ہارٹ تم کون ہو؟"

"ارے یہ سوال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی۔ تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔"

"کیا صرف اتنا کافی نہیں کہ تمہارا نام لائن ہارٹ ہے؟"

"ہاں۔"

"تو پھر؟"

"لیکن یہ میک اپ۔"

"میرا کمال نہیں ہے تم نے دیکھ لیا کہ یہ صرف اس ماسک کا کمال ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہو تم کہ ایسے کسی ماسک کے بارے میں تم نہیں جانتے تھے۔"

"مگر اب مجھے کرنا کیا ہوگا؟ کم از کم مجھے گائیڈ کرو۔"

"صرف اتنا مائی ڈیئر کہ یہاں سے نکل کر تم اپنے گھر پہنچ جاؤ اور میں تمہاری جگہ وقت گزاروں۔ وہ لوگ مجھے تلاش کریں گے لیکن میرا کوئی ریکارڈ ان کے پاس نہیں ہے۔ تمہاری طرف سے کوئی مشکوک نہیں ہوگا پھر کسی مناسب وقت میں بھی یہ جگہ چھوڑ دوں گا۔"

"اور اس کے بعد تم سے ملاقات۔"

"ضروری نہیں ہے البتہ اگر مناسب سمجھو تو سینی گان کے بارے میں مزید کچھ بتا دو۔"

"کیسی تفصیلات؟"

"اس کا رہن سہن کیا ہے؟" کوٹھی کا جائے وقوع کیا ہے؟ تم سے وہ کن انداز میں پیش آتا ہے۔ تا کہ اسے میں اس بات کا شبہ نہ ہونے دوں کہ یہ تم نہیں ہو۔"

"تم میرے لیے جتنا بڑا خطرہ مول لے رہے ہو۔ مجھے اس کا پورا پورا احساس ہے۔ میں تمہاری طرح فرشتہ صفت نہیں ہوں۔ اس اسکیم سے فائدہ اٹھا کر اپنا بچاؤ کرنا چاہتا ہوں لیکن پھر بھی میرا دل تمہارے لیے دکھی رہے گا۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اور تم بھی اس بات کا پورا بھروسہ اور اطمینان رکھو کہ وہ میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔" ایمسن نے کہا اور اس کے بعد وہ کافی دیر تک مجھے بریف کرتا رہا تھا پھر میں اسے اپنے ساتھ اسپتال سے باہر چھوڑ کر آیا تھا اور میں نے اپنے پاس موجود کرنسی کا ایک بہت بڑا حصہ اسے دیتے ہوئے کہا تھا۔

"کاش میرے دل میں جو کچھ تھا اس کی تکمیل ہو جاتی لیکن ہر کام انسان کی مرضی کے مطابق نہیں ہوتا۔ وہ نہیں ہو سکا جو میں چاہتا تھا۔ یہ تھوڑی سی رقم ہے جو ابتدا میں تمہیں سنبھالا دے سکتی ہے۔"

اس نے ان نوٹوں کو دیکھ کر حیرت سے کہا۔

"تم اسے تھوڑی سی رقم کہہ رہے ہو۔"

"ہاں۔ جو میں چاہتا تھا اگر اس کی تکمیل ہو جاتی تو تم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ میں تمہیں کیا دے دیتا۔"

"بہرحال اب جو کچھ بھی ہے لیکن کم از کم اس قدر زیر بار تو نہ کرو مجھے۔"

"پلیز ایمسن یہ کوئی موضوع نہیں ہے۔" میں نے کہا اور نوٹ زبردستی اس کی جیب میں ٹھونس دیئے پھر وہ چلا گیا۔ میں واپس اس کے کمرے میں آ گیا جو اصل میں ایمسن کا تھا اور اس کے بعد میں آٹھ، دس گھنٹے تک ڈاکٹروں سے نپٹتا رہا۔ ایمسن نے اپنے طور پر اپنے گھر پہنچ کر جو کچھ بھی کیا ہوگا میں اس کا صرف تصور ہی کر سکتا تھا۔ میں نے سختی سے اسے ہدایت کر دی تھی کہ وہ دوبارہ مجھ سے ملنے کی کوشش نہ کرے ویسے میں سینی گان کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ایمسن نے مجھے اس کی مکمل تفصیل سمجھا دی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ اب مجھے اسپتال سے نکل کر خود سینی گان کو تلاش کرنا چاہیے۔ یہاں تک کہ ایک دن میں نے اسپتال چھوڑ دیا۔ مجھے اپنی اس حیثیت سے دہرا فائدہ ہوا تھا۔ پہلی بات تو یہ کہ میرے چہرے پر اجنبی میک اپ تھا اور گولڈن ہارس کے کسی شخص سے مڈبھیڑ ہونے کا امکان نہیں تھا۔ دوسری بات یہ تھی کہ مجھے سینی گان خود تلاش کر سکتا تھا۔ تقریباً گیارہ بارہ دن بھٹکتے ہوئے ہو گئے۔ اب ذرا صورت حال خراب ہوتی جا رہی تھی کیونکہ میرے پاس کرنسی ختم ہو گئی تھی اور وہ وقت بہت جلد آنے والا تھا جب میں فاقہ کشی پر مجبور ہو جاتا۔"

بوئے ڈی بولون کی حسین بستی میں دریائے سین کے کنارے کنارے سفر کرتے ہوئے آخر کار میری دعائیں پوری ہو گئیں۔ وہ شخص جو دریا کے کنارے کھڑا تھا سینی گان کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ ویسے بھی دریائے سین کے کنارے آباد یہ خوب صورت بستی انتہائی دولت مند لوگوں کی رہائش گاہ تھی ہو سکتا ہے کہ سینی گان نے یہی اپنے قیام کے لئے کوئی جگہ حاصل کی ہو لیکن میں اس انداز میں اس کے سامنے آنا چاہتا تھا کہ اسے شک نہ ہو سکے۔ چنانچہ میں نے اس کے لیے ایک خوبصورت طریقہ کار اختیار کیا۔ سفید رنگ کی ایک چھوٹی سی عمارت کے احاطے میں ایک خطرناک قسم کا کتا بندھا ہوا تھا۔ یہ عمارت اس جگہ کے بالکل عقب میں تھی جہاں سینی گان دریا کا نظارہ کر رہا تھا۔ قرب و جوار میں کچھ عمر رسیدہ لوگ مچھلی کا شکار کرنے کے لیے ڈور ڈالے بیٹھے ہوئے تھے کہ زندگی جب تھک جاتی ہے تو تھکے تھکے کام ہی کیے جا سکتے ہیں۔ بہرحال میں نے ادھر ادھر سے تلاش کر کے ایک پتھر اٹھایا اور کتے پر دے مارا۔ اعلیٰ نسل کے کتے کو میری یہ گستاخی پسند نہ آئی اور وہ اس خونخوار انداز میں بھونکا کہ میں ڈر کر پیچھا ہٹ گیا۔ میری کوشش کارگر ثابت ہوئی قرب و جوار میں بیٹھے ہوئے تمام بوڑھے میری جانب متوجہ ہو گئے تھے اور ان میں ڈاکٹر سینی گان بھی تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس نے مجھے دیکھا اور میں نے بہت واضح طور پر محسوس کیا کہ اس نے مجھے دیکھ کر فوراً ہی رخ تبدیل کر لیا ہے۔ گویا وہ مجھ سے اپنے چہرے کو چھپانا چاہتا تھا۔ لوگ کتے کے سلسلے میں ایک دوسرے سے استفسار حال بیان کرتے رہے۔ میں پیچھے ہٹ آیا تھا اور اس کے بعد خاصی دور پہنچ گیا تھا۔ اس دوران میں نے پوری احتیاط کی تھی کہ سینی گان کو اس بات کا شبہ نہ ہونے پائے کہ میں نے اسے دیکھ لیا ہے پھر پام کے ایک درخت کی آڑ میں کھڑے ہو کر میں گہری گہری سانسیں لینے لگا اور ایک دم سے کوئی سخت سی شے میری کمر سے آ لگی۔ میں اچھل پڑا تھا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو ڈاکٹر سینی گان میرے قریب کھڑا تھا۔

''پستول ہے اور اس پر سائیلینسر لگا ہوا ہے۔''

''آپ...... آپ...... آپ'' میں نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں، زندگی بہت قیمتی شے ہے جو شخص اپنے آپ کو کھو دیتا ہے وہ خسارے میں رہتا ہے زندگی پانے کی کوشش کرو۔''

''لل...... لیکن ڈاکٹر......''

''سیدھے میرے ساتھ چلتے رہو۔ انداز اس طرح دوستانہ رکھو کہ جیسے ہم باتیں کرتے ہوئے جا رہے ہیں۔ ایک بات ذہن نشین کر لینا میں نے تہیہ کر لیا ہے کہ اب یا تو

تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا یا پھر ختم کر دوں گا تا کہ میرے دل سے خدشات دور ہو جائیں۔''

''نہیں ڈاکٹر میں مرنا نہیں چاہتا۔'' میں نے تھکی تھکی آواز میں کہا۔

''لیکن تمہارا ہر قدم موت کی جانب بڑھ رہا ہے۔''

''میں جینا چاہتا ہوں ڈاکٹر۔''

''جینے کے لئے راستے تلاش کرنا پڑتے ہیں۔''

''مم...... میں......''

''چلتے رہو وہ سامنے کاٹیج نمبر 68 نظر آ رہا ہے نا؟''

''ہاں''

''بس اسی طرف چلنا ہے تمہیں۔''

''ڈاکٹر پلیز''

''کوئی دوسری جنبش صرف تمہارے جسم میں سوراخ کر سکتی ہے۔ میں نے آخری بار کہا ہے۔''

میں نے گردن جھکا دی اس کے بعد ڈاکٹر سینی گان مجھے لئے ہوئے عمارت نمبر 68 میں پہنچ گیا۔ اس نے کاٹیج کا دروازہ کھولا اور مجھے لئے ہوئے اندر داخل ہو گیا پھر مجھ سے ہی اس نے دروازہ بند کرایا۔ کاٹیج میں غالباً اور کوئی نہیں تھا۔ ڈاکٹر سینی گان کی فطرت چونکہ میری سمجھ میں اب پوری طرح آ چکی تھی۔ اس لئے مجھے حیرت نہیں ہوئی تھی۔ وہ مجھے اندر کمرے میں لے آیا۔ اندر سے یہ کاٹیج انتہائی حسین تھا اور بڑی نفاست سے آراستہ تھا۔ میں نے اس سے کوئی سوال نہ کیا۔ اندرونی کمرے میں لے جا کر اس نے مجھ سے فاصلہ اختیار کیا اور پھر سرد لہجے میں بولا۔

''بیٹھو۔''

میں ایک صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ وہ میرے سامنے بیٹھ گیا پھر اس نے کہا۔

''کیوں زندگی سے فرار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہو؟''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" میں نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس کی وجہ تم خود ہو۔"

"نہیں ہوں اس کی وجہ۔"

میں نے اپنے چہرے پر حقارت کے آثار پیدا کر لئے پھر میں نے کہا۔

"ڈاکٹر جن مسائل سے میں دوچار ہوں تم ان سے نہیں گزرے ہو۔"

"مسائل خود تم نے اپنے لئے خریدے ہیں۔"

"پستول ہے تمہارے پاس جو چاہے کہہ سکتے ہو۔ منوانے کی کوشش بھی کر سکتے ہو لیکن جو بات دل سے نہ مانی جائے اسے مانا ہوا نہیں کہا جاتا۔"

"دیکھو انداز فکر غلط ہے تمہارا۔ تم نے اگر مجھ سے دل سے تعاون کیا ہوتا تو جو کام میں تم سے لینے جا رہا ہوں اس کا معاوضہ بھی ادا کر سکتا تھا تمہیں۔ جیسا کہ میں نے تم سے کہا تھا۔"

"کون یہ سوچتا ہے ڈاکٹر۔ تم نے اس سلسلے میں کوئی فیصلہ کیا تھا۔ ارے میں اپنی زندگی بیچنے کے لئے تیار ہو جاتا اگر میری بہنوں کو کوئی مستقبل مل سکتا۔ تم اپنے تجربے کے لئے آمادہ ہو گئے تھے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں تمہارے تجربے کے لئے آمادہ ہو گیا تو مفت میں مارا جاؤں گا۔ بہنوں کے لئے کچھ نہیں کر سکوں گا اور میری زندگی بھی بے کار ہی جائے گی۔ ڈاکٹر سینی گان تم دولت مند آدمی ہو، کبھی کسی غریب کے ذہن سے بھی سوچا ہے تم نے۔" میں نے اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار دیکھے وہ حیران نگاہوں سے مجھے دیکھتا رہا پھر بولا۔

"آہ کیا واقعی، کیا واقعی مجھ سے اتنی بڑی غلطی ہوئی ہے کتنی معمولی سی اور چھوٹی سی بات تھی مگر ذہن نہیں گیا تھا اس طرف۔ مجھے ذہن نہیں گیا تھا اس طرف۔ غلطی واقعی ہو گئی۔ افسوس مگر بے وقوف آدمی تذکرہ تو کرتے مجھ سے۔"

"ڈاکٹر سب کچھ تو جانتے ہو میرے بارے میں۔ اس کے باوجود تذکرے کی بات کرتے ہو۔"

"سوری، سوری مائی ڈیئر ایمسن۔ ویری سوری۔ یہ تم ٹھیک ہی کہہ رہے ہو اور میں اپنی غلطی کا اعتراف کر رہا ہوں لیکن بات صرف اتنی سی ہے کہ حقیقتوں کو سمجھ نہیں پایا تھا۔ دیکھو! ایمسن مجھے دھوکا دینے میں کوئی فائدہ نہیں میں بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ ایمسن یہ صرف میری ذات کے لئے نہیں ہے پہلے بھی تمہیں بتا چکا ہوں کہ میرے تجربات انسانیت کی بھلائی ہی کیلئے ہیں۔ میں دنیا میں کسی کو تباہ نہیں کرنا چاہتا۔ ایمسن بہت کچھ کر سکتا تھا میں لیکن میں نے نہیں کیا۔ میں نے صرف تعمیری راستوں کی طرف قدم بڑھائے اور جب بات میری اپنی ذات پر آ گئی تو ایمسن اتنا حق مجھے دو کہ اپنی زندگی کے بارے میں بھی میں سوچوں۔ میں پرچھائیں ہوں صرف ایک پرچھائیں۔ یہ لنگڑے لولے بدن کو لے کر پھر رہا ہوں جن کا کوئی مصرف نہیں ہے میری نگاہ میں۔ میری اپنی ایک شخصیت ہے، میری شخصیت کھو گئی ہے۔ ایمسن میں اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں اور تم یقین کرو اب میں پہلے سے زیادہ مستحکم ہوں۔ میں اپنے تجربے میں مار نہیں کھاؤں گا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں تم سے اور جہاں تک رہا تمہاری بہنوں کا سوال تو ہاں اس جرم کو میں قبول کرتا ہوں۔ مجھ سے یہ غلطی ہو گئی تھی کاش میں تم سے پہلے اس بارے میں سوال کر لیتا۔ سنو ایمسن، اتنی دولت دیئے دیتا ہوں میں تمہیں کہ تمہاری بہنوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ یہاں اس جگہ اسی شہر میں لیکن اتنا یقین دلا دو مجھے کہ آیا اس کے بعد تم میرے ساتھ مکمل تعاون کرو گے؟"

میرے ذہن میں خوشی کی لہر بیدار ہو گئی تھی۔ واقعی بے چارہ غریب! ایمسن اپنی بہنوں کی کیا کفالت کرے گا۔ کیسے ان کی تشفی کر سکے گا وہ۔ میں اپنے ذرائع سے تو دولت حاصل کر کے اسے نہ پہنچا سکا لیکن اگر ایسا ہو جائے جیسا یہ ڈاکٹر کہہ رہا ہے تو میری طرف سے ان لوگوں کے لئے ایک اور محبت بھرا قدم ہو گا۔ اس لڑکی کی آنکھوں کے پیغام جن کا مفہوم آج بھی میرے ذہن میں ایک سوال بنا ہوا تھا۔ میں نے نرم لہجے میں کہا۔

"اور اب جب یہاں تک بات پہنچ ہی گئی ہے ڈاکٹر سینی گان میں تو تم سے کھلے دل سے کہتا ہوں کہ اگر میری بہنوں کی کفالت کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اپنی زندگی کو سو بار قربان کرنے کو تیار ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''ہرگز نہیں میری جان بھلا اس کا کیا سوال ہے۔ تمہاری زندگی بچے گی۔ میرے اس تجربے سے گزرنے کے بعد تم اپنی بہنوں کے درمیان ہی رہو گے۔ میں تمہیں آزاد کردوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ میں اس پرچھائیں کو حقیقت کی شکل دے سکوں گا۔ سمجھ رہے ہو ناتم۔ میں یہ کرلوں گا ایمسن تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔''

''تو پھر یہ سمجھ لو ڈاکٹر۔ میں خلوص دل کے ساتھ اس تجربے کے لئے تیار ہوں۔''

''آہ! کاش مجھے تمہاری بات کا یقین آجائے۔''

''ایسی بات مت کرو پلیز۔''

''تو پھر یہاں سکون کے ساتھ میرے ساتھ وقت گزارو۔ میں یہ تجربہ کئے لیتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے ڈاکٹر۔ اب باقی وقت تم اپنے اطمینان پر صرف کردو۔''

''ٹھیک ہے۔ اب میں تمہاری جانب دوستی کا ہاتھ بڑھتا ہوں۔'' اس نے آگے بڑھ کر کہا اور آگے بڑھا۔ میں نے اس سے ہاتھ ملا لیا پھر باقی وقت خاصا پرسکون گزرا تھا۔ ڈاکٹر سینی گان مجھ سے لکسمبرگ کے بارے میں بات کرتا رہا پھر اس نے کہا ان معاملات سے نمٹنے کے بعد لکسمبرگ چلیں گے۔ رات کو ہم دونوں نے ساتھ ہی کھانا کھایا اور کھانا کھانے کے چند ہی لمحوں کے بعد مجھے احساس ہوگیا کہ میرے کھانے میں کوئی خواب آور دوا ملی ہوئی ہے۔ پلکیں جڑنے لگی تھیں اور تھوڑی دیر کے بعد میں وہیں بیٹھے ہوئے سو گیا تھا جہاں ہم کھانا کھا رہے تھے۔ اس کے بعد واقعی مجھے کچھ ہوش نہیں رہا تھا۔

صبح کو شاید سورج کی کرنیں زمین تک پہنچی بھی نہیں تھیں کہ مجھے ہوش آیا میں ایک بستر پر دراز تھا اور ایک لمحے میں مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ یہ وہی کاٹیج ہے بستر پر لیٹے لیٹے میں نے گزرے ہوئے واقعات پر غور کیا۔ ڈاکٹر سینی گان نے مجھے کھانے میں خواب آور دوا دے دی تھی تاکہ میں وہاں سے فرار نہ ہوسکوں۔ بہر حال اسکا اتنا حق تو اسے تھا کیونکہ ایمسن اس کے ساتھ جو کچھ کر چکا تھا وہ بہرحال ایک خطرناک چیز تھی۔ وقت گزرتا رہا پھر صبح کو تقریباً ساڑھے سات بجے ڈاکٹر سینی گان میرے کمرے میں آگیا۔ میری کھلی

آنکھیں دیکھ کر اس نے مسکرا کر گردن ہلائی۔

''اور اس وقت تک جب تک ہم لکسمبرگ نہ پہنچ جائیں تم میری کسی بات کا برا نہ مانو گے۔''

''ٹھیک ہے ڈاکٹر، میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا اطمینان بھی اب بہت ضروری ہے۔''

''رقم کا بندوبست میں نے کرلیا ہے۔''

''کہاں سے؟'' میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

''بس اس بات کو تم مجھ پر چھوڑ دو۔''

''میں اس لئے پوچھ رہا تھا کہ بینک وغیر میں تو......''

''نہیں ضرورت تھی بینکوں کی۔ میرے پاس ذرائع بھی ہیں اور وسائل بھی۔ آؤ پہلے ناشتا کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد یہ طے کریں گے کہ ہمیں رقم کس طرح تمہارے گھر پہنچانی ہے۔''

میں پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ ویسے میرے لئے بھی یہ لمحہ فکریہ تھا۔ مجھے اندازہ ہوگیا تھا کہ ڈاکٹر سینی گان مجھے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا اور میں بہر حال کسی بھی طرح اسے ایمسن کا گھر دکھانے پر مطمئن نہ تھا۔ بہت دیر تک میں سوچتا رہا اور اس کے بعد آخر کار میں نے ایک فیصلہ کرلیا جیسے بھی ممکن ہوسکے گا۔ میں اپنے فیصلے پر عمل درآمد کرنے کی کوشش کروں گا۔ بعد میں ڈاکٹر سینی گان نے ہی مجھ سے پوچھا۔

''آؤ میں تمہیں وہ رقم دکھادوں جو تمہیں دینی ہے۔''

''ٹھیک ہے ڈاکٹر۔''

جو رقم اس نے مجھے دکھائی اسے دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ بہت سے نوٹ تھے اور بڑے بڑے نوٹ تھے۔ ایک بیگ ان نوٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ ڈاکٹر سینی گان نے ایک نوٹ نکال کر کہا۔

''دیکھو لو جعلی کرنسی نہیں ہے۔''

''کیا ہمارے درمیان اب بھی کوئی جعلی کام ہونے کی گنجائش باقی ہے ڈاکٹر؟''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"نہیں ہے اسی لئے میں تم سے کہہ رہا ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب یہ رقم کس طرح وہاں پہنچائی جائے؟"

"شام کو چار بجے کے بعد چلیں گے ڈاکٹر۔"

"جیسا تم پسند کرو لیکن ایک بات ذہن میں رکھنا۔"

"نہیں اب تم کوئی مشورہ نہیں دو گے۔ ہم ایفل ٹاور چلیں گے وہاں مجھے ایک شخصیت کو تلاش کرنا ہے۔ وہ مجھے مل جائے گی تو پھر میں بعد میں آپ کو بتاؤں گا کہ رقم کس طرح پہنچائی ہے۔ ویسے رقم بیگ میں اپنے پاس محفوظ رکھنی ہے۔" میں نے کہا اور ڈاکٹر سینی گان نے گردن ہلا دی پھر خاصا وقت گزر گیا۔ شام کو چار بجے ہم نکل آئے تھے میں ذرا سوچ میں مبتلا تھا اور یہ غور کر رہا تھا کہ پتا نہیں ایمسن نے اپنی بہنوں کو کیا بتایا ہے ۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایمسن کے جانے کے بعد اپنی ڈیوٹی پر آئی ہو یا نہیں کیا کہا جاسکتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ نہ آئی ہو لیکن بہرحال رسک لینا تھا اور جب ایفل ٹاور کے قریب اس جگہ جہاں مصور لوگوں کی تصویریں بنانے بیٹھتے تھے میں نے شاکین کو دیکھا تو میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

"ڈاکٹر تمہاری پستول پر سائیلینسر لگا ہوا ہے میں تم سے تھوڑا سا فاصلہ اختیار کروں گا لیکن تم مجھے اپنے نشانے کی زد پر رکھنا میں کام کر کے تمہارے پاس نہ آؤں یا بھاگنے کی کوشش کروں تو تم مجھے گولی مار دینا۔"

"مجھے شرمندہ نہ کرو۔ میرا خیال ہے اب تم ذہنی طور پر میرے ساتھ تعاون پر آمادہ ہوگئے ہو۔"

"پھر بھی آپ کو تھوڑا سا فاصلہ اختیار کرنا ہوگا۔" جب میں شاکین کے پاس پہنچا تو وہ مجھے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ "تم...... تم...... تم نے اپنا میک اپ تبدیل کرلیا۔" میں نے اس کے الفاظ سمجھنے کی کوشش کی اور صورت حال کا فوراً ہی اندازہ لگالیا۔ مجھے علم ہوگیا کہ ایمسن نے بہنوں کو اپنے بارے میں بتایا ہے اور میرے میک اپ کے بارے میں بھی۔ بہرحال میں نے حتی الامکان ایمسن کی آواز بنا کر کہا۔

"شاکین فضول سوال ہرگز نہ کرو۔ اس بیگ میں رقم ہے یہ احتیاط کے ساتھ بغیر کھولے ہوئے گھر لے جاؤ اور دیکھو اس کا مکمل تحفظ کرنا اور پھر گھر جا کر یہ رقم تم سولیس کو دے دینا۔ سمجھ رہی ہوں۔ میں تم دونوں کو ہدایت کر رہا ہوں کہ اس میں کوئی تکلف نہ کرنا۔ یہ تم لوگوں کے لئے ہے۔"

"لیکن ایمسن تم نے اپنا چہرہ کیوں تبدیل کرلیا۔ میک اپ میں تم محفوظ نہیں تھے؟"

"یہ بات اس وقت کرنے کی نہیں ہے۔ بس یہ سمجھ لینا کہ جو کچھ بھی ہوا ہے ۔ یہ بے حد ضروری ہے۔ تم جلد از جلد یہاں سے نکل جانے کی کوشش کرو اور پلیز اپنے آپ کو سنبھال کر گھر پہنچنا۔"

"او کے۔ او کے۔ میں ویسے بھی جانے ہی والی تھی کیونکہ اس وقت میرا کوئی کام نہیں ہے۔ میں اپنا کام مکمل کر چکی ہوں۔"

"تو پھر میں چلتا ہوں خدا حافظ۔" میں نے کہا اور وہاں سے پلٹ کر ڈاکٹر سینی گان کے پاس آ پلٹ گیا۔ اس نے پرخیال انداز میں گردن ہلا کر کہا۔

"یقیناً تم نے اپنا کام بخوبی کرلیا ہے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ لڑکی کون تھی جسے تم نے نوٹوں کا بیگ دیا ہے لیکن کیا وہ اس کا تحفظ کرسکے گی؟"

"یقیناً کرسکے گی۔"

"تو پھر چلو۔"

اب باقی سب کچھ میں نے حالات پر چھوڑ دیا تھا۔ ویسے مجھے یقین تھا کہ صورت حال خود بخود وہم پر دا ہوجائے گی اور ایمسن جو اصلی صورت میں نہیں سمجھ لے گا کہ اس کے میک اپ میں یہ رقم کس نے اسے پہنچائی ہے۔ میری ہدایت بھی اس تک پہنچ جائے گی ۔ بہرحال اس کے بعد مجھے مزید کوئی ایسا کام نہیں تھا جس کے بارے میں سوچتا اور پھر میں نے ان تمام لوگوں کو ذہن سے نکال دیا اور آخر کار ایک دن میں اور ڈاکٹر سینی گان ، لکسمبرگ کے لئے روانہ ہوگئے۔ ایک نئی جہت، ایک نئی منزل جس میں نہ جانے کون کون سی کہانیاں چھپی ہوئی تھیں۔ ایسی کہانیاں جن کا میری زندگی سے گہرا تعلق تھا ور جانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کب تک یہ تعلق قائم رہے گا۔

لکسمبرگ نارنجی پھولوں کا شہر جہاں قدم رکھتے ہی آپ کو ان پھولوں سے واسطہ پڑتا ہے پھولوں کی یہ بیلیں تقریباً پورے ہی لکسمبرگ میں چڑھی ہوئی ہیں۔ تیز رنگ کے نارنجی پھول سبز رنگ کے پتوں کی ہم آہنگی کے ساتھ ایک ایسا سماں باندھتے ہیں کہ انسان سحر زدہ ہوجائے۔ قدرت نے روئے زمین پر بسنے والے ہر انسان کے لئے جس قدر فیاضی سے کام لیا ہے اس کی مثال دی ہی نہیں جاسکتی۔ علاقوں کو ایک دوسرے سے مختلف کر کے ان کے اندر جاذبیت پیدا کی گئی ہے پھولوں کی سرزمین لکسمبرگ اسی ضاعی کا نمونہ تھی۔ افریقہ پہنچ جاؤ تو پراسرار درختوں اور ہولناک مناظر میں ایک اپنی دلکشی موجود۔ پانی کا کھیل دیکھنا ہو تو نیاگرہ پر نگاہیں جمادو۔ زمین کو ریزہ ریزہ دیکھنا چاہو تو ریت کے سمندر عربستان کا رخ کرو۔ ہر جگہ قدرت کی ضاعی کے ایسے ایسے شاہکار کہ عقل انسانی دنگ رہ جائے اور یہ سوچنے پر مجبور ہوجائے کہ اس کی اربوں سال کی کاوشیں ان میں سے کسی کو جنم نہیں دے سکتیں۔ مناظر فطرت کا نقاش کہیں اور ہی موجود ہے لکسمبرگ کے علاقے میں ڈاکٹر سینیگان کی عمارت بھی ایک پراسرار نقش کی مانند تھی اور اس عمارت کا صدر دروازہ سینیگان نے ہی کھولا تھا۔ پراسرار سینیگان مجھے ساتھ لئے ہوئے عمارت میں داخل ہوگیا۔

تمام عمارت بے ترتیبی کا شکار تھی۔ ظاہر ہے پروفیسر سینی گان اپنی جگہ ایک الگ حیثیت کا مالک تھا۔ اس کی جو کہانی میرے علم میں آئی تھی وہ ایسی ہی تھی کہ اس کے اس عمارت کی کسی شے سے بھی اجنبیت کا احساس نہ ہو۔ بہرحال میری زندگی ایک اور انوکھے تجربے سے دوچار ہونے جارہی تھی۔ ایمسن کا روپ اختیار کر کے میں نے خود کو ایمسن کی حیثیت سے پروفیسر سینیگان کے سامنے پیش کیا تھا اور اسے شبہ نہیں ہوسکا تھا الغرض ہم عمارت میں داخل ہوگئے۔ سینیگان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا ہی بے ترتیبی ہے یہاں بالکل زندگی کی مانند۔''

میں نے اس کے ان فلسفیانہ الفاظ کا جواب نہیں دیا بلکہ میری متجسس نگاہیں عمارت کا جائزہ لے رہی تھیں اس حسین اور شاندار عمارت میں جس اعلیٰ درجے کا سامان موجود تھا۔

اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ سینیگان کس قدر دولت مند انسان ہے لیکن کیا ہی عجیب زندگی تھی اس کی۔ سائنس دان تجربات کا رسیا، اپنے ہی تجربے کا شکار اور اپنے آپ سے محروم انسان پھر سینیگان نے ایک کمرے کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

''اور یہی کمرہ میں نے اس وقت بھی تمہارے لئے مخصوص کیا تھا۔''

''ہاں تمہیں علم ہے کہ یہاں کوئی ملازم وغیرہ نہیں ہے۔ چنانچہ جو بھی تکلیفیں تمہیں یہاں اٹھانی پڑیں انہیں نظر انداز کردینا اور ایک آخری درخواست تم سے اور کرنا چاہتا ہوں۔''

''کیا مسٹر سینیگان؟''

''اب یہاں سے فرار ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ دیکھو تجربہ یقینی طور پر کامیاب ہوگا۔ تمہیں تکلیف نہ پہنچانے کی ذمہ داری میں قبول کرتا ہوں چاہے میرا تجربہ کامیاب ہو یا نہ ہو۔ سمجھ رہے ہونا؟''

''ہاں پروفیسر'' میں نے جواب دیا۔

''تو کیا میں اطمینان سے اپنے کمرے میں چلا جاؤں۔

''آپ جائیے، میں وعدہ کرتا ہوں۔'' میں نے کہا۔

''میں تمہارے وعدے پر اعتبار کئے لیتا ہوں۔'' اس نے کہا اور مجھے کمرے میں چھوڑ کر باہر نکل گیا۔

کمرے میں ضرورت زندگی کی ہر شے موجود تھی۔ آرام دہ بستر، قالین، پردے، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن اور وہ تمام چیزیں جو انسانی زندگی کا حاصل سمجھی جاتی ہیں لیکن میری زندگی کا کوئی بھی حاصل نہیں تھا۔ کبھی کبھی میرے اندر لہر اٹھتی تھی اور میں سوچتا تھا کہ اب دنیا کے بارے میں سوچنا چھوڑ دوں گا۔ میری کوئی شناخت ہی نہیں ہے تو پھر لعنت ہے مجھ پر۔ بلاوجہ دنیا سے اجتناب، لوگ کسی نہ کسی طرح خود کو مطمئن کر ہی لیتے ہیں۔ ایڈجسٹ کر لیتے ہیں ہر ماحول میں خود کو نہ جانے مجھ بدبخت کے ذہن کی کیا کیفیت تھی کہ رہ رہ کر وہی سب کچھ ابھرتا۔ جسے نہیں چاہتا تھا۔ پھر ایک دلچسپ مشغلہ اختیار کیا۔ یعنی کمرے کی صفائی،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہر چیز کو صاف کرنے پر تل گیا تھا یہاں ملازم نام کی کوئی چیز نہیں تھی اور ہو بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ سینی گان نے صدر دروازہ خود ہی کھولا تھا۔ یہ مشغلہ خاصا ہی دلچسپ رہا۔ سینیگان ایک مرتبہ میرے پاس آیا اور مجھے مصروف دیکھ کر بولا۔

"میں کام کر رہا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد کھانا کھائیں گے۔" میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ چلا گیا تھا۔ میں کام سے فارغ ہو کر غسل خانے کی طرف گیا۔ پھر غسل کے بعد باہر نکلا ہی تھا کہ سینیگان باہر نظر آیا۔ وہ ذرا خوش نظر آ رہا تھا۔ وہ بولا۔

"کھانا تیار ہے جناب۔" وہ ایپرن پہنے ہوئے تھا۔ میں ہنس پڑا اور کہا۔

"ہم اس کے لئے ڈیوٹی مقرر کر لیں گے سینیگان۔"

"کیسی ڈیوٹی؟"

"یہ اس وقت آپ نے کھانا تیار کیا ہے، بعد میں میں پکاؤں گا۔"

"یقیناً، یقیناً اور یہ ہونا بھی چاہیے۔ اس کے بعد ہم لیبارٹری میں کام کریں گے۔ ویسے کیا تم لیبارٹری میں میرے ساتھ صفائی کرانا پسند کرو گے؟"

"کیوں نہیں۔" میں نے جواب دیا۔

سینی گان مسکرانے لگا۔ ہم نے میز پر بیٹھ کر پھر عجیب و غریب قسم کا کھانا کھایا۔ ویسے میں نے اس کھانے کی قسم پوچھ لی تھی اور یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ کھانا بہر طور ایسی چیزوں سے تیار کیا گیا ہے جسے کھانے پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ پروفیسر سینیگان بھی خاموش تھا اور میں نے بھی کھانے کے دوران اس سے کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ رات کو ہم اس عظیم الشان لیبارٹری میں داخل ہوئے جس کے بارے میں میرا خیال تھا کہ یقیناً ایک الگ ہی حیثیت کی حامل ہوگی میرا خیال سو فیصد درست نکلا تھا۔ بہت بڑے ہال میں یہ لیبارٹری پھیلی ہوئی تھی۔ انتہائی جدید مشینیں، عجیب و غریب سی جگہ جگہ سفید رنگ کی میزیں پڑی ہوئی تھیں بعض جگہ کنٹرول بورڈ قائم تھے۔

سینیگان اس ہال کے وسط میں کھڑے ہو کر عجیب سی نگاہوں سے اس لیبارٹری کو دیکھنے لگا۔ ان میں محبت بھی تھی، مسرت بھی تھی اور افسوس کے تاثرات بھی۔ میں اس کا

جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے ایک گہری سانس لے کر میری طرف گھومتے ہوئے کہا۔

"مائی ڈیئر! ایمسن، کیا ہے انسانی زندگی کیا کیا شامل ہو گیا ہے اس زندگی میں۔ وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں جو دنیا کی بہت سی الجھنوں سے دور ہو کر ایک سادہ اور معصوم سی زندگی گزارتے ہیں کیا ایسا نہیں ہے مائی ڈیئر ایمسن کہ انسان نے خود اپنے اوپر لاتعداد بوجھ لاد لئے ہیں۔ کوئی اسے مجبور تو نہیں کرتا کہ وہ خود کو مشینوں کی تحویل میں دے دے۔

"آپ کہتے تو ٹھیک ہیں پروفیسر۔"

"لیکن اس کے باوجود تحقیق ایک ایسا نشہ ہے کہ اگر انسان اس میں گرفتار ہو جائے تو اگرچہ دنیا کے ہر نشے کا علاج ہو سکتا ہے لیکن اس کا علاج نہیں ہو سکتا۔"

شاید ایسا ہو پروفیسر کہ انسان خود اپنے طور پر یہ تمام فیصلے کر لیتا ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"جس چیز کو وہ لاعلاج سمجھتا ہے ہو سکتا ہے کہ اس کا بھی علاج ہو۔"

سینیگان ہنسنے لگا پھر بولا۔

"ہاں یہ بھی سوچ کا ایک پہلو ہے اور ایسا بھی سوچا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود کیا کیا جائے کہ کچھ سوچیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں سوچنے کو دل ہی نہیں چاہتا۔"

"شاید میں اس فلسفے کو سمجھ نہیں پا رہا۔"

"چھوڑو۔ فلسفہ سمجھ میں آتا ہی کب ہے؟ تو ڈیئر ایمسن کیا خیال ہے ہم لیبارٹری کی صفائی شروع کریں۔"

"ہاں آپ مجھ میری ڈیوٹی بتائیے۔"

"نہیں کچھ نہیں۔ بہت محبت سے میں نے یہ سب کچھ قائم کیا ہے اور میں اسے گرد آلود نہیں دیکھ سکتا۔ کیا کیا جائے وقت نہ جانے کن کن چیزوں کو گرد آلود کر دیتا ہے۔ یہ بھی گرد آلود ہو چکی ہیں اور میں لاکھ کوشش کے باوجود اس کی صفائی نہیں کر پاتا۔" سینیگان نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں اسے خاموشی سے دیکھنے لگا بہرحال اس کے بعد صفائی شروع کردی۔ سینیگان مجھے اس کے طریقے بتاتا رہا اور میں خاموشی سے وہی کرتا رہا تھوڑی دیر کے بعد ہم اس کام سے فارغ ہوگئے اور سینیگان میرے ساتھ ہی ایک کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے گہری نظروں سے میرا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

''ڈیئر ایمسن میں تھک چکا ہوں۔ یقین کرو، میں تھک چکا ہوں۔ اگر تم ابتدا ہی میں میرے ساتھ یہ تعاون کرنے پر آمادہ ہوجاتے تو اس وقت صورت حال بالکل مختلف ہوتی۔''

''حقیقت تو یہ ہے مسٹر سینیگان کہ میں نے پہلے آپ کی باتوں پر سنجیدگی سے غور ہی نہیں کیا بلکہ طرح میں آپ کے ساتھ الجھن کا شکار ہوگیا تھا صرف یہی سوچا تھا میں نے کہ کس طرح آپ کے چنگل سے نکل سکتا ہوں۔''

''بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو تم۔ تم غور کرو اب پوری طرح غور کرو۔ میرا موقف سمجھنے کی کوشش کرو۔ میرا خیال ہے کہ اگر میرا موقف سمجھنے میں کامیاب ہوگئے تو پھر مجھ سے اس طرح گریز نہیں کروگے۔''

سینیگان سوچ میں ڈوب گیا۔ میں پوری طرح اس کی جانب متوجہ تھا۔ کافی دیر وہ اسی طرح سوچ میں ڈوبا رہا پھر گہری سانس لے کر بولا۔

''یہ تجربہ جیسے کہ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں ایک عجیب وغریب شکل اختیار کرگیا تھا۔ اس تجربے کا مقصد کیا تھا اس کی تم نے تفصیل اس ڈائری میں دیکھ ہی لی ہوگی اور اگر نہیں دیکھی تو پھر میں اس کے بارے میں تفصیلات بتاؤں گا اپنے تجربے کی تکمیل کے بعد جب ہم دونوں مل کر اس تجربے کو آگے بڑھائیں گے تجربے کے نتیجے میں، میں اپنا جسم کھو بیٹھا اور ایک پرچھائیں کی شکل اختیار کرگیا۔ یہ پرچھائیں جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا تھا سوچ سکتی ہے پرچھائیں کی شکل میں نظر آتی ہے لیکن وہ باعمل نہیں ہوسکتی اس کے ہاتھ پاؤں بے جان ہوتے ہیں۔ وہ کسی دوسرے کے جسم میں آکر تو کام کرسکتی ہے۔ اپنا خود اس کا کوئی عمل ہوسکتا اور یہ چیز میرے لئے کرب کا باعث بن گئی۔ سمجھ رہے ہو نا۔ اصل

میں صورت حال یہ ہے کہ فارمولے کی ذرا سی تبدیلی نے میرا جسم اوجھل کردیا ایک سائے کی شکل میں قائم ہوگیا یہ سایہ بذات خود بہت سی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ مثلاً یہ کہ اگر تم کوئی جسم اختیار کرنا چاہو، کوئی بھی جسم جو تمہارے لئے پسندیدہ ہو تو تمہیں بائیں سمت سے اس میں داخل ہونا ہوگا۔ بائیں سمت سے آکر بالکل اس زاویہ پر جس پر وہ نظر آرہا ہے تو تم اس بدن میں داخل ہوجاؤ گے اور جب تمہیں یہ بدن چھوڑنا ہو تو دائیں سمت سے اسی اینگل سے نکل جاؤ۔ تمہاری کیفیت یہ ہوتی ہے کہ تم سوچ سکتے ہو اس وقت تمہاری سوچیں ڈبل ہوتی ہیں یعنی ایک تو تم اپنے طور پر سوچ سکتے ہو اور دوسری صورت میں اس انسان کی سوچ میں داخل ہوسکتے ہو۔ یعنی وہ جو کچھ سوچ رہا ہوتا ہے۔ تم بھی سوچ سکتے ہو اور اس طرح تم اس وجود سے اپنی پسند کا کام لے سکتے ہو۔ اس کی شخصیت کو مکمل طور پر سمجھ سکتے ہو۔ لیکن اصل میں اس کے جسم میں تم ہوگے۔ سو فیصد تم۔ وہ تمہاری ہدایت پر عمل کرے گا جس طرح میں تمہارے سامنے موجود ہوں ایک اجنبی بدن میں رہ رہی اس پرچھائیں کی تفصیل۔ میں کیسے پرچھائیں بنا اس کا فارمولہ بالکل مختلف ہے اگر میں تمہیں اس کی تفصیل سمجھاؤں تو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی اس لئے اس کو جانے ہی دو تو بہتر ہے بہرحال اب جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ میں تم پر یہ تجربہ کروں گا۔''

''کس طرح پروفیسر سینیگان۔''

''یہ میرا ایک مشینی عمل ہوگا لیکن یہ مشینی عمل سب سے پہلے تمہیں اس پرچھائیں میں تبدیل کردے گا۔ جس طرح میں پرچھائیں میں تبدیل ہوں میں اس تجربے کا دوسرا حصہ استعمال کروں گا۔ یعنی تمہیں اصل حالت میں لے آؤں گا۔ میں نے کافی کام کرلیا ہے اور میرا خیال ہے کہ میں یہ کرسکتا ہوں لیکن تم یہ دیکھو کہ اگر میں اس جسم کو چھوڑ کر پرچھائیں کی شکل اختیار کرجاتا ہوں تو عمل نہیں کر پاؤں گا اور اگر عمل نہیں کر پاؤں گا تو اس پرچھائیں کو اس کی اصل شکل نہیں دی جاسکتی۔''

''آپ کا مطلب ہے پروفیسر سینیگان۔''

''ہاں میرا مطلب یہی ہے کہ پہلے تمہیں پرچھائیں بنانے کے بعد تمہاری اصل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شکل حاصل کروں گا۔ اصل حالت میں آ جاؤ گے تو میں اس تجربے میں کامیاب ہو جاؤں گا جو کچھ میں تم پر عمل کر سکتا ہوں وہ خود پر نہیں کر سکتا۔ اس کامیابی کے بعد تم مجھ پر وہ عمل کرو گے تو وہ عمل میں تمہیں پوری طرح سکھا دوں گا یعنی پرچھائیں کو اس کا جسم واپس دلانا سمجھ رہے ہو نا تم؟"

"ہاں مسٹر سینیگان، میں سمجھ رہا ہوں۔"

"اور یہ اندازہ میں نے پہلے ہی لگا لیا تھا کہ تم بے حد ذہین ہو اور جو کچھ تمہیں سمجھایا جائے گا تم سمجھ لو گے بس خلوص شرط ہے۔"

"اب میں پورے خلوص کے ساتھ آپ کے ساتھ کام کرنے پر آمادہ ہوں۔"

"اور اس کے صلے میں تمہیں جو کچھ بھی ملے گا تم سوچ بھی نہیں سکتے۔"

"میں لالچ سے بے نیاز ہوں کیونکہ میں آپ کے ساتھ کام کرنا چاہتا ہوں۔"

"تمہارا بے حد شکریہ ہم آج رات آرام کریں گے اور کل کام میں مصروف ہو جائیں گے۔"

آرام کے لئے میں نے اپنا کمرا ہی استعمال کیا تھا اور رات کو نہ جانے کتنی دیر لیٹ کر یہ سوچتا رہا تھا کہ پروفیسر سینیگان کے اس تجربے کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ سو پھر یہی ہوا کہ دوسرے دن ہم اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ سینیگان نہ جانے کیا کیا تیاری کرتا رہا۔ مختلف رنگوں کے سیال جن میں بجلیاں تڑپتی نظر آتی تھیں۔ نہ جانے کیوں مجھے یہ لیبارٹری اجنبی اجنبی نہیں لگ رہی تھی۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے پہلے بھی اس لیبارٹری کو دیکھ چکا ہوں۔ میرے ذہن میں ایک اور خیال آیا اگر پروفیسر کا تجربہ کامیاب ہو جاتا ہے تو میں اسے اپنی اصلیت بتا دوں گا کہ میں ایمسن نہیں ہوں بلکہ کوئی اور ہی شخصیت ہے میری ہو سکتا ہے پروفیسر اپنا وجود حاصل کرنے کے بعد مجھ پر زیادہ ہی مہربان ہو جائے تب میں اس سے کہوں گا کہ سائنس کوئی ایسا تجربہ بھی کر سکتی ہے کہ کسی انسان کے ذہن کو اس کا ماضی واپس کر دے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں بھی کوئی تجربہ کرے اور مجھے میری اصلیت اپنے اندر سے ہی معلوم ہو جائے اس خیال نے میرے اندر پروفیسر کے لئے عجیب سی لگن

پیدا کر دی تھی۔

تمام تر تیاریاں مکمل کرنے کے بعد پروفیسر نے ایک بہت بڑی الماری نما بکس میں نہ جانے کیا کیا اور پھر اس نے پہلی بار اس کے دروازے کھولے تھے یہ دروازہ کھولنے کے بعد اس نے سامنے کی سمت میں ایک میز لا کر رکھی اور مجھے اس میز پر لٹا دیا۔ پھر پروفیسر سینیگان نے کہا۔

"اور جو کچھ عمل ہو گا وہ پورے ہوش و حواس میں ہو گا۔ تم دیکھ سکو گے۔ سب کچھ سمجھ سکو گے اس کے بعد اپنی کیفیت محسوس کر سکو گے۔"

میں نے گردن ہلا دی۔ پھر پروفیسر سینیگان نے اپنے کام کا آغاز کیا۔ روشنی کی شعاعیں پڑنے لگیں اور وہ سیال جو اس نے تین دنوں میں تیار کئے تھے میرے جسم پر اسپرے ہونے لگے۔ میں آنکھیں کھول کر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ سینیگان نے جس طرح کی مجھے ہدایتیں دی تھیں میں اسی طرح کام کر رہا تھا۔ ہلکی ہلکی سی بارش جو نامعلوم سی کیفیت رکھتی تھی۔ میرے پورے جسم پر ہو رہی تھی اور نہ جانے کیوں مجھے یہ محسوس ہوا جیسے میرا بدن ہلکا ہوتا جا رہا ہو۔ سینیگان پرمسرت نگاہوں سے مجھے دیکھ رہا تھا۔ میرا وجود ہلکا ہلکا ہوتے ہوتے اچانک یوں محسوس ہوا جیسے میرا وزن ختم ہو گیا ہو، میں بے جان ہو گیا ہوں۔ سینیگان نے پرمسرت لہجے میں کہا۔

"تم ایک پرچھائیں کی شکل اختیار کر چکے ہو۔ اپنے آپ پر غور کرو۔"

سو میں نے اپنے آپ پر غور کیا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں ایک پرچھائیں کی شکل میں میز پر موجود ہوں۔

پروفیسر سینیگان نے کہا۔

"اب اگر چاہو تو میز سے اٹھ سکتے ہو۔"

میں اٹھ کر میز سے نیچے اتر گیا۔ جو وزن خود انسان کو اپنی ذات کے ساتھ محسوس ہوتا ہے وہ مجھے نہیں محسوس ہو رہا تھا۔ پروفیسر مجھے پرمسرت نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''اور اب تم صرف ایک پرچھائیں ہو۔ نہ تمہیں کھانے کی ضرورت ہے نہ پینے کی ۔تم اپنی جگہ سے متحرک ہو سکتے ہو، گردش کر سکتے ہو، جو عمل تم چاہو کر سکتے ہو، سوائے اس کے کہ نہ تو تمہارا جسم اپنا ہے نہ تمہارے ہاتھ پاؤں کسی کو اٹھا سکتے ہیں ۔ میں شدید اعصابی دباؤ میں خود کو محسوس کر رہا تھا۔ ویسے تو زندگی میں کوئی دلچسپی، کوئی جاذبیت نہیں تھی اور میں ایک بے زاری سی زندگی گزار رہا تھا انسان کے اندر نہ جانے کیا کیا چھپا ہوتا ہے وہ سمجھ نہیں پاتا، وہ نہ جانے کن کن سوچوں میں ڈوبا رہتا ہے اور جب کچھ کھو جائے تو اس کھونے کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے۔ ایک پرچھائیں کی شکل اختیار کرنے کے بعد مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ زندگی میں سب کچھ کتنا ضروری ہوتا ہے ۔ پروفیسر اپنے تجربے کے بعد خاصا مطمئن نظر آ رہا تھا۔

''اور اب سات دن تک تم اسی شکل میں رہو گے ۔

آٹھویں دن سے میں اپنے اس تجربے کا آغاز کردوں گا جس کی بنیاد پر تمہیں تمہاری اصلی شکل واپس دی جائے گی تم اپنی شکل میں واپس آ جاؤ گے تو پھر میں تمہیں وہ طریقہ کار بتاؤں گا جس کے تحت تم مجھ پر وہی عمل آزماؤ گے۔ جسے آزما کر میں تمہیں تمہارے جسم میں واپس لانے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔''

سینیگان کی بات اب پوری طرح میری سمجھ میں آ گئی تھی۔ یہ بھی ایک دلچسپ تجربہ تھا میرے لئے کہ ایک پرچھائیں کی شکل میں تھا۔ میں چل پھر سکتا تھا۔ سوچ سکتا تھا۔ سمجھ سکتا تھا ہر ہر چیز غور کر سکتا تھا۔ دیکھ سکتا تھا۔

تیسرے دن پروفیسر سینیگان نے مجھ سے کہا۔

''تم یہ دلچسپ تجربہ کرنا پسند کرو گے؟''

''کون سا تجربہ؟''

''انسان کا جسم اپنا لو''

''ہاں صرف تفریحاً ویسے میں یہ کبھی نہیں کہوں گا کہ انسان کے جسم پر قبضہ کر لو۔ یہ ایک برا عمل ہوگا۔'' میں اسے دیکھتا رہا سوچتا رہا پھر بولا۔

''پروفیسر آپ مجھے یہ تجربہ ضرور کرائیں۔''

یہ ایک دلچسپ تجربہ ہوگا۔'' سینیگان نے کہا۔

''جی۔''

''تو پھر آؤ، آج کا دن ہم باہر گزاریں گے۔''

میں پروفیسر سینیگان کے ساتھ ایک خوبصورت کار میں بیٹھ کر چل پڑا۔ چلتے رہے اور پھر ایک خوبصورت پارک میں داخل ہو گئے۔ وہاں بہت سے لوگ ٹہل رہے تھے۔ پروفیسر سینیگان اور میں خاموشی سے آگے بڑھتے رہے۔ میں اپنے سائے کو محسوس کر رہا تھا۔ سائے کی حیثیت سے ہی چل رہا تھا۔ چونکہ دنیا کے لئے یہ ایک اجنبی بات تھی اور پھر روشنی بھی موجود تھی اس لئے اس سائے کو بمشکل تمام ہی دیکھا جا سکتا تھا۔ لیکن ایک دھندلاہٹ سی ضرور محسوس ہوتی تھی کہ دیکھنے والا غور سے دیکھے ہم کافی دور تک چلتے رہے۔ ہماری نگاہیں کسی ایسی شخصیت کا انتخاب کر رہی تھیں کہ وہ ہمیں وہاں نظر آ جائے اور ہم اسے اپنانے کی کوشش کریں یہ ایک دراز قامت آدمی تھا جو خوبصورت لباس میں ایک درخت کے نیچے کھڑا شاید کسی کا انتظار کر رہا تھا۔ پروفیسر نے اس کی جانب مجھے اشارہ کیا اور میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا۔

''ٹھیک ہے پروفیسر، یہ ایک عمدہ شخصیت ہے۔''

''اب دیکھو جس زاویہ سے یہ کھڑا ہے اسی زاویے سے تمہیں اس کے برابر جا کے کھڑا ہو جانا ہے اور پھر اس کی بائیں سمت سے آہستہ آہستہ اس کے جسم میں سرکنے کی کوشش کرو۔''

''اور پروفیسر اگر یہ اس وقت جب میں اس کے جسم میں پوری طرح داخل نہ ہو سکا تو یہ اپنی ڈائریکشن بدل لے تو۔''

''کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور پھر اس کی ہدایت کے مطابق میں نے آہستہ آہستہ اس شخص کے جسم میں سرایت کرنا شروع کر دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ میں لطیف ہوا کی مانند

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے جسم میں داخل ہوتا جارہا ہوں اور جب میں پوری طرح اس کے جسم میں سما گیا تو میں نے اسے ڈھیلا ہوتے محسوس کیا وہ اپنی سوچوں کو قابو میں رکھنے کی کوشش کررہا تھا اور پھر میں اس کی سوچوں پر حاوی ہوگیا۔ میں نے اسے محسوس کیا اس کا نام ڈی لئیل تھا وہ ایک بڑا بزنس مین تھا اور یہاں کھڑا اپنی گرل فرینڈ کا انتظار کررہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکی مجھے اپنی طرف آتی نظر آئی۔ سینگان نے مجھے اس تجربے کا پورا پورا موقع دیا تھا اور مجھے سمجھا دیا تھا کہ مجھے اس کے جسم میں داخل ہونے کے بعد کس طرح باہر نکلنا ہوگا۔ لڑکی قریب آگئی اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہیلو ڈی لئیل۔''

''ہیلو سونیٹا۔'' میں نے اس کی آواز میں کہا۔ میں اس لڑکی کو جانتا تھا۔ اس کا نام سونیٹا تھا۔ ایک بڑی فرم میں اسٹنٹ منیجر تھی۔ اب ڈی لئیل اور اس کے تمام معاملات کو بخوبی جانتا تھا۔ ڈی لئیل یعنی میں نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

''تم پورے بیس منٹ لیٹ ہو۔''

''میں اس کے لئے جتنی بھی معذرت کروں وہ کم ہے۔ میں جانتی ہوں کہ انتظار کتنی تکلیف دہ چیز ہوتی ہے۔''

اور تم نے مجھے یہ تکلیف دینے کی کوشش کی۔'' میں نے کہا۔

''میں نے کہا نا اس کی جو سزا چاہو مجھے دے سکتے ہو۔''

''آؤ یہاں سے چلتے ہیں۔''

میں نے کہا اور وہ میرے ساتھ ساتھ قدم بڑھانے لگی۔ میں نے ڈی لئیل کے دماغ میں مکمل طور پر جھانک کر دیکھ لیا تھا۔ وہ اس سے دراصل اپنا ایک اہم کام لینا چاہتا تھا۔ وہ جس فرم میں کام کرتی تھی اس فرم سے اس کی ایک بڑی ڈیل تھی اور اس ڈیل میں جنرل منیجر رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ سونیٹا کو وہاں سے کچھ ایسے کاغذات حاصل کرنا تھے جن کے ذریعے وہ جنرل منیجر کو قابو میں کرسکے کیا عجیب سی کہانی تھی۔ وہ لوگ آگے بڑھتے رہے اور میں ڈی لئیل کے بدن میں سونیٹا کے ساتھ چلتا رہا کچھ دیر کے بعد ہم اوپن ائیر ہوٹل میں

جا بیٹھے۔ سونیٹا نے کہا۔

''ڈی لئیل اب تمہیں فیصلہ کرہی لینا چاہئے۔ تم جانتے ہو کہ میں کن کیفیات سے گزر رہی ہوں۔ مجھے آرام کی ضرورت ہوگی اور ایک طویل عرصے کی چھٹی بھی درکار ہوگی۔''

''اپنے کام کی تکمیل کرلو سونیٹا اور اس کے بعد ظاہر ہے تمہیں اس فرم میں کام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔''

ڈی لئیل کیسی کیسی کیفیات ہوجاتی ہیں ان حالات میں۔''

''ہاں میں جانتا ہوں، عورت کو اس مرحلے سے گزرنا ہوتا ہے۔ لیکن ایک پروقار زندگی اسی وقت ممکن ہوتی ہے جب وہ کسی مرد کی بیوی کہلائے۔''

''یہ فرسودہ باتیں ہیں۔ دنیا ان باتوں سے اب بہت آگے نکل چکی ہے۔''

میں نے ویٹر کو بلایا اور اسے اپنی پسند کا آرڈر دیا۔ جو تلی ہوئی مچھلیوں اور شوربے پر مشتمل تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد تلی ہوئی مچھلیاں اور سوپ ہمارے سامنے تھے ان کے ساتھ کچھ اور چیزیں بھی جنہیں کم از کم میرا دل قبول نہیں کرتا تھا یہ میں نہیں تھا بلکہ سارا وجود ڈی لئیل کا تھا اور میں صرف ایک پرچھائیں تھا۔ جو اس وقت اس کے وجود پر حاوی تھا اور ایک عجیب کیفیت تھی یعنی میری سوچیں اپنی جگہ برقرار تھیں ان کے جو معاملات تھے وہ بھی میرے علم میں تھے اور میں ان میں کوئی مداخلت نہیں کررہا تھا۔ اگر میں چاہتا تو ڈی لئیل پر حاوی ہو کے اسے نئی ہدایات دے سکتا تھا لیکن یہ ایک تجربہ تھا اور مجھے اس کی قطعی ضرورت نہ تھی۔ سونیٹا سے باتیں ہوتی رہیں البتہ میں ڈی لئیل کے تمام معاملات اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا چاہتا ہے اور وہ اسی موضوع پر سونیٹا سے بات کررہا تھا اس لئے کہ میں نے اس کے بدن کو اپنے قبضے میں لیا تھا دماغ کو نہیں۔ اس کی سوچوں کو آزاد چھوڑ دیا تھا۔ ڈی لئیل اپنے منصوبے کے مطابق سونیٹا کو بے وقوف بنا تا رہا اور گھناؤنی حرکتوں کا انکشاف ہوا یعنی ڈی لئیل نے سونیٹا کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا تھا اور وہ اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ میرے دل میں ایک خواہش بیدار ہوئی کیا ایسا ممکن نہیں ہوسکتا کہ ایک حسین زندگی گزارنے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لئے میں اپنے وجود کو اسی پرچھائیں کی شکل میں رکھوں کیا فائدہ اپنے خاص قسم کے جسم کو لئے پھرنا۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ جب چاہوں کوئی نئی شکل اختیار کروں اور جب چاہوں اسے تبدیل کر لوں اس طرح مجھے انسانوں کے روپ میں کام کرنے کا موقع بھی ملے گا اور نئی نئی جہتیں سامنے آئیں گی یہ ایک پرمذاق بات تھی ظاہر ہے کہ میں ایسا نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی پروفیسر ایسا کرنے دیتا ہاں اگر کوئی چاہتا تو با آسانی میں ایسا کر سکتا تھا یعنی داہنی سمت سے ایک پرچھائیں کی شکل میں نکل کر پروفیسر سینگان کے سامنے سے فرار ہو جاتا خود کو کہیں پوشیدہ کر لیتا۔ پروفیسر بے شک ایک ایمسن کو تو کہیں سے تلاش کر سکتا تھا مگر پرچھائیں کو نہیں اور مجھے اس کا بخوبی تجربہ ہو چکا تھا لیکن اسے ایک دلچسپ تصور تو کہہ سکتا تھا۔ مگر اسے حقیقت کا جامہ پہنانا ممکن نہیں تھا۔ ایک بے نام پرچھائیں کی حیثیت سے میں اپنا وجود بھی کھو بیٹھتا۔ میں جس کیفیت میں تھا وہ بڑی عجیب وغریب تھا۔ یہ احساس بھی دل میں کبھی کبھی پیدا ہو جاتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پروفیسر سینگان جس طرح اپنے وجود کو پانے میں ناکام رہا ہے ویسے ہی وہ مجھے بھی واپس اصل شکل میں لانے میں ناکام رہے حالانکہ اس نے مجھے یقین دلایا تھا اور کہا تھا کہ وہ اپنے تجربے کی تکمیل کے لئے کسی اور کا وجود ضروری ہے۔ پروفیسر سینی گان اب بھی کچھ فاصلے پر موجود تھا۔ اس نے ہمارا تعاقب کیا تھا اور اسی اوپن ایئر ریسٹورانٹ کی ایک میز پر آ بیٹھا تھا۔ سویٹا سے بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں اور میں ڈی لئیل کی حیثیت سے اس سے گفتگو کرتا رہا۔ بس یہ سمجھا جائے تو غلط نہ ہوگا ایک پرچھائیں کی حیثیت سے میں اس کے اندر چھپا بیٹھا تھا۔ اگرچہ میں نے اس کی سوچوں کو مکمل آزادی دے دی تھی اب تو اسے یہ احساس بھی نہیں رہا تھا کہ کوئی اور اس کے وجود میں داخل ہو چکا ہے۔ یہ کیسا انوکھا اور دلچسپ تجربہ تھا۔ میں چاہتا تو ڈی لئیل کو اپنی گرفت میں لے سکتا تھا اس کے ہاتھ میرے ہاتھ ہوتے اس کے پاؤں میرے پاؤں ہوتے اور اس کی سوچ میری سوچ ہوتی۔ ڈی لئیل کی حیثیت سے نہیں بلکہ میں لائن ہارٹ کی حیثیت سے سویٹا سے محو کلام ہوتا یہ الگ بات ہے کہ میں ڈی لئیل کے وجود کی ایک ایک جنبش کو سمجھتا اور اس کی آواز میں بولتا اور بات کرتا۔ یہ کیسی انوکھی اور

حیرت ناک بات تھی میں ایک عجیب سی کیفیت محسوس کرتا رہا اور اس کے بعد میرا دل وہاں سے اٹھ گیا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ میں یہ تجربہ تو کر چکا ہوں اب اس سے خارج ہو جانا چاہیے آخر کار مجھے اس کا موقع مل گیا۔ ڈی لئیل جب سویٹا کے ساتھ اپنی شاندار کار کی طرف بڑھا تو اسی وقت میں اس کی داہنی سمت سے اس کے بدن سے نکل گیا۔ ڈی لئیل نے چونک کر دیکھا اور اس کے بعد وہ متحیر انداز میں ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا۔ سویٹا نے تعجب بھرے انداز میں پوچھا۔

''کیا ہوا ڈی لئیل؟''

''سویٹا تم نے کچھ محسوس کیا ہے؟''

''کیا؟''

''کوئی ایسی انوکھی بات جسے...... جسے الفاظ نہ دیے جا سکیں۔''

''میں کچھ کہہ نہیں سکتا سویٹا۔ نہ جانے کیا ہوا؟!''

''کیا ہوا آپ ابھی تو ٹھیک ٹھاک تھے۔''

''اب بھی اچھا ہوں ٹھیک ٹھاک ہوں، لیکن...... لیکن، ایک عجیب سی کیفیت کا احساس ہوا ہے۔''

''اس کو الفاظ نہیں دے سکتے تو پھر کیسے پتا چلے گا کہ کیا ہوا ہے۔''

ڈی لئیل سوچ میں ڈوب گیا میں وہاں سے کھسک گیا تھا اب اس کی ضرورت نہیں تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد پروفیسر سینگان خود میرے پاس پہنچ گیا میں نے کہا۔

''آپ کو کیسے معلوم ہوا پروفیسر کہ میں یہاں پر موجود ہوں۔''

''اس لئے کہ میں تم سے واقف ہوں۔''

''مطلب؟''

''بے شک نظر نہیں آتے لیکن اگر تم کسی ایسی جگہ موجود ہوئے جہاں تم پرچھائیں کی حیثیت سے نظر آؤ تو تمہیں ضرور دیکھ سکتا ہوں۔ تیز روشنی میں تم ایک دھندلا سا خاکہ معلوم ہوتے ہو۔ جو اپنی جگہ سے سفر کر رہا ہو۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آہ واقعی کتنا دلکش، کتنا عجیب اور کتنا حیرت ناک تھا یہ سب کچھ۔"

"آؤ۔" سینیگان نے کہا اور میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم کار میں آ بیٹھے اور کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

"تم نے دیکھا کہ یہ تجربہ کتنا انوکھا اور پراسرار ہے۔ میں بھی چاہوں تو اس جسم کو چھوڑ سکتا ہوں جس میں میں ہوں لیکن مجھے بہرحال خود کو باعمل کرنے کے لئے ایک بدن کی ضرورت ہے۔ یہ شخص بے چارہ میرے کام آ رہا ہے جس کا وجود میں نے حاصل کیا ہے۔ میں اس کی سوچوں کو آزاد نہیں چھوڑتا ورنہ یہ مجھے اپنی گرفت سے نکالنے کے لئے کوشش کرے۔ یہ حقیقت ہے کہ یہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکتا لیکن میں کسی ایسے جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتا جھگڑے تو اس جہاں میں لاتعداد ہیں اس پرچھائیں کی حیثیت میں چاہوں تو صدر امریکہ کے جسم و دماغ میں داخل ہو کر دنیا کے بارے میں اسے ہدایت دے سکتا ہوں۔ میں چاہوں تو تیسری جنگ عظیم ایک لمحے میں شروع ہو سکتی ہے کسی کو بھی قابو کر سکتا ہوں کسی کے جسم میں پرچھائیں کی حیثیت سے داخل ہو جانا مشکل کام نہیں ہوگا میرے لئے لیکن تم یہ سمجھ لو کہ انسان جو کچھ بھی بن جائے اسے اپنا وجود سب سے قیمتی شے معلوم ہوتا ہے اور وہ اس وجود سے کسی کو منسلک کرنا پسند نہیں کرتا۔"

"میں سمجھ رہا ہوں پروفیسر۔"

"خیر تم نے دیکھا بلکہ یہ تجربہ کیا کہ انسان کے جسم میں داخل ہو کر اس کی سوچوں پر حاوی ہو جانا، ایک خوبصورت زندگی اختیار کر لینا کتنا دل کش کام ہوتا ہے۔"

"ہاں پروفیسر اور اس میں بھی کوئی مشکل نہیں ہے کہ اگر انسان میری طرح شخصیت نا مات نہ ہو تو وہ سوچ سکتا ہے کہ یہ پرچھائیں اس کے لئے بڑی حیثیت کی حامل ہے۔"

"آہ، میں اپنے فارمولے کی تکمیل کر چکا ہوں آخر کتنے عرصے کے بعد خود کو اپنے ... میں دیکھوں گا۔"

پھر ہم لیبارٹری میں داخل ہو گئے اور پروفیسر سینیگان مجھ سے باتیں کرنے لگا۔

"جو تجربہ میں نے مکمل کیا ہے، آؤ، اس کی تفصیل سمجھ لو۔" اور پھر نہ جانے وہ کیا کیا

مجھے بتاتا رہا میں اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا اور اسے سمجھنے میں خاصی حد تک کامیاب بھی تھا اس نے وہ سب کچھ تیار کر رکھا تھا جس سے مجھے میرے بدن میں واپس لانا ممکن ہوتا۔ میں نے نہایت ذہانت کے ساتھ اسکی بتائی ہوئی ہر بات کو ذہن نشین کر لیا تھا۔

"جس طرح میں کام کرتا ہوں اسی طرح تمہیں یہ عمل کرنا ہوگا پہلا تجربہ ہم ایک نامعلوم سی شے پر کریں گے بس کا کوئی وجود نہیں ہوگا لیکن درحقیقت وہ تجربہ ایک ریہرسل ہوگا یہ ریہرسل تم اچھی طرح کر لو اس کے بعد میں تمہیں تمہارے جسم میں واپس لے آؤں گا۔"

اور پھر دوسرے دن پروفیسر نے یہ تجربہ بھی کیا اپنے تمام تر عمل مجھے سمجھانے کے بعد اس نے کہا۔

"اور مائی ڈیئر ایمسن تیار ہو جاؤ کہ میں اپنے تجربے کی تکمیل تم پر کر ڈالوں اور شاید تم اس کا یقین نہ کرو کہ جب یہ تجربہ کامیاب ہوگا تو مجھے اپنے ذہن پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا لیکن بہرحال میری زندگی میں ایک المیہ رونما ہوا تھا اب اس کے بعد میں زندگی کی خوشیاں دوبارہ حاصل کر لوں گا اور تمہارے ساتھ مل کر نئے سرے سے اپنے تجربات کا آغاز کروں گا مسٹر ایمسن تم دیکھنا تمہاری دو بہنیں اور تم کیسی شاندار زندگی بسر کرتے ہو۔ میرے تجربے کی تکمیل کے بعد شاید میں اس دنیا کا سب سے بڑا سائنس دان کہلاؤں اس بات پر تمہیں بھی فخر ہوگا کہ تم مجھے اسسٹ کرتے رہے ہو۔"

میں ذہنی طور پر پروفیسر سینیگان کے اس تجربے کے لئے تیار تھا ایک پرچھائیں کی حیثیت سے زندگی کے یہ چند روز گزارنا دنیا کا سب سے انوکھا تجربہ تھا۔ اس تجربے کو میں ساری عمر نہیں بھول سکتا تھا۔

پھر پروفیسر نے اپنے تجربے کے دوسرے مرحلے کا آغاز کر دیا۔ تمام تر تیاریاں مکمل کرنے کے بعد مجھ سے کہا۔

"اور اس وقت تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ میری اندرونی کیفیت کیا ہے میں سوچ رہا ہوں کہ جب تمہاری پرچھائیں تمہارا جسم اختیار کر لے گی تو میری خوشیوں کا کیا ٹھکانہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوگا۔ میں تو...... میں تو تصور بھی نہیں کرسکتا کہ دوبارہ میرا جسم مجھے واپس مل جائے گا۔"

"طریقہ کار کیا ہوگا پروفیسر۔"

"اب جبکہ میں تمہیں تجربے کی میز پر لے جاؤں گا اور وہ شعاعیں پھینکوں گا جو تمہارے جسم کو واپس لاسکیں گی تو آہستہ آہستہ تمہارا جسم اصلی حیات قائم کرلے گا۔ اس کے بعد میں اس بدن کو چھوڑ کر خود ایک پرچھائیں کی شکل میں آجاؤں گا اور وہ تجربہ پھر تم مجھ پر کرو گے آہ، جب میرا بدن ...... جب میرا بدن" پروفیسر نے کہا اور آنکھیں مسرت سے بند کرلیں۔

درحقیقت پروفیسر کے یہ احساسات و جذبات مجھے بھی احساس دلا رہے تھے کہ واقعی انسان جیسا بھی ہوتا ہے جو کچھ بھی ہوتا ہے اپنی اصلی شکل اس کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ پروفیسر اس سلسلے میں جتنا بھی خوش ہوتا کم تھا۔ پروفیسر نے اپنے تجربے کی تمام تر تیاریاں مکمل کرلیں میری سفید پرچھائیں اس سفید میز پر جالیٹی جہاں پہلی بار انسانی شکل سے اسے پرچھائیں میں تبدیل کیا گیا تھا۔ پروفیسر کا چہرہ شدت جوش سے سرخ ہورہا تھا۔ وہ مشینوں پر مصروف تھا۔ میں اس کے ہاتھوں میں تشنج محسوس کررہا تھا۔ مجھے اس کے اندرونی احساسات کا پتا چل رہا تھا۔ صرف چند روز ہی ایک پرچھائیں کی صورت میں رہا تھا لیکن وہ بے چارہ ایک اجنبی جسم میں نہ جانے کتنا وقت گزار چکا تھا اور کیسی کیسی جدوجہد کی تھی اس نے۔ پھر اچانک ہی میں نے پروفیسر کو اپنی جگہ ساکت ہوتے دیکھا اس کے چہرے پر ایک عجیب سی کیفیت نمودار ہوگئی تھی جس میں خوف کا اثر تھا۔ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر رکھ لئے اور میں نے اس کے چہرے کو بگڑتے ہوئے دیکھا اس کی یہ بدلی ہوئی کیفیت میرے لئے ناقابل فہم تھی۔ میں چند لمحات تو اسی طرح میز پر لیٹا اسے دیکھتا رہا لیکن پروفیسر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا تھا میں اس کے قریب پہنچ گیا اس کے سارے چہرے سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ شدت کرب سے آنکھیں ابل رہی تھیں۔ اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہارٹ، ہارٹ، ہارٹ اٹیک۔" اور اس کے بعد وہ اندھے منہ زمین پر گر پڑا۔

میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا۔ پروفیسر نے دوچار بار جنبش کی اور اس کے بعد وہ بے جان ہوگیا۔ میں اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ یہ تجربہ کا ایک حصہ تھا یا کچھ اور، یہ میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ میں اس کے جسم کو چھو سکتا تھا لیکن اس کے جسم کو جنبش نہیں دے سکتا تھا۔ دیر تک اس کے پاس کھڑا میں اسے آوازیں دیتا رہا۔ اس کی آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں اور چہرہ بگڑ گیا تھا اس کے الفاظ مجھے یاد آنے لگے کہ ہارٹ، ہارٹ اٹیک گویا شدت سے اسے دل کا دورہ پڑا تھا اور مجھے ماضی میں کہے ہوئے یہ الفاظ بھی یاد آگئے کہ اس نے ماضی میں جو جسم حاصل کیا تھا۔ جس جسم میں وہ پرچھائیں کی حیثیت سے داخل ہوا تھا اور ایک دل کے مریض کا جسم تھا جو خودکشی کرنا چاہتا تھا۔ دفعتاً میرے وجود میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔ میرا نادیدہ وجود لرز کر رہ گیا تھا اور میرے احساسات میں ایک عجیب سا ہیجان برپا ہوگیا۔ کیا پروفیسر سینیگان مرگیا؟ کیا اس جسم کے ساتھ وہ خود بھی فنا ہوگیا کیا ایسا ہوا ہے؟ یہ جسم اس کا اپنا تو نہیں تھا بلکہ ایک اجنبی جسم تھا وہ اس جسم میں صرف ایک پرچھائیں کی حیثیت سے موجود تھا کیا اب اس کی پرچھائیں اس جسم سے باہر نکل آئے گی؟ وہ تجربہ تو میں نے سمجھ لیا جو اس پرچھائیں پر کیا جانے والا تھا لیکن ...... لیکن آہ! کیا...... آہ میرے خدا، میں نے دل ہی دل میں سوچا۔ عجیب و غریب حادثے نے میرے احساسات جھنجلا دیے تھے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا۔ میں تو صرف ایک نادیدہ پرچھائیں تھا جو دیوار پر ایک سائے کی حیثیت سے پڑ سکتی تھی۔

میں تو کچھ بھی نہیں کرسکتا تھا۔ تجربہ تو درکنار میں تو اپنی جگہ سے کسی ایک چیز کو چھو بھی نہیں سکتا تھا کیا مجھے...... کیا مجھے۔ دفعتاً ہی میرے اندر ایک عجیب سی کمزوری پیدا ہوگئی۔ میں پرچھائیں ہی کی شکل میں زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

پروفیسر کی لاش میرے سامنے ہی پڑی ہوئی تھی اور میں سوچ رہا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ اس کی پرچھائیں اس وجود سے برآمد ہو اور وہ مجھے یہ بتائے کہ ایک عجیب و غریب حادثہ ہوگیا ہے وہ شخص مرگیا ہے جس کا بدن اس نے ادھار لیا ہوا تھا اور اب اسے کسی نئے بدن کا انتظار کرنا پڑے گا جس کے ذریعے وہ یہ تجربہ مکمل کرسکے۔ مجھے اس پرچھائیں کا انتظار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کرنا پڑے گا جس کے ذریعے وہ یہ تجربہ مکمل کر سکے۔ میں اس پرچھائیں کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ پرچھائیں اس وجود سے برآمد نہ ہوئی اور میں خود ایک پرچھائیں رہ گیا تھا۔ میرے خدا، یہ تجربہ بھی تھا میری زندگی میں۔ اس وقت میں نے سوچا تھا جب میں نے ڈی لئیل کا وجود اپنایا تھا کہ ایک پرچھائیں کی شکل میں رہنا کتنا دلکش ہوگا۔ جسم بدلتے رہو، دوسروں کے احساسات جانتے رہو۔ دوسروں کی زندگی میں ہو کر ان کے معاملات کو ڈسٹرب کرتے رہو۔ کیا مزے کی بات ہے۔ لیکن پروفیسر جس طرح اپنے تجربے کو مکمل کرنے کیلئے مضطرب تھا۔ اس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ صرف ایک پرچھائیں بن کر زندگی نہیں گزاری جا سکتی۔ اپنا وجود۔ اپنا وجود، نہ جانے کب تک میں ایسے ہی بیٹھا رہا اب تمام امیدیں دم توڑ رہی تھیں۔ یہ محسوس ہو رہا تھا کہ پروفیسر اب اپنے تجربے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔ وہ مٹ چکا ہے اور اس کا وجود بے معنی ہو چکا ہے۔ یہ ایک نیا تجربہ بھی تھا میرے لئے گویا پرچھائیں جس بھی جسم میں داخل ہوتی ہے وہ جسم اگر زندگی سے محروم ہو جائے تو وہ پرچھائیں اس جسم کی قیدی ہو کر رہ جاتی ہے اور اس جسم کے ساتھ وہ بھی فنا ہو جاتی ہے۔ ایک وجود میں دو موتیں ہوئی تھیں اوہ میرے خدا یہ رنگ بھی زندگی کا مجھے دیکھنا تھا۔ یہ تو بڑا ہی انوکھا رنگ ہے۔ کیا یہ سب کچھ ممکن ہے، کیا ایسا ہو گیا ہے اور اب اور نئے نئے تجربات ہو رہے تھے۔ ایک انسانی جسم میں یعنی اس وقت جب وہ پرچھائیں کی شکل میں ہو تمام احساسات جاگتے ہیں، خوف، دہشت، سنسنی، مجھے اندازہ ہوا کہ یہ انسانی جسم بے شک میرا نہیں ہے اور صرف ایک پرچھائیں کی شکل میں ہے لیکن میرے اندر تمام احساسات موجود ہیں ایک عجیب سی کیفیت مجھ پر طاری ہو گئی۔ کتنے گھنٹے اسی طرح بیٹھے بیٹھے گزر گئے۔ میں منتظر ہی رہا کہ کوئی پرچھائیں میرے سامنے نمودار ہو اور پروفیسر مجھے مخاطب کرے اور کہے کہ دیکھو کیسا عجیب حادثہ ہو گیا ہے ایک بار پھر میں بے جسم رہ گیا ہوں لیکن ایسا نہ ہوا رات ہوئی۔ رات گزر گئی اب پروفیسر کے جسم سے ہلکا ہلکا تعفن اٹھ رہا تھا۔ بدن روح سے خالی ہو گیا تھا اور مٹی سڑنے جا رہی تھی۔ غم واندوہ کے عالم میں وہاں سے ہٹ گیا۔ سب کچھ میرے سامنے موجود تھا لیکن بے حقیقت، بے مقصد،

پرچھائیں کی حیثیت سے چند دن گزارنے پر میں نے اپنے اندرونی احساسات بھی معلوم کئے تھے نہ بھوک نہ پیاس نہ موسم کی سختیوں کا کوئی اثر۔ ایک سایہ ایک انوکھی کیفیت کا حامل۔ میرے دل میں طوفان اٹھتے رہے گویا دل سینے کے اندر ہی موجود تھا۔ میں اپنے کمرے میں آ بیٹھا۔ یہ انوکھا حادثہ میرے لئے روح فرسا تھا اور میں اب یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔

وہی ہو گیا تھا جس کا خدشہ ایمسن نے ظاہر کیا تھا۔ اب کیا کروں آخر کیا کروں میری زندگی کو ایک نیا دھچکا لگا تھا۔ میں تو پہلے ہی اپنی ذات سے برگشتہ تھا بہت سے غم میرے سینے میں سمائے ہوئے تھے۔ اپنے تشنہ وجود کو لئے پھر رہا تھا اپنی تلاش میں سرگرداں۔ ایسی مشکل شاید ہی کسی انسان کو پیش آئی ہو۔ جو مجھے درپیش تھی اور اب نئی مشکل گلے آ پڑی تھی کیا کرنا چاہئے پھر آہستہ آہستہ ذہن میں بغاوت نے جنم لیا یہ سب کچھ میرے ہی ساتھ ہونا باقی رہ گیا تھا کیا۔ زندگی میں انسان مشکلات کا شکار ہوتے ہیں لیکن میں جیسی جیسی مشکلوں سے گزرا تھا اس کا تصور صرف میں ہی کر سکتا تھا۔ ایک داستان ایک کہانی کی حیثیت سے تو یہ سب کچھ آسان ہے کہہ دینا لیکن جس پر گزرتی ہے وہی جانتا ہے۔ انسان کتنا ہی اپنے آپ کو بھٹکانے کی کوشش کرے لیکن بعض محرومیاں ایسی ہوتی ہیں کہ کبھی انسان انہیں ذہن سے محو نہیں کر سکتا۔ ساری ہی محرومیاں میری ہی تقدیر میں ہیں۔ میں ان محرومیوں سے کیسے نپٹوں۔ ذہن میں بغاوتوں نے جنم لیا۔ ٹھیک ہے اگر تقدیر میرے بارے میں ایسے ہی الٹے سیدھے فیصلے کرتی رہی ہے تو پھر مجھے ان تمام انسانی اصولوں کو اپنانے کی کیا ضرورت ہے جن میں اقدار، نیکیاں، اچھائیاں ہوتی ہیں میں اگر ایک انسان کی حیثیت سے رہوں تو مجھ پر پھر ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور اگر مجھ سے انسانی حیثیت ہی چھن جائے تو مجھے انسانی عمل کرنے سے کیا حاصل۔ ذہن نے تخریبی انداز میں سوچنا شروع کر دیا۔ اس وقت جب میں نے ڈی لئیل کا جسم حاصل کیا تھا تو اس کی محبوبہ سونیٹا اس کے ساتھ تھی تو میرے دل میں کچھ انوکھی سرگوشیاں ابھری تھیں۔ میرے ذہن نے کچھ نئی کہانیاں بننی شروع کر دی تھی کہ اگر ایک پرچھائیں کی حیثیت اپنا لی جائے تو لاتعداد انسانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جسم میرے سامنے ہوں گے۔ میں ان کا تجربہ کرسکتا ہوں ان پر حکمرانی کرسکوں گا انہیں اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرسکوں گا۔ لیکن یہ اس وقت کی سوچ تھی اور بعد میں، میں خود پر ہنسا تھا اول تو پروفیسر سیئیگان مجھے ایسا نہ کرنے دیتا وہ کسی نہ کسی طرح بہرحال مجھے قابو میں کرہی لیتا۔ دوسری بات یہ کہ وہ ایک غیر حقیقی عمل ہوتا۔ آخر کار میں اپنی ناوجودی سے اکتا جاتا پھر یہ آرزو میرے سینے میں جنم لینے لگی کہ میں اپنے جسم میں ہوتا جس طرح پروفیسر سیئیگان نے میری طرح نہیں سوچا تھا۔ اسی طرح ہوسکتا ہے میں بھی نہ سوچ پاتا۔ اس بات کے ابتداء میں امکانات بھی تھے کہ جب پروفیسر کو ایک پرچھائیں کی حیثیت حاصل ہوئی ہوگی تو ہوسکتا ہے کہ اس نے اس زندگی کو دلکش سمجھا ہو مگر پھر اپنی ناوجودی سے وہ خود بھی اکتا گیا ہو اور اس نے ایک جسم کو حاصل کرنے کے بعد اپنے وجود کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش شروع کردی ہوں میں اگر اس وقت اپنے نادیدہ وجود کو غلط حیثیت سے استعمال کر بھی لوں تو پھر میں خود ہی اس سے اکتا جاؤں گا لیکن وہ سرکشی بغاوت کا وہ احساس جو میرے سینے میں جاگا تھا شدت اختیار کرتا جارہا تھا میں سوچ رہا تھا کہ ظاہر ہے میرے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں اپنے نادیدہ وجود سے وہ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کیوں نہ کروں جو مجھے زندگی میں دلکشی کا احساس دلائیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس وقت سے جب میں جزیرے سے جہاز میں بیٹھ کر لائن ہارت کی حیثیت سے نکلا تھا۔ میرے دل میں اتنی برائیاں آج تک پیدا نہیں ہوئی تھیں جتنی اس وقت جنم لے رہی تھیں۔ اس وقت میں اپنے ماحول کا باغی ہوگیا تھا۔ دنیا اس کے اقدار انسانیت اور ان تمام اصولوں سے روگردانی کرنے کو جی چاہ رہا تھا اور میں اس کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کررہا تھا جب یہ تمام تصورات شدت اختیار کرگئے تو میں نے آخری فیصلہ کیا اور اس فیصلے کے تحت میں نے سب سے پہلے یہ عمل کیا کہ یہ کوٹھی چھوڑ دی جہاں میری اصلیت کھوگئی تھی۔ دروازے سے نکلنے کے بعد میں نے نفرت بھری نگاہوں سے عمارت کو دیکھا جو اپنے اندر نارنجی حسن سموئے ہوئے تھی لکسمبرگ ایک حسین شہر ایک حسین زندگی کا مالک، جس کے باشندے اپنے اپنے طور پر آسائش زندگیاں بسر کررہے تھے مگر میرے لئے یہ ایک زخم بن گیا تھا۔

ایک دوزخ ایک جہنم جہاں میں ایک نامعلوم پرچھائیں تھا۔ یہاں ایمسن کے ساتھ میں نے اچھا سلوک کیا تھا اور وہ لڑکی شاکین جس کے نقوش میں میرے ماضی کی کوئی بات پوشیدہ تھی۔ میری اس تباہی کا سبب بنی تھی اس کے لئے قربانی دیتے ہوئے درحقیقت میں نے اپنا وجود قربان کردیا تھا لیکن اب سب کچھ بے کار ہے تمام اقدار سب بے کار ہیں۔ ایمسن کے گھرانے کو میں نے ایک اچھی زندگی دے دی تھی۔ اس نیکی کے نتیجے میں، میں اپنا وجود کھو چکا تھا لیکن اب شاید میں ایسا نہ کرسکوں۔ اب مجھے اپنے طور پر زندگی کے نئے تجربات پر نکلنا تھا اور میں نے اس عمارت سے آگے قدم بڑھا دیے جہاں پروفیسر سینیگان کی لاش سڑ رہی تھی اس لاش کا تعفن پھیلے گا اور پھر لوگ اس بارے میں پولیس کو اطلاع دیں گے۔ پولیس آئے گی اور وہ مردہ جسم اٹھا کر لے جائے گی جو اس عمارت اور لیبارٹری کا مالک تھا۔ پروفیسر سیئیگان کی شاید کہانی ختم ہوچکی ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور اب شاید میری زندگی میں نئی کہانیوں کا آغاز ہو رہا ہے دیکھنا ہے کہ یہ کہانیاں کیا کیا ہوتی ہیں۔ بہرحال میں ایک پرچھائیں کی حیثیت سے آگے بڑھتا رہا کم از کم مجھے یہ اندازہ تو ہوگیا تھا کہ اب مجھے نہ لباس درکار ہے اور نہ غذا اور نہ کچھ اور جب بھی کوئی بدن میرا شکار ہوگا تو یہ تمام ضروریات پوری کرلوں گا۔ فی الحال تو ایک پرچھائیں تھا جو سڑکوں پر سرگرداں تھی۔ اپنے لئے کسی منزل کی تلاش میں۔

لکسمبرگ بہت خوبصورت شہر تھا۔ اپنی شاندار روایتوں کے ساتھ زندگی سے بھرپور رواں دواں ماحول، لوگوں کے چہروں پر مسرت و شادمانی، خیر یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ اس کائنات میں ایک بھی ذی روح فکروں سے آزاد ہو اور اس کی زندگی میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ لاکھ کائنات کی ساری خوشیاں اس کے قدموں میں آپڑیں لیکن پھر بھی زندگی کے ساتھ نہ جانے کیسے کیسے آسیب چمٹے ہوئے ہوتے ہیں پھر ایک اور تصور نے دل میں جگہ پائی۔ وہ دن جواب ایک پرچھائیں میں پوشیدہ تھا۔ تصور یہ تھا کہ دنیا میں بے شمار انسان ایسے ہوتے ہیں جو کوئی مافوق الفطرت قوت حاصل کرنے کیلئے نہ جانے کیا کیا جتن کرتے ہیں۔ کچھ لوگ وظیفہ خوانی کرتے ہیں کچھ پرسرار علوم کے حصول کے لئے دوسرے جتن۔ میں ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسان ہوں جسے کسی خاص کاوش کے بعد ایک انوکھی شخصیت حاصل ہوگئی ہے۔ کیا اس سے میں کوئی خاص فائدہ اٹھا سکتا ہوں اور کچھ نہ سہی تو انسانی زندگی پر تجربات ہی سہی اپنے آپ کو بہلانے کے لئے بہت بت تراشے جاسکتے تھے اور میں انہی بتوں کی تراش خراش میں مصروف رہا۔ نہ سر چھپانے کیلئے کوئی ٹھکانہ درکار تھا نہ تن ڈھانپنے کے لئے لباس اور نہ پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے غذا۔ ان تمام چیزوں سے آزاد ہوگیا تھا میں اور کبھی کبھی یہ بھی سوچنے لگتا تھا کہ اگر دنیا کو یہ آزادی حاصل ہوتی تو دنیا کی کیفیت کیا ہوتی۔ پھر اس شام ایک اعلیٰ درجے کے ہوٹل کی جانب رخ ہوگیا تھا۔ یونہی انسانی زندگی کی مصروفیات کا جائزہ لیتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔ ہوٹل بہت خوب صورت تھا۔ لوگ زندگی کی تفریحات میں مشغول تھے۔ سب اپنے آپ کو بہلانے کی فکر میں سرگرداں، ہوٹل کے ایک کاریڈر سے گزرتے ہوئے میں نے ہوٹل کے ایک کمرے کے سامنے چند افراد کو کھڑے ہوئے دیکھا ان میں پولیس کے چند جوان بھی تھے۔ یونہی ذہن میں تجسس جاگا تو میں آگے بڑھ کے ان کے درمیان پہنچ گیا سامنے ہی ایک کمرہ کھلا ہوا تھا اور جو بھی کارروائی ہو رہی تھی اس میں ہو رہی تھی میں اس کمرے میں داخل ہوگیا۔ ایک اعلیٰ پولیس آفیسر کمرے میں موجود تھا۔ ایک ڈاکٹر بھی نظر آ رہا تھا۔ ہوٹل کا منیجر اور اسٹاف کے ذمہ دار افراد بھی تھے۔ بیڈ پر ایک جسم پڑا ہوا تھا جو کسی سفید فام کا ہی تھا۔ ڈاکٹر کانوں میں آلہ لگائے اس جسم پر جھکا ہوا تھا اور پھر اس نے مایوسی سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

”نہیں، اب اس میں زندگی باقی نہیں ہے۔“

لیکن ڈاکٹر صاحب موت کی وجہ کیا ہوسکتی ہے؟“

”بظاہر دل کی دھڑکنوں کا بند ہوجانا۔“

”بہرحال یہ ایک افسوس ناک امر ہے مسٹر منیجر تھوڑی بہت پریشانی تو آپ کو اٹھانی پڑے گی آپ انکے بارے میں جو تفصیلات ہیں ہمیں فراہم کردیجئے۔ ویسے یقیناً ان کے پاس ان کے کاغذات موجود ہوں گے۔ چنانچہ میری خواہش ہے کہ آپ لوگ باہر نکل جائیے تاکہ میں کمرے کی تلاشی لے کر ان کے بارے میں تفصیلات اکٹھی کرسکوں۔“

منیجر اپنے اسٹاف کے ساتھ باہر نکل گیا۔ ڈاکٹر بھی باہر چلا گیا تھا پولیس آفیسر نے تین اور افراد کو طلب کیا اور انہیں ہدایات جاری کرنے لگا مرنے والے کے کاغذات سے پتا چلا کہ اس کا نام مسٹر کارلے ہے وہ سویڈن کا رہنے والا تھا اور یہاں ایک کاروباری ضرورت کے تحت آیا تھا۔ یہ سب کچھ ہو رہا تھا لیکن اچانک ہی میرے ذہن میں ایک بجلی سی کوندی تھی۔ میں نے سوچا کہ زندگی اگر اس پرچھائیں کی شکل میں گزرتی ہے تو ایک طرح سے بے مقصد ہی ہے کیوں نہ ایک تجربہ ہی کیا جائے۔ سینگان نے ایک زندہ جسم اختیار کیا تھا۔ ایک مردہ جسم میں داخل ہو کر کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں یہ دیکھنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا یہ شخص مر چکا تھا۔ اس کی لاش بالکل تازہ تھی۔ میں نے ایک لمحے کے لئے سوچا انسپکٹر اور دوسرے ارکان مسلسل تلاشی میں مصروف تھے میں اس شخص کے برابر جا کر لیٹ گیا۔ بائیں سمت جگہ حاصل کی تھی میں نے اور پھر میری پرچھائیں اس کے جسم میں سرایت کرنے لگی۔ میری زندگی میں یہ پہلا تجربہ تھا جو اس انداز میں کیا جا رہا تھا۔ میرا پورا وجود اس کے جسم میں داخل ہوگیا اور دفعتاً ہی مجھ پر بے شمار حقیقتیں منکشف ہوئیں۔ مسٹر کارلے سویڈن کے ایک بزنس مین دل کے مریض درحقیقت وہ یہاں ایک کاروباری دورے پر آئے تھے لیکن رات کو زیادہ شراب پینے کی وجہ سے ان پر ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ زندگی سے محروم ہوگئے لیکن ان کا دماغ میری مداخلت کی وجہ سے پھر سرگرم عمل ہوگیا تھا البتہ صرف اس حد تک کہ مجھے ان کی کیفیات کا ادراک ہوسکے۔ باقی دماغ میرا اپنا تھا جو اس کے وجود میں کام کر رہا تھا۔ میرا یہ تجربہ شاید پروفیسر سینگان کے تجربے سے زیادہ دلچسپ اور کارآمد تھا۔ چند لمحوں کے بعد میں نے اپنے بدن کو متحرک کیا یعنی مسٹر کارلے کے بدن کو اور اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ پولیس آفیسر کی نگاہ مجھ پر پڑی تھی اور اس کی بے اختیار چیخ کو سن کر دل ہی دل میں ہنسی بھی آئی تھی۔ وہ سب ادھر متوجہ ہوگئے تھے اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہے تھے۔ پھر کئی منٹ کے بعد پولیس آفیسر اور دیگر افراد کے حواس بحال ہوئے تھے۔ پولیس آفیسر تیزی سے میری جانب لپکا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''مسٹر کارلے۔'' اس نے شدید حیرت سے پوچھا۔

''ہاں'' آپ لوگ کیا کر رہے ہیں۔'' میں نے سوال کیا۔

پولیس آفیسر میرے قریب آیا اور میرا بازو پکڑتے ہوئے بولا۔

''آپ کی طبیعت ٹھیک ہے؟''

''اوہ مائی گاڈ ڈاکٹر، ڈاکٹر ہیں انتہائی احمق اور بیوقوف۔''

''مسٹر کارلے اب اپنی طبیعت کیسی محسوس کر رہے ہیں؟''

''میں ٹھیک ہوں۔ آفیسر۔''

''آپ کو کوئی تکلیف ہوئی تھی؟''

''ہاں میں بستر پر دراز تھا کہ میرے سینے میں شدید درد شروع ہو گیا اور بس اس کے بعد میرے ہوش و حواس میرا ساتھ نہ دے سکے۔''

''جاؤ باہر اطلاع دو، مسٹر کارلے زندہ ہیں۔''

پھر اس کے بعد جتنے بھی نتائج ہو سکتے تھے وہی ہوئے تھے۔ ڈاکٹر کو سخت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ ہوٹل کا منیجر شکر ادا کر رہا تھا کہ وہ مشکلات سے بچ گیا مجھ سے طرح طرح کے سوالات پوچھے گئے پولیس آفیسر نے مجھ سے پوچھا کہ اب میری کیفیت کیسی ہے تو میں نے اسے بتایا کہ اب میں بالکل ٹھیک ہوں پولیس آفیسر مجھے ضروری ہدایت دینے کے بعد منیجر کو تسلیاں دیتے ہوئے وہاں سے نکل آیا اور اب میں مسٹر کارلے تھا لیکن یہ تجربہ میری زندگی کا انتہائی دلچسپ تجربہ تھا پھر اچانک ہی مجھے ایک خیال آیا اور میرے بدن میں بجلیاں کوند گئیں تمام احساسات انسانی تھے اگر یہ سب کچھ ممکن ہو سکتا ہے تو کیا پروفیسر سینیگان کا جسم دوبارہ متحرک نہیں ہو سکتا اور کچھ نہ سہی تو کم از کم میں اس کا بدن حاصل کر کے جو اس کا اپنا بدن نہیں تھا۔ اس سے یہ تو معلوم کر سکتا ہوں کہ پرچھائیں پر دوسرا تجربہ کیا تھا اور کس طرح وہ تجربہ کر کے اپنے جسم کو اپنی شکل میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ اس احساس نے واقعی میرے جسم میں بجلیاں بھر دی تھیں اور اس کے بعد شاید ہوٹل کا منیجر اور دوسرے افراد یہ دیکھ کر کہ ایک دل کا مریض اس برق رفتاری سے سرگرم عمل ہے تو یقین نہ کر پائے۔

میں تقریباً دوڑتا ہوا اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا اور اس کے بعد لفٹ نے مجھے نچلی منزل پر پہنچا دیا تھا پھر ایک ٹیکسی لے کر میں اس علاقے کی جانب چل پڑا جہاں پروفیسر سینیگان کی تجربہ گاہ تھی اصل میں یہ خیال میرے ذہن میں جاگزین تھا کہ پروفیسر اپنی کوٹھی میں تنہا ہوتا ہے۔ دوسرے لوگوں سے اس کے روابط بھی نہیں ہیں ہو سکتا ہے اس کی لاش ابھی کسی نے دریافت نہ کی ہو اگر وہاں وہ اپنے جسم میں موجود ہے تو میں اس جسم میں سرایت کر کے اس کے اندرونی راز معلوم کروں گا بہرحال ٹیکسی نے مجھے اس جگہ اتار دیا۔ میں بل ادا کر کے برق رفتاری سے آگے بھاگا لیکن دروازہ بند دیکھ کر مایوسی کا پہلا حملہ مجھ پر ہوا۔ دروازہ باہر سے کسی نہ کسی نے ضرور بند کیا ہوگا۔ پھر میں اندر داخل ہوا اور اس کے بعد دوڑتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا لیکن یہاں کا تو معاملہ ہی بالکل بدل چکا تھا۔ پروفیسر سینیگان کی لیبارٹری کی تمام اشیاء وہاں سے اٹھالی گئی تھیں ویسے بھی کئی دن گزر گئے تھے اور یہ ممکن نہیں تھا کہ پروفیسر کی لاش دریافت ہی نہ ہوئی ہو۔ سڑے ہوئے جسم کی بدبو نے لوگوں کو ادھر متوجہ کیا ہوگا۔ آثار نظر آ رہے تھے کہ یہاں خاصی تلاشی وغیرہ لی گئی۔ پولیس کے علاوہ بھلا کون ہو سکتا تھا لیکن اس کے باوجود میں نے تحقیقات کرنے کا فیصلہ کیا اور کارلے کی حیثیت سے پروفیسر سینیگان کے متعلق معلومات حاصل کرتا رہا بعد میں پتا چلا کہ لاش دریافت ہو گئی تھی اور سینیگان کی تدفین سرکاری طور پر کر دی گئی ہے میرے اندر مایوسی کا غلبہ ہوا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی میری عقل بھی میرا ساتھ دے رہی تھی۔ پروفیسر سینیگان اس لئے موت کا شکار ہوا کہ وہ ایک دل کے مریض کے بدن میں داخل ہو گیا تھا کسی کے جسم میں داخل ہونے کے بعد اس کی کیفیات مکمل طور پر اپنے آپ پر اثر انداز ہوتی ہیں اور مسٹر کارلے بھی ایسی ہی شخصیت تھے چنانچہ سب سے پہلے میں نے ان کے بدن سے چھٹکارا پانے کے بارے میں سوچا۔ ایک پبلک مقام سے میں ان کی ذہنی سمت سے نکل گیا۔ پروفیسر سینیگان کی طرح مسٹر کارلے بھی ایک لمحے کھڑے رہے اور پھر دھڑام سے اوندھے منہ گر پڑے۔ البتہ اس تجربے میں ایک اضافہ ہوا تھا وہ یہ کہ اگر کسی مردہ جسم میں بھی داخل ہونے کی کوشش کی جائے تو اس میں ناکامی نہیں ہوتی اور اس کے اندر وہ تعفن بھی نہیں پیدا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوتا جو ایک مردہ جسم میں پیدا ہوجاتا ہے گویا ایک نئی روح اس میں داخل ہوجاتی ہے کیا ہی انوکھا تجربہ تھا کتنا غیر یقینی لیکن وہ حقیقتیں جو نگاہوں کے سامنے ہوں کتنی ہی غیر حقیقی ہوں انہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے بعد میں نے پھر ایک پرچھائیں کی حیثیت اختیار کرلی اور ایک ایسے ویران پارک میں جا بیٹھا جہاں اس وقت میرے علاوہ اور کوئی نہیں تھا لیکن میری سوچیں کام کر رہی تھیں اور ذہن میں بہت گہرے گہرے خیالات آرہے تھے۔ یہ تجربہ انتہائی دلچسپ ہے لیکن اگر ایسی ہی بات ہے تو پروفیسر نے اپنے آپ کو اس جسم سے آزاد کرنے کی کوشش کیوں نہیں کی چاہے وہ ایک پرچھائیں کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو، پروفیسر سیئیگان اس جسم میں کیسے قید رہ گیا تھا یہ بات ناقابل فہم تھی لیکن ہوسکتا ہے کہ کوئی مردہ جسم اگر اچانک ہی زندگی سے محروم ہوجائے تو اجنبی پرچھائیں بھی اس کے اندر ہی قید رہ جاتی ہو ویسے پروفیسر سیئیگان انتہائی بدقسمت تھا کہ اس کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا لیکن پارک کے اس گوشے میں بیٹھے بیٹھے میرے دل میں ایک اور نئے خیال نے جنم لیا تھا یہ تو ایک انتہائی دلچسپ تجربہ ہے ایک ایسی کیفیت کا حامل جو اگر کسی کو کوئی فائدہ یا نقصان دے سکے یا نہ دے سکے تو سائنس کی دنیا میں علم تحقیق کی دنیا میں کوئی تہلکہ مچا سکے یا نہ مچا سکے لیکن اپنی ذات کے لئے بہت سی دلچسپیاں پیدا کرسکتی ہے۔ مثلاً ایسے مردہ وجود جو اپنی زندگی کا کوئی اہم مشن چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوگئے ہوں اگر اپنا لئے جائیں اور انہیں کے مشن کی تکمیل تک مکمل کر دیا جائے تو یہ ایک دلچسپ تجربہ ہوگا۔ اس کا فائدہ کسی کو ہو یا نہ ہو لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعض لوگوں کو ان لوگوں کی ضرورت ہوتی ہو جو اچانک ہی دنیا چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ ارے واہ! یہ تو انتہائی دلکش کام ہوگا زندگی رواں دواں رہے گی، نئے نئے ماحول سے روشناسی حاصل ہوگی کیا ہی دلچسپ بات ہے اس سلسلے میں کچھ تجربات کرنے چاہئیں نہ کرتا تو اور کرتا بھی کیا۔ کم از کم اس طرح کسی غیر کا جسم حاصل کرنے کے بعد زندگی میں روانی تو پیدا ہوگی، کوئی شخصیت تو بن سکے گی اپنی پھر اس کے علاوہ میں کر بھی کیا سکتا تھا۔ ہوسکتا ہے اس طرح کم از کم اس حیثیت میں آنے کے بعد ہی میری شناخت مکمل ہوسکے۔ آہ! یہ تصور تو واقعی دلکش ہے اور میں اس تصور میں

کھو گیا اور اس کے تانے بانے بننے لگا ذہن کو دوسری تمام الجھنوں سے دور کرکے یہ کام کیا جاسکتا ہے اور اس کے لئے کوئی ذمہ داری بھی عائد نہیں کرنی چاہئے چنانچہ کئی دن تک میں اس کے لئے سرگرداں رہا کہ اپنی پسند کا کوئی کردار ملے تو پھر کام کیا جائے اب یونہی ہرایرے غیرے کے وجود کو حاصل کرنا تو مناسب نہیں تھا۔ چنانچہ ایک دن ایئرپورٹ جانکلا اور وہاں کی سیر و سیاحت کر رہا تھا۔ مقصد کوئی بھی نہیں تھا لیکن پھر کچھ لوگوں پر میری نظر پڑی۔ وہ کسی خاص ہی اہمیت کے حامل تھے اور ان میں ایک سرخ و سفید رنگت کا دراز قامت آدمی تھا۔ جس نے سفید سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے بال شانوں تک بکھرے ہوئے تھے گردن میں بے شمار ہار جگمگا رہے تھے۔ ہاتھوں کی سب انگلیوں میں ہیروں کی انگوٹھیاں تھیں بہت ہی کروفر اور شان والا آدمی تھا۔ چار افراد اس کے ساتھ تھے اس شخص کے چہرے پر غم و اندوہ کے تاثرات تھے۔ اس کے بعد میں نے ایک تابوت دیکھا جو ان لوگوں کے پیچھے ہی لایا گیا تھا۔ تابوت کو بڑے اہتمام اور احترام کے ساتھ ایئرپورٹ لاؤنج سے گزار کر رن وے پر لے جایا گیا۔ اس تابوت میں کوئی انسانی جسم موجود تھا جسے وہ لوگ کہیں اور لے جا رہے تھے بس یہیں سے میری دلچسپی جاگ اٹھی کیونکہ میں نے محسوس کرلیا تھا کہ انسانی جسم کا تعلق انہی لوگوں سے ہے مطلب یہ کہ وہ کوئی لاش لے کر جا رہے تھے اور یہ شخص جو عجیب و غریب شکل و صورت کا مالک تھا اور اپنے نقوش سے ایشیائی باشندہ معلوم ہوتا تھا کسی بڑی حیثیت کا حامل لگ رہا تھا۔ چنانچہ میں ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ جہاز تھوڑے ہی فاصلے پر موجود تھا۔ یہ گروہ پیدل ہی وہاں تک پہنچا اور میں ان کے پیچھے پیچھے سیڑھیاں چڑھتا ہوا جہاز میں داخل ہوگیا۔ مسافر بردار جہاز تھا اور بہت سے لوگ اس میں موجود تھے تابوت کو جہاز کے نچلے حصے میں کسی خاص طریقے سے پہنچا دیا گیا لیکن بہر حال جلد بازی مناسب نہ تھی کہیں نہ کہیں تو یہ لوگ جائیں گے ہی چنانچہ میں نے بھی اپنے لئے جہاز میں جگہ بنالی۔ جہاز کی تمام سیٹیں پر تھیں یہ گروہ ایک جگہ بیٹھ گیا اور میں جہاز میں گردش کرنے لگا پھر تھوڑی دیر کے بعد جہاز کے انجن اسٹارٹ ہوئے اور اس کی روانگی کا وقت آگیا۔ میں مطمئن تھا۔ جہاز اپنے سفر پر روانہ ہوچکا تھا اس شخص کے سلسلے میں خصوصی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اہتمام برتا جارہا تھا۔ عملے کے افراد بھی اس سے متاثر معلوم ہوتے تھے۔ بہت دیر تک تو میں لوگوں سے بچ بچا کر اسی جہاز میں گردش کرتا رہا اور پھر میں نے سوچا کہ اب اپنے لئے کوئی ٹھکانہ بنانا چاہئے۔ لیکن تمام ہی سیٹیں بھری ہوئی تھیں اور بھلا کسے اس کی جگہ سے ہٹاتا اور بیٹھنے کی کوشش کرتا۔ چنانچہ میں آگے بڑھتا ہوا اس کیبن میں داخل ہوگیا جو جہاز کا کیٹرنگ کیبن تھا۔ یہاں خاصی گنجائش تھی اور کھانے پینے کی اشیاء موجود تھیں۔ ایک اسٹیورڈ کام کر رہا تھا ایک ائر ہوسٹس اس کی مدد کر رہی تھی۔ میں نے ایک مناسب جگہ دیکھ کر اس پر قبضہ جمالیا پھر ہوسٹس ہی میری جانب متوجہ ہوئی تھی وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹکی۔ مجھے یہ علم تو تھا کہ میری پرچھائیں ہلکی ہلکی سی نظر آتی ہے اور یہ محسوس کیا جاسکتا ہے کہ کوئی موجود ہے۔ ہوسٹس پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھتی رہی میں ایک ایسی جگہ بیٹھا ہوا تھا جہاں کیبن میں کام کرنے والے اسٹیورڈ یا ہوسٹس بیٹھ جایا کرتے تھے ہوسٹس چند لمحات مجھے دیکھتی رہی اس کے بعد وہ اسٹیورڈ کی جانب متوجہ ہوئی۔ میں ان کی گفتگو سن رہا تھا۔ اس نے اسٹیورڈ سے کہا۔

”جوزف ذرا ادھر دیکھو۔“

”کدھر؟“

”اس سیٹ کی طرف۔“

”کیا ہے؟“

”غور سے دیکھو۔“ ہوسٹس نے کہا۔

اسٹیورڈ میری جانب دیکھنے لگا۔ میں مسکرا رہا تھا۔ اسٹیورڈ کچھ دیر آنکھیں پھاڑتا رہا پھر اس نے کہا۔

”یہ کیا...... ہے۔“

”کچھ محسوس ہو رہا ہے۔“

”ہاں“

”کیا محسوس کر رہے ہو؟“

”ایک پرچھائیں سی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے اس کرسی پر کوئی بیٹھا ہو۔“

”یہ کوئی شیڈو تو نہیں ہوسکتا۔“

”مم...... مگر پھر کیا ہے؟“

”پتا نہیں۔“

”چھو کر دیکھو۔“

”میں دیکھوں۔“

”تت...... تو پھر۔“

”ارے تم مرد ہو، تم دیکھو۔“

”مم...... مگر یہ ہے کیا چیز؟“

”خدا ہی جانے۔“

”بڑی عجیب بات ہے میں کچھ خوف زدہ ہوگیا ہوں۔“

بہت دیر تک وہ اسی طرح کی باتیں کرتے رہے پھر ان میں سے ہوسٹس ہی آگے بڑھی اور وہ اسٹیورڈ سے زیادہ بہادر تھی میرے قریب آئی اور اس نے میری جانب ہاتھ بڑھایا۔ میں نے بہت محبت سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ہوسٹس کی زوردار چیخ ابھری۔ غالباً اسے میرے لمس کا احساس ہوگیا تھا۔ وہ ایک دم ہٹی اور جوزف کی طرف مڑی۔

”کک...... کیا ہوا؟“

”پپ...... پتا نہیں، کک...... کسی نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔“ ہوسٹس نے کہا۔

”پپ...... پرچھائیں“

”ہاں“

”اوہ مائی گاڈ...... جوزف نے کہا اور دروازے کی جانب لپکا لیکن ہوسٹس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

”کیا کر رہے ہو جوزف؟“

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ککک......کیوں۔"

"باہر اس انداز میں نکلو گے تو جہاز میں افراتفری پھیل جائے گی۔"

"ہاں یہ تو ہے۔"

"کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جہاز تباہ ہو جائے؟"

"ت ت......نہیں۔"

"تو پھر۔"

"مم......مگر یہ ہے کیا؟"

"جو کوئی بھی ہے ہمیں نقصان تو نہیں پہنچا رہا۔" ہوسٹس اسٹیورڈ کو سمجھانے کی کوشش کرنے لگی۔

دونوں خشک ہونٹوں پر زبان پھیر رہے تھے۔ میں نے ان سے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر اس تصور کو اپنے دل سے نکال دیا۔ ان لوگوں کو پریشان کرنے سے کیا فائدہ واقعی اگر افراتفری پھیل جائے تو پھر جہاز کے تباہ ہو جانے کا بھی اندیشہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ میں خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور کیبن سے باہر نکل آیا۔

ہوسٹس اور اسٹیورڈ مجھے دیکھ رہے تھے۔ بہر حال یہ تجربہ مجھے ہو گیا کہ اگر روشنی سے میرا سایہ کسی دیوار پر نہ پڑے تب بھی میرا ہیولا محسوس کیا جاسکتا ہے۔ یہ بات ویسے کافی خطرناک تھی کسی جگہ اس سے خطرہ بھی پیش آ سکتا تھا۔ چنانچہ ہوشیار ہو جانا ضروری تھا۔ میں وہاں سے آگے بڑھا اور اس کے بعد بس یونہی گردش کرتا رہا۔ عام لوگ میرے بارے میں اندازہ نہیں لگا سکتے تھے لیکن بہر حال یہ کافی طویل سفر خاصا تکلیف دہ رہا۔ بیٹھنے کی کوئی جگہ ہی نہیں مل سکی تھی۔ ایک دو بار میں اسٹیورڈ کیبن میں بھی گیا لیکن وہاں بھی خاموشی اور سناٹا ہی پھیلا ہوا تھا۔ یہ جگہ خاصی مناسب تھی۔ چنانچہ جب میں تھک جاتا یہاں آ کے بیٹھ جاتا تھا۔ پھر اسٹیورڈ اور ہوسٹس کی ڈیوٹی بدل گئی اور میں نے نئے لوگوں کی نگاہ میں آنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ جب وہ کیبن میں ہوتے تو باہر آ جاتا سفر خاصا طویل تھا۔ یہاں تک کہ پائیلٹ کیبن سے جہاز کی اپنی منزل پر پہنچ جانے کی اطلاع ملی اور تب مجھے اندازہ

ہوا کہ میں ہندوستان پہنچ چکا ہوں۔ بہر حال یہ ایک دلچسپ سفر رہا تھا اور مجھے اس میں بہت دلچسپ تجربات حاصل ہوئے تھے پھر سب لوگوں کے ساتھ میں بھی نیچے اتر آیا اور کسٹمز ہاؤس میں داخل ہو گیا تمام مراحل سے فراغت پا کر وہ لوگ بھی باہر نکل آئے تھے۔ باہر میں نے بڑا زبردست انتظام دیکھا ایک بہت بڑی گاڑی موجود تھی اور بہت سے افراد ان کے استقبال کیلئے تیار تھے وہ شخص جو لمبے بالوں والا اور سفید سوٹ میں ملبوس تھا ایک شاندار اور قیمتی کار میں بیٹھ گیا یہاں اس کے ساتھ ایک اور گاڑی بھی چل رہی تھی۔ تابوت کو ایک بڑی گاڑی میں رکھ دیا گیا اور میں اس بڑی گاڑی ہی میں بیٹھ گیا۔ میں نے بغور تابوت کا جائزہ لیا خاص انداز میں اسے بند کیا گیا تھا اور اوپر شیشہ لگا دیا گیا تھا تا کہ لاش محفوظ رہے اور اسے دیکھا جاسکے بہر حال وہ سفر بھی کافی دلچسپ رہا۔ اس کے بعد ایک عظیم الشان محل میں یہ گاڑی داخل ہوئی۔

یہاں میں نے لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ اس ہجوم کے درمیان تابوت کو نیچے اتارا گیا اور جیسے ہی تابوت نیچے اترا، لوگوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ بہت سی عورتیں اور مرد موجود تھے جو دھاڑیں مار کے رو رہے تھے۔ تابوت کو ان کے درمیان میں سے گزار کے اندر لایا گیا اور ایک بہت بڑے ہال میں رکھ دیا گیا پھر میں نے اس شخص کو دیکھا جو تابوت کے قریب آ گیا تھا۔ اس کے چہرے پر غم واندوہ کے تاثرات تھے بہت سے لوگ اس ہال میں بھی موجود تھے جہاں تابوت رکھا ہوا تھا۔ پھر اس شخص نے بھاری لہجے میں کہا۔

"اب آپ لوگ باہر نکل جایئے تا کہ پرنس گوتم کے انتم سنسکار کی تیاریاں کی جاسکیں۔"

لوگ ایک ایک کر کے باہر جانے لگے۔ وہ چاروں افراد بھی باہر چلے گئے تھے جو جہاز میں اس بڑے بالوں والے کے ساتھ آئے تھے۔ بڑے بالوں والا شخص وہاں رہ گیا پھر اندر سے چند عورتیں اور مرد نکل آئے۔ ایک عمر رسیدہ عورت بھی تھی اور اس کے چہرے پر غم کے اثرات منجمد تھے وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی قریب آئی اور تابوت کو دیکھنے لگی وہ ساکت کھڑی تھی بڑے بالوں والے شخص نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"دیپک ماتا جی کو اندر لے جاؤ۔"

"جی مہاراج۔" نوجوان نے کہا۔

ایک اور عمر رسیدہ عورت بولی۔

"تم نے بڑی ہمت سے کام لیا ہے ہری داس، اپنی ہمت کو قائم رکھنا۔"

لمبے بالوں والے کا نام مجھے پہلی بار معلوم ہوا۔ ہری داس تھا۔ میں بہرحال یہ سب کچھ دیکھتا اور ان سے نتیجے اخذ کرتا رہا۔ تابوت میں لیٹے ہوئے مردہ وجود کو بھی میں دیکھا تھا۔ ایک انتہائی خوبصورت نوجوان تھا جس کی صورت دیکھ کر ہی اس پر پیار آتا تھا۔ عمر میں چوبیس پچیس سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔ بہت خوبصورت جسامت کا مالک تھا۔ پتا نہیں کیا ہوگیا تھا بے چارے کو، جو اس طرح موت کی آغوش میں چلا گیا تھا۔ غرض یہ کہ یہ سارا کام جاری رہا پھر ہری داس کی ہدایت پر کچھ لوگ آئے اور تابوت کھولنے لگے۔ ہری داس نے کہا۔

"اب آپ لوگ سنبھال لیجیے، پنڈت کرشنا جی، آپ انتم سنسکار کیلئے سارے کام کیجئے گا۔ یہ لوگ آپ کی مدد کریں گے۔ میری ہمت جواب دے چکی ہے۔"

"آپ چنتا نہ کیجیے ہری داس مہاراج۔ بھگوان نے چاہا تو سب ٹھیک ہوجائے گا۔"

"اب خاک ٹھیک ہوجائے گا جو ٹھیک ہونا تھا وہ تو ٹھیک نہ ہوسکا۔ ختم ہوگیا سب کچھ۔" ہری داس کی لرزتی ہوئی آواز ابھری اور اس کے بعد وہ ٹوٹے قدموں سے اندر چلا گیا۔

اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے اپنے کام کا آغاز کردینا چاہئے چنانچہ میں نے چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ پنڈت کرشنا جی اور دوسرے چند افراد تابوت سے اس لاش کو نکال رہے تھے۔ لاش صحیح سالم تھی اور بڑی عجیب کیفیت کی حامل تھی۔ انہوں نے اسے اٹھا کر ایک فوم کے گدے پر رکھا اور اس کے بعد پنڈت کرشنا جی نا جانے کیا کیا عمل کرتے رہے۔ انہوں نے ہال میں جگہ جگہ لوبان جلا دیا تھا۔ غرض یہ کہ خاصی دیر تک یہ کارروائی

ہوتی رہی اس کے بعد ان لوگوں نے لاش کو بے لباس کیا اور اسے پانی سے صاف کرنے لگے۔ یہی ایک دلچسپ وقت تھا جب میں کوئی عمل کرتا اور میں اس عمل کے نتائج سے اچھی واقف تھا۔ تھوڑی دیر تک تو وہ لوگ صفائی وغیرہ کرتے رہے اس کے بعد انہوں نے لاش کے بدن پر کپڑا ڈالتے ہوئے اسے لٹا دیا بس یہ مناسب وقت تھا چنانچہ میں لاش کی بائیں سمت لیٹ گیا اور آہستہ آہستہ میرا نادیدہ وجود اس لاش کے بدن میں سرایت کرنے لگا اور تھوڑی دیر کے بعد میں مکمل طور پر اس بدن پر قابض ہوگیا تھا یہ ایک خاص بات تھی۔ جس میں داخل ہونے کے بعد صاحب جسم کی شخصیت سے مکمل واقفیت حاصل ہوجاتی تھی چنانچہ کچھ دیر خاموش اس کے بدن میں رہ کر میں اس کی کیفیات کا تجزیہ کرتا رہا اور بہت سے نتائج اخذ کرنے کے بعد میں مطمئن ہوگیا اور پھر مجھ پر پرنس گوتم کی ساری شخصیت واضح ہوگئی تھی۔

پرنس گوتم کو جو کچھ بھی ہوا تھا۔ اب میرے علم میں تھا اور مجھے یہ احساس ہو رہا تھا کہ ایک انتہائی دلچسپ کہانی کا آغاز ہوچکا ہے۔ پنڈت جس نے میرے کریا کرم کی آخری رسومات ادا کرنی تھیں اس وقت میرے ہی بارے میں باتیں کر رہا تھا۔ اس کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

"مہاراج پشونت راؤ کا آخری چراغ بھی بجھ گیا اور اب دیکھو بھگوان جانے کیا ہوتا ہے۔ ریاستیں تو کبھی کی ختم ہوگئیں مگر یہ نام چل رہے تھے سو جانے کیوں بھگوان نے یہ نام ہی ختم کردیا۔ بھگوان کسی ماں کو ایسا برا سمے نہ دکھائے۔ اپنے دونوں جوان بیٹے کھو بیٹھی رانی پشپا دیتی جی۔"

"ہاں مہاراج دیکھو تو کیسا جیتا جاگتا شریر ہے۔ لگ ہی نہیں رہا کہ یہ جیون سے محروم ہوگیا ہے۔"

وہ لوگ میرے قریب جمع تھے۔ تب پنڈت جی نے کہا۔

"اب ہری داس مہاراج کو اطلاع دے دو۔ وہ دیوان جی سے کہہ دیں گے کہ کریا کرم کا سمے آچکا ہے اور ارتھی کو زیادہ دیر تک رکھنا مناسب نہیں ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ٹھیک ہے مہاراج میں جاتا ہوں۔" دوسرے آدمی نے کہا۔

اسی وقت میں نے آنکھیں کھول دیں۔ میں آہستہ آہستہ کراہنے لگا تھا اور میری آواز سب سے پہلے پنڈت جی نے ہی سنی تھی۔ نتیجہ جو ہونا تھا وہی ہوا تھا۔ پنڈت جی کا منہ حیرت سے کھلا پھر بند ہوگیا۔ وہ مجھ پر جھکے اور پھر کئی قدم پیچھے ہٹ گئے پھر آگے بڑھے اور ہمت کر کے میرے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"گوتم جی مہاراج۔"

"کون پنڈت جی......" میں کراہتی آواز میں بولا۔"

پنڈت جی کے حلق سے ایسی آواز نکلی جیسے کٹا ہوا بکرا چیختا ہے باقی افراد دہشت زدہ ہو کر دروازے کی جانب بھاگے تھے۔ لیکن پنڈت جی چیختی آواز میں بولے۔

"ارے رک جاؤ رے، رک جاؤ۔ ارے رک جاؤ تمہارا ستیاناس۔ ارے رک جاؤ۔ مہاراج گوتم زندہ ہیں۔ ارے رکو تو سہی۔ میری بات تو سن لو پہلے پوری۔ زندہ ہیں گوتم مہاراج ارے دوڑو، دوڑو اطلاع دے دو سب کو ارے سب کو بتا دوں گوتم مہاراج زندہ ہیں۔" پنڈت جی خوشی سے چیخ رہے تھے۔

اس شخص کے بارے میں نے اندازہ لگالیا تھا کہ یہ ہمارا وفادار ہے یعنی اس وقت میں جس کیفیت میں تھا۔ بہرحال ابھی بہت سی باتیں ایسی تھیں جو میرے علم میں نہیں تھیں۔ جن لوگوں کو رکنے کو کہا تھا وہ رک گئے تو پنڈت جی نے کہا۔

"ارے رک کیوں گئے پاپیو، جاؤ بتا دو سب کو اور سب کو بتا دو۔ دوڑو، دوڑو۔" پنڈت جی بری طرح بدحواس تھے۔

چنانچہ اس کے بعد شور وغوغا اور ہنگامہ برپا ہوگیا جو لوگ کمرے سے نکل کر بھاگے تھے وہ چیختے جا رہے تھے۔

"راج کمار گوتم زندہ ہیں۔ راج کمار گوتم زندہ ہیں، وہ جاگ گئے ہیں۔"

میں باہر کا منظر دیکھنا چاہتا تھا لیکن دل مسوس کر رہ گیا ایسا ممکن نہیں تھا مجھے پہلے پرنس گوتم کی زندگی کا اعلان صحیح طریقے سے کرنا تھا چنانچہ میں نے پنڈت جی کو دیکھا اور

بولا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے پنڈت جی۔"

"چنتا مت کرو راج کمار گوتم۔ جو کچھ ہوا ہے غلط فہمی پر ہوا ہے ارے سب پتا چل جائے گا تم آرام سے لیٹے رہو۔"

"اور یہ میرے کپڑے کہاں گئے؟"

"سب مل جائیں گے مہاراج ہاتھ جوڑتے ہیں آپ کے۔"

"کیا بدتمیزی ہے مجھے برہنہ کیوں کر دیا گیا ہے۔" میں نے کہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔

جو کپڑا میرے جسم پر ڈالا گیا تھا میں نے اسے اپنے زیریں بدن پر لپیٹ لیا اور ارتھی سے اٹھ آیا۔ پنڈت جی دہری کیفیت کا شکار تھے۔ ایک طرف تو وہ خوف زدہ تھے اور دوسرے ان کے اندر کے جذبات انہیں مجبور کر رہے تھے کہ خوف کو خیر باد کہہ کر مجھ سے بات چیت کریں۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے کہا۔

"گوتم مہاراج۔ بھگوان جانے کیا ہوا ہے ہم تو سیدھے سادے آدمی ہیں بھگوان ہی صحیح سمجھتا ہے۔"

"پنڈت مجھے بتاؤ تو سہی۔"

"مہاراج آپ باہر کے ملک سے آئے ہیں۔"

"آ گیا ہوں؟"

"ہاں"

"کہاں؟"

"اپنے گھر مہاراج"

"مگر کیوں۔"

"یہ تو ہم نہیں جانتے پر ہمارے منہ پر خاک، آپ کا تو......آپ کا تو دیہانت ہوگیا تھا۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مہاراج ہم نے یہی سنا تھا، آپ......آپ باہر کے ملک میں مر گئے تھے۔"

"اوہ، نا جانے کیا ہوا تھا مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے۔ مگر میں تو ٹھیک ہوں۔"

"بھگوان کی کرپا ہے کہ آپ ٹھیک ہیں ورنہ پشپاوتی جی کی کوکھ تو بالکل ہی اجڑ گئی تھی۔"

"میرے کپڑے کہاں ہیں۔"

"مہاراج سب مل جائیں گے۔"

"چلو میرے ساتھ۔ کیا بدتمیزی ہے۔" میں نے کہا۔

"کہاں مہاراج؟"

"باہر چلو۔"

"ابھی بس تھوڑی دیر مہاراج۔ تھوڑی دیر۔"

اور واقعی یہ تھوڑی دیر بہت ہی تھوڑی تھی۔ بہت سے آدمی اندر گھس آئے تھے اور مجھے دیکھ رہے تھے لیکن یہ میں محسوس کر رہا تھا کہ سب کے چہروں پر خوف ہے۔ پھر وہ ایک طرف ہٹ گئے۔ آنے والا ہری داس تھا۔ اس شخص کو میں دیکھ چکا تھا وہی لمبے بالوں والا آدمی جس کی شان وشوکت لکسمبرگ ائر پورٹ پر دیکھنے کے قابل تھی اور جس کے ساتھ میں نے جہاز میں سفر کیا تھا وہ مجھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے پر تاریکی سی چھائی جا رہی تھی لیکن دوسرے لمحے وہ......اور اس نے دو قدم بڑھ کر کہا۔

"پرنس گوتم۔"

"ہری داس یہ سب کیا ہے؟" میں نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"نکل جاؤ رے۔ تم سب یہاں سے نکل جاؤ۔ چلو فوراً جاؤ پنڈت جی آپ بھی جایئے۔" ہری داس نے کہا۔

اور تمام لوگ باہر نکل گئے لیکن انہوں نے کمرے سے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ دفعتاً ہی وہ معمر عورت جس کے بارے میں اب میں اچھی طرح جانتا تھا پرنس گوتم کی ماں ہیں روتی چیختی چلاتی اندر آئی مجھے دیکھا اور ایک دلدوز چیخ کے ساتھ مجھ سے آلپٹی وہ میرے

چہرے کو، میری آنکھوں کو، میری پیشانی کو، میرے بازوؤں کو چوم رہی تھی۔ مجھے اپنے بدن پر وہ کپڑا سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا جو عارضی طور پر میری ستر پوشی کر رہا تھا میں نے مضبوطی سے اس کپڑے کو پکڑ لیا یہاں تک کہ وہ خاتون چوم چوم کر نڈھال ہو گئیں اور اس کے بعد انہوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے ایک ہاتھ سے انہیں سنبھالا تھا ورنہ وہ گر پڑتیں۔

ہری داس ایک طرف کھڑا کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا میں اس کی وجہ اب اچھی طرح سے جانتا تھا۔ گوتم کے ذہن سے مجھے جو کچھ حاصل ہوا تھا وہ میں نے حاصل کر لیا تھا میں نے اس سے کہا۔

"اور تم کیا دیکھ رہے ہو، ہری داس، میرا لباس فوراً مہیا کرو اور ماتا جی کو سنبھالو۔"

"مم......میں انتظام کرتا ہوں مہاراج۔" وہ جلدی سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد کچھ عورتیں اندر آئیں اور رانی پشپاوتی کو وہاں سے لے گئیں۔ پھر کچھ اور لوگ آئے انہوں نے ایک دوشالے نما چیز مجھے اوڑھا دی اور اس میں ملبوس ہو کر میں باہر نکلا باہر ایسی بھاگ دوڑ مچی ہوئی تھی جیسے جنگ چھڑ گئی ہو۔ لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے۔ مجھے دیکھ رہے تھے۔ کونے کھدروں میں چھپ رہے تھے۔ یہاں تک کہ میں ایک عالیشان کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہاں پہنچ کر ہری داس نے کہا۔

"مہاراج آپ کا لباس ابھی نکلوائے دیتا ہوں۔"

"ہری داس، میں ساری تفصیل جاننا چاہتا ہوں۔"

"مہاراج تھوڑی دیر اپنے من کو شانت کریں۔ سب کچھ پتا چل جائے گا۔ آپ پہلے کپڑے بدل لیں۔"

پھر جو لباس مجھے مہیا کیا گیا ظاہر ہے پرنس گوتم کا ہی تھا۔ سلک کا ایک شاندار لباس جو گھریلو استعمال میں آتا ہے۔ صورت حال تو اب میرے علم میں آ گئی تھی لیکن پھر بھی لاتعداد باتیں ایسی تھیں جو میں نہیں جانتا تھا اور جنہیں رفتہ رفتہ ہی جان سکتا تھا۔ غرض یہ کہ ہنگامہ ہوتا رہا ہری داس غالباً دروازے پر کھڑا تھا اور لوگوں کو اندر نہیں آنے دے رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مجھے شور کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور شخص ہری داس کے ساتھ اندر آیا۔ یہ عمر رسیدہ آدمی تھا اور میں نے اسے فوراً پہچان لیا۔ یہ ہری داس کا باپ موہن داس تھا۔ دیوان موہن داس، چہرے پر مکاری رچی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں انتہائی شاطرانہ کیفیت تھی۔ میرے قریب آیا دونوں ہاتھ میرے سامنے جوڑے پھر میرے ہاتھوں کو چوما اور پرمسرت لہجے میں بولا

''آپ نے تو ہمیں مار ہی دیا تھا راج کمار، آپ نے تو ہم سب کو جیتے جی چتا میں جلا دیا تھا۔''

''ابھی کہاں موہن داس؟ یہ کام مجھے ہی کرنا ہوگا۔'' میں نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں چونک پڑے۔

''کچھ سمجھا نہیں مہاراج۔''

''میں آپ کے بیٹے جیسا نہیں ہوں کیا۔ آپ کا انتم سنسکار میں ہی تو کروں گا۔''

''ہے بھگوان کتنا بڑا مان دیا ہے تم نے ہمیں۔ سچ مچ میرے من میں یہی تھا ہری داس تو میرا بیٹا ہے ہی پر مہاراج تم بھی میرے لئے بیٹے سے کم نہیں ہو۔ اب کیسی طبیعت ہے؟''

''ٹھیک ہوں۔''

''وید جی کو خبر کر دی گئی ہے۔ آ کر تمہیں دیکھیں گے۔''

''مجھے کسی وید جی کی ضرورت نہیں ہے موہن داس جی خبردار جو وید جی کو لایا گیا تو اب یہ بتاؤ کہ میری ماتا جی کیسی ہیں؟''

''ہے رام پشپاوتی کا جو حال تھا بس بھگوان جانتا ہے اور میں کیا بتاؤں میں آپ کو آپ کی موت کی خبر نے پشپاوتی جی کو زندہ درگور کر دیا تھا۔''

''ہوں۔ اب کیا حالت ہے ان کی؟''

''کہا نا مہاراج وید جی ابھی آنے والے ہیں۔ انہیں بھی دیکھیں گے اور آپ کو بھی۔''

''چلو وہ کہاں ہیں، میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں''

''آیئے مہاراج۔''

اور پھر وہ دونوں مکار مجھے محل کے ایک اور کمرے میں لئے گئے میں اسے محل ہی کہہ سکتا ہوں۔ اس کی شان وشوکت عظیم راجاؤں کے محل ہی کی سی تھی حالانکہ میں جانتا تھا کہ راجاؤں اور نوابوں کا دور ختم ہو چکا ہے اور اب صرف ان کی باقیات میں سے ہی کچھ تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں اس عظیم الشان کمرے میں پہنچ گیا جہاں کئی باندیاں سر جھکائے ہوئے کھڑی تھیں۔ ایک بڑی سی چارپائی پر جس کے پائے پیتل کے بنے ہوئے تھے ور ان پر سونے کے پتر چڑھے ہوئے تھے۔ رانی پشپاوتی جی نیم دراز تھیں اور شاید ہوش میں آ گئی تھیں۔ میں ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے دونوں ہاتھ پھر پھیلا دیئے اور میں چونکہ اب صورت حال سے واقفیت رکھتا تھا اس لئے میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ انہوں نے اپنا سر میرے سینے پر رکھ دیا تھا اور ان کے منہ سے صرف ایک ہی آواز نکل رہی تھی۔

''ہے بھگوان، ہے بھگوان، ہے بھگوان۔''

بہت دیر تک جذبات کی یہ طغیانی رہی اور اس کے بعد میں نے کہا۔

''ماتا جی میں آ گیا ہوں آپ اب بالکل چنتا نہ کریں سب ٹھیک ہو جائے گا۔''

''ہے بھگوان کیا برا سمے دکھا دیا تھا تم نے مجھے۔ مگر تو ہی دعائیں سننے والا ہوتا ہے۔ بھگوان تو ہی دعائیں سنتا ہے تو نے میری دعا مان لی۔ بھگوان تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔''

پھر میں نے ہری داس اور موہن داس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ لوگ جایئے۔ میں ابھی ماتا جی کے پاس ہوں۔''

''مجھے آپ کی بھی چنتا ہے۔''

''میں نے کہا نا آپ سے۔''

اسی وقت ایک خادم اندر داخل ہوا اور اس نے کہا۔

''وید پرکاش جی آ گئے ہیں۔''

''وید جی آ گئے ہیں مہاراج۔ کم از کم رانی جی کو تو انہیں دکھا دیا جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''ہم دونوں کو کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ تم لوگ فوراً باہر چلے جاؤ۔ تم نے سنا نہیں۔''

موہن داس اور ہری داس سر جھکائے باہر نکل گئے تھے۔ میں آگے بڑھا اور میں نے دروازہ بند کر دیا۔ رانی پشپاوتی جی مجھے دیکھ رہی تھیں۔ تب میں نے انہیں سہارا دے کر اٹھایا اور بٹھا دیا۔

''آپ بالکل ٹھیک ہو جائیے ماتا جی!''

''اب تم آ گئے ہو۔ بھلا اب مجھے کیا چنتا ہو سکتی ہے۔''

رانی پشپاوتی نے کہا اور ہچکیاں لے کر رونے لگی۔

بڑا دلدوز منظر تھا۔ میں نے بھی اپنے دل میں گداز محسوس کیا اور تھوڑا سا افسردہ ہو گیا۔ یہ عورت موہوم سہارے کے ذریعے زندگی پا گئی تھی۔ جسے میں قائم نہیں رکھ سکتا تھا۔ بس ایک احساس تھا دل میں اور اس کے بارے میں سوچ رہا تھا بہر حال بہت دیر تک پشپاوتی کو سہارے دیتا رہا۔ کافی باتیں اور اس کے بعد میں وہاں سے اٹھ گیا۔ رات ہو چکی تھی بہت سے لوگ اس دوران مجھ سے ملنے آئے تھے لیکن میں نے کہہ دیا تھا کہ میں کسی سے نہیں ملوں گا۔ ابھی میں تھکا ہوا ہوں لیکن واقعہ ہی ایسا تھا کہ لوگوں کے دلوں میں نا جانے کیسے کیسے خیالات جاگ رہے ہوں گے۔ پھر رات گئے میں اپنی آرام گاہ میں پہنچ گیا اور اب میں نے بہت سی اور باتیں سوچیں۔ اجنبی جگہ کا نام راؤ گڑھی تھا اور یہ ہندوستان کے کسی مخصوص علاقے میں تھی۔ زیادہ تفصیلات مجھے نہیں معلوم ہو سکی تھیں۔ بس اتنا پتا چلا تھا کہ پرنس گوتم راجا پشونت راؤ کا بیٹا ہے۔ میں ایک مردہ دماغ کو اس سے زیادہ استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ البتہ مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ سویا سویا دماغ بڑی مشکل سے متحرک ہوا ہو۔ زیادہ تر میری ذہنی قوتیں اور معمولی سی سوچ ہی کارگر ہو رہی تھی۔ اور بہت سے انوکھے تجربات ہو رہے تھے پھر میں نے اس میں ایک اور تجربے کا اضافہ کیا اپنے طور پر ہی سوچا تھا۔ یہاں کے ماحول نے ان حالات میں مجھے بے شک متاثر کیا تھا لیکن اب اتنا بھی نہیں کہ میں اپنے آپ کو کسی کیلئے فنا کرنے کو تیار ہو جاؤں یہ تو دنیا ہے۔ یہاں

لاکھوں مظلوم ہیں اور لاکھ ظالم۔ نہ ہر مظلوم کی مدد کی جا سکتی ہے اور نہ ہر ظلم کو فنا کیا جا سکتا ہے یہ میرا کام بھی نہیں تھا۔ میں تو بس ایک آوارہ روح تھا جو بھٹک رہی تھی۔ اپنی مرضی سے سرگرداں ہونا چاہتا تھا میں مجھے کیا پڑی ہے کہ کسی کیلئے متحرک ہو جاؤں بس اتنا ہی کافی تھا کہ وقت دلچسپی سے گزر رہا تھا اور میں اپنے طور پر اپنی پسند کی کچھ تفریحات کر سکتا تھا نئے تجربے کے بارے میں جو میں نے سوچا وہ یہ تھا کہ میں رات کی تاریکیوں میں پرنس گوتم کے بدن سے جدا ہو جاؤں اور دوسرے مناظر دیکھوں سو میں نے یہی کیا اب اس میں یہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ مردہ جسم جسے میں چھوڑنے والا تھا کسی حادثے کا شکار ہو جائے، ختم ہو جائے یا کوئی اور صورت حال پیدا ہو جائے اول تو اس کے امکانات نہیں تھے لیکن اگر ایسا ہو بھی گیا تو مجھ پر کیا فرق پڑتا ہے میں اپنے طور پر تو کام کر ہی سکتا ہوں۔ سو پھر میں نے یونہی کیا اور پرنس گوتم کی دائیں سمیت سے باہر نکل گیا اب میں آزاد فضاؤں میں یہاں موجود تمام کرداروں کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ ایک الگ حیثیت سے یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔ محل میں لا تعداد کردار ہوں گے انہیں دیکھنا ضروری تھا لیکن ابتدا میں نے ہری داس سے کرنا چاہی اور کافی دیر بھٹکنے کے بعد اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکا۔ ہری داس اس وقت محل کے ایک دور دراز گوشے کے ایک کمرے میں اس شخص کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا جس کے بارے میں مجھے پتا چلا تھا کہ اس کا باپ ہے اور اس کا نام موہن داس ہے۔ دونوں باپ بیٹے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے کمرے میں اور کوئی نہیں تھا۔ دونوں کے چہروں پر ایک عجیب سی نحوست چھائی ہوئی تھی۔

پھر موہن داس نے کہا۔

''ایسے کام اتنی آسانی سے تو نہیں ہو جاتے۔ میں تو تجھ پر بہت بھروسا کرتا تھا مگر تو نے سب کچھ چوپٹ ہی کر دیا۔''

''پتا جی، آپ یقین کریں۔ خود میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا میں نے جن کتے کے پلوں کو بھیجا تھا۔ انہیں اچھی طرح لکھا پڑھا دیا تھا اور انہوں نے بھی جو کچھ کیا تھا وہ اس سے پوری طرح مطمئن تھے۔''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کہاں ہیں وہ سسرے۔"

"سکتے میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کی اپنی سمجھ میں بھی کچھ نہیں آ رہا۔"

"اور ان کا سکتہ جو ہمیں سمجھائے گا۔ اس پر بھی غور کیا ہے۔" موہن داس غرا کر بولا۔

"غور کر لیا ہے پتا جی، اچھی طرح طرح غور کر لیا ہے۔"

"اوہ بے وقوف تیری تو بدھی ہی خراب ہوگئی ہے۔ پاگلوں جیسی باتیں کرنے لگا ہے تو میں تو سمجھتا تھا کہ تو نے کام کر بھی لیا ہوگا۔"

"کیسا کام پتا جی؟"

"دھت تیرے کی۔ ارے پاگل کے بچے وہ چاروں سکتے میں ہیں بھی تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تو جانتا ہے اس وقت وہ ہمارے لئے کتنا بڑا خطرہ ہیں۔"

"ابھی میں نے آپ سے کہا تھا کہ پتا جی کہ میں نے اس پر بھی غور کر لیا ہے۔" ہری داس نے جواب دیا۔

موہن داس کا موڈ خراب تھا۔ اس کے چہرے سے سخت کبیدگی کا اظہار ہوتا تھا دونوں کافی دیر تک خاموش رہے پھر موہن داس نے کہا۔

"اور اب، تو اسے یہاں لے آیا۔ ولایت میں تھا تو کم از کم یہاں سے دور تو تھا لیکن...... لیکن اب تو نے اسے اپنے سر پر ہی لا دلیا۔"

"آپ بلاوجہ چنتا کر رہے ہیں پتا جی، کیا یہ تمام باتیں میرے من میں نہیں ہیں۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کیا میں پریشان نہیں ہوں اب ان بے وقوفوں نے کام ٹھیک طرح سے نہیں کیا تو اس میں میرا کیا دوش؟ ویسے ایک بات بتاؤں پتا جی۔"

"بتا دے، بتا، وہ بھی بتا دے۔ بڑا ذہن آدمی ہے تو۔"

"آپ بلاوجہ مجھ پر بگڑ رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی کام کرتے ہوئے ہر پہلو کو نگاہوں کے سامنے رکھنا ہوتا ہے۔ ہم کامیاب بھی ہو سکتے ہیں۔ آپ اس بات کو تو مانیں گے کہ بہرحال اسے زہر دیا گیا تھا۔"

"زہر تو اسے زہر کہتا ہے جو بڑے آرام سے اسے اتنا بڑا سفر کرا کے یہاں تک لے آیا اور اب وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے۔"

"پتا جی کوئی ایسی بات ہوگئی ہے جو ناقابل یقین ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ زہر اس پر پوری طرح کارگر نہ ہوا ہو اور اس کے سسٹم نے اسے قبول نہ کیا ہو۔ بہرحال یہ بات تو آپ مانتے ہیں کہ وہاں اس کی موت ہوگئی تھی۔ ڈاکٹروں نے اس کی تصدیق بھی کی تھی اس طرح ہمیں لاش کو یہاں لانے میں کامیابی حاصل ہو سکی اور پھر آپ یہ دیکھیں کہ وہ کتنے گھنٹے تابوت میں قید رہا ایک مردہ انسان کی حیثیت سے۔"

"میں یہ ساری فضول باتیں کچھ نہیں جانتا۔"

"پھر بھی پتا جی بات تو ہے کچھ ایسی بات ہوگئی ہے جو ابھی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی لیکن سمجھ میں آ جائے گی۔"

"اور جب سمجھ میں آ جائے گی تو ہم سب جیل میں ہوں گے۔ سمجھ رہا ہے نا تو۔"

"نہیں پتا جی اب ایسی بات بھی نہیں ہے آپ دیوان ہیں۔ میں آپ کا بیٹا ہوں۔ بھلا کسی کی مجال ہے کہ ہم پر اتنی آسانی سے ہاتھ ڈال سکے اور ہم پر شبہ کر سکے۔"

"تو پھر بتا کیا کرنا چاہتا ہے تو؟"

"کچھ نہیں پتا جی۔ میں تو صرف ایک بات کہتا ہوں۔"

"وہ بھی کہہ دے۔"

"ٹھنڈا کر کے کھانا چاہیے۔ گرم گرم حلق میں اتارو گے تو بیمار ہو جاؤ گے۔"

"کہیں ایسا نہ ہو بیٹا ٹھنڈا کرنے کے چکر میں ہم خود ہی ٹھنڈے ہو جائیں۔"

"ایسا نہیں ہوگا۔ آپ چنتا نہ کریں۔"

"میرے لئے چنتا کے سوا اور ہے کیا۔ ایک باؤلا بیٹا مل گیا ہے۔ جسے کچھ بھی کرنا نہیں آتا۔ اب بتاؤ اس بڑھاپے میں کیا میں یہ سب کچھ کرتا پھروں۔"

"آپ کو کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کچھ آپ کر رہے ہیں بس وہ کرتے رہئے اور میرا دماغ نہ خراب کیجئے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہری داس نے کسی قدر کرخت لہجے میں کہا اور موہن داس اسے دیکھنے لگ گیا۔ باپ بیٹے میں خوب چل رہی تھی۔ پھر ہری داس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اب اجازت چاہتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے اور جو کچھ بھی کرنا مجھے اس سے آگاہ کرتے رہنا۔''

''ہوسکتا ہے پتا جی۔ اس کا موقع نہ مل سکے۔''

''اے کیسے ہوسکتا ہے۔ صرف تیری ہی تو گردن نہیں پھنسی ہوئی۔ ہماری بھی پھنسی ہوئی ہے۔ تو تو اپنی بے وقوفی میں اپنا جیون کھودے گا ہمیں بھلا کون چھوڑے گا۔''

''یہ خودغرضی ہے پتا جی۔''

''بس، بس جو کچھ میں نے کہا ہے وہی تمہیں کرنا ہوگا۔''

''تو پھر آپ ایسا کریں پتا جی کہ سارا معاملہ اپنے ہاتھ میں لے لیں میں ہٹ جاتا ہوں۔''

''پھر وہی بات۔''

''تو پھر مجھے اپنا کام کرنے دیں اور میرے معاملے مین ٹانگ نہ اڑائیے۔''

''اچھا بابا، ٹھیک ہے، ٹھیک ہے جا۔ جا کر لے اپنا کام۔'' موہن داس نے منہ پھلا کر کہا اور ہری داس وہاں سے نکل آیا۔

میں بدستور اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔ مزے کی بات تھی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ واقعی میرا یہ تجربہ زندگی کے پچھلے تمام تجربوں سے زیادہ دلچسپ ہے۔ گولڈن ہارس کا نام و نشان مٹ چکا تھا اور میں اس کے چنگل سے نکل آیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ بے جسم زندگی بڑی عجیب تھی۔ بہت سی مشکلات سے آزاد لیکن اس میں لطف آ رہا تھا۔ کم از کم یہ ہے کہ انسانوں کو اندر سے جھانکنے کا موقع مل گیا تھا۔ لوگ کیا کیا کرتے ہیں اور کیسے کیسے کرتے ہیں یہ ایک دلچسپ طریقہ کار تھا جو میں نے اختیار کیا تھا اور میرا خیال تھا کہ اس انداز میں مجھے زندگی گزارنے میں دقت نہیں ہوگی۔ ویسے بھی جسم سے کیا فائدے حاصل تھے۔ طبیعت میں وہ امنگ ہی نہیں تھی اور ایک بے نام سی اداسی پورے وجود میں پھیلی ہوئی

تھی اور میں اس اداسی کو کھرچ پھینکنے میں ناکام ہوا تھا۔ لیکن یہ زندگی جو دوسروں کی کھوج میں گزر رہی تھی اچھی خاصی دلچسپ تھی۔ پھر میں نے ہری داس کو ایک کمرے میں داخل ہوتے دیکھا وہ نا جانے کیا کیا کرتا رہا تھا اور اس کے بعد وہاں سے باہر نکل آیا تھا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اب وہ اس سلسلے میں کیا کیا اقدامات کرتا ہے۔ چنانچہ کچھ دیر کے بعد وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں داخل ہوگیا۔ یہ کمرا بھی بہت خوبصورت تھا اور محل کے اندرونی حصے سے الگ تھلگ ایک مہمان خانہ ٹائپ کی جگہ میں تھا۔ یہاں پہنچنے کے بعد ہری داس نے ایک الماری کی جانب رخ کیا۔ جب اس نے الماری کھولی تو کمرا جگمگا اٹھا۔ پوری الماری شراب کی اعلیٰ قسم کی بوتلوں سے بجی ہوئی تھی بہت سے گلاس بھی رکھے ہوئے تھے، سائفن اور ایسی ہی دوسری چیزیں۔

ہری داس نے یہ تمام چیزیں نکال کر میز پر رکھنا شروع کر دیں، ایک بہت بڑی سی میز جس کے گرد دس بارہ کرسیاں پڑی ہوئی تھیں، غالباً یہ ہری داس کا شراب خانہ تھا۔

بوتلیں اور گلاس میز پر سجانے کے بعد ہری داس نے ایک بوتل کھولی اور پھر اپنی جیب سے ایک شیشی نکال کر بوتل میں الٹ دی۔ چند لمحات اس میں جھانکتا رہا۔ سفید رنگ کی بوتل میں موجود شراب کا رنگ تبدیل ہونے لگا تھا۔ اپنے کمرے میں وہ جو کچھ کر رہا تھا وہ غالباً یہی شیشی والا معاملہ تھا پھر اس کے بعد اس نے بوتل کو خوب ہلایا اور اس کے بعد اس کا کارک اس میں واپس لگا دیا۔ پھر وہ ایک لمحے تک سوچتا رہا اور اس کے بعد میز پر لگی ہوئی گھنٹی بجادی۔ فوراً ہی ایک ملازم اندر داخل ہوا تھا۔

''جاؤ ان چاروں کو یہاں بلالاؤ۔''

''جی مہاراج۔'' ملازم نے کہا اور گردن جھکا کر وہاں سے چلا گیا۔

ہری داس انتظار کرتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہی چار آدمی جو تابوت کے ساتھ لکسمبرگ سے یہاں تک آئے تھے اس کے سامنے پہنچ گئے۔ چاروں بری طرح نڈھال ہو رہے تھے۔ ہری داس نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

ہری داس دونوں ہاتھوں میں چہرہ تھامے کہنیاں میز پر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔ چاروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے چہروں پر انتہائی خوف کے آثار تھے اور وہ گردنیں لٹکائے تھے۔ کافی دیر خاموشی رہی۔

پھر ہری داس نے کہا۔

''اب منہ لٹکا کر بیٹھنے کا کیا فائدہ جو نقصان ہونا تھا وہ تو ہو ہی گیا۔ مگر میں تم سے اس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔''

''آپ یقین کریں مہاراج ہم جیون کے سب سے انوکھے تجربے سے دو چار ہوئے ہیں۔''

''ہوا کیا تھا بدبختوں یہ تو بتاؤ؟''

''بھگوان کی سوگند مہاراج ایک فیصد امکان نہیں تھا اسکے زندہ بچ جانے کا، پر بھگوان ہی جانے کیا ہوا۔ پاپی پہلے تو مر گیا تھا۔ آپ کو تو پتا ہی ہے لکسمبرگ میں ڈاکٹروں نے اس کی موت کی تصدیق کر دی تھی اس طرح ہمیں اس کا ڈیتھ سرٹیفکیٹ ملا اور اس کی لاش کو یہاں تک لانے کی اجازت۔''

''ساری باتیں ٹھیک ہیں مگر یہ بتاؤ وہ بچ کیسے گیا؟''

''مہاراج بھگوان کی سوگند ہماری عقلیں ہمارا ساتھ نہیں دے رہیں۔''

''کیا زہر میں کوئی کمی تھی؟''

''اب تم دیکھو نا کتنی بڑی مصیبت سے دوچار ہو گئے ہم، سب سے بری بات یہ ہے کہ وہ یہاں آیا ہے اور زندہ واپس آیا ہے۔ یہ کتنی پریشانی کی بات ہے۔''

''مہاراج اگر آپ اجازت دیں تو ایک بات کہوں۔''

''ہاں ہاں کہو۔''

''تھوڑے دن تک خاموشی اختیار کئے رکھیں۔ یہ ذمہ داری ہمیں سونپ دیں کہ ہم اسے دوبارہ ہلاک کر دیں اور اس طرح ہلاک کریں گے ہم اسے کہ کسی کو شبہ نہیں ہونے پائے گا۔''

''کمال کرتے ہو تم لوگ، یعنی وہاں جہاں اس کا موقع تھا تم یہ کام کر نہیں سکے اور یہاں یہ ذمہ داری سنبھال رہے ہو۔

''مہاراج دیکھئے ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہے، ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہی نہیں ہے، زہر اسے بڑی احتیاط کے ساتھ دیا گیا تھا اور ایسا زہر دیا گیا تھا کہ اس کے سسٹم پر اس کے کچھ اثرات نہ ملیں۔ پھر زہر کی کامیابی بھی دیکھی تھی ہم نے آپ بھی اس بات کے گواہ ہیں۔ اب اس کے بعد اس کے اندر کون سی ایسی قوت مدافعت ابھر آئی جس نے اسے اس زہر کو قبول کرنے سے باز رکھا، یہ ہم نہیں کہہ سکتے۔''

''ہوں سوچنے کی بات تو ہے لیکن بڑا مسئلہ بن جائے گا ہمارے لئے آگے۔''

ہری داس نے بے خیالی کے انداز میں ایک ایک گلاس ان سب کے سامنے رکھا اور ایک اپنے سامنے رکھا پھر ان چاروں کے گلاسوں میں شراب کی اس بوتل سے شراب انڈیلنے لگا۔ میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ ہو گیا بے چاروں کا بیڑہ غرق۔

ہری داس اور موہن داس کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی اس کے بعد مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ لوگ سزا سے نہیں بچ سکیں گے لیکن سزا اس انداز میں انہیں دی جائے گی یہ میرے ذہن میں نہیں تھا۔ میں ایک پرچھائیں جس کی آواز تک نہیں سنی جا سکتی تھی بھلا اس وقت ان چاروں کی کیا مدد کر سکتا تھا اور ویسے بھی کسی کے معاملے میں ٹانگ اڑانا مناسب نہیں تھا چنانچہ ٹیں ان بدقسمتوں کی بدقسمتی کا مظاہرہ دیکھتا رہا۔ ان کے چہروں پر کس قدر حیرت تھی۔

ہری داس نے اپنا گلاس ہاتھ میں اٹھا کر کہا

''سوچو، غور کرو، پیو۔''

''مم...... مہاراج۔

''میں کہتا ہوں پیو۔ تم جانتے ہو میں ذہنی طور پر کتنا منتشر ہوں، سوچنے سمجھنے کیلئے وقت چاہئے۔، میں آج اس میٹنگ میں یہ طے کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس کے ساتھ کیا سلوک کریں اور ایسا کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔''

ان چاروں نے شکر گزار نگاہوں سے ہری داس کو دیکھا اور پھر اپنے اپنے گلاس اٹھا لیے۔ پھر وہ گلاسوں میں پڑی ہوئی شراب اپنے معدوں میں اتارنے لگے، جبکہ ہری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

داس اپنا گلاس لئے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔

چاروں نے اپنے اپنے گلاس خالی کر لئے تو ہری داس نے مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھا اور کہا۔

''انسان کبھی کبھی ایسی غلطی کر بیٹھتا ہے جس کے بعد اس کی زندگی ممکن نہیں ہوتی جیسے تم لوگ۔ تم لوگوں نے میرے سارے ارمانوں پر پانی پھیر دیا۔ تم جانتے ہو بڑے مہاراج نے مجھے کتنا ڈانٹا ڈپٹا ہے۔''

ان چاروں نے کوئی جواب نہیں دیا ان کے چہروں پر ایک لمحے کیلئے سکوت چھا گیا غالباً وہ اندرونی طور پر کچھ گڑبڑ محسوس کر رہے تھے پھر ان میں سے ایک کی پھٹی پھٹی آواز ابھری۔

''مہاراج یہ...... یہ!''

''ہاں شراب میں زہر ملایا تھا میں نے، دیکھنا چاہتا تھا کہ زہر پلانے کے بعد وہ کون سا سسٹم ہے جو انسان کو زندگی کی جانب واپس لے آتا ہے چنانچہ میں نے اس زہر کا تجربہ تم پر کیا ہے۔''

''مم مہاراج آپ نے، آپ نے......'' ان میں سے ایک نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کی کرسی لڑھک گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی زمین پر آ رہا۔ باقی تینوں کی کیفیت بھی خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔ ہری داس کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی، اس نے کہا۔

''چونکہ تم اس راز کے شناسا تھے چنانچہ دونوں کام کرنے تھے تمہیں تمہاری ناکامی کی سزا بھی دینی تھی اور اپنے رازداروں کو بھی ختم کرنا تھا۔

چاروں آہستہ آہستہ موت کی جانب بڑھ رہے تھے، ایک تو نیچے گر پڑا تھا اور اسی طرح پڑا ہوا تھا۔ باقی تین آہستہ آہستہ اپنے سر میز پر ٹکا رہے تھے اور تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے اپنی پیشانیاں میز پر رکھ دیں۔ تب ہری داس اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے گلاس میں انڈیلی ہوئی شراب واپس بوتل میں پلٹی اور پھر بوتل کو کارک لگا کر اس

پر ایک نشان لگا دیا اس کے بعد وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور اس نے پیچھے ہٹ کر اس میز پر لگی گھنٹی بجا دی۔ وہی شخص اندر آ گیا جو پہلے آیا تھا۔ جس کے ذریعے ہری داس نے ان چاروں آدمیوں کو بلایا تھا۔

اس نے ان چاروں کو دیکھا اور اس کے بعد ہری داس کو دیکھنے لگا۔

''جاؤ ہیرا کو بلا لاؤ، ہیرا سے کہنا، اپنے ساتھ دوسرے آدمی بھی لے کر آئے، یہ لاشیں اٹھوانی ہیں احتیاط کے ساتھ، کسی کو احساس نہ ہو سکے۔''

''جی مالک۔'' اس شخص نے جواب دیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

پھر جو شخص تقریباً پندرہ منٹ کے بعد اندر آیا تھا وہ ایک قوی ہیکل اور خونخوار سی شکل کا آدمی تھا۔ اس نے آنے کے بعد گردن جھکائی تو ہری داس نے اس سے کہا۔

''ہیرا ان چاروں کتوں کو سزا مل گئی ہے۔ ان کی لاشیں اس طرح ٹھکانے لگانا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔''

''جی مہاراج۔''

''کیا میں اطمینان رکھوں!''

''مہاراج ہیرا پر اعتبار نہیں رہا ہے کیا آپ کو!''

''نہیں اعتبار ہے ہیرا۔ اچھا میں چلتا ہوں نیند آ رہی ہے، پتا نہیں کب کی تھکن دل و دماغ پر سوار ہے، تم یہ کام کر لینا اور صبح کو مجھے اس کے بارے میں بتانا۔''

''جی مہاراج۔'' ہیرا نے کہا اور اس کے بعد ہری داس کمرے سے نکل آیا۔

میرا کام ہری داس کے ساتھ ہی تھا۔ اگر میں چاہتا تو ان لاشوں کا ٹھکانہ بھی معلوم کر لیتا لیکن کیا فائدہ ان تمام گہرائیوں میں جانے سے۔ اصل لوگ تو یہ تھے۔ موہن داس، ہری داس وغیرہ۔ چنانچہ میں نے ہری داس کا پیچھا اس کی خواب گاہ تک کیا اور جب ہری داس لباس وغیرہ تبدیل کر کے اپنے بستر پر لیٹ گیا اور اس نے روشنی بجھائی تب میں بھی اپنے کمرے کی جانب واپس چل پڑا۔ کیونکہ بہرحال تھوڑے بہت آرام کی ضرورت مجھے بھی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیکن یہاں آنے کے بعد میں نے سب سے پہلے مردہ جسم کا معائنہ کیا۔ یہ دیکھنا چاہا کہ اس جسم سے نکل جانے کے بعد اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ فوراً ہی اس کے اندر بو پیدا ہو جائے۔

یہ بھی ایک دلچسپ تجربہ تھا میرے لئے اور میں اس سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔ میری پرچھائیں یا میرے وجود کے اس کے بدن میں داخل ہونے کے بعد اس جسم میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی وہ جوں کا توں تھا بس یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سو رہا ہو اور ابھی اس کی سانسیں بحال ہو جائیں گی، اس نوجوان اور خوب صورت آدمی کو دیکھ کر بہر حال مجھے تھوڑا سا افسوس بھی ہوا تھا۔ اس بے چارے کے ساتھ جو کچھ کیا گیا تھا وہ قابل افسوس تھا اور مجھے آہستہ آہستہ صورت حال کا اندازہ ہوتا جا رہا تھا۔

پھر اس کے بعد میں نے اپنے لئے ایک جگہ منتخب کر لی اس کے بدن کی قید میں سونے کی کوشش کرنا ایک بے معنی سی بات تھی اور اس سے کچھ حاصل نہیں تھا، چنانچہ میں نے اپنے لئے ایک ٹھکانہ تلاش کر لیا۔

ہاں دوسری صبح میں ذرا جلدی جاگ گیا تھا اور اس کے بعد میں نے یہی مناسب سمجھا کہ اس بدن میں دوبارہ داخل ہو جاؤں اور یہ کام میرے لئے اب بہت آسان ہو گیا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد میں اس جسم میں پہنچ گیا اور انگڑائیاں لینے لگا۔ میں جاگ گیا تھا اور اب سونے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا راؤ گڑھی نامی اس جگہ میری زندگی کا اب دوسرا دلچسپ دن شروع ہو چکا تھا۔ پھر جب سورج تھوڑا سا بلند ہوا تو میرے کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی اور پھر پشپاوتی اندر آ گئی۔

بہر حال وہ ایک ماں تھی اور ایک عمر رسیدہ عورت ہونے کی حیثیت سے بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ ایک مظلوم عورت ہونے کی حیثیت سے میرے دل میں اس کے لئے جگہ بھی تھی اور احترام بھی۔ میں نے اس کا تڑپنا دیکھا تھا اور نجانے کیوں میں اس سے بہت متاثر ہوا تھا۔

وہ مجھے دیکھتی رہی تو میں اپنی جگہ سے اٹھا اور آگے بڑھ کر میں نے اس کے پاؤں

چھوئے، اس نے میرے دونوں بازو پکڑ کر مجھے اپنے سینے میں سمو لیا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے تھے۔

''نہیں ماتا جی روتے نہیں۔ روتے نہیں ماتا جی آیئے...... آیئے۔'' میں نے کہا اور اسے لئے ہی لئے اپنے پلنگ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے سنبھالنے کے بعد میں نے کہا۔

''ماتا جی آپ نہ روئیں آپ کے رونے سے مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے۔''

عورت کی سسکیاں بڑھتی چلی گئیں اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

''دو پھول تھے میرے گلشن کے۔ ایک مرجھا گیا ہے بھگوان، نجانے میرے بھاگ میں ایسا کیوں لکھ دیا گیا ہے۔ میں...... میں......ضرور میں نے ایسے گناہ کئے ہوں گے جن کی سزا مجھے مل رہی ہے۔''

''ماتا جی میں ہوں۔ آپ چنتا نہ کریں میں ہوں ماتا جی۔''

''تم نہیں جانتے گوتم ...... وہ مجھے کتنا یاد آتا ہے شریر تھا وہ تمہیں اس کا اندازہ ہے۔''

میں اس کے بارے میں تھوڑا بہت جان چکا تھا لیکن زیادہ نہیں جانتا تھا ہاں میں نے اس کے لئے کوئی خاص تگ و دو بھی نہیں کی۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ آنے والے وقت میں مجھے اس بات کا علم ہو جائے گا کہ وہ کون تھا۔

بہر حال پشپاوتی سے میری کافی باتیں ہوتی رہیں اور میں اسے دلاسے دیتا رہا۔

مجھے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ پشونت راؤ کی موت کے بعد پرنس گوتم اور اس کا چھوٹا بھائی ہریش زندہ رہ گئے تھے اور پھر ہریش مر گیا پرنس گوتم نکسبرگ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ یہ تمام باتیں میں نے گوتم کے ذہن سے ہی حاصل کی تھیں لیکن باقی معاملات کیا تھے ان کی تھوڑی بہت تفصیل مجھے معلوم تھی لیکن مکمل تفصیل نہیں معلوم تھی۔ لیکن اس کے لئے ہری داس میرے پاس موجود تھا اور اس سے مجھے تمام معلومات حاصل ہو سکتی تھیں۔

پشپاوتی کے ساتھ میں نے ناشتا وغیرہ کیا اور پھر اپنے کمرے میں آ گیا۔ پشپاوتی میرے ساتھ ہی تھی اور میں اس کی دلجوئی کر رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد دیوان موہن داس آیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ہاتھ جوڑ کر بولا۔

''مہاراج کچھ لوگ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔''

''نہیں دیوان جی میں کسی سے نہیں ملوں گا آپ کو پتا ہے کہ میں بیمار ہوں۔''

''مگر مہاراج وہ بڑی امید لے کر آئے ہیں آپ کے پاس۔''

''موہن داس جی میں نے آپ سے کہہ دیا کیا اس کے بعد آپ کے دوبارہ کسی سوال کرنے کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔'' میں نے خشک لہجے میں کہا۔

''نہیں مہاراج معافی چاہتا ہوں۔'' موہن داس نے کہا اور گردن جھکائے کمرے سے باہر نکل گیا۔

''تو اب میرے پاس رہ گوتم، میں ایک لمحے کے لئے تجھے نہیں چھوڑنا چاہتی، تیری رات کو اکیلے سونے کی عادت نہ ہوتی تو میں یہ کہتی کہ تو رات کو بھی میرے پاس سویا کر۔ نجانے کیوں مجھے اب یہاں خوف لگنے لگا ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے جیسے بہت سی دشمن آنکھیں ہماری نگرانی کر رہی ہوں اور وہ ہمیں ہلاک کر دینا چاہتی ہوں۔''

''نہیں ماتا جی آپ چنتا نہ کریں آپ کو کوئی ہلاک نہیں کرے گا۔''

''ارے میں اپنی بات کب کر رہی ہوں پگلے میں تو...... میں تو۔''

''ہاں ہاں آپ یہ بھی اطمینان رکھیں کہ مجھے بھی کوئی نہیں مار سکے گا۔''

''ہریش...... ہریش...... میرا ہریش۔''

''جو کھو چکا ہے ماتا جی میں اسے واپس نہیں لاسکتا۔ لیکن میری طرف سے آپ بالکل چنتا نہ کریں۔''

''نجانے کون دشمن ہیں ہمارے، کوئی بات سمجھ ہی نہیں آتی۔''

''آجائے گی ماتا جی، سب کچھ سمجھ میں آجائے گا آپ بے فکر رہیں۔'' میں نے کہا۔

پشپاوتی کو تقریباً پورا دن میں نے اپنے ساتھ رکھا تھا اور دن کی روشنی میں اگر باہر کوئی کارروائی ہو بھی رہی تھی تو بہر طور میں اس کا جائزہ نہیں لینا چاہتا تھا البتہ جرم کے لئے

سیاہ راتیں ہی مناسب ہوتی ہیں اور جب تمام معاملات سے فراغت ہوگئی تو میں نے اپنے کمرے میں آکر دروازہ بند کر لیا۔

اپنے باہر نکلنے کیلئے میں نے ایک جگہ منتخب کر لی تھی اس جگہ سے میں باہر آجا سکتا تھا۔ یہ ایک کھڑکی تھی اور کسی پرچھائیں کا کھڑکی سے نکل جانا کوئی مشکل کام نہیں تھا اور جب کھڑکی سے باہر نکلا تو محل میں چاروں طرف خاموشی اور سناٹا پھیل گیا تھا۔

میرے لئے ہری داس کو تلاش کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس وقت وہ اپنی آرام گاہ میں تھا لیکن یہاں ایک اور اجنبی وجود کو دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی۔

بہت ہی خوبصورت عورت تھی اور ابھی ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھی میرے آنے سے ایک لمحے پہلے۔ میں نے اسے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اس کے پیچھے ہی پیچھے ہری داس کے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔

ہری داس ایک خوبصورت کوچ پر دراز تھا اس کے سامنے شراب کے برتن سجے ہوئے تھے، سلک کے ڈھیلے ڈھالے لبادے میں ملبوس تھا، عورت کو دیکھ کر وہ مسکراتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

''سوہنا''

''اور تمہیں آئے ہوئے کتنا سمے بیت گیا۔''

''کافی سمے بیت گیا۔''

''میرے بغیر کیسے رہ لئے یہاں آکر۔'' عورت کے انداز میں ایک عجیب سی تمکنت تھی۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اپنی مثال آپ تھی۔ بس یوں لگتا تھا کہ چمکتے ہوئے چاند پر انسانی نقوش تراش دیئے گئے ہوں۔ بہت خوب صورت عورت تھی۔ لیکن چہرے پر ایک کرختگی آنکھوں میں ایک بے باکی اور چمک تھی جس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ معمولی عورت نہیں ہے۔

''آؤ بیٹھو۔''

''نہیں ہری۔ میں اس بات پر ناراض ہوں تم سے کہ یہاں آنے کے بعد تم سب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے پہلے مجھ سے کیوں نہیں ملے۔"

"باتیں تو معلوم نہیں ہیں یہاں کی، بس اپنی کہے جارہی ہو۔"

"اچھا جی اب یہ سمجھ آ گیا کہ ہم سے یہ کچھ کہا جارہا ہے۔"

"تم نہیں سمجھتیں سوہنا کہ میں کتنا پریشان ہوں۔"

"جبکہ تم یہ کہا کرتے تھے کہ تمہاری ہر پریشانی کا حل میری آغوش میں موجود ہے۔"

"میں مانتا ہوں اس بات کو۔ لیکن تمہاری آغوش میں آنے کے بعد سنسار سے من اچٹ جاتا ہے اور کچھ اور کرنے کو دل نہیں چاہتا۔"

"لگے چکنی چپڑی باتیں کرنے۔"

"اب تم جو کچھ بھی سمجھ لو سوہنا۔"

"یہ میرے سوالوں کا جواب نہیں ہے۔"

"سوہنا تمہارے سوالوں کا جواب کیا دوں میں تمہیں خود حالات سے واقفیت رکھنی چاہیے!"

"کیسے حالات۔"

"تمہیں معلوم ہے میں ولایت کیوں گیا تھا!"

"ہاں معلوم ہے۔"

"اور کیا یہ نہیں معلوم ہوا تمہیں کہ اس کے بعد کیا ہوا۔"

"بتانے والا کون ہوسکتا ہے مجھے تمہارے سوا۔"

"مگر جیون میں چاروں اور نظر رکھنا پڑتی ہے۔"

"یہ اپنا اپنا سبھاؤ ہے کوئی چاروں طرف نظر رکھتا ہے اور کوئی ایک طرف۔" سوہنا نے مسکرا کر ہری داس کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہاری یہی باتیں تو من میں اتر جاتی ہیں۔"

"پھر وہی بات۔ میں کہتی ہوں میری ناراضگی دور کرو۔"

"وہ تو میں کرلوں گا ابھی تھوڑی دیر کے بعد۔"

"نہیں ہری داس جی ایسے نہیں۔"

"تو پھر کیسے۔" ہری داس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے یہ جواب دو کہ یہاں آنے کے بعد سیدھے میرے پاس کیوں نہیں آئے میں...... تمہیں پتا تھا کہ میں لمحہ لمحہ تمہارا انتظار کررہی ہوں گی۔"

"کس پاپی کو نہیں معلوم تھا۔"

"مگر جواب تو نہیں دے رہے تم مجھے!"

"اچھا تو پھر سنو...... تمہیں اس بات کا پتا تو چل گیا ہوگا کہ پرنس گوتم زندہ ہے۔"

"ہاں اڑتی اڑتی سنی تھی۔"

"جبکہ لکسمبرگ میں اس لئے گیا تھا کہ پرنس گوتم کی لاش لے آؤں۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"ہوا یہ کہ وہاں میرے آدمیوں نے اسے ختم کرنے کی کوشش کی اور اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہوگئے لیکن پتا نہیں پاپیوں سے کیا بھول ہوگئی کہ پرنس گوتم کچھ گھنٹے بے ہوش رہنے کے بعد ہوش میں آ گیا۔"

"ارے نہیں۔ مجھے تو یہ سب کچھ نہیں معلوم۔"

"معلوم نہیں ہے اور اس کے باوجود مجھے برا بھلا کہے جارہی ہو۔"

"مجھے معلومات فراہم کرنے کا ذریعہ صرف تم ہو ہری داس۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں کسی اور سے ملتی جلتی بھی نہیں ہوں اور نا ہی باہر کے معاملات معلوم کرتی ہوں۔" "تو پھر مجھے بتاؤ مجھے کیسے پتا چلتا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے۔"

"بس کچھ نہیں بتا سکتا۔ وہاں پرنس گوتم کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔ اس کے بعد میرے آدمیوں نے مجھے اطلاع دے دی کہ پرنس مرچکا ہے، میں اسکی لاش لینے کیلئے پہنچ گیا چونکہ بہر حال اپنی ریاست کی طرف سے لاش مجھے ہی لے کر آنی تھی، وہاں سے میں نے لاش کیلئے تابوت بنوایا۔ تابوت میں لاش کو محفوظ کروایا۔ بہت سے بیت گیا تھا۔ پتا نہیں کیا ہوا اتنے سمے مردہ رہنے کے بعد اس پاپی کے شریر میں جان کیسے پڑ گئی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بات تو تعجب کی ہے۔"

"ایسی ویسی تعجب کی ہے، تم یہ سمجھ لو کہ میرا دماغ تو حیرت سے پھٹا جا رہا ہے۔ اب دو ہی باتیں تھیں یا تو میرے آدمیوں نے میرے ساتھ دھوکا کیا، مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر میرے آدمیوں نے میرے ساتھ دھوکا کیا بھی تو پرنس اتنے گھنٹے تابوت میں کیسے بند رہا جبکہ وہاں نہ ہوا جا رہی تھی نہ کوئی اور بات تھی۔"

"تو تمہارا مطلب کیا ہے۔"

"کیا تم یہ تو نہیں کہنا چاہتے کہ پرنس کی روح کسی بدروح کی شکل میں دوبارہ زندہ ہوگئی ہے۔"

"بھگوان کے لئے ایسی باتیں نہ کرو۔ تم آئی ہو تو اب تھوڑا سا من بہلاؤ میرا، پتا جی کے من میں اگر یہ بات آجاتی تو نجانے کیا کرتے۔"

"گویا تمہارے من میں یہ ہے!"

"کیا......!"

"یہی کہ پرنس اب بھوت بن گیا ہے۔"

"بھوت پریتوں پر میں اتنا یقین نہیں رکھتا سوہنا جتنا دوسرے لوگ رکھتے ہیں۔"

"مگر پھر مسئلہ کیا ہے؟"

"اب جو کچھ بھی ہے سامنے آجائے گا۔ تم آرام سے بیٹھو۔"

"ہنہ ہمارا تو بس ایک ہی کام۔"

"نہیں سوہنا۔ دنیا مجھ سے جدا ہو جائے گی لیکن تمہارا یہ ایک ہی کام جو ہے نا میرے جیون کے آخری سانس تک رہے گا۔" اور اس کے بعد کے مناظر دیکھنے کے لئے وہاں رکنا میرے لئے نہ تو ضروری تھا اور نا ہی مناسب۔ ہری داس اس وقت دوسری ہی کیفیت میں تھا۔ چنانچہ میں وہاں سے باہر نکل آیا لیکن ہری داس کی کہی ہوئی باتیں میرے ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔ مجھے یقین ہوگیا تھا کہ ہریش کو بھی مروا دیا گیا ہے۔ بہرحال میرے شایانِ شان کیس تھا۔

اس وقت میں پشپاوتی کے ساتھ باغ میں چہل قدمی کر رہا تھا کہ میں نے ایک بوڑھے کو روتے ہوئے دیکھا اس کے پیروں میں زنجیریں بندھی ہوئی تھیں اس کے پیچھے دو ملازم اسے پکڑے دوڑ رہے تھے۔ پیچھے دوڑنے والوں نے بہت جلد اسے پکڑ لیا بوڑھے آدمی نے ایک نگاہ میری جانب دیکھا اور اس کے بعد وہ لوگ اسے گھسیٹ لے گئے، پشپاوتی اور میں رک کر یہ تماشا دیکھنے لگے تھے میں نے پشپاوتی سے کہا۔

"یہ کون ہے۔" میرے سوال پر پشپاوتی چونک پڑی اور پھر حیرت سے میرے جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے تم اسے نہیں پہچانتے۔"

"یہ...... یہ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔" میں نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"بانکے لال ہے اپنا بانکے لال۔"

"[illegible]

[illegible]"

"بیچارہ بانکے لال، سارا جیون اس نے ہماری خدمت کی ہے۔"

"مگر اسے ہوا کیا۔"

"بھگوان جانے کافی عرصے سے اس کی یہی کیفیت ہے تم تو خیر ملک سے باہر تھے۔ یہ بیچارہ۔ حالانکہ موہن داس جی نے تو اسے باہر نکال دیا تھا کہنے لگے کہ اس پاگل کو محل میں رکھنے سے کیا فائدہ، لیکن میں نے سختی سے کہا کہ جس شخص کا جیون ہمارے ساتھ بسیر ہوا ہو اب ایسی بری حالت میں ہم اسے سڑکوں پر کھلا تو نہیں چھوڑ دیں گے۔"

"مگر اس کا علاج وغیرہ نہیں کرایا گیا۔"

"ہر طرح کے علاج کرا لیے گئے، میں نے خود اس کی نگرانی کی لیکن بیچارے کا دماغ ٹھیک ہوتا ہی نہیں ہے۔"

"تو اسے باندھ کر رکھا جاتا ہے۔"

"ہاں۔ اسی کے کوارٹر میں اسے باندھ کر رکھا جاتا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

''اور کھانا پینا کون دیتا ہے۔''

بس دے دیا کرتے ہیں لوگ ظاہر ہے یہ کوئی ایسا کام نہیں ہے۔'' بہر حال میں نے اس سلسلے میں کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی اور بات ختم ہوگئی تھی یہاں آئے ہوئے اب مجھے کئی دن گزر چکے تھے اور اب میں یہ سوچ رہا تھا کہ بات اس محل تک ہی محدود نہیں رکھنا چاہیے کہ پرنس گوتم کے خلاف اب وہ لوگ کس قسم کے جال بن رہے ہیں ہری داس سے اور کوئی خاص بات نہیں ہوئی تھی اور وہ میرے پاس بہت کم آتا تھا لیکن بہر حال میں اپنے طور پر اس معاملے کو کسی بھی طرح نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے یہ بات معلوم تھی کہ ہری داس ہر قیمت پر میری موت کا خواہاں ہے یعنی پرنس گوتم کی موت کا لیکن اس کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم تھا پھر میں نے تھوڑی سی جدوجہد کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس دن صبح میں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں گھومنے پھرنے جانا چاہتا ہوں یہاں اب بہت سے لوگوں سے میری شناسائی ہوگئی تھی یعنی یہ کہ میں جانتا تھا کہ مجھے کس سے کس معاملے میں رجوع کرنا چاہیے چنانچہ کچھ دیر کے بعد میں نے گھوڑا حاصل کر لیا پھر میں جب گھوڑے پر بیٹھ کر محل نما عمارت سے باہر نکلا تو ہری داس مجھے دروازے پر مل گیا۔

''کہاں جارہے ہیں مہاراج۔''

''کیوں۔'' میں نے سوال کیا۔

''نہیں میرا مطلب ہے کہ آپ کی طبیعت تو ٹھیک نہیں ہے کسی کو ساتھ لے جایئے۔''

''نہیں ہری داس میں ٹھیک ہوں۔''

''مگر جا کہاں رہے ہیں۔''

''بس ذرا گھومنا پھرنا چاہتا ہوں۔''

''اگر کسی کو ساتھ لے لیتے مہاراج تو اچھا ہوتا۔''

''نہیں میں نے کہا نا ضرورت نہیں ہے مجھے۔'' یہ کہہ کر میں نے گھوڑے کو ایڑ لگا دی گھوڑا تیز رفتاری سے دوڑتا رہا اب اتنا بھی نہیں تھا کہ مجھے راؤ گڑھی کے بارے میں تمام تر

معلومات حاصل ہوں چنانچہ میں اپنے طور پر گھومتا پھر رہا تھا راؤ گڑھی ایک خوبصورت آبادی تھی زندگی کے تمام مسائل یہاں بکھرے ہوئے تھے جو انسانوں کو درپیش ہوتے ہیں۔ اطراف بے حد حسین تھے ایک باغ کے کنارے میں نے ایک چھوٹی سے جھونپڑی دیکھی، جھونپڑی کے پاس ایک کنواں تھا پتھروں سے بنا ہوا یہ کنواں میری توجہ کا مرکز بنا اور میں اس کے قریب پہنچ گیا لیکن تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کنویں کے دوسری جانب میں نے ایک لڑکی کو دیکھا سفید لباس میں ملبوس دھلے دھلے چہرے کی مالک نوجوان لڑکی تھی۔ گہری سیاہ آنکھوں میں ایک عجیب سی دیوانی رچی ہوئی تھی وہ ایک درخت کے نیچے دھونی رمائے بیٹھی ہوئی تھی اس کے لمبے سیاہ بال اس کے پورے بدن پر بکھرے ہوئے تھے کسی کے سر پر اتنے سارے بال میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے، سیاہ بالوں کی چھاؤں میں اس کا چہرہ بے حد حسین نظر آرہا تھا۔ میرے قدم اس کی جانب بڑھ گئے اور میں اس کے سامنے پہنچ گیا لڑکی نے نگاہیں اٹھا کر مجھے دیکھا اور پھر آہستہ سے بولی۔

''یہ صبح ہوگئی۔''

''صبح۔'' میں نے حیران لہجے میں پوچھا

''ہاں گھور اندھیرا جب ختم ہوتا ہے تو صبح ہوجاتی ہے۔ میری صبح ابھی نہیں ہوئی کیا تمہاری صبح ہوگئی؟''

''کون ہو تم اور کیسی باتیں کر رہی ہو۔''

''چاند رات کو نکلتا ہے، ستارے اس کے ارد گرد پھیل جاتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ ستارے کہانیاں سناتے ہیں کیا ستاروں کی کہانی شروع ہوگئی۔'' تب مجھے احساس ہوا کہ لڑکی کے لہجے میں کچھ عجیب سی کیفیت ہے اس کے الفاظ بے ربط ہیں، میں اس کے قریب پہنچ گیا۔

''تمہارا نام کیا ہے۔''

''سنسار میں کسی کا کوئی نام نہیں ہوتا بس سارے نام اپنے کرموں سے جنم پاتے ہیں اور پتا نہیں میرے کرم کیسے تھے؟''

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تمہارے پاس اور کوئی ہے۔"

"ہاں کیوں نہیں، دیکھ نہیں رہے وہ سامنے پھول کھلے ہوئے ہیں سب میرے ساتھ ہیں۔" اس نے ایک طرف اشارہ کیا وہاں کوئی پھول نہیں تھا اسی وقت مجھے اپنے عقب میں آہٹیں محسوس ہوئیں اور پھر ایک شخص میرے سامنے آ گیا اس نے مجھے دیکھا اور چونک پڑا۔

"ہرے رام۔ ہرے رام۔" اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر جھکتے ہوئے کہا۔

"کون ہو تم۔"

"جگ راج ہوں۔ مہاراج۔"

"جگ راج؟"

"آپ کا داس، آپ کے چرنوں کا باسی، مجھے کیا معلوم تھا مہاراج کہ اس طرح آ جائیں گے۔"

"یہ کون ہے۔"

"آپ کی نندی ہے مہاراج۔ نندی کو بھول گئے آپ، بچپن میں تو آپ اسے بہت پریم کرتے تھے۔"

"ہاں!"

"مگر یہ کیسی باتیں کر رہی ہے جگ راج۔"

"نندی...... نندی پاگل ہوئی ہے مہاراج۔"

"پاگل......" میں نے افسوس بھری آواز میں کہا۔

"آپ تو سب کچھ ہی بھول گئے، ویسے ہمیں خبر مل گئی تھی مہاراج کہ بھگوان نے آپ کو نیا جیون دیا ہے۔"

"ہاں مگر مجھے نندی کی کہانی سناؤ......"

"نندی کی کہانی تو آپ کو معلوم ہے مہاراج۔ آپ کو تو پتا ہے کہ بچپن میں ہریش جی اور نندی ایک دوسرے کو چاہتے تھے آپ کو پتا ہے مہاراج آپ تو سب کچھ جانتے ہیں۔"

"ہاں...... مگر مگر......"

"اور جب ہریش مہاراج اس سنسار سے چلے گئے تو نندی کی یہ حالت ہو گئی۔ اب یہ بیٹھی رہتی ہے اور ایسی ہی الٹی سیدھی باتیں کرتی ہے۔"

"اوہ......" مگر میں نے کہنا چاہا، مگر اسی وقت نندی کھڑی ہوئی۔

"باپو پھر وہی بات کہہ رہے ہو تم، پھر وہی بات کہہ رہے ہو۔ سنسار سے جانے والے اپنی خبر دے جاتے ہیں، وہ سنسار سے نہیں گئے وہ جیتے ہیں بس ہوائیں انہیں تلاش کر رہی ہیں اور جب ہوائیں مجھے آ کر بتائیں گی کہ وہ کہاں ہیں تو ہم وہاں جائیں گے اور انہیں لے آئیں گے۔"

"کسے نندی؟"

"ہریش کو۔ آپ کے چھوٹے بھائی کو؟" نندی نے جواب دیا۔

"مگر وہ تو مر چکا ہے۔"

"آپ کو بھگوان کا واسطہ ایسا نہ کہیں کسی کے من کو اس طرح دکھانے سے آپ کو کوئی خوشی ملتی ہے۔" نندی نے تڑپ کر کہا پھر بولی۔

"میں آپ کو بتاؤں کہ وہ کیسے زندہ ہیں۔"

"بتاؤ نندی۔"

"دیکھیے......" اس نے کہا اور اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک پھول نکال لیا، گیندے کا تر و تازہ پھول تھا اس نے وہ پھول میرے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"یہ جیتا ہے یا مر گیا۔"

"پتا نہیں۔"

"ارے آپ کو نظر نہیں آ رہا کیا۔" وہ پھول کو میری آنکھوں کے سامنے لہراتی ہوئی بولی۔

"بات بڑی حیرانی کی ہے۔" جگ راج نے کہا۔

"کیا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مہاراج یہ پھول، آپ ذرا اسے دیکھئے کتنا پرانا ہوگا۔"

اس نے کہا اور میں پھول دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

"میرا خیال ہے تھوڑی دیر قبل کسی ڈال سے توڑا گیا ہے۔"

"نہیں مہاراج یہ بات نہیں ہے۔"

"تو پھر؟"

"آپ کو شاید اس بات کا پتا نہیں ہے کہ یہ پھول ہریش مہاراج نے نندی کے بالوں میں لگایا تھا۔"

"کب؟" میں نے حیرانی سے کہا۔

جب وہ زندہ تھے۔

"مگر یہ تو بہت تازہ پھول ہے جبکہ ہریش کو مرے ہوئے تو بہت وقت گزر گیا۔"

"مہاراج یہ وہی پھول ہے، یہ پگلی اسے اپنے سینے سے لگائے رکھتی ہے اور کہتی ہے کہ جس طرح یہ پھول تروتازہ ہے اسی طرح ہریش بھی زندہ ہے ایسا پختہ یقین ہے اسے اس بات پر مہاراج کہ کبھی کبھی تو ہم لوگ بھی حیران رہ جاتے ہیں۔"

"یہ پھول۔ ہوسکتا ہے یہ کوئی دوسرا پھول ہو۔"

"مہاراج اس کا گواہ میں ہوں، یہ نندی کے پاس ہی رہتا ہے، ہر وقت یہ اپنے سینے میں چھپائے رکھتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ ہریش کا جیون ہے۔"

"مگر ہریش۔" میں نے کہا اور پھر اپنی زبان روک لی کم از کم جس انداز میں جگ راج یہ بات ظاہر کر رہا تھا کہ نندی اور ہریش ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور مجھے اس کا علم ہے تو میں کسی طرح حیرانی سے اس کے بارے میں سوالات کر کے اسے شک و شبہ میں مبتلا نہیں کرسکتا بہرحال یہ بھی ایک عجیب کہانی تھی اور دوسرے دن میں نے اس کے بارے میں پشپاوتی جی سے پوچھا۔

"ہریش نندی کو چاہتا تھا۔ آپ کو اس بات کا علم ہے ناتا جی۔"

"ہاں کیوں نہیں بچپن ہی سے وہ جگ راج کی بیٹی سے پریم کرتا تھا۔"

"کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ جگ راج کون ہے۔"

"ایں۔" پشپاوتی نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں مجھے بتائیے، بہت سی باتیں میں بھول چکا ہوں۔"

"مالی تھا جگ راج ہمارا، نندی یہیں محل میں رہتی تھی، بعد میں جب ہمیں اس بات کا علم ہوا کہ ہریش اور نندی ایک دوسرے سے پریم کرتے ہیں تو ہم نے جگ راج کو محل سے نکال دیا اور اسے وہاں باغ میں جھونپڑی بنا کر دے دی، وہ وہیں رہتا ہے۔"

"اس کے بعد ہریش نندی سے ملتا تھا۔"

"ہاں میں نے بہت منع کیا کہ اس سلسلے میں کچھ نہیں ہوسکتا نندی اک مالی کی بیٹی ہے بھلا ہماری بہو کیسے ہوسکتی ہے۔ مگر تم تو ہریش کو جانتے ہی تھے سدا کا ضدی تھا کہتا تھا اگر جیون میں کسی کو پتنی کی حیثیت سے سویکار کیا تو وہ صرف نندی ہوگی۔"

"ہوں۔" میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی یہ بھی ایک المیہ تھا بہرحال میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس سلسلے کو اب کس طرح آگے بڑھایا جائے میرے علم میں یہ بات تو تھی کہ ہری داس اور اس کا باپ موہن داس یہ تمام سازشیں کر رہے ہیں۔ سوہنا بھی میرے علم میں تھی جو ہری داس کی محبوبہ تھی، پتا نہیں اس کی کیا کیفیت ہے لیکن بہت ساری باتیں معلوم کرنے سے مجھے کوئی فائدہ نہیں تھا پھر اس رات بھی معمول کے مطابق میں پرنس گوتم کے جسم سے نکل آیا اور اپنے لئے سونے کی جگہ تلاش کی اور لیٹ گیا۔

مجھے لیٹے زیادہ دیر نہیں گزری تھی۔ کہ میرے دروازے پر ہولے ہولے دستک ہوئی اور میں چونک پڑا کچھ لمحے تو میں سوچتا رہا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ میں چاہتا تو کھڑکی سے باہر نکل کر اس طرف آسکتا تھا اور دیکھ سکتا تھا کہ دستک دینے والا کون ہے دوسری صورت یہ تھی کہ میں دوبارہ پرنس گوتم کے بدن میں داخل ہوجاؤں اور اس حیثیت سے دروازہ کھولوں، دستک ہولے ہولے مسلسل ہو رہی تھی میرے ذہن میں کچھ خدشات تھے، یہ بھی سوچ رہا تھا کہ ہوسکتا ہے ہری داس نے میرے سلسلے میں کوئی کارروائی کی ہو اور وہ مجھے قتل کرنے کی کوششیں کر رہا ہو چنانچہ یہی مناسب سمجھا کہ کھڑکی سے باہر نکل کر گھوم کر آؤں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور یہاں کا منظر دیکھوں کہ کون ہے، سو میں نے ایسا ہی کیا، میری پرچھائیں کھڑکی سے کودی اور پھر خاصا فاصلہ طے کرنے کے بعد اس کوریڈور میں آ گئی جو میرے کمرے کے دروازے کے سامنے تھا پھر میں نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں یہ وہی پاگل بوڑھا یعنی بانکے لال، جس کے بارے میں پشپاوتی نے مجھے بتایا تھا اس وقت اس کے پیروں میں زنجیریں نہیں تھیں اور وہ خوفزدہ نظر آ رہا تھا، کوریڈور سنسان نظر آ رہا تھا، پہرے دار محل کے داہنی حصے میں تھے انہیں رات کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ ہری داس کا سلسلہ بھی یہاں سے منقطع تھا یہ بالکل اندرونی حصہ تھا پتا نہیں بوڑھا یہاں کس طرح آ گیا۔ ویسے مجھے اس بوڑھے سے خاصی دلچسپی محسوس ہوئی تھی اس کا اس طرح یہاں آ جانا بھی باعث حیرت تھا۔ چنانچہ میں دوڑتا ہوا واپس پلٹا اور اب میں پرنس گوتم کے بدن میں داخل ہو گیا تھا میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازہ کھولا اور بوڑھا جلدی سے اندر آ گیا۔ اس نے مجھے دیکھا اور پھر پلٹ کر پھرتی سے دروازہ بند کر دیا پھر وہ ہاتھ جوڑ کر میرے قدموں میں گرتا ہوا بولا۔

"شما چاہتے ہیں مہاراج شما چاہتے ہیں۔"

"بانکے لال۔"

"آپ کا داس، آپ کا غلام مہاراج۔" بدستور میرے پیروں سے اپنا چہرہ رگڑ رہا تھا اور میں یہ محسوس کر رہا تھا کہ اس وقت اس کے اندر وہ دیوانگی نہیں ہے جس دیوانگی کا شکار وہ مجھے اس دن روشنی میں نظر آیا تھا میں نے بازوؤں سے پکڑ کر اسے اٹھایا اور کہا۔

"بانکے۔ خود کو سنبھالو بانکے" وہ اٹھا اور پھر سے بے اختیار ہو کر مجھ سے لپٹ گیا یہ انسانی [illegible] تھی۔ انسان کسی بھی حیثیت کا مالک ہو مگر اس کے سینے میں دل ہوتا ہے اور اس میں جذبات بھی ہوتے ہیں اور کبھی کبھی یہ جذبات اس طرح بے قابو ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنی حیثیت بھول جاتے ہیں میں نے بانکے لال کی پذیرائی کی اور اس کا سر اپنے سینے سے لگا کر اس کی پشت پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"خود کو سنبھالو بانکے لال خود کو سنبھالو۔" وہ زار و قطار رو رہا تھا اور اس کے اندر اس

وقت دیوانگی کی کوئی جھلک نہیں پائی جاتی تھی بہت دیر تک وہ اپنا چہرہ بھگوتا رہا مجھے اس کا سسکیاں سن کر بڑا دکھ ہو رہا تھا بہرطور میں نے بمشکل تمام اسے سنبھالا اور کہا۔

"آؤ بانکے لال بیٹھو۔ آؤ بیٹھو۔"

"مہاراج، آپ کے چرنوں میں۔ آپ کے چرنوں میں۔"

"نہیں بانکے لال اس وقت تم یہاں بیٹھو۔" میں نے کہا اور زبردستی اسے اپنے پلنگ پر بٹھا لیا۔

"مہاراج۔ مہاراج جیون میں بس ایک ہی آرزو تھی سو بھگوان نے پوری کر دی مہاراج۔ میں، میں آپ سے کیا بتاؤں...... کیسے بتاؤں۔"

"بانکے لال صرف ایک بات بتاؤ۔"

"جی مہاراج۔"

"لوگ تمہیں پاگل کہتے ہیں۔"

"ہاں مہاراج۔"

"مگر اس وقت تم۔"

"نہیں مہاراج میں پاگل نہیں ہوں۔"

"مجھے بھی یہی اندازہ ہو رہا ہے بانکے لال۔"

"مہاراج بہت تھوڑا سمے ہے، اس تھوڑے سے سمے میں آپ کو بہت کچھ بتانا چاہتا ہوں۔"

"ہاں بتاؤ بانکے لال کیا بات ہے۔"

"بہت برا ہو رہا ہے مہاراج۔ بہت ہی برا ہو رہا ہے۔"

"کیا مطلب۔"

"مہاراج میں پاگل نہیں ہوں مجھے پاگل مت سمجھنا تمہارا بانکے لال ہوں۔ تمہارا بانکے ہوں بانکے۔"

"ہاں میں جانتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں ٹھیک ہوں مہاراج، بالکل ٹھیک ہوں، بس بنا ہوا پاگل ہوں۔"

"مگر کیوں؟"

"مہاراج میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔"

"بتاؤ بانکے لال۔"

"جیون کی چتا میں جل رہا ہوں مہاراج۔ جیون کی چتا میں جل رہا ہوں، میری سن لو، تمہاری مہربانی ہوگی۔"

بانکے لال تم بالکل اطمینان رکھو نا میں تمہیں پاگل سمجھتا ہوں اور نہ ایسی کوئی بات ہے، میں تمہاری باتوں کو توجہ سے سن رہا ہوں۔"

"مجھے مار دینا مہاراج۔ اپنے ہاتھوں سے گردن دبا کر مجھے مار دینا، بھگوان کی سوگند کسی سے فریاد نہیں کروں گا، موت کے بعد بھی فریاد نہیں کروں گا۔"

"مگر مجھے بتاؤ کیا بات ہے، اطمینان سے بتاؤ۔ ٹھہرو میں تمہارے لئے پانی"

"نہیں مہاراج ٹھیک ہوں بالکل ٹھیک ہوں۔"

"تمہارے پیروں میں زنجیریں بندھی ہوئی تھیں۔"

"بہت دن سے بندھی ہوئی تھیں مہاراج بہت دن کی کوششوں کے بعد میں نے ان زنجیروں کو کھولنے کا طریقہ جان لیا اب میں اپنی زنجیریں کھول سکتا ہوں واپس جاؤں گا تو یہ زنجیریں دوبارہ سے پیروں میں ڈال لوں گا۔"

"مگر تم کیا بتانا چاہتے ؟"

"مہاراج میں کچھ لوگوں کی برائی کرنا چاہتا ہوں آپ سے۔"

"کرو بانکے لال تم اس وقت اپنے آپ کو بالکل محفوظ سمجھو جو کچھ تم کہو گے وہ میرے سینے میں تمہارا راز بن کر رہے گا۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔"

"پہلی بات میں آپ کو بتادوں، جلدی جلدی بتادوں، بھگوان نہ کرے کوئی آ نہ جائے۔"

"اگر اس وقت کوئی آ بھی جائے گا بانکے لال تو تم کیا سمجھتے ہو کہ اس کی مجال ہے

کہ میری آواز پر اپنی آواز بھاری کرے، زبان باہر نکال کر رکھ دوں گا اس کی۔"

"مہاراج پہلی بات تو آپ یہ سن لیجئے کہ ہریش جی زندہ ہیں۔"

"کیا؟" میں حیرت سے اچھل پڑا۔

"ہاں...... ہمارے ہریش جی زندہ ہیں جبکہ سارے لوگ یہ جانتے ہیں کہ ہریش جی مر چکے ہیں۔"

"لل...... لیکن...... لیکن بانکے لال۔"

"مہاراج جو کچھ میں بتا رہا ہوں اسے غور سے سن لیجئے، پتا نہیں بھگوان دوبارہ اس کا موقع دے یا نہ دے۔"

"ہاں تم بتاؤ کیا بتانا چاہتے ہو۔"

"پہلی بات تو یہ کہ ہریش جی مہاراج زندہ ہیں اور ان لوگوں نے جھوٹ بولا ہے۔"

"کن لوگوں نے۔"

"ہری داس اور موہن داس نے۔"

"ہوں...... اچھا خیر ٹھیک ہے کہاں ہے ہریش وہ پتا معلوم ہے تمہیں۔"

"ہاں مہاراج جانتا ہوں۔"

"کہاں۔"

"کانسی کے ٹاپو میں قید ہیں وہ۔"

"کانسی ٹاپو۔"

"ہاں مہاراج اس قید خانے میں جو مہاراج پشونت راؤ نے بنوایا تھا۔"

"یہ قید خانہ کہاں ہے۔"

"کانسی کا ٹاپو دریا کے بیچوں بیچ ہے۔"

"اچھا اچھا۔ ٹھیک، تو وہ وہاں قید ہیں۔"

"ہاں مہاراج۔"

"مگر کیوں۔" میں نے سوال کیا اور بانکے لال گہری سانس لینے لگا اس کی خوفزدہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نگاہیں بار بار دروازے کی جانب اٹھ جاتی تھیں میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

'' بانکے لال کیا تمہیں میرے اوپر بھروسا نہیں ہے، کیا تم یہ نہیں جانتے کہ یہاں میری حیثیت کیا ہے۔''

'' جانتا ہوں مہاراج۔''

'' تو پھر بتاؤ مجھے ساری تفصیل بتاؤ!'' بانکے لال گہری سانس لیتا رہا پھر اس نے کہا۔

'' یہ ایک لمبی سازش ہے مہاراج، موہن داس اور اس کا بیٹا ہری داس یہ سازش کر رہے ہیں مہاراج پہلے انہوں نے ہریش جی کی موت کا ناٹک رچایا اور ایک لمبا کھیل کھیلا۔ ہریش جی کی ارتھی کو جلایا نہیں گیا تھا مہاراج بلکہ اس ارتھی پر کوئی اور ہی بندھا تھا۔''

'' مگر ایسا انہوں نے کیوں کیا۔''

'' آپ کی دولت آپ کی جائدادیں ہتھیانے کیلئے۔''

'' کیسے؟''

'' ہریش جی مہاراج کو مردہ ظاہر کرنے کے بعد انہوں نے ان کی ارتھی جلادی مگر خفیہ طریقے سے انہیں کانسی ٹاپو میں قید کر دیا۔''

'' یہ کانسی کا ٹاپو ہے کیا۔''

'' ہرن منڈل۔ ہرن منڈل۔''

'' مہاراج وہ اصل میں آپ کی جائیداد ہتھیانا چاہتے تھے۔

ہریش جی کو قتل کرنے کے بعد کافی دن تک خاموشی سے ان کی موت کا سوگ منایا گیا اور اس کے بعد موہن داس اور ہری داس نے مل کر طے کیا کہ آپ کو ولایت میں قتل کر دیا جائے سو موہن داس نے یہ ساری کارروائی کر کے اپنے چار آدمی وہاں بھیج دیے۔ ان چار آدمیوں کو یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ جس طرح بھی ہو سکے وہ وہاں پر آپ کو قتل کر دیں، موہن داس نے ان سے کہا تھا کہ انہیں زہر دے دیا جائے۔ ہری داس کے اشارے پر وہ چاروں ولایت چلے گئے اور پھر مہاراج یہاں اطلاع آئی کہ آپ کا دیہانت ہو گیا ہے

مہاراج جو کچھ ہم سب پر بیتی ہے وہ جانتے ہیں پر بھگوان کے ہاتھ بہت بڑے ہیں، رانی جی کے دونوں بیٹے زندہ ہیں حالانکہ سب نے یہ طے کر لیا تھا کہ رانی جی کے آنگن کے دونوں پھول مرجھا جائیں، مہاراج پشونت راؤ کی نسل ختم ہوگئی پر بھگوان کی لیلا الگ ہے مہاراج وہ جو چاہتا ہے وہ الگ ہی ہوتا ہے، ہریش جی بھی زندہ ہیں اور آپ بھی۔''

'' مگر ہریش کو انہوں نے زندہ کیوں رکھا ہے۔''

'' اس کی وجہ ہے مہاراج۔''

'' وہ کیا؟'' میں نے سوال کیا۔ اور بانکے لال پھر گہری گہری سانس لینے لگا چند لمحات اپنا سانس سنبھالنے کے بعد اس نے کہا۔

'' ہریش جی کو اس لئے زندہ رکھا ہے کہ آپ کی موت کے بعد رانی پشپاوتی جی کو یہ بتایا جائے کہ ہریش جی زندہ ہیں۔''

'' کیا مطلب؟''

'' یہ بتانے کے بعد کہ ہریش جی زندہ ہیں موہن داس ان سے کہے گا کہ وہ اگر چاہیں تو اپنے بیٹے کو لے کر ولایت چلی جائیں اس کا انتظام موہن داس خود کرے گا۔''

'' مگر کیوں؟''

'' اس لئے کہ جائداد اور ساری وراثت ان لوگوں کے قبضے میں آجائے۔''

'' ہریش جی کی زندگی کے بارے میں بتائیں گے وہ انہیں اور اس کے بعد ان سے کاغذوں پر دستخط کرائیں گے اور یہ کاغذ وصیت نامے ہوں گے جن میں رانی پشپاوتی جی لکھیں گی کہ وہ اپنے بیٹوں کی موت کے بعد دل برداشتہ ہوگئی ہیں اور اپنی ساری جائداد اپنے بہت وفادار خادم ہری داس کو دے کر یاترا کو جا رہی ہیں اس کے بعد مہاراج انہیں ولایت پہنچا دیا جائے گا ان سے کہا جائے گا کہ ہریش جی ولایت ہی میں انہیں مل جائیں گے، ایک بار انہیں ہریش جی کی صورت بھی دکھادی جائے گی پر یہ کام آپ دونوں کے جیون میں نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ ہری داس نے طے کیا کہ آپ کو ولایت میں ختم کر دیا جائے مگر مہاراج بھگوان جو چاہتا ہے وہ الگ ہی ہوتا ہے اس نے ہریش جی کو بھی بچایا اور آپ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو بھی، مہاراج کانسی کے ٹاپو میں ہریش جی قید ہیں، آپ......آپ ان کی جان بچالیں، مہاراج، آپ ان کا جیون بچالیں۔"

میں سکتے میں رہ گیا تھا بانکے لال کے اس انکشاف نے مجھ پر بہت سے دروازے کھول دیے تھے اور اب ہری داس اور موہن داس کا سارا منصوبہ سمجھ گیا تھا یعنی رانی پشپاوتی جی سے وہ سب کچھ حاصل کرنا جو ہریش اور گوتم کی ملکیت تھا پھر میں نے سوال کیا۔

"مگر بانکے لال تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا۔؟"

"آپ کو معلوم ہے مہاراج کہ رانی جی نے ہماری ذمے داری ہری داس کے کاموں پر لگادی تھی ہم ہری داس کے داس قرار دے دیے گئے تھے۔"

"تو پھر؟"

"ہم وہیں رہتے تھے مہاراج، موہن داس اور ہری داس ایک بار اس پورے منصوبے کی تفصیلات ایک دوسرے سے طے کر رہے تھے کہ ہم نے سن لیا مگر انہیں ہم پر شبہ ہو گیا انہوں نے ہماری آہٹ محسوس کر لی تھی، بس مہاراج ہم جانتے تھے کہ اب وہ ہمیں جیتا نہیں چھوڑیں گے، اس لئے دوسری ہی صبح ہم پاگل ہوگئے۔" "اوہ...... ویری گڈ۔ گویا تم نے پاگل پن کا سوانگ رچایا۔"

"مہاراج کیا کرتے مار دیتے وہ دونوں پاپی ہمیں ہماری گردن کاٹنا کون سا مشکل کام تھا ان کیلئے مگر ہم نے صبح ہی سے لوگوں کو پتھر مارنا شروع کر دیے اور ہمیں باندھ دیا گیا۔ اس کے بعد ہم آج تک پاگل بنے ہوئے ہیں اور وہ لوگ اسی بات سے مطمئن ہیں کہ اب ہم کسی کو کچھ نہیں بتائیں گے پر مہاراج ہم آپ ہی کا انتظار کر رہے تھے، ہے بھگوان آج تو نے یہ دن دکھایا، من کا بوجھ کتنا ہلکا ہو گیا ہے۔" بانکے لال ایک بار پھر گہری گہری سانسیں لینے لگا تھا اور میرے ذہن میں نہ جانے کیا کیا خیالات آرہے تھے۔ کانسی کا ٹاپو، ہرن منڈل، میں نے تفصیلات معلوم کیں اور بانکے لال ان کے بارے میں بتانے لگا۔ تھوڑے فاصلے پر ایک دریا تھا عظیم الشان دریا، دریا کے درمیان میں ایک ٹاپو یا جزیرہ بنا ہوا تھا اس جزیرے پر یہاں کا قید خانہ بنایا گیا تھا غالباً یہ اس دور کی بات ہوگی جب

ریاستیں برقرار تھیں۔ راجا پشونت راؤ یہاں پر حکمران تھا، ظاہر ہے وہ قید خانہ بنا سکتا تھا، یہ قید خانہ آج تک چلا آرہا تھا، گو سرکاری طور پر اس میں قیدی نہیں رکھے جاتے تھے لیکن بہر حال راجا پشونت راؤ کے اپنے معاملات تھے اور یہ معاملات کسی نہ کسی شکل میں آج تک چل رہے تھے لیکن اب یہ ٹاپو خود پشونت راؤ کے بیٹے کا قید خانہ تھا، بانکے لال سے اتنی تفصیلات معلوم کیں میں نے تو اس کے بعد میرے ذہن میں اور کوئی بات نہیں رہی تب میں نے بانکے لال سے کہا۔

"تم نے بہت اچھا کیا بانکے لال، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ تم نے نمک کا حق ادا کر دیا ہے۔"

"ہے بھگوان۔ انہی جملوں کو سننے کے لئے تو آج تک زندہ تھے۔ ہمارے جیون کا مقصد پورا ہو گیا، اب ہمیں چنتا نہیں ہے۔ وہ سسرے اب اگر ہماری گردن کاٹ بھی ڈالیں تو بھگوان کی سوگند ہمیں کوئی چنتا نہیں ہے، مہاراج ہم اس سمے تک ہی جینا چاہتے تھے جب تک کہ یہ ساری تفصیلات آپ کو نہ بتادیں۔"

"نہیں بانکے لال تم زندہ رہو گے، تمہیں زندہ رہنا چاہیئے، تم تو ہمارے گواہ ہو، تم چنتا مت کرو بالکل فکر مت کرو بانکے لال، میں ان سازشیوں کو وہ مزہ چکھاؤں گا کہ وہ زندگی بھر یاد رکھیں گے۔"

"بھگوان کرے ایسا ہی ہو۔ مہاراج ہمارے خون کا ایک ایک قطرہ آپ کے لئے ہے۔"

"اب تم اتنی خاموشی سے باہر چلے جاؤ، اپنے پیروں میں زنجیریں ڈالو اور اس وقت تک یہ ڈراما کرتے رہو بانکے لال جب تک کہ ان قاتلوں کا چہرہ منظر عام پر نہ آجائے۔" میں نے کہا۔

"اب تو ہمیں کوئی چنتا ہی نہیں ہے مہاراج چلیں۔"

"بانکے لال میں تمہارا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں مہاراج۔ بانکے لال آپ کا خادم ہے، اس کے خون میں

ایک ایک ذرہ آپ کے نمک کا ہے مہاراج، ہم تو صرف اس بات پر خوش ہیں کہ آج ہم نے اپنی ساری خواہشیں آپ کے سامنے کھول دیں۔"

"چلو بانکے لال آرام سے چلے جاؤ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔"

"نہیں مہاراج نہیں، ایسا نہ کریں اگر کسی نے آپ کو ہمارے ساتھ دیکھ لیا تو آپ کے جیون کو خطرہ ہوسکتا ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے، میں نہیں جاتا، لیکن تم احتیاط سے اپنے کوارٹر میں چلے جانا؟"

"ہم چلے جائیں گے مہاراج آپ ہماری چنتا نہ کریں۔"

پھر بانکے لال میرے کمرے سے نکل گیا اور میرا سر چکرانے لگا میں بیٹھا ان پراسرار واقعات کے بارے میں سوچ رہا تھا، درحقیقت بڑی خوشی کی بات تھی کہ ہریش زندہ ہے، مجھے اس کی قید کی جگہ بھی معلوم ہوگئی تھی۔ پھر میرے ذہن میں ایک چھنا کا سا ہوا، مجھے نندی یاد آگئی تھی۔ جو گیندے کا ایک پھول اپنے سینے سے سجائے بیٹھی ہوئی تھی۔ کتنی سچی محبت تھی اس کی واقعی باعث مسرت بات تھی، بعض اوقات ایسی ایسی باتیں علم میں آتی ہیں کہ انسانی عقل ان کی توجیہہ نہیں کر پاتی۔ کہنے کو وہ پھول ترو تازہ تھا، وہ نندی کے اعتماد اور یقین کا معیار تھا اور یہ معیار تسلیم کرنا پڑا تھا، محبت کی سچائی تسلیم کرنی پڑی تھی۔ میں ساری رات انہی سوچوں میں ڈوبا رہا تھا، بہت سے منصوبے میرے ذہن میں بنتے بگڑتے رہے تھے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ میرے دل میں یہ تصور تھا کہ ذرا جلدی سے جا کر بانکے لال کو دیکھوں، چنانچہ میں صبح کی پہلی کرن کے ساتھ ہی باہر نکل آیا اور پھر گھومتا ہوا بانکے لال کے کوارٹر کی جانب پہنچ گیا۔

میں نے دیکھا کہ بانکے لال زمین پر پڑا سو رہا ہے اس کے پیروں میں بدستور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں۔ میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اور پھر میں پائیں باغ سے گزرتا ہوا پشپاوتی کے کمرے کی جانب چل پڑا کیونکہ صبح کا آغاز ہم دونوں ماں بیٹے ایک ساتھ ہی کیا کرتے تھے۔

پشپاوتی ایک مظلوم سی عورت تھی اس کے چہرے پر جو مظلومیت چھائی رہتی تھی وہ

میرے دل کو بھی بہت متاثر کرتی تھی، مجھے احساس تھا کہ اس بے چاری پر غم کے کیسے پہاڑ ٹوٹے ہیں، شوہر مر چکا تھا، جوان بیٹوں پر ہی زندگی کا دارومدار تھا، وہ بھی بچھڑ گئے تھے، وہ تو شکر کی بات تھی کہ مجھے ہریش کی زندگی کا علم ہوگیا تھا، دیوان موہن داس اور اس کے بیٹے ہری داس نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھ۔ پشپاوتی عمر کی اس منزل میں تھی، جہاں اس کی زندگی معمولی سی حیثیت کی حامل تھی لیکن بہرحال انسان جب تک زندہ رہتا ہے، زندگی کے لوازمات سے اس کے رابطے تو ہوتے ہیں، پشپاوتی ایک انسان کی حیثیت سے جن غموں کا شکار تھی وہ اپنی جگہ مسلم حیثیت رکھتے تھے۔ بعد میں کیا ہوگا یہ تو خدا ہی جانتا تھا۔ لیکن فی الحال پشپاوتی کے جینے کا ایک راستہ میری نگاہوں میں آگیا تھا۔ میں خود تو کسی کا کیا ساتھ دیتا۔ یہ بھی علم تھا مجھے کہ پرنس گوتم بہرحال اس زہر کا شکار ہو چکا ہے جو لکسمبرگ میں اسے دیا گیا تھا ان چاروں گناہ گاروں کی موت اس انداز میں ہوئی تھی جس انداز میں انہوں نے تھوڑی سی رقم اور اعزازات کے بدلے ایک انسان کو زہر دے کر اس کی زندگی چھینی تھی۔ لیکن بہرحال مجھے تھوڑا سا موقع مل گیا تھا اور پروفیسر سینی گان جو کچھ مجھے دے گیا تھا اس سے فائدہ اٹھانے کے مواقع مجھے حاصل ہوگئے تھے۔

معمول کے مطابق پشپاوتی نے میرا استقبال کیا۔ میری آنکھوں اور پیشانی پر لاتعداد بوسے دیے میں بھی اس سے محبت سے باتیں کرتا رہا۔ ہم دونوں نے ناشتا ایک ساتھ کیا، ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پشپاوتی سے کہا۔

"ماتا جی رات کو میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا ہے۔"

"کیا خواب گوتم۔" پشپاوتی نے پوچھا۔

"ماتا جی آپ سوامی ہیرانند کے بارے میں کچھ جانتی ہیں۔"

"سوامی ہیرانند؟"

"ہاں"

"نہیں میں نے یہ نام کبھی نہیں سنا!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"تو پھر؟"

وہ ایک بہت عمر کا آدمی تھا، لمبی سفید داڑھی، سفید بال، سفید لباس میں ملبوس رات کو میرے سپنے میں آیا تھا۔"

"سوامی ہیرانند، ہم تو کسی ایسے سوامی کو نہیں جانتے۔"

"میں نے کہا نا ماتا جی، بس وہ ایک تصور تھا۔ ایک خواب تھا، لیکن اس نے جو کچھ کہا وہ بڑا عجیب تھا۔"

"کیا کہا اس نے؟"

"ماتا جی وہ میرے قریب آیا، میری کمر پر ہاتھ رکھا اور بولا۔ گوتم تو اپنے بھائی ہریش کے لئے بہت غمزدہ ہو نا...... میں نے کہا کہ مہاراج وہ میرا چھوٹا بھائی تھا اور جس طرح وہ موت کا شکار ہوا میرا دل اس کے لئے ہمیشہ روتا رہے گا۔ تو وہ مسکرا کر بولے کہ بہت سی کہانیاں ایسی ہوتی ہیں جن کا کوئی سرا نہیں ہوتا کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ مجھ سے پوچھا کہ کیا میں اپنے چھوٹے بھائی کیلئے اپنا جیون دان کر سکتا ہوں۔"

"کیا......" پشپاوتی کے منہ سے خوفزدہ انداز میں نکلا۔

"ہاں ماتا جی اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں اپنے چھوٹے بھائی سے پریم کا ثبوت دے کر اپنا جیون اس کی بھینٹ کر سکتا ہوں؟"

"نہیں رے کیسی باتیں کر رہا ہے۔" پشپاوتی نے کہا لیکن میں نے سنجیدہ چہرہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ اس نے کہا تھا، ماتا جی۔" "تو پھر پھر کیا ہوا......؟"

"میں نے اس سے کہا کہ ہاں میں ایسا کر سکتا ہوں، مجھے اپنے بھائی سے بہت پریم تھا، میں اپنا جیون دے کر بھی اس کا جیون بچا سکتا تو ضرور بچا لیتا۔"

"تو پھر......تو پھر......؟"

"تو اس نے کہا ماتا جی کہ اگر تو اپنا جیون بھینٹ کر دے تو ہریش اس سنسار میں آ سکتا ہے۔"

"سن رے من میں ایسے سپنے تو آتے ہی رہتے ہیں، ہریش کا جیون اتنا ہی تھا۔ بھگوان اس کی واپسی چاہتا تھا سو اس کی واپسی ہو گئی۔ اب بھلا وہ اس سنسار میں کیسے آ سکتا ہے؟" "مگر ماتا جی نجانے کیوں یہ سپنا دیکھنے کے بعد میرے من میں ایک خیال پیدا ہو گیا ہے!"

"کیا......؟"

پشپاوتی کے ہونٹوں پر ایک تلخ سی مسکراہٹ پھیل گئی، وہ بولی۔

"مرنے والے کبھی واپس آتے ہیں پگلے؟"

"مگر ماتا جی یہ سپنا میرے من سے چپک کر رہ گیا ہے۔"

"اپنے من کو شانت کر اور ایسی باتیں سوچنا چھوڑ دے۔"

"ایک سوال کروں ماتا جی......!"

"ہاں رے پوچھ......" "ماتا جی اگر میں اپنا جیون ہریش کو دے دوں تو؟"

"کیسی باتیں کرتا ہے، ہمیشہ مجھے رلانے کی باتیں کرتا ہے تو۔ میری آنکھیں تھے تم دونوں، ایک آنکھ ہریش تھا تو دوسری تم تھے۔ آنکھ ایک رہ جائے تو ایک ہی کہلائے گی۔ کوئی فرق نہیں تھا تمہارے اندر اور اس کے اندر، ایسی باتیں نہ کیا کر گوتم، میرا من ڈوبنے لگتا ہے۔"

"چلو چھوڑو ماتا جی، لیکن ایک بات سن لو، اگر بھگوان کی سوگند مجھے اس بات کا یقین ہو جائے کہ میرا ہریش میرا جیون لے کر دوبارہ جی سکتا ہے تو میں اپنا جیون دان کر دوں گا۔"

پشپاوتی رونے لگی تو میں نے ہنس کر کہا۔ "ارے یہ تو میں نے اپنے من کی بات کہی تھی اس لئے تھوڑی کہی تھی کہ تم رونے لگو۔" پھر اس کے بعد میں بات ٹال گیا۔

میں نے اپنے منصوبے کے تحت یہ بات پشپاوتی کے کانوں میں ڈال دی تھی، جو کچھ میں کرنا چاہتا تھا یہ ابتدا اسی کی تھی۔ بہرحال پشپاوتی اب ذہنی طور پر پرنس گوتم کی موت کے لئے تیار ہو جائے گی بشرطیکہ ہریش اس دنیا میں واپس آ جائے۔

پشپاوتی کے ساتھ دوپہر تک کا وقت میں نے گزارا۔ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں یونہی ٹہلتا رہا۔ ہری داس اور موہن داس بہت کم میرے سامنے آتے تھے، وہ اپنے اپنے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ میں بھی ان کے درمیان زیادہ نہیں جاتا تھا اور اپنی پوزیشن کو بچائے رکھتا تھا، پھر باقی دن بھی گزر گیا، میں اپنی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ کسی طرح مجھے کانسی کے ٹاپو کی طرف جانے کا موقع مل جائے اس کے لئے میں منصوبے بنارہا تھا ابھی ایک مخصوص وقت تک مجھے پرنس گوتم کا جسم برقرار رکھنا تھا اور اس کے لئے محنت کرنی تھی کیونکہ اس طرح مجھے اس وقت تک کام کرنے کا موقع مل سکتا تھا جب تک ہریش اپنے گھر میں واپس نہ آجائے۔ یہ ایک اہم مسئلہ تھا۔

بہرحال سوچتا رہا، منصوبے بناتا رہا، اس بات کا بھی مجھے علم تھا کہ ہری داس اور موہن داس بھی میری ہر تحریک پر نظر رکھتے ہیں۔ یقینی طور پر وہ کوئی نیا منصوبہ سوچ رہے ہوں گے۔ لیکن اتنا نہیں جانتا تھا کہ اس نئے منصوبے کے لئے ابھی وہ خاصا وقت صرف کریں گے۔

گمشدہ وجود کے بقیہ حالات

جاننے کیلئے تیسرا حصہ

"شیردل"

پڑھیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk